

جلاء العیون

جلد اوّل

سوانح چہارده معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسی بن علامہ محمد تقی مجلسی

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر - 260756, 269598

ہدیہ - 1

مارچ 2001

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۹	حضرت الوب علیہ السلام		
۱۹	حضرت ذوالنفل علیہ السلام		
۱۹	حضرت شعیب علیہ السلام		
۲۰	حضرت یعقوب علیہ السلام		
۲۰	حضرت یوسف علیہ السلام		
۲۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام		
۲۱	حضرت یوشع علیہ السلام		
۲۱	جناب حزقیل علیہ السلام		
۲۲	جناب الیاس علیہ السلام		
۲۲	جناب شموئیل علیہ السلام		
۲۲	حضرت طالت علیہ السلام		
۲۲	حضرت داؤد علیہ السلام		
۲۳	حضرت سلیمان علیہ السلام		
۲۳	حضرت عزیر علیہ السلام		
۲۴	حضرت زکریا علیہ السلام		
۲۴	حضرت یحییٰ علیہ السلام	۷	حرف اول
۲۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۷	تاریخ
۲۶	ایک نظر	۸	تاریخ کی ابتدا
۲۷	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۹	دنیا کی ابتدا
۲۹	حضرت ادنیٰ الامر علیہ السلام	۱۰	دینی حق
۳۶	دوٹ	۱۳	آئین الہی
۴۷	اسلام حکومت کا طریقہ انتخاب	۱۵	حضرت شیث علیہ السلام
۴۸	اسلام حکومت کا حکمران کون	۱۵	حضرت ادریس علیہ السلام
۵۴	رائے	۱۶	حضرت نوح علیہ السلام
۵۵	بیعت اور دوٹ ایک نہیں	۱۷	حضرت صالح علیہ السلام
۵۷	حکمران کا انتخاب	۱۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام
۶۰	مجلس مشاورت	۱۸	حضرت اسماعیل علیہ السلام

۱۲۷	بیان وصایائے حضرت رسول مقبولؐ	۴۱	نظام مرتضیٰ علیہ السلام
۱۲۸	بیان سپردگی میراث	۴۲	حضرت علی علیہ السلام کی گزشتہ
۱۳۰	وصیایا حضرت درحق حسینؑ	۴۸	اصل دیباچہ کتاب فارسی
۱۳۲	بیان خطبہ حضرت رسول مقبولؐ	۵۰	مقدمہ کتاب از قلم مصنفؑ
۱۳۴	فضائل جناب امیرؑ زبانی حضرت رسول مقبولؐ		باب اول فصل اول
۱۳۵	بیان فضائل اہل بیت زبانی رسولؐ	۷۲	ولادت و وفات اشرف کائنات و بعض
	فصل پانچویں		احوال کریمہ و مناقب شریفہ
۱۳۸	در بیان حضرت رسولؐ کی رحلت		فصل دوم
۱۳۹	بیان تعیین تاریخ وفات حضرت رسولؐ	۷۵	رسالت پناہ کے نور مبارک کے اذکار عالیہ
۱۴۰	بیان غسل و کفن حضرت رسولؐ		فصل تیسری
۱۴۲	بیان کفن حضرت رسولؐ	۹۵	بیان تاریخ ولادت باسعادت
۱۴۳	تقریر حضرت خضر علیہ السلام	۱۰۱	واقعہ یثرب بن سعد و کعب الاحبار
۱۴۴	بیان قصاص حضرت رسولؐ	۱۰۷	تعبیر خواب زبانی سیوط نجومی
۱۴۵	ملاقات حضرت رسولؐ و عمرؓ		فصل چہارم
۱۴۷	بیان رحلت حضرت رسولؐ	۱۰۹	بیان وصایائے حضرت رسول مقبولؐ
۱۴۸	اولیٰ ملک الموت در خانہ رسولؐ	۱۱۲	بیان حدیث قرطاس
۱۴۹	وصیت خلیفہ و کفن	۱۱۴	خطبہ آخری رسول مقبولؐ
۱۵۱	مدائے شیطان بعد از وفات رسولؐ	۱۱۵	وصایائے رسولؐ از انصار
۱۵۱	بیان شرکت ملائکہ در تجہیز و تکفین حضرت رسولؐ	۱۱۵	وصایائے رسولؐ در حق اہل بیتؑ
	و ائمہ طاہرین	۱۱۶	وصایائے رسولؐ از مجاہدین
۱۵۲	بیان نماز جنازہ حضرت رسولؐ	۱۱۷	بیان عہد نامہ حضرت رسول مقبولؐ
۱۵۴	بیان دفن رسول مقبولؐ	۱۱۸	بیان سپردگی وصیت نامہ
۱۵۶	بیان در زہر کف گرسفند	۱۱۹	مضمون وصیت نامہ
۱۵۷	کلام حضرت امیر المومنینؑ	۱۲۰	بیان قبول وصیت نامہ
۱۵۸	ذکر مصحف فاطمہؑ	۱۲۱	وصیت مخصوصی بجناب فاطمہؑ
	فصل چھٹی	۱۲۱	بیان رخصت رسولؐ و اہل بیتؑ
۱۵۸	بیان بعد دفن رسول مقبولؐ	۱۲۲	وصیت از جناب فاطمہؑ
۱۵۹	بیان نصب مجتہد محکم معاویہ	۱۲۳	وصیت رسولؐ بجناب فاطمہؑ
۱۵۹	بیان اجتماع جناب امیرؑ	۱۲۵	بیان اخبار آئندہ رسولؐ
	باب دوم فصل اول	۱۲۶	وصایا حضرت رسولؐ در باب دفن

۱۹۱	قصہ محمود فرشتہ	۱۹۱	بیان تاریخ ولادت و وفات اور بعض احوال کریمہ
۱۹۲	ترویج جناب فاطمہ	۱۹۲	و مناقب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا
۱۹۵	بیان سامان ترویج جناب فاطمہ بالائے آسمان	۱۹۳	بیان نور شریف جناب سیدہ
۱۹۵	خطبہ ملک	۱۹۵	بیان ولادت جناب فاطمہ
۱۹۶	بیان ترویج فاطمہ بر زمین	۱۹۶	فصل دوم
۱۹۷	تفصیل مشاوی جناب فاطمہ	۱۹۶	بیان اسمائے شریفہ سیدہ
۱۹۸	بیان ترویج فاطمہ زہرا	۱۹۷	بیان معنی فاطمہ
۲۰۴	فضائل علی زبانی رسول	۱۹۸	تفسیر فاطمہ و بتول زہرا
۲۰۷	کلام راحیل فرشتہ	۱۹۹	بیان کیفیت ہائے جناب سیدہ
۲۰۸	بیان زفاف فاطمہ	۲۰۰	فصل تیسری
۲۰۸	بیان مہر فاطمہ زہرا	۲۰۰	بیان فضائل و مناقب جناب سیدہ
۲۰۹	کلام زمین از جناب امیر	۲۰۱	سیدہ کا راہ خدا میں زیور دنیا
۲۱۰	بیان مشار فاطمہ در بہشت	۲۱۰	سیدہ کا گردن بند دنیا
۲۱۱	فاطمہ علی کا آپس میں سلوک	۲۱۱	فضیلت زہرا بر عالمین
۲۱۳	بیان پانچ افراد کے گریہ و بکا کا	۲۱۳	حال ائمہ اربعین خادمہ سیدہ
۲۱۴	فصل چہارم	۲۱۴	بیان آسیہ گردانی جناب سیدہ
۲۱۴	بیان کیفیت معاشرت جناب امیر و	۲۱۵	منزلت و بزرگی جناب سیدہ
۲۱۵	جناب فاطمہ زہرا	۲۱۵	تفسیر آیات سورہ رحمن
۲۱۵	فصل ساتویں	۲۱۶	وصف بہشت جناب سیدہ
۲۱۶	بیان کیفیت شہادت فاطمہ اور بیان اظہار	۲۱۶	گہوارہ جنبانی جناب ملائکہ
۲۱۷	جو رک جو منافقان امت سے پہنچے	۲۱۷	غلام کیا آزاد ہونا بہرکت گردن بند
۲۱۷	بیان مصحف جناب فاطمہ	۲۱۸	ثواب تسبیح جناب فاطمہ
۲۲۰	اخبار مصائب زبانی حضرت رسول	۲۱۹	قصہ رسول مع ہاجرین و انصار
۲۲۳	بیان فضائل اہل بیت	۲۲۰	فصل چہارم
۲۲۴	بیان حدیث ترقاس	۲۲۰	بیان مکارم و اخلاق جناب سیدہ
۲۲۴	جناب امیر کو برائے بیعت بلانہ	۲۲۱	بیان امور خانہ داری جناب سیدہ
۲۲۶	خشم و غضب فاطمہ بر اشقیائے امت	۲۲۲	بیان تقسیم پارچہ لمبے وغیرہ
۲۲۶	احتجاج اصحاب کبار احمد مختار	۲۲۳	بیان خواب جناب سیدہ
۲۳۵	بیان غضب مذکور	۲۲۴	فصل پانچویں
۲۳۶	برائے شیخین وصیت فاطمہ زہرا	۲۲۴	بیان ترویج جناب فاطمہ

۲۳۷	فصل دوسری	۲۳۷	شیخین کا ارادہ قتل جناب امیر المومنین علیہ السلام
۲۳۸	خبر دینا خدا و رسول دینمیلان گزشتہ بہ جناب	۲۳۸	روایت محمد بن جریر طبری
۲۳۸	امیر علیہ السلام	۲۳۹	بیان وفات جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
۲۳۸	حکایت یہودی در خبر شہادت امیر علیہ السلام	۲۴۰	بیان دوگردانی فاطمہ از ابو بکر و عمر
۲۳۸	بیان قبض اوداح مومنان	۲۴۱	بیان وصایائے جناب فاطمہ زہرا
۲۳۸	خبر شہادت امیر زبانی جناب امیر علیہ السلام	۲۴۲	ترجمہ اشعار جناب فاطمہ زہرا
۲۳۸	فصل تیسری	۲۴۳	ترکیب نقش زبانی اسماء بنت عبید
۲۳۸	جناب امیر در شہادت	۲۴۴	وصایائے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
۲۳۸	مشورہ شہادت جناب امیر علیہ السلام	۲۴۵	وفات جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
۲۳۸	قصہ شہادت جناب امیر علیہ السلام	۲۴۶	کلام عباس غم حضرت رسول اکرم
۲۳۸	بیان نصائح و وصایائے جناب امیر علیہ السلام	۲۴۷	حون داندہ جناب امیر علیہ السلام
۲۳۸	شہادت جناب امیر علیہ السلام	۲۴۸	بیان وفات و دفن جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
۲۳۸	بیان مناقب جناب امیر علیہ السلام	۲۴۹	فصل آٹھویں
۲۳۸	بیان شہادت	۲۵۰	بیان وادخواستی فاطمہ زہرا بروز قیامت
۲۳۸	روایت زائدہ بن قدامہ	۲۵۱	بیان غلاب و شہان اہل بیت علیہم السلام
۲۳۸	فصل چوتھی	۲۵۲	بیان تشریف فاطمہ میدان محشر
۲۳۸	واقعہ جو بعد از امیر واقع ہوئے	۲۵۳	باب تیسرا - فصل اول
۲۳۸	حکایت اردون رشید	۲۵۴	تاریخ ولادت و شہادت سیدہ و میا و امام الاقصیٰ
۲۳۸	بیان کفن و دفن جناب امیر علیہ السلام	۲۵۵	حضرت علی علیہ السلام
۲۳۸	کلام سعد بن ابی وقاص	۲۵۶	بیان فضائل جناب امیر المومنین زبانی حضرت
۲۳۸	علائقہ دفن جناب امیر علیہ السلام	۲۵۷	رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۳۸	بیان تعزیت جناب خضر علیہ السلام	۲۵۸	روایت الحسن بن مالک
۲۳۸	خلیفہ امام حسن علیہ السلام	۲۵۹	روایت جابر بن عبد اللہ انصاری
۲۳۸	فصل پانچویں	۲۶۰	فضائل ابوطالب زبانی حضرت رسول
۲۳۸	قصہ قتل ابن ہشام ملعون	۲۶۱	روایت ولادت جناب فاطمہ در کعبہ
۲۳۸	روایت شہید جناب امیر بر آسمان پنجم	۲۶۲	بیان اسلام ابوطالب و فاطمہ بنت اسد
۲۳۸	باب چہارم - فصل اول	۲۶۳	حکایت شیر
۲۳۸	بیان تاریخ ولادت و شہادت ثانی ائمہ ہدی و	۲۶۴	ترجمہ اشعار ابوطالب و مضمون نوح علیہ السلام
۲۳۸	قرۃ لعین محمد مصطفیٰ امام حسن مجتبیٰ	۲۶۵	بیان سبقت اسلام جناب امیر علیہ السلام
۲۳۸	نقش نگین حضرت امام حسن علیہ السلام	۲۶۶	تہنیت ولادت امیر زبانی جبرائیل علیہ السلام

۳۴۰	معجزہ امام حسنؑ در طفولیت	۳۴۳	بیان عقیقہ حضرت امام حسن علیہ السلام
۳۴۰	معجزہ امام حسن علیہ السلام فصل پانچویں	۳۴۳	بیان علیہ مبارک حضرت امام حسن علیہ السلام فصل دوسری
۳۴۶	احوال امام حسنؑ بعد شہادت امیر و صلح معاویہ	۳۴۳	بیان فضائل و مناقب امام حسن علیہ السلام
۳۴۶	خطبہ امام حسنؑ علیہ السلام	۳۴۸	بیان تسبیح انگور و انار
۳۴۷	بیان خلافت و بیعت	۳۴۹	جامہ ہائے بہشت تحفہ حسنینؑ
۳۷۱	مضمون صلح نامہ با معاویہ	۳۴۹	قصہ جام بلور سرخ بریز مشک و غیر
۳۷۲	معاویہ کا امام حسین علیہ السلام سے اصرار بیعت	۳۵۰	طول دادن سجدہ بدبب امام حسن علیہ السلام
۳۷۳	خطبہ معاویہ برائے بیعت امام حسنؑ کا خطبہ طیف	۳۵۱	نشان دادن جبرائیل باغ بنی نجار
۳۷۷	مصاح صلح با معاویہ	۳۵۱	خطبہ رسول مشعل فضائل حسین علیہ السلام
۳۸۲	مکالمہ عبدالبن عباس با معاویہ	۳۵۲	بیان محبت رسول با حسن علیہ السلام
۳۸۵	بیان بدعت ہائے معاویہ	۳۵۲	بیان سبب بہشت و دو سطر عبادت
۳۸۸	حدیث عمرو بن حرق خزاعی	۳۵۲	فصل تیسری
۳۸۹	شہادت حجر بن عدی	۳۵۲	بیان مکارم و اخلاق و محاسن امام حسن علیہ السلام
	فصل چھٹی	۳۵۲	بیان اخلاق و آداب امام حسن علیہ السلام
۳۹۰	بیان کیفیت شہادت امام حسن علیہ السلام	۳۵۲	سخاوت امام حسن علیہ السلام
۳۹۰	اخبار شہادت امام حسن علیہ السلام کی زبانی	۳۵۲	خطبہ مبارک امام حسنؑ مشعل بر مو غلہ
۳۹۱	بیان زہر دادن امام حسن علیہ السلام	۳۵۰	بیان خضوع و خشوع امام حسن علیہ السلام
۳۹۲	بیان وصایائے امام حسن علیہ السلام	۳۵۱	حکایات زن بدویہ
۳۹۷	بیان دفن امام حسن علیہ السلام	۳۵۲	بیان سخاوت امام حسن علیہ السلام
۳۹۷	مانعت عائشہ از دفن امام حسن علیہ السلام	۳۵۳	حکایت ابن ابی عقیق
۳۹۸	بیان وفات امام حسنؑ زبانی آنکہ اہل بیت	۳۵۳	قصہ مرد شامی
		۳۵۴	حکایت مرد پیر سیود
		۳۵۴	بیان کراغ و فروتنی امام حسن علیہ السلام فصل چہارم
		۳۵۷	بیان قصص امامت امام حسن علیہ السلام
		۳۵۸	بیان معجزات امام حسنؑ علیہ السلام
		۳۵۸	بیان معجزہ و غیرہ موافق ہارثہ امام حسن
		۳۵۸	خبر دادن امام حسنؑ بہ نزول حبشی
		۳۵۹	معجزہ امام حسنؑ بابت سوالات با قاصد معاویہ

حرفِ اوّل

دُنیا میں مقدس ترین خدمت یہ ہے کہ بنی آدم کے اخلاق کی اصلاح کی جائے۔ اس مقصد کے حصول کے کئی طریقے ہیں۔ مثلاً وعظ و نصیحت (لیکچر) کے ذریعہ فنِ اخلاق میں کمت میں لکھی جائیں۔ لوگوں کو نیکی کرنے پر مجبور کیا جائے اور بدکاروں کو مزدی دی جائے لیکن ان تمام راستوں میں موثر ترین طریقہ یہ ہے کہ کسی انسان کو یا اس کے حالات کو انسانوں کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ جو اخلاقی اعتبار سے کامل ہو۔ اور جو کچھ اپنی زبان سے کہے اس پر خود بھی عمل کرے۔ یہی اصول قرآن نے پیش فرمایا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۖ لَمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ حَشَا يُرَاقِبْهُ أَفْوَاجٌ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

ذاتِ مبارک پیروی کرنے کے واسطے جو امید رکھتا ہے بقائے الہی کی اور روزِ آخرت کی اور جس نے ذکرِ خدا کیا کثرت سے۔ نیز یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ دن کی قدر نہیں ہوتی اگر رات نہ ہوتی۔ و صوبِ اچھی نہ لگتی اگر سردی نہ ہوتی۔ آرام کی عزت نہ ہوتی اگر تکلیف نہ ہوتی۔ کھرے کا پتہ نہ چلتا۔ اگر کھوٹا نہ ہوتا۔ نیکی کی قیمت نہ ہوتی اگر بدی نہ ہوتی۔ نیکیوں کی تیز نہ ہوتی اگر بد نہ ہوتی۔ سچوں کی پیروی نہ ہوتی اگر جھوٹے نہ ہوتے۔ پس معلوم ہو گیا کہ ضدین کا پایا جانا ضروری ہے۔ لہذا جہاں نیک اور صالح شخصیتوں کے حالات سے عوام کو آگاہ کیا جائے پیروی کرنے کے واسطے وہاں بُرے اور جھوٹے لوگوں کے حالات سے بھی عوام کو آگاہ کیا جائے ان سے بچنے کے واسطے اس لئے دونوں فوہق نیک و بد کے حالات کا قلمبند ہونا ضروری ہے۔ اس طریق کار کو کہا جاتا ہے تاریخ۔ لہذا میں پہلے آپ کو تاریخ سے واقفیت کراتا ہوں۔

تاریخ

تاریخ وہ مشعل ہے راہِ دُنیاطے کرنے والوں کے لئے جس کی روشنی میں یہ روزِ روشن کی طرح صاف نظر آتا ہے کہ ایک قوم بد لوگوں کی پیروی کر کے نیکیوں کی روایات کو بھول کر کے ہستی کے گڑھے میں کس طرح گری اور ایسی گری کہ پھر اُبھر نہ سکی۔ اور دوسری قوم نیک لوگوں کی اتباع کر کے کس طرح عورت و

شمس کے آسمان پر آفتاب بن کے چمکی لہذا تاریخ یہ سبق دیتی ہے ان غلطیوں سے بچو جو ان کی تباہی کا باعث ہوئیں تاریخ ہی فقط ایک ایسی مشعل ہے جس کی روشنی میں انسان مختلف شاہراؤں سے ہوتا ہوا آخر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ تعصب اور طرفداری کے جذبہ سے کام نہ لے۔ مثلاً ایک انسان کی زندگی خوبیوں سے بھری ہوئی ہے اور کامیاب زندگی ہے لیکن اس کا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جس کے دعاوی تمہارے لئے قابل قبول نہیں۔ اس لئے تم اس کی زندگی کے اہم اور سبق آموز واقعات کو ازراہ تعصب نظر انداز کر دیتے ہو۔ اُن سے فائدہ نہیں اٹھاتے دوسرا شخص تمہارا اہم مذہب ہے دولت مند ہے لیکن فیاض نہیں۔ یتیموں کو نہیں دیتا۔ غریبوں سے ہمدردی نہیں کرتا۔ لوگ اس کی بخیلی کی شکایت کرتے ہیں۔ آپ فوراً اس کی طرفداری کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ آپ کا مقصد ہے وہ اپنی کمائی کٹا دے۔ طرفداری کا یہ جذبہ انسان کے دل میں فیاضی کے خیالات پیدا ہونے نہیں دیتا۔ اس لئے تاریخ کے لئے لازمی ہے غیر جانبدار ہونا تاکہ خوبیوں کو اپنایا جاسکے اور زندگی کو بہتر بنایا جاسکے۔

تاریخ کی ابتدا

یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اس فن تاریخ کی ابتدا کب سے ہوئی۔ کیونکہ ابتدا میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ اس لئے عہد قدیم کے حالات تاریخی میں ہیں۔ مورخوں نے عہد قدیم کی تاریخ مرتب کرتے وقت ان چیزوں کی طرف توجہ کر کے تاریخ مرتب کی ہے۔ (کریمہ) یعنی شہروں۔ قلعوں۔ شاہی عمارتوں، مقدس مذہبی عمارات کے کھنڈرات کے آثار۔ مجسمے۔ کتے۔ سگے۔ اسلحہ۔ کپڑے اور اسباب زرہ وغیرہ وغیرہ۔ (منقولہ) یعنی وہ قصے۔ اشعار اور امثال جو آباد اجداد سے منقول چلے آتے تھے۔ اور ہر زمانے میں اس کو یاد رکھا جاتا تھا۔ (آثار مطبوعہ) یعنی کتابیں۔ اور اق۔ دفاتر کے کاغذات۔ قوانین۔ معاہدات۔ مذہبی رسوم وغیرہ۔ ان چیزوں سے تاریخ اور واقعات کا ذکر دنیا کی پیدائش سے نسبت دے کر کیا جاتا تھا۔ مثلاً یہ واقعہ پیدائش دنیا کے اتنا عرصہ پہلے یا اتنے سال بعد بطور میں آیا۔ جب طوفان نوح آیا۔ تو لوگوں نے پیدائش دنیا کو چھوڑ کر اس واقعہ کی طرف نسبت دے کر اس طرح تاریخ مرتب کی۔ کہ فلاں شخص نے فلاں شخص کو طوفان نوح سے اتنے سال پہلے قتل کیا تھا۔ فلاں بادشاہ نے فلاں سلطنت کو طوفان نوح کے اتنے سال بعد اپنے قبضہ میں کیا۔ اس کے بعد سلاطین کا دور آیا۔ اور ان کی حکومت کے عہد کی طرف واقعات کو نسبت دے کر تاریخ مرتب

کی جانے لگی۔ اس طرح مورخین اپنا کام کرتے رہے اور دنیا آگے بڑھتی رہی۔ آخر وہ زمانہ آ گیا۔ جب تین اہم واقعات کو تاریخ کا مبداء قرار دے دیا۔ (۱) پیدائش عالم (۲) ولادت مسیح (۳) ہجرت نبوی صلیم پیدائش عالم سے جن واقعات کا شمار ہوتا ہے وہ دنیا کی پیدائش سے غالباً تین ہزار سال بعد کے واقعات ہیں۔ اور ولادت مسیح کے زمانہ پر یہ حساب پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے اور ولادت مسیح سے تاریخ کا سلسلہ پھر نئے سرے سے شروع ہو جاتا ہے جس کا رواج اب بھی ہے اور ہجرت نبوی صلیم کی ابتدا حضور کی مدینہ میں تشریف آوری سے شروع ہوتی ہے جس کا سلسلہ اسلامی دنیا میں جاری ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔

دنیا کی ابتدا

دور رس القاریخ میں دنیا کی ابتدا کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے انسان (آدم علیہ السلام) پیدا ہوا۔ اور بعض کا خیال ہے چھ ہزار سال پہلے اور یہ بھی خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ لاکھوں سال پہلے اور جب تاجدار منیر سلونی حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے پوچھا گیا کہ دنیا کی ابتدا کب ہوئی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ شاید تم لوگ یہ ہی خیال کرتے ہو کہ خلاق عالم نے صرف اسی عالم اور آدم کو پیدا کیا۔ نہیں بلکہ خلاق عالم نے اسی طرح کئی دس لاکھ عالم اور دس لاکھ آدم پیدا کئے ہیں۔ تم سب سے آخر عالم اور سب سے آخر آدم کی اولاد ہو۔ لہذا اب یہ تعین کرنا دشوار ہے کہ دنیا کی ابتدا کب سے ہوئی اور یقین کے ساتھ دنیا کی ابتدا کے متعلق وہ حصہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن ہر ایک تاریخ لکھنے والے نے دنیا کی ابتدا کے متعلق اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے جو کہ دنیا کی ابتدا کی تاریخ معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے فکر کی حد بندی کی تاریخ ہے۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک تاریخ دان نے تسلیم کیا ہے کہ دنیا کی پرانی قومیں چینی۔ ہندوستانی اور مصری ہیں۔ اور یہ دنیا میں آج سے چھ ہزار سال یا دس ہزار سال پہلے سے پائی جاتی ہیں۔ اقوام عالم کے مورخین نے صحت تاریخ کے لئے کوئی اصول وضع نہ کئے۔ اس لئے جو واقعہ ان کو ملا یا کسی سے سنا انہوں نے اس کو ریح اور جھوٹ۔ بنا دئی نہ دیکھا۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی اصول نہ تھا۔ لہذا آج ان کی مرتبہ تاریخ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ وہ لغویات سے پُر ہے۔ ثبوت کے طور پر ایک واقعہ ایک انسان سے یا قوم سے نسبت دے کر ایک مورخ نے لکھا تو دوسرے نے اس کی تردید کی ہے بلکہ وہ واقعہ اور عجیب عجیب الفاظ میں پیش کیا۔ اس کے علاوہ اکثر مورخین ایک واقعہ نقل کرتے ہیں دوسرے اس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ تاریخ کا طالب علم متاخرین مورخین سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ ایک واقعہ جو ایک تاریخ میں دیکھتا ہے اُسے دوسرا اپنی تاریخ میں جھوٹ لکھ دیتا ہے۔ دونوں کے پاس صحیح اور جھوٹ کے جانچنے کا کوئی اصول نہیں فقط اپنی عقل کے پیمانہ کے مطابق صحیح اور جھوٹ قرار دیا۔ لہذا متلاشی حق کو ان تواریخ سے فائدہ نہ ہو سکا۔

مقدمہ شافی

دین حق

پارٹی۔ جماعت۔ گروہ بنانے والا۔ پارٹی اور جماعت تشکیل دینے سے قبل آئین۔ دستور تیار کرتا ہے۔ جس پر پارٹی۔ جماعت۔ گروہ نے عمل پیرا ہونا ہے اور ایک مقصد (منزل) پیش نظر ہوتی ہے جس پر افراد جماعت نے دستور پر عمل کر کے پہنچنا ہوتا ہے۔ ایسے ہی زمین و آسمان۔ عرش و کرسی۔ لوح و قلم۔ سیارے۔ ستارے۔ کوکب شمس و قمر۔ حور۔ ملک۔ جن و بشر نباتات و جمادات۔ حیوانات و معدنیات۔ وحوش و طیور۔ مکان و لامکان۔ زمان و لازمال تخلیق فرمانے سے قبل خالق نے ان کی منزل قرار دی۔ اور ایک دستور۔ آئین بنایا جس کا نام اسلام رکھا اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اللہ کا مقبول۔ پسندیدہ دستور آئین۔ دین۔ اسلام ہے یہ اصول خالق سے تحریر فرما کر کتابی شکل میں عالمین کے سامنے پیش فرمائے تو اس کتاب کا نام قرآن رکھا۔ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (فرقان) صاحب خیر و برکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان کو نازل فرمایا تاکہ فرقان عالمین کے لئے نذیر ہو۔ اس نظام۔ آئین۔ دستور کو مختلف ادوار میں چلانے والے سیاسیبن الہیہ نمائندگان کبریا۔ خاصان خدا لفظ نبی۔ رسول۔ خلیفہ۔ امام کے نام سے یاد کئے گئے اور یہ سب کے سب اللہ نے بھیجے یہ مسلمہ امر ہے یہ تمام ہستیاں نمائندہ خالق عالمین تھیں اور سب ایک دستور۔ آئین۔ دین دُنیا میں نافذ کرنے قائم کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو یہ سب اُسی آئین دستور اور دین کے پابند تھے۔ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ط (شوری) حبیب آئین دستور۔ دین دیا وہی تم کو جو دیا تھا نوح کو اور جو دیا ہم نے ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ علیہم السلام کو یہ کہ اس دین کو قائم کر دو اور اس میں افتراق پیدا نہ ہو۔

تو انہوں نے اپنی جماعت پارٹی کا کیا نام رکھا۔ لہذا قرآن پاک اس امر کے متعلق ارشاد فرماتا ہے وَ اِنَّ مِنْ شَيْعَلَنِهِمْ لَابِرَ اٰهِيْمٍ (الصّٰفّٰت) حضرت نوح کے بارے میں اور

جناب ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام جناب نوح علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھا۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب نوح علیہ السلام تک ان تمام ہستیوں نے اپنے آپ کو شیعہ کہلایا اور ان ہی کے شیعوں میں سے جناب ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اس پارٹی کا ایک اور نام رکھا۔ **مُسلِمَان**۔ **وَمَلَّتْ أُمِّيَكُمْ اِبْرَاهِيمُ هُوَ سَمَّكُمْ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَرَفِيَ هَذَا رَجُلٌ مَلَّتْ تَهَارَے** باپ ابراہیم علیہ السلام کی ہے اُسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پہلے سے اور اس آئین (قرآن) میں بھی آیت سے ظاہر ہے ابراہیم علیہ السلام اُمت محمدیہ کے باپ ہیں اور ہمیشہ شریف لائق باپ اچھے پیارے بیٹے کو اصل نام کے علاوہ دوسرے نام پکارتے ہیں جیسے پتو گڈو حالانکہ یہ اصل نام نہیں اور ان کے پکارنے میں گناہ جرح بھی ہیں۔ ایسے باپ ابراہیم نے شیعہ کا پیار میں مسلمان نام رکھا۔ چنانچہ یہ دونوں نام ایک کے ہی ہیں

جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو دستور تھا اُس کا نام اسلام تھا اور ملت کا نام شیعہ تھا افراد ملت شیعہ کو مسلمان کہلانے کا حکم دیا حضرت اسماعیل اور جناب اسحاق بھی اسی ملت کے پابند تھے۔ آگے یہ سلسلہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا سلسلہ اسماعیلیہ اور سلسلہ اسحاقیہ تمام انبیاء بنی اسرائیل سلسلہ اسحاقیہ میں آئے اور جناب اسحاق کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام نے وقت وفات اپنے بیٹوں سے فرمایا۔ **اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتَ اِذْ كَانَ لَبَنِيَّةً مَا كَتَبُودَنْ مِنْ بَعْدِي قَالُوْا نَعْبُدُكَ وَرَاٰلِهٖ اَبْنَاؤُكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاسْمٰعِيْلَ وَاسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَنَحْنُ كُنْهٖ الْمُسْلِمُوْنَ** (بقسہ) جب قریب آئی یعقوب کے موت تو فرمایا اپنے بیٹوں سے میرے بعد کسی کی عبادت کر دو گے۔ بولے ہم عبادت کریں گے تیرے معبود اور تیرے باپ دادا ابراہیم اسماعیل اسحق کے معبود کی جو واحد ہے اور ہم مسلمان ہیں اُس کے اور جناب یوسف علیہ السلام نے زندان میں اپنے قیدی ساتھیوں اور زندان کے عملے سے اپنی ملت کے بارے میں فرمایا۔ **وَاتَّبَعْتُ مِلَّتَ الْاَبَايِ اِبْرَاهِيْمَ وَاسْحٰقَ وَيعْقُوبَ (يُوسُف) اور میں نے اتباع کی ہوئی ہے اپنے آباؤ اجداد جناب ابراہیم اسحق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت کی۔**

آگے سلسلہ یوسف علیہ السلام میں اولاد ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے جناب

موسىٰ اور ان کی جماعت کے بارے میں فرمایا۔ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينٍ غَفْلَةٍ مِنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَزَعَمَ أَلَهُ جَنَابِ مُوسَىٰ شَهِرٍ فِيهَا جَبٍ وَهَذَا لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔ اُن میں جناب موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ تھا اور دوسرا جناب موسیٰ علیہ السلام کا مخالف یعنی غیر شیعہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی پیرو۔ غلام۔ جماعت شیعہ کہلاتی تھی۔ جناب سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین راحتہ العاشقین۔ رحمۃ العالمین کو بھی پروردگارِ عالم نے فرمایا ہے یہی اعلان کرو۔ قَدْ صَدَّقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِثْلَهُ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيفًا (عمران) فرمادیجئے یہی فرمایا ہے اللہ نے اے میرے امت تم تابع ہو جاؤ ملتِ ابراہیم کے جو یہودی۔ عیسائی ان تمام سے علیحدہ یعنی جدا ملت ہے۔

گویا از حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ محبوب کبریا تمام کے تمام دنیا میں اللہ کے نمائندے تھے اور ایک دستور۔ آئین۔ دین رکھتے تھے جس کا نام اسلام ہے اور ایک ملت رکھتے تھے جس کا نام شیعہ ہے۔ شیعوں کا نام مسلمان جناب ابراہیم علیہ السلام نے رکھا ہے حضور اکرم کے دنیا سے تشریف لے جاتے بعد حضرت علی علیہ السلام ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے عموماً اور جناب محمد مصطفیٰ کے خصوصاً وارث۔ وصی۔ ولی۔ جانشین قرار پائے۔ اور دنیا کے شیعہ کے امام اول بنے بحکم خدا اور با اعلان رسول کریم اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نمائندگان (انبیاء) کو جو دستور۔ آئین۔ دین (اسلام) دیا وہ ہی دستور۔ دین (اسلام) علی علیہ السلام کا دستور۔ آئین تھا اور جو ملت انبیاء کرام کی تھی وہ ہی جناب علی علیہ السلام کی جماعت جس کا نام ہے شیعہ اور تابعداران علی علیہ السلام کو آج تک لفظ شیعہ سے یاد کیا جاتا ہے اور تا قیامت اسی لفظ سے تابعداران علی علیہ السلام کو پکارا جائے گا۔ حضور سرکارِ دو عالم خاتم النبیین رحمۃ العمین جن کی زبان مبارک بغیر وحی الہی کے جنبش نہیں فرماتی نے بھی شیعوں کے لئے ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُوْلٰئِكَ هُمُ الْخَيْرُ الْبَرِيَّةُ (میتہ) جو لوگ یقیناً ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے وہی سب سے اچھی جماعت ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا نے جناب علی سے فرمایا۔ يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَشِيعَتُكَ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ فَاتَّقِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اَنْتَ وَشِيعَتُكَ رَاغِبِيْنَ مَرْضِيْنَ صَوَاعِقُ مَرْقُومَةٍ بِالْعَلَمِ الْبَرِيَّةِ (تو اور تیرے شیعہ غیر البریہ (عالمین میں بہترین جماعت) ہیں قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ

ایسے ہوں گے خدا اور رسولؐ ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں گے۔ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر دُرّ منثور جلد دوم ص ۳۹۹ ابن عساکر سے جناب جابر بن عبد اللہ انصاری سے مذکورہ آیت کے شان نزول میں ہدایت درج کرتے ہیں۔ جناب جابر فرماتے ہیں میں رسول پاکؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ جناب علی علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا۔ وَ الْكَذِبُ نَفْسِي بَيِّنَةٌ اِنَّ هَذَا وَ شَيْعَتَهُ هُمْ الْكَافِرُ مَرُّونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اے علی مجھے قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ نجات پاگئے ابن صباغ ساکی اپنی کتاب فصول المهمہ ص ۱۲۲ پر جناب عبد اللہ بن عباس سے روایت نقل کرتا ہے جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول پاکؐ نے جناب علیؑ سے فرمایا هُوَ اَنْتَ وَ شَيْعَتُكَ تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ اَنْتَ وَ هُمْ رَاٰهِنَيْنَ مَرَّ حَيْنٍ وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں اور قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ اس حال میں ہوں گے خدا اور رسولؐ اُن سے راضی ہوگا۔ اور یہ خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں گے کتب اہل سنت والجماعت میں کثرت سے ایسی روایات درج ہیں تذکرہ علامہ سبط ابن جوزی ص ۳۱ مودة القُرْنِی ص ۳۳ حافظ گنجی شافعی ص ۹۱ ابن اثیر مخابیہ میں اور سمعودی نے جواہر العقود میں اور ابو جعفر طبری نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا اور تسلیم کیا ہے کہ تاجدارِ مدینہ وحی تر جہاں سے لفظ شیعہ جناب علی علیہ السلام کی پارٹی۔ جماعت اور تابعداروں سے منسوب کیا اور استغناء فرمایا ہے اور قلابانِ علیؑ کا نام شیعہ رکھا ہے۔

آئین الہی کے لئے نمائندوں کا قیام

جس گھڑی اور لمحہ سببہٴ ارضی پر انسان کا قدم آیا اُسی کے ساتھ ساتھ خداوند کریم سے خطہٴ ارضی پر اپنا دستور۔ آئین۔ دین۔ (اسلام) نافذ فرمایا۔ تو اس دستور پر اہالیانِ ارضی سے عمل کرنے کے لئے جو ہستی منتخب ہوئی اُس کا انتخاب کیسے عمل میں آیا۔ کیا اہالیانِ ارضی نے اپنی کثرت سے منتخب کیا اور یا خالق نے خود مقرر فرمایا۔ تو یہ معلوم کرنے کے لئے عالمین کی سب سے معتبر تاریخ اور آئینی کبریٰ کی کتاب جس کا نام قرآن پاک ہے اس میں مرقوم ہے کہ اہالیانِ ارضی کو خداوند کریم نے دستور تیار فرما کر ارشاد فرمایا وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط (بقصر ۷۰) اور جب فرمایا تیرے رب نے تمام عالمین کی طاقتوں کو

میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تمام طاقتیں خاموش ہیں کہ نہیں ہم بنائیں گے۔ فرشتے تھوڑے سے بولے مگر قدرت نے چند نام پیش کر کے فرمایا اچھا میرا خلیفہ اہل علم و دین ہے یہ بتاؤ یہ نام کن کے ہیں فرشتے بتانہ سکے۔ اور جناب آدمؑ نے بتا دیا یہ نام اس کا ہے۔ اور یہ نام اس کا خداوند کریم نے خلافت کا تاج حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر رکھ دیا اور یہ بھی اصول بنا دیا خلیفہ عالم ہوتا ہے ساتھ یہ مسئلہ حضرت آدم علیہ السلام تک نہیں رکھا گیا بلکہ آیت میں لفظ استعمال ہوا ہے رَاقٍ جَاعِلٌ۔ رَاقٍ لفظ استمرار ہے اور جَاعِلٌ فاعل کا صیغہ ہے استمرار کا معنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور جَاعِلٌ کا معنی بنانے والا جیسے رَاقٍ کس اثر قی میں ہی ہمیشہ ہمیشہ رزق دینے والا ہوں اسی طرح میں ہی ہمیشہ ہمیشہ بنانے والا ہوں خلیفہ کا اور جیسے میرے ہوا کسی کو رزق دینے والا ماننا شرک ہے اسی طرح کسی کو میرے سوا خلیفہ بنانے والا ماننا شرک ہے لہذا جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا اُس وقت زمین پر اولاد حضرت آدم علیہ السلام آدمیوں کی آبادی چالیس ہزار افراد پر مشتمل تھی تو جناب آدم علیہ السلام نے چالیس ہزار پوتوں نواسو کو نہیں فرمایا کہ تم میرے خلیفہ بنائینا بلکہ ان کے لئے حکم خداوند کریم خود بنایا اور نام بتایا کہ یہ میرے بعد تمہارا خلیفہ ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو اپنے بیٹے حضرت شیت علیہ السلام کو قریب بلایا ان کو اپنا ولی عہد مقرر فرمایا اور یہ وصیت نامہ بھی لکھ دیا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات سے گیارہ دن پہلے بیٹے شیت علیہ السلام کو ولی عہد اور وصی مقرر کیا دیا اور وصی ہونے کا مضمون لکھ دیا اور اُس تحریر کو جناب شیت علیہ السلام کے حوالے کر دیا اور اُن کو حکم دیا اس تحریر کو قابیل اور اس کی ادا سے چھپا لینا کیونکہ اس نے حسد سے ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔

نَمَّا حَضَرَتْ آدَمَ الْوَفَاةَ دَعَا
ابْنَهُ شَيْثًا فَحَدَّثَهُ اِكْبَهُ وَكَتَبَ
وَصِيَّتَهُ اِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَضَ
قَبْلَ مَوْتِهِ اَحَدَ عَشَرَ يَوْمًا وَاَوْحَى
اِلَى ابْنِهِ شَيْثٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَتَبَ
وَصِيَّتَهُ ثُمَّ دَفَعَ كِتَابَ وَصِيَّتِهِ اِلَى
شَيْثًا وَامَرَهُ اَنْ يَخْفِيَهُ مِنْ قَابِلِ
وَكَذَلِكَ لَوُتَ قَارِيئِينَ قَد كَانَتْ
قَتْلَ هَابِيلَ حَسَدًا مِثْلَهُ -
تاریخ طبری جلد اول ص ۷۷ تاریخ کامل
جلد اول ص ۷۱

حضرت شیت علیہ السلام

حضرت شیت علیہ السلام جناب آدم علیہ السلام کے ۲۳۰ سال کی عمر میں پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کے جانشین خلیفہ۔ وصی مقرر ہوئے حکم حضرت آدم علیہ السلام آپ کی زندگی میں اولاد آدم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی ایک قبیل کی پیرو جنہوں نے حضور کو حضرت آدم کا خلیفہ تسلیم نہ کیا اور وہ بت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت شیت علیہ السلام نے ۹۱۲ سال عمر مبارک پائی جب آپ کا وقت وفات قریب آیا اوصیٰ الی ابنہ انوش و مات جناب شیت علیہ السلام بیماری میں جب مبتلا ہوئے تو اپنے بیٹے جناب انوش کو اپنا وصی مقرر فرمانے کے بعد انتقال فرما گئے۔ تاریخ کامل جلد اول ص ۲

جناب انوش کے ہاں بہت سے لڑکے پیدا ہوئے مگر جناب نے اپنا وصی حضرت قینان کو مقرر فرمایا پھر قینان کے ہاں جناب مھلائیل اور بہت سے لڑکے پیدا ہوئے مگر جناب قینان نے اپنا وصی مھلائیل کو مقرر فرمایا پھر جناب مھلائیل کے ہاں یارو اور کئی لڑکے پیدا ہوئے۔ مگر جناب مھلائیل نے اپنا وصی یارو کو مقرر فرمایا پھر یارو کے ہاں جناب خونخ پیدا ہوئے اور یہی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ پس جناب ادریس اپنے باپ یارو کی وفات کے بعد ان کل امور میں جن میں مھلائیل کے والد نے مھلائیل کو وصی مقرر کیا تھا اپنے باپ یارو کے وصی اور خلیفہ مقرر ہوئے۔

ولد انوش قینان و نفراً بشر اؤ
اکیہ الوصیتہ فولد قینان مھلائیل
و نفراً معہ و اکیہ الوصیتہ نوکد
مھلائیل میرد و هو البیارو و
نفراً معہ و اکیہ الوصیتہ
فولد بر دخنوخ و هو
ادریس

تاریخ طبری جلد اول ص ۲

فکان وصی ابیہ و خلیفۃ فی ما
کان والد مھلائیل اوصی الی مھلائیل
و استخلفہ علیہ بعد وفاتہ
تاریخ طبری جلد اول ص ۲

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام جناب آدم علیہ السلام کی ستائیس پشت میں پیدا ہوئے۔ لکھنا پڑھنا اور علم نجوم پڑا سینا یہ امور جناب ہی کی ایجاد ہیں۔ ۲۶۵ سال جناب نے عمر مبارک پائی۔

ہے۔ آپ کے اوپر ۳۰ صحیفے نازل ہوئے ہیں۔ جب آپ کا وقت وفات

امور خداوندی معاملات دین میں خود اپنا خلیفہ اور
جانشین بنا گئے اپنے بیٹے جناب متوشلخ علیہ
السلام کو۔

جب جناب متوشلخ علیہ السلام کی وفات کا وقت
آیا تو آپ نے اپنے آباء و اجداد کے طریقے کے
مطابق اپنے بیٹے ملک کو اپنا جانشین مقرر فرمایا
اور اُن کل باتوں میں اُن کو وصیت کر دی جو بزرگوں
نے آپ کو وصیت کی تھی۔

فَأَسْخَلْنَا خَنْوَ عَلَى أَمْرِ اللَّهِ وَ
أوصاه

تاریخ طبری جلد اول ص ۸۷

فَلَمَّا حَضَرَتْ مَتَوْشَلَخُ الْوَفَاةَ
اسْتَخْلَفَهُ مَلِكٌ وَعَلَى أَمْرِهِ وَ
أوصاهُ بِمِثْلِ مَا كَانَ آبَاؤُهُ
يُوصُونَ بِهِ

تاریخ طبری جلد اول ص ۸۷

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام جناب ملک علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ جناب ملک علیہ السلام
کی عمر ۸۲ سال کی تھی جب نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جناب لاف یعنی ملک نے آپ کو اپنا
وصی مقرر فرمایا جب آپ کی عمر مبارک ۸۰ سال تھی۔ ۱۲۰ سال تک آپ نے تبلیغ فرمائی
پھر بکری دار لوگوں پر عذاب کا حکم ہوا۔ جناب نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ہوا آپ
نے کشتی بنا کر ہر جاندار کا جوڑا کشتی میں بٹھالیا پھر بانی کا عذاب آگیا بارش شروع ہو گئی۔
اور تھوڑے پانی نکلنے شروع ہو گئے اور انہی آدمیوں کو جو مومن تھے کشتی میں سوار کئے یہ
عذاب سے بچ گئے جناب آدم اور نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار پانچ سو سال
کا عرصہ گزرا ہے جب عذاب ختم ہوا اور پانی زمین سے ختم ہو گیا اور حضرت نوح علیہ السلام
زمین پر تشریف لائے تو آپ نے خطہ زمین اپنے تین بیٹوں جناب حام۔ سام۔ یافت
میں تقسیم کر دیا۔ حام کو دریائے نیل کے مغرب کا کل حصہ دیا اور یافت کو فیشون اور اس
کے اطراف کا حصہ دیا اور یوں ملک عرب ایران۔ روم۔ شام وغیرہ کے باشندے سام
کی اولاد ہوئے کیونکہ ان کے حصہ میں زمین کا وسطی دیا دریائے نیل فرات دجلہ دسیمان
وفیشون وغیرہ کے اطراف و جوانب کے علاقے تھے۔ دریائے نیل کے مغربی حصوں کے لوگ
حام کی اولاد ہوئے۔ یورپ اور ترک علاقے کے لوگ یافت کی اولاد ہیں اس طرح تمام

زمین پر ان کی اولاد پھیل گئی اور ۴۰ زبانیں یہ بولنے لگ گئے۔ اور یوں جناب نوح علیہ السلام نے اپنی زندگی میں حام سام یافت کو وصی۔ جانشین مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۱۸ اور جناب سام نے اپنے بیٹے ارغشہ کو اپنا وصی وقت وفات مقرر کیا اور ارغشہ نے اپنے بیٹے شاخ کو وصی مقرر کیا وفات کے وقت مقرر کیا اور شاخ نے اپنے بیٹے عابر کو مقرر کیا اور ان ہی کو ہود علیہ السلام کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے حضرموت میں علاقہ احتفات کی طرف ایک قوم آباد تھی حضرت ہود اسی قوم کی طرف بیغیر مبعوث ہوئے یہاں ہی جناب کا انتقال ہوا اور مکہ معظمہ کے نزدیک مقام حجر یہ دفن ہوئے اور وقت وفات جناب ہود علیہ السلام نے اپنے بیٹے قانع کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۱۱

حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام آپ ثمود بن غاشر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام سے ہیں۔ قوم ثمود کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں قوم کے معجزہ طلب کرنے پر پہاڑ سے اونٹنی معہ بچہ کے نکلی افراد قوم بہت کم تعداد میں ایمان لائے۔ کثرت گمراہ رہی گمراہ لوگوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں جس سے قوم پر عذاب آیا آپ فلسطین کی طرف چلے گئے آخر وقت مکہ معظمہ تشریف لائے یہاں انتقال ہوا اور مقام حجر میں دفن ہوئے۔ جو لوگ صاحبان ایمان تھے جناب صالح علیہ السلام نے وقت وفات ان پر اپنے بیٹے کو وصی اور جانشین مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۱۹

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن ارغوبن قانع بن عابر بن شاف بن قینان بن ارغشہ بن سام بن نوح علیہ السلام طبری جلد اول ص ۱۱۹ آذر آپ کا والد تھا۔ بلکہ چچا تھا جناب ابراہیم علیہ السلام یتیم ہو گئے تھے آذر چچا نے پرورش کی تھی مال والد ابراہیم کا نگران یہ کرتا تھا ورنہ جناب ابراہیم علیہ السلام آذر کے گھر نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے عربی زبان میں پرورش کرنے والے کو آب کہتے ہیں اور جس سے بچہ پیدا ہو اُس کو والد کہتے تھے اور ہیں چنانچہ اذ قال ابراهیم لا یسجد لی ع ۵ جب ابراہیم

علیہ السلام عالم اسلام جن کی تلت پر ہے حضور نے ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضور نے وقت وفات جناب اسماعیل علیہ السلام اور جناب اسحاق علیہ السلام کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا۔ تاریخ ابوالفداء جلد اول ص ۱۵۱ حضرت لوط علیہ السلام جناب کے صرف دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور کوئی بیٹا نہ تھا آپ جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے ان میں ایک آدمی بھی مسلمان نہ ہوا۔ یہاں تک آپ کی بیوی بھی مسلمان نہ تھی عذاب آیا تمام قوم اور بیوی صاحبہ ہلاک ہو گئے نہ کوئی بچا اور نہ وصی بنانے کا کسی کے لئے سوال پیدا ہوا۔ قرآن مجید پل ۷، اور تاریخ طبری جلد اول ص ۱۵۱

حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیلؑ جناب ہاجرہ سے تھے اور جناب اسحاقؑ سارہ سے تھے دونوں بھائیوں میں انتہائی محبت اور پیار تھا جناب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی دی جن کی یاد میں عید قربان منائی جاتی ہے جناب اسماعیل علیہ السلام نے ۱۳۷ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور وفات آپ نے اپنے بھائی جناب اسحاق علیہ السلام کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا اور تحریر بھی کر کے جناب اسحاق علیہ السلام کو دی۔

ان اسمعین لما حضرت الوفاة
وصی اخی اخیه اسحاق انا واج
انبته من العیصر ابن اسحاق
روضۃ الصفا جلد اول ص ۱۵۱

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وقت وفات
قرب آتا تو آپ نے اپنا وصی اپنے بھائی اسحاقؑ
کو مقرر کیا اور اپنی بیٹی کانکار جناب اسحاق علیہ
السلام کے بیٹے عیصر سے کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام میں اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ جناب اسحاق علیہ السلام کو اور حجاز میں مقرر فرمایا تھا جانشین اور خلیفہ جناب اسماعیل علیہ السلام کو تاریخ کامل جلد اول ص ۱۲۱ جناب اسماعیل علیہ السلام بڑے تھے اور جناب اسحاق علیہ السلام چھوٹے لہذا جناب اسماعیل علیہ السلام کا جب وقت وفات قریب آیا تو آپ نے بڑے ہونے کے سبب شام میں اپنا خلیفہ اور وصی جناب اسحاق علیہ السلام کو مقرر فرمایا اور حجاز میں اپنے بیٹے قیدار کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ روضۃ الصفا جلد اول ص ۱۵۱ جناب اسماعیل مکہ معظمہ میں مقام حجر اسماعیل میں دفن کئے گئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام آپ مقام دمشق میں رہتے تھے آپ کا شجرہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ ایوب بن موس بن دازح بن حیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام جناب کی بیوی بہت مالدار تھی۔ رحمہ اُن کا اسم مبارک تھا آپ کے ۲۶ لڑکے پیدا ہوئے۔

انّ ایوب کان ثلاثاً وتسعين سنة وانه اوصى عند موته الى ابنه حومل
جناب ایوب علیہ السلام کی عمر مبارک ۹۳ سال کی ہوئی ہے جب آپ کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے حومل کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۶۷

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

حضرت ذوالکفل پیغمبر جناب کا اصل نام بشر تھا اور لقب ذوالکفل تھا۔ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے خداوند کریم نے جناب ایوب علیہ السلام کے بعد حضور کو بنی مبعوث فرمایا آپ تمام عمر ملک شام میں رہے اور ۷۵ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور جناب نے وقت وفات اپنے بیٹے عبدان کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۶۷

حضرت شعیب علیہ السلام

جناب شعیب علیہ السلام جناب مدین کے بیٹے تھے جناب مدین نے جو شہر آباد فرمایا اس کا نام اپنے نام پر ہی رکھا جناب شعیب علیہ السلام اسی شہر مدین کے لوگوں کی طرف بنی مبعوث ہوئے جناب نے اپنی بیٹی جناب صفورہ کا عقد جناب موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ آپ کے کوئی بیٹا نہ تھا جناب نے وقت وفات اپنا وصی اپنے داماد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے جو جرّواں پیدا ہوئے تھے جناب یعقوب علیہ السلام اور عیص حضرت اسحاق علیہ السلام ۱۰۰ سال زندہ رہے آپ کی وفات ملک شام دمشق کے علاقہ میں ہوئی جناب نے وقت وفات اپنا وصی اور جانشین اپنے بیٹے جناب یعقوب علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ روضۃ الصفا جلد اول ص ۶۱-۶۲

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام کے ۱۲ بیٹے تھے جناب کا اصلی نام اسرائیل ہے اور جناب کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں ۹۱ سال کی عمر میں جناب یوسفؑ آپ سے جدا ہو گئے۔ فراق یوسفؑ میں رور و کرا نکھیں سفید ہو گئیں ۱۲۷ سال کی عمر میں جناب نے وفات پائی۔ اور وقت وفات اپنا جانشین اور وصی اپنے بیٹے جناب یوسفؑ کو مقرر فرمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات ملک مصر میں ہوئی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام

جناب یوسف علیہ السلام حسن و جمال میں ثانی نہ رکھتے تھے والد آپ سے بہت محبت کرتے تھے اسی وجہ سے بھائیوں نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا آخر قتل نہ کیا کنوئیں میں ڈال دیا۔ وہاں سے فائدہ نکال لے گیا مصر میں بکے شاہ مصر سے خرید کئے ان کی بیوی زلیخا عاشق ہو گئی جب آپ نے اس کی بات نہ مانی تو رانیل (زلیخا) نے آپ پر تہمت لگا کر اپنے شوہر سے شکایت کر کے قید کرا دیا۔ سات سال آپ قید رہے۔ قید میں دو قیدیوں کو خواب تعبیر دی۔ جب وہ رہا ہوئے تو انہوں نے عزیز سے آپ کا ذکر کیا عزیز مصر کو خواب لگایا آپ نے اس کو تعبیر بتائی۔ عزیز مصر خوش ہوا اس نے رہا کر کے دربار میں جگہ دیدی پھر اس نے آپ کو وزیر خزانہ مقرر کر دیا۔ جب عزیز مصر مر گیا تو تمام مصر پر آپ کی حکومت ہو گئی دنیا میں قحط پڑ گیا مصر کے علاوہ دور دراز سے لوگ غلہ کے لئے مصر آئے آپ کے بھائی بھی آئے آپ نے ان کو پہچان لیا مگر بھائیوں نے غلہ لیا آپ نے چوری کے الزام میں حقیقی بھائی بن یامین کو رکھ لیا اس طرح سے باپ ماں اور دیگر بھائی جناب سے جاملے جناب یعقوبؑ مصر میں آنے کے ۱۷ سال بعد انتقال کر گئے جناب یوسف علیہ السلام کی ۱۱۰ سال عمر ہوئی وقت وفات جناب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی یہود کو اپنا وصی مقرر کیا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۷۱

حضرت موسیٰ بن عمران

حضرت موسیٰ علیہ السلام جناب عمران کے بیٹے اور جناب یعقوبؑ کے پوتے قاباشا

کے پوتے تھے۔ فرعون مصر کے عہد میں آپ مبعوث برسات ہوئے آپ مصر سے بھاگ کر مدائن چلے گئے تھے وہاں جناب شعیب علیہ السلام کی ۲۰ سال بکریاں چرائیں جناب شعیب نے اپنی بیٹی صفورا سے نکاح کر دیا آپ نے واپس آکر فرعون کو تبلیغ کی۔ فرعون معہ لشکر دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور مصر پر اسرائیل کا قبضہ ہو گیا۔ جناب موسیٰ کا ذکر کثرت سے قرآن میں ہے۔ جناب نے اپنی زندگی میں اپنا دھی جناب ہارون کو مقرر فرمایا جناب ہارون موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں انتقال کر گئے تو جناب یوشع بن نون کو دھی کر دیا۔
روضۃ الصفا جلد اول ص ۱۲۸ حضرت موسیٰ نے ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

جناب یوشع بن نون

جناب یوشع بن نون اریکا میں نبی مبعوث ہوئے جناب موسیٰ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا بنی اسرائیل کی ہدایت و سرمداری آپ کے ذمہ تھی۔ حضرت موسیٰ کی زوجہ جناب صفورا نے آپ سے لوگوں کو جمع کر کے اپنے ساتھ ملا کر جنگ کی جس میں ۷۰ ہزار آدمی مارے گئے آخر میں جناب صفورا کو شکست ہوئی۔ اور جنگ میں گرفتار ہوئیں۔ جناب یوشع بن نون نے آپ کو باعزت و احترام رہا کیا اور گھر پہنچایا۔ جناب یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کے ۲۸ سال بعد ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ وفات سے قبل جناب نے تبرکات اور تابوت سکینہ اولاد ہارون کے سپرد کر دیئے۔ ثُمَّ قُوَّاهُ اللَّهُ فَاسْتَخْلَفَ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَالْبَنِي يُوْنَا تَارِيخ طبری جلد اول ص ۱۲۸ تاربخ کامل جلد اول ص ۱۷۱ جب یوشع بن نون کا وقت وفات آیا تو آپ نے اپنا خلیفہ بنی اسرائیل پر کالب بن یوفا کو مقرر کر دیا۔

جناب حزقیل

جناب یوشع بن نون نے اپنا خلیفہ کالب بن یوفا کو بنی اسرائیل پر مقرر فرمایا جناب کالب بن یوفا نے اپنا خلیفہ جناب حزقیل کو مقرر فرمایا ۶۰ ہزار آدمی جناب حزقیل بن بوڈی کی زندگی میں مرض طاعون میں ہلاک ہو گئے۔ جناب حزقیل نے مقام کوفہ پر انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

جناب الیاس

جناب حزقیل کی وفات کے بعد خداوند کریم نے جناب الیاس کو پیغمبر مبعوث فرمایا آپ علاقہ لعل بک پر مبعوث ہوئے بنی اسرائیل اس زمانہ میں بت پرستی میں مبتلا تھے اور خرافات میں لوگوں نے آپ کی ہدایت قبول نہ کی۔ آپ پہاڑی پر چلے گئے آپ نے بددعا کی سخت قحط پڑا تین سال تک بارش نہ ہوئی۔ وقت کے بادشاہ نے آپ کو گرفتار کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔ آگ ظاہر ہوئی جس نے تمام کو ہلاک کر دیا اور جناب الیاس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا۔ جناب الیسع حضرت الیاس کے چچا زاد بھائی تھے آپ جناب الیاس کے وصی اور حضور کے بعد پیغمبر ہوئے۔ روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۱۴۵۔ آپ اندھوں کو ٹھیک کر دیتے اور کوڑھوں کا علاج کرتے جناب الیاس کے بعد ۸ سال تبلیغ کی جناب عیسیٰ سے ۸۸۱ سال پہلے کا زمانہ ہوا ہے۔ جناب الیسع نے اپنا خلیفہ ذوالکفل کو مقرر کیا۔ روضۃ الصفا جلد اول ص ۱۴۱

حضرت شموئیل

حضرت شموئیل حضرت موسیٰ کی شریعت پر تھے علاقہ غزہ۔ عسقلان میں قوم عمالقمہ پر آپ مبعوث ہوئے۔ آپ نے وصی الہی کے مطابق اپنا وحی اور بنی اسرائیل کا سردار طاہوت کو مقرر فرمایا سورہ بقرہ پ ۲۵ آخری رکوع ۲۵ سال مبعوث نبوت ہونے کے بعد آپ نے انتقال فرمایا۔

حضرت طاہوت

جناب داؤد

جناب طاہوت نے بادشاہ جاہوت سے لڑنے کے لئے جناب داؤد کو اپنا جانشین مقرر کر کے لڑنے کے لئے بھیجا جناب داؤد علیہ السلام غالب آئے جاہوت کو قتل کر دیا اس وقت جناب داؤد کی عمر ۳۵ سال تھی اس کے بعد آپ مبعوث برسات ہوئے خداوند کریم نے آپ کو زبور کتاب عطا فرمائی آپ صاحب کتاب اور شریعت بنی ہوئے ۴۵ سال

آپ نے نبوت فرمائی ہے ۷۰ سال کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ فُلُکُمَا مَاتَ
وَوَسْرَتُ سُلَيْمَانَ مُلْكُهُ وَعِلْمُهُ وَنُبُوَّتُهُ تَارِيخِ كَامِلٍ جِلْدِ اَوَّلِ صَدِّهِ جِب
حضرت داؤد علیہ السلام نے انتقال فرمایا تو آپ کے وارث آپ کے بیٹے جناب سلیمان
ہوئے حکومت کے بھی اور علم کے نبوت کے بھی۔

جناب سلیمان

جناب داؤد علیہ السلام کے ۱۹ لڑکے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے جناب سلیمان علیہ السلام
تھے ۱۹ سال کی عمر میں جناب داؤد نے آپ کو اپنا وصی۔ جانشین مقرر کیا تمام روئے زمین
پر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک تمام وحوش و طیور و انس و جن پر آپ کی
حکومت تھی۔ بادل۔ ہوا۔ پانی تمام حشرات الارض وغیرہ آپ کے زیر فرمان تھے آپ نے
چالیس سال تک حکومت کی آخری عمر میں چار سال بیت المقدس کی تعمیر شروع ہوئی۔
آپ خود نگرانی فرمایا کرتے تھے اور لاٹھی کھمارے کھڑے تھے ٹھوڑی کے نیچے آپ
کی وفات ہو گئی اور جناب ایسے ہی کھڑے رہے ایک سال بعد دیمک نے لاٹھی کو
نیچے سے کھایا لاٹھی گری جناب سلیمان گر گئے۔ اب آپ کی وفات کا علم ہوا جناب
نے ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اور وفات سے پہلے جناب نے اپنا وصی آصف بن
برخیا کو مقرر فرمایا۔

جناب عمر بن عبدالمطلب

جناب عمر بن عبدالمطلب تھے جناب عمر بن فرقہ ایلباکی ایک بستی کے پاس سے گزرے تمام
لوگ مرض طائون سے مرے پڑے تھے آپ نے دیکھ کر تعجب کیا فرمایا خالق یہ کیسے زندہ
ہوں گے وہاں آپ اسی خیال میں کچھ دیر آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے سواری (گدھا)
کھڑا کر دیا قدرت نے موت دیدی ۱۰۰ سال تک وہاں رہے اس وقت آپ کی عمر ۳۰ سال
تھی ۱۰۰ سال بعد قدرت نے زندہ کر دیا ۲۰ سال مزید زندہ رہے ۱۵۰ سال کی عمر میں
وفات پائی اور آپ نے اپنا خلیفہ اپنے بیٹے عمر بن عبدالمطلب فرمایا جناب عمر بن عبدالمطلب
پہنچے ہوئے بخت نصر بادشاہ نے آپ کو کنویں میں ایک شیرنی کے ساتھ قید کر دیا وہ شیرنی

آپ کو دودھ بلاتی رہی۔ مدت بعد بخت نصر نے دیکھا اور آپ کو زندہ پایا باہر نکال لیا۔ اپنا وزیر بنا لیا۔ علم رمل آپ کی اسجادہ ہے ان کے بعد جناب یونس بن تلی ہوئے ہیں جن کو قرآن پاک سے صاحب الخوت بھی فرمایا ہے ذوالنون بھی آپ کا لقب ہے ۱۲۷ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور جناب زکریا آپ کے جانشین ہوئے۔

جناب زکریا

حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں اور جناب سلیمان کی اولاد سے ہیں آپ نے اولاد رہے۔ آخری عمر میں آپ نے دعا فرمائی جس کا ذکر قرآن سے یوں فرمایا ہے۔

عرض کیا زکریا نے اے رب میرے بوڑھی ہو گئیں میری ہڈیاں اور بال سر کے سفید ہو گئے بوجہ بوڑھا پے کے۔ اور مجھ سے مانگ کر میں بھی محروم بھی نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں اپنے عزیز و قارب سے سسرال وغیرہ کہ میرے بچے میری جائداد پر قابض ہو جائیں گے اور عورت بھی میری بانجھ ہے۔ سو تو مجھ کو اپنے پاس سے وارث عطا فرما جو میرا در آل یعقوب کا وارث ہو۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهْنٌ الْعَظْمُ مِیِّیْ
وَاَسْتَعْلٰی اَسُّ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ
بِدُعَاؤِکَ رَبِّ سَقِیًّا وَ اِنِّیْ
خِفْتُ اٰمَواِیْ مِنْ وَاٰوِیْ وَ
کَاُنْتُ اَمْرًا اَقْرَبَ اَفْهَمَ
رِیِّ مِنْ کُدُّکَ وَّلَیِّا هَیْثُ
وِیْسَرْتُ مِنْ اِلٍ یُعْقُوْبُ
(سورہ مریم)

پروردگار عالم نے جناب یحییٰ کو پیدا فرمایا جو از روئے قرآن وارث زکریا ہوئے ۱۰۰ سال کی عمر میں آپ کو شہید کر دیا آپ ظالموں سے ڈر کر بھاگ گئے تھے بچے لوگ تھے جناب نے درخت سے فرمایا مجھے پناہ دے درخت نے پناہ دی لوگوں نے درخت کو آسے سے چیر دیا اور آپ شہید ہو گئے۔

جناب یحییٰ

جناب یحییٰ جناب زکریا کے وارث۔ وصی۔ جانشین تھے جناب عیسیٰ کی والدہ مریم خالہ زاد بھائی تھے بادشاہ وقت اپنی بھتیجی یا بھانجی یا حقیقی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا

جناب نے فرمایا یہ حرام ہے وہ عورت بھی بادشاہ پر عاشق ہو گئی آخر بادشاہ نے نکاح کر لیا۔ اور جناب یحییٰ کو شہید کر دیا جناب یحییٰ حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے۔ جناب عیسیٰ کے آسمان پر جانے سے چند ماہ قبل کا واقعہ ہے۔

جناب عیسیٰؑ

جناب عیسیٰ علیہ السلام جناب مریم کے بیٹے ہیں۔ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو روح القدس بھی کہتے ہیں۔ جناب زکریا حضرت مریم کے خالو تھے ایسار اور حنہ دو بہنیں تھیں۔ ایسار کی شادی جناب زکریا سے اور حنہ کی شادی عمران سے ہوئی۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام ۱۴ سال کی عمر میں مریم بی بی متی تو پیدا ہوئے آپ نے گوارہ میں اپنی والدہ کی عصمت کی گواہی دی۔ آپ صاحب شریعت اور صاحب کتاب رسول ہیں۔ انجیل آپ کے اوپر نازل ہوئی۔ آپ اندھے۔ کوڑھی۔ گونگے ہر مرض اور ہر قسم کے بیمار کو ہاتھ لگا کر درست کر دیتے مردہ کو کھڑو کر سے زندہ کرتے۔ مٹی سے پرندہ بنا کر اڑا دیتے۔ غیب کی خبر دیتے پانی پر چلتے۔ یہودی آپ کے دشمن ہو گئے آپ کو پکڑ لیا گیا اور پھانسی دینا چاہی۔ خدا نے چھت کے راستے سے آپ کو آسمان پر اٹھ لیا۔ اور یہود جو آپ کا حواری تھا اور مغبرہ آپ کی شکل ہو گیا اُس کو پکڑ کر صولی دے دیا گیا۔ جناب عیسیٰؑ کو جب خداوند کریم نے زمین سے زندہ اٹھا لیا اُس وقت بشری دنیا میں آپ کی عمر ۳۹ سال کی تھی جب آپ پیدا ہوئے تو جناب مریم کی عمر ۱۴ سال کی تھی آپ کے بعد جناب مریم چھ سال زندہ رہی جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس واقعہ سے قبل اپنا خلیفہ خود ہی مقرر فرمایا۔

حضرت عیسیٰ کی وصیتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا مجھے خدا نے تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ شمعوں کو تم لوگوں پر اپنا خلیفہ مقرر کروں اور آپ کے حواریوں نے ان کی خلافت قبول کر لی۔	از جملہ وصایائے عیسیٰؑ یکے آں بود کہ خدا نے تعالیٰ مرا امر فرمودہ است کہ شمعوں را بر شما خلیفہ گردانم و حواریان او خلافت دے قبول کروند و وقتہ الصفا جلد اول ص ۱۸

جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک کتب اہل سنت تاریخ کامل

تاریخ طبری۔ روضۃ الصفا اور قرآن پاک سے ثابت کر دیا ہے کہ ہر ایک رسول اور نبی نے دنیا سے جانے سے قبل اپنا وصی۔ جانشین۔ خلیفہ خود مقرر فرمایا امت کو دیکھا یا نام بتایا ہے امت کو بغیر خلیفہ کے چھوڑ کر کوئی بنی دنیا سے نہیں گیا۔ ہر بنی اپنے اپنے دور میں آئین الہیہ کا محافظ نگران جاری کرنے والا تھا اور عند اللہ اسلامی حکومت کا سربراہ تھا۔ اور ان کے بعد وہ ہستیاں جن کو وصی مقرر کیا گیا گویا حضرت آدمؑ تک عیسیٰؑ ہیں جمہوریت اور اجماع کا نام نہیں ہے۔

ایک نظر

جناب آدم علیہ السلام سے سلسلہ جناب نوح علیہ السلام کے پاس آیا اور جناب نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ حام۔ سام۔ یاقت۔ طوفانِ نوح کے بعد ان تینوں سے نسل انسانی چلی ہے۔ دیگر کشتی میں سوار آدمیوں سے نسل انسانی نہیں چلی جناب نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے جناب کی اولاد میں سے سام کی نسل میں جناب ابراہیمؑ آئے ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے ابراہیمؑ بن تارخ بن تاحور بن ساروغ بن ارفخا بن فالخ بن عابر بن شالخ بن قنیا بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام جناب ابراہیمؑ علیہ السلام کے دو بیٹے جناب اسماعیلؑ اور اسحاقؑ دونوں میں نبوت چلی اور دونوں کو جناب ابراہیمؑ نے اپنا وصی۔ جانشین۔ خلیفہ مقرر فرمایا شام میں جناب اسحاقؑ کو اور حجاز میں اسماعیلؑ کو تاریخ کامل جلد اول ص ۲۶ جناب اسحاقؑ نے وقت وفات اپنا خلیفہ اپنے بیٹے جناب یعقوبؑ کو بنایا۔ روضۃ الصفا جلد اول ص ۶۱-۶۲ اور جناب اسماعیلؑ نے وقت وفات اپنا خلیفہ اپنے بیٹے قیدار کو حجاز میں بنایا روضۃ الصفا جلد اول ص ۶۱ یہ دونوں سلسلے چلتے رہے۔ سلسلہ اسحاقیہ کے آخری وصی جناب سلمان قارس میں جو اگر حضرت محمد مصطفیٰؐ سے مل گئے آپ کی غلامی کر لی اور سلسلہ اسحاقیہ کی خلافت۔ وصایت یہاں آکر ختم ہو گئی۔ سلسلہ اسماعیلیہ کے آخری وصی جناب ابوطالب بن عبدالمطلب ہیں یہ وصایت بھی خاتم النبیین پر آکر ختم ہو گئی جناب عبد اللہؐ آپ کی زندگی میں وفات پا گئے تو جناب عبدالمطلب کے وصی بڑے بیٹے ابوطالب قرار پائے جناب آدمؑ سے لے کر حضرت عبد اللہؐ اور ابوطالب تک کہیں بھی سلسلہ نسب محمدیہ میں کفر اور شرک

نہیں پایا جاتا اور نہ آپ کے آباؤ اجداد کو کافر کہا جاتا ہے کیونکہ خالق نے بھی فرمایا ہے
 وَقَبَّلْكَ فِي الْاَسْحَادِ ۝ ۱۹ سورہ نمل اور ہم نے تجھ کو سجدین سے ساجدین میں ہی
 منتقل کیا ہے اصلا ب اور ارحام میں نیز خواہ دُنیا میں کتنا ہی تاریکی اور گمراہی چھا جائے مگر خطہ
 حجت خدا یعنی وصی سے خالی نہیں رہ سکتی رسالت مآب کا فرمان ہے اَلْحُجَّةُ قَبْلَ مَعَ الْخَلْقِ
 وَبَعْدَ الْخُلُقِ حجت مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد بھی رہے گی۔ نیز
 ارشاد خمی مرتبت ہے اگر دُنیا میں صرف دو آدمی رہ گئے تو میں اُن میں ایک حجت خدا
 ہوگا۔ خداوند کریم نے ہر دور میں اپنے آئین اور دستور کے مطابق سربراہ حکومت اسلامیہ
 الہیہ بصورت بنی۔ رسول۔ امام۔ وصی۔ جانشین۔ خلیفہ مقرر کیا ہے۔ یہ الگ بات ہے
 کہ انہوں نے شیطان کی سربراہی قبول کی اور اسلامی حکمران کی اطاعت قبول نہ کی۔
 لیکن خالق نے اپنے نظام کے مخالفوں کو ہمیشہ ہلاک کر کے زمین کو پاک کر دیا اب بھی
 نظام اسلام جو خدا اور رسول لائے وہ صحیح معنوں میں رائج نہیں ہوگا تو خداوند کریم
 تمام کو برباد کرے گا۔ اور وہ ہستی جو امام مہدی کے نام سے دُنیا میں مشہور ہے ظہور
 فرما کر نظام مصطفیٰ جاری کرے گی اور دُنیا کو عدل و انصاف امن و امان سے ایسے ہی
 پُر کر دے گی۔ جیسے وہ ظلم و جور سے پُر ہوگی کہیں بھی خطہ ارضی پر کوئی نظام۔ آئین نہ ہوگا
 سوائے نظام اسلام اور آئین خداوندی کے علاوہ اور نہ کوئی حکومت اسلام کے علاوہ
 اور نہ کوئی فرمانروا ہوگا۔ قائم آل محمد علیہم السلام کے علاوہ حکومت ہوگی۔

جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاتم الانبیاء والمرسلین۔ شفیع المذنبین۔ رحمۃ اللعالمین۔ حبیب کبریا۔ شفیع یوم
 جزا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن
 قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ
 بن مدکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اودین یسح بن یسح بن ہشیع بن سلمان
 بن ثبت بن حمل بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم پر سلسلہ نبوت ختم ہے آپ جب اس
 عالم خاک میں قدم رنجہ فرما ہوئے تو باپ کا سایہ نہ تھا چند سال کے بچے دادا کا سایہ
 نہ رہا اور پھر والدہ گرامی جناب آمنہ بنت وہب کا سایہ بھی نہ رہا۔ یتیمی میں بے مرد سامانی

میں جناب فاطمہ بنت اسد کی آغوش اور زہیر سرپرستی جناب ابوطالب علیہما السلام آپ نے پرورش پانی جبکہ عرب میں کفر شرک بت پرستی - شراب - جوار - زنا وغیرہ بدعادات کا زور تھا۔

نکر آپ بچپن اور شباب میں کبھی کسی محفل میں شریک نہیں ہوئے جہاں خلاف اسلام حرکات تھیں۔ شفیق چچا سفر میں ہمراہ رکھتے عالم جوانی میں تجارت شروع کی جناب خدیجہ کا مال لے جاتے۔ خدیجہ نے آپ کو انتہائی امین دیا سدا۔ راست بازی صدق اور پاکیزہ اخلاق اور حسن معاملہ کی وجہ سے جناب خدیجہ نے حضور سے نکاح فرمایا۔ یہ واقعہ غالباً ۹۴ھ کا ہے آپ کی ظاہرہ بشری عمر مبارک ۲۵ سال تھی اور خطبہ نکاح آپ کے چچا جناب ابوطالب نے پڑھا ۲۸ سال کی عمر میں آپ نے کاروبار کو ترک کر کے عالم تنہائی غار حرا جس کو جبل ثور بھی کہتے ہیں جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ میں جا کر وقت گزارنا شروع کر دیا چالیس سال کی عمر مبارک تھی ایک دن آپ غار حرا میں ہی تشریف فرما تھے کہ جبرئیل امین تشریف لائے اور پہلی وحی جناب پر نازل ہوئی **اِنَّا نَحْنُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ الْمَلِیْمُ اِذَا نَزَّلْنَاهُ بِاَمْرٍ عَلٰیكَ فَتَقَبَّلْهُ لَعَلَّ اَنْتَ تَعْلَمُ** پہلی قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی ہے یہ واقعہ ۲۷ رجب (۶۱۰ھ) کا ہے جب آپ نے پہلی نماز پڑھی تو آپ کے ساتھ جناب خدیجہ - حضرت علی اپنے آپ کو نبوت محمد پر ایمان ظاہر کر کے شریک نماز ہوئے۔ پھر زید بن حارثہ مسلمان ہوئے پھر ابوبکر مسلمان ہوئے۔ سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۰۲ تین سال تک حضور نبی اکرم نے نہایت رازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا۔ اب آفتاب رسالت طلوع ہو چکا تھا صاف حکم آیا حبیب فاحمد عجم قومس اور جو آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ صاف صاف الفاظ میں اعلان کر ساتھ ہی یہ حکم بھی نازل ہو گیا **اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْسَ بَیْنِہُمْ** اپنے نزدیک کی خاندان والوں کو عذاب سے ڈرا اور حق کی ہدایت فرما یہ واقعہ دعوت ذوالعشرہ کے نام سے تاریخ میں مرقوم ہے چنانچہ جناب رسالت مآب نے حضرت علی کو حکم دیا کہ سرداران قریش کو دعوت دے آؤ۔ جناب علی بحکم رسول تمام سرداران قریش کو مدعو کر آئے اور بحکم رسول جناب ابوطالب کے گھر سے کھانے کا انتظام فرمایا۔ چالیس آدمی جن میں ابو جہل - ابولہب - ابوسفیان وغیرہ بھی شامل تھے شریک دعوت ہوئے کھانے کے بعد سرکار رسالت مآب نے کھڑے ہو کر فرمایا اے سرداران قریش میں تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہوں جو آخرت اور دنیا دونوں جہان میں تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اور اس سے پہلے میں یہ کہتا ہوں جو

کچھ عہدہ سے تم سے کہوں گا۔ کیا تم میری بات مانو گے۔ سب نے کہا ہاں آپ صادق اور امین ہیں۔ آپ نے فرمایا لوگو خدا نے مجھے رسول بنایا ہے اور تمام عالمین کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے اور مجھے حکم ملا ہے سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور اقرباء کو پیغام توحید دوں۔ اور عذاب آخرت سے تم کو ڈراؤں تم میں سے کون ایسا ہے جو سب سے پہلے اٹھ کر میری تصدیق کرے بیعت کرے اور اس امر میں میرا مددگار ہو۔ میں اس کو اپنا بھائی۔ وزیر۔ وصی۔ خلیفہ مقرر کروں گا یہ سن کر سب چپ ہو رہے اور اٹھ کر چلے گئے۔ متواتر تین دن ایسے ہوا تیسرے روز ابوطالب نے راستہ روکا اور فرمایا جاؤ نہیں بات مکمل سن کر ہاں یا انکار کر کے جاؤ۔ آج بھی حسب معمول خاموش مگر جب خاموشی تھی تو جناب علیؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی مدد کروں گا جو آپ حکم کریں گے میں اس کی تعمیل کروں گا۔ آپ کے دشمنوں کی آنکھیں نکال ڈالوں گا۔ اُن کے پیٹ پھاڑ ڈالوں گا۔ رسول پاکؐ نے فرمایا علیؑ کھڑ جاؤ بڑے بیٹھے ہیں آپ خاموش ہو گئے۔ رسولؐ نے پھر اعلان فرمایا مگر کوئی نہ بولا۔ حضرت علیؑ نے پھر پہلے والا جواب دیا رسول پاکؐ نے پھر خاموش کر دیا پھر رسالت نے اعلان فرمایا اب کے بھی سوائے علیؑ کوئی نہ بولا آخری بار رسول پاکؐ نے علیؑ کو اپنے پاس بلا یا بیعت لی اپنے گلے سے لگایا اور فرمایا لوگو

یہ علیؑ ونبی اور آخرت میں میرا بھائی ہے اور میرا وصی ہے میرا وزیر ہے۔ اللہ میرا خلیفہ ہے۔	هَذَا عَلِيٌّ عَنِّي النَّبِيُّ وَالْاٰخِرَةُ اَخِي وَوَصِيٌّ وَزَيْرِي وَخَلِيْفَتِي

اور فرمایا لوگو آج سے تم میرے بھائی میرے وصی میرے وزیر اور میرے خلیفہ کی بات ماننا اور اطاعت کرنا یہ سن کر ابولہب نے جناب ابوطالب کو طعن بھی دیا کہ بیٹے کی اطاعت کرو اور سب قریشی ہنسنے ہوئے چلے گئے۔ سابقہ انبیاء کی طرح آج رسول پاکؐ نے جہاں اپنی نبوت کا اعلان کیا وہاں اپنے بعد وصایت ولایت وزارت خلافت علیؑ کا بھی اعلان کر دیا ہے کہ میرے بعد حکومت اسلامیہ کا سربراہ علیؑ ہے تاریخ کامل جلد دوم تاریخ طبری جلد دوم ص ۲۱ تاریخ ابوالفدا جلد اول ص ۱۱۶ تاریخ کبیر جلد سوم ص ۴۹ تفسیر معالم التنزیل جلد پنجم ص ۱۵ کتاب کارلائل ص ۶۱ کتاب اوکلی ص ۱۵ کتاب دہون پور ص ۵ رسول اسلام نے اعلانیہ تبلیغ کا کام شروع کر دیا جگہ جگہ پر کفار نے روٹے اٹکانے

اذیتیں دیں ابولہب اور ابوسفیان بن حرب خاندان بنی امیہ خاص کر دشمن بن گئے آخر قریش نے بائیکاٹ کر دیا اور آپ خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں چلے گئے پورا خاندان تین سال شعب ابی طالب میں رہا جناب ابوطالب رات کو سوتے میں رسول پاکؐ کو اٹھا کر کبھی علیؑ کے بستر اور کبھی جعفر و عقیل کے بستر لٹاتے اور علیؑ کو یا عقیل و جعفر کو بستر رسولؐ پر لٹا دیتے کہ اگر کافر کبھی داخل ہو جائیں ارادہ قتل سے تو میرے بیٹے قتل ہو جائیں اور محمدؐ بچ جائے۔ غالباً ۱۹ھ لجنہ تک آپ شعب میں رہے۔ پانچ قریشیوں کو اپنے شعب کے عزیزوں پر نرس آیا اور عہد نامہ توڑنے کی سوچنے لگے اور عہد نامہ توڑ دیا گیا۔ یہ بھی رسول پاکؐ کا ایک معجزہ تھا ہاشمی باہر تشریف لے آئے اور رسول پاکؐ بھی دیگر لوگ جو ادھر ادھر چلے گئے تھے وہ بھی واپس مکہ میں آ گئے سلسلہ تبلیغ جاری رہا کفار نے انتہائی سختیاں شروع کر دیں چنانچہ لوگ تر جناب جعفر طیار کی ماتحتی میں ہجرت کر کے حکم رسول حبشہ کو چلے گئے۔

اور جب کافروں نے دیکھا دین محمدؐ تو دن بدن پھیل رہا ہے تو آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا چنانچہ دارالندہ میں اجلاس ہوا مختلف آراء کافروں نے دیں۔ جلا وطن کرنے کی اور قید کرنے کی زنجیریں ڈالنے کی مگر بے سود آخر قتل پر سب تیار ہو گئے اور ہر ایک خاندان سے ایک جوان بیا چالیں جوان تیار ہوئے کہ رات کو دروازہ رسولؐ پر کھڑے رہیں جب آپ باہر آئیں تو آپ کو قتل کر دیا جائے خداوند کریم نے بذریعہ وحی فرمایا حبیب تمہارا سر پرست ابوطالب اب نہ رہا وہ وفات پا گئے لہذا ہجرت کر جاؤ آپ نے جناب علی مرتضیٰ کو بلا یا اور فرمایا علیؑ مجھے خداوند کریم نے ہجرت کا حکم دیا ہے۔ میں نے آج رات مکہ سے چلا جانا ہے تم میرے بستر پر سو رہو۔ صبح کو تمام اہل مکہ کی امانتیں اُن کو دے کر مستورات اور ایام ہج مسلمان لوگوں کو اور غریبوں کو ساتھ لے کر تم بھی چلے آنا میں مدینہ کے قریب تمہارا انتظار کروں گا جب تم آ جاؤ گے تو تمہارے ساتھ مدینہ میں داخل ہوں گا۔ ہاں علیؑ رات کو میرے بستر پر سونے میں قتل کا شدید خطرہ ہے آپ نے عرض کیا میرے سونے سے آپ کی جان تو محفوظ رہے گی۔ آپ نے فرمایا ہاں عرض کیا یا رسول اللہؐ خیر ہے آپ سلامت رہیں میں بستر پر سوؤں گا۔ لہذا جناب علیؑ بستر رسولؐ پر سو گئے اور چالیس کفار ننگی تلواریں لئے تمام رات کھڑے رہے اور دروازوں سے دیکھتے رہے کہ سو رہے ہیں اب نکلے اور قتل ہوئے رسولؐ آرام سے نکلا اور ان کی

آنکھوں میں خاک جھونکتا چلا گیا خداوند کریم نے ملائکہ اعلیٰ میں فرشتوں کے ساتھ فرمایا
دیکھو ملائکہ آج بھائی پر بھائی قربان ہو رہا ہے تم میں بھی ایسا ہے جو اپنی زندگی اپنے بھائی کو
دیدے اور قرآن میں فرمایا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ
أَبْتِغَاءَ مَوْلَاةٍ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ
زَمُونٌ ۖ يٰۤأَعْبَادُ ۝
سورہ بقرہ

اور لوگوں میں سے بعض ایک ایسے بھی ہیں جو
بیچ دیتے ہیں اپنی جان کو رضائے خدا کے لئے
اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر رؤف ہے مہربانی
کرنے والا ہے۔

واقعہ ہجرت نے اور آیت سے بھی یہ بات واضح کر دی ہے کہ کوئی آدمی خواہ وہ کسی
عظمت و احترام کا مالک ہو اور کتنا ہی نبوت اور رسالت کے قریب ہو مگر وہ آدمی نبی کا
لباس پہن کر بالکل نبی کی طرح اُسی انداز میں لوگوں کے سامنے نہیں آ سکتا اگر کوئی ایسا کرے
تو شرعاً جرم ہے اس کے باوجود رسول پاکؐ نے جناب علی مرتضیٰؑ کو اپنی چار پائی اور اپنا
بستر دیا اور اپنی ہی چادر دی اُسی طرح بیٹھے اور سونے کو کہا جس طرح آپ خود آرام فرما
ہوتے۔ جناب علی مرتضیٰؑ بستر رسولؐ میں رسولؐ کی طرح لیٹ گئے اور ہمیشہ سے محمدؐ اور علیؑ
کو دیکھنے والے تمام رات اسی شک میں رہے کہ علیؑ نہیں سونے والا محمدؐ ہے۔ جب آپ صبح
کو بیدار ہوئے اور باہر آئے تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ تمام رات ہم جس کو محمدؐ سمجھتے رہے
وہ محمدؐ نہیں بلکہ علیؑ ہے جناب رسول پاکؐ نے چلتے ہوئے یہ بھی فرمایا جو امانتیں اہل مکہ
نے میرے پاس رکھی ہوئی ہیں وہ صبح کو ہر ایک کے سپرد ان کی امانت کر کے چلے آنا واقعہ
ہجرت بھی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ رسول پاکؐ نے اپنا بستر اور چادر نیز امانتیں سپرد فرما کر یہ
نابت کر دی ہے کہ میری عدم موجودگی میں اگر میرے بستر پر میری ہی صورت میں میری طرح کوئی
لیٹ سکتا ہے اور امانتوں کی طرح میرے بعد میرے امور انجام دے سکتا ہے تو وہ علیؑ
علیہ السلام ہے۔ اور دعوت ذوالعشرہ میں وعدہ کے مطابق علیؑ نے تلواروں میں سو کر
وعدے کی پختگی کا بھی مظاہرہ کر دیا۔ نیز قدرت نے بھی یہ اعلان کر دیا اگر کوئی لباس محمدؐ
پہن کر محمدؐ کی طرح ہو سکتا ہے تو وہ علیؑ ہے جناب ام حبیبہ ام المومنین نے اپنے باپ
ابوسفیان کو رسول پاکؐ کے بستر پر لیٹنے سے منع کر دیا اور بستر اکٹھا کر دیا پوچھنے پر فرمایا
یہ بستر محمدؐ ہے آپ کے لائق نہیں ہے اور قرآن میں آیت نازل فرمادی گئی اور آیت کا نزول

یہ ظاہر کر رہا ہے بستر محمدؐ نہیں تھا بلکہ خلافت کی نیلامی کی دوکان تھی جو کہ تمام موجودہ صحابہ میں علیؑ نے خرید لی ہے اور کوئی خریدار پیدا نہ ہوا اور قرآن میں بطور سند لکھ دیا گیا ہے۔ خدا کا یہ اعلان کہ انسانوں میں اور ان انسانوں میں جو رسول پاکؐ کا کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں خدا کی رضا کے لئے تمام دولت قربان کر دیتے ہیں مگر جان کو قربان نہیں کرتے تو ان انسانوں میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اللہ کی رضا کے لئے اپنی جان تک دے دیتے ہیں خدا اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔ صبح کو جب قاتل ارادہ قتل سے گھریں گئے تو حضرتؑ کی جگہ حضرت علیؑ کو پایا۔ تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۳۶۸۔ اسد النابہ۔ احیاء العلوم۔ روضۃ الاحباب وحبیب الیسر۔ مدارج النبوة حضورؐ غار ثور سے چل کر مقام قبا میں تین دن قیام پذیر رہے حضرت علیؑ تمام امانتیں ان کے وارثوں کے سپرد کر کے عازم مدینہ ہوئے مستورات کو ساتھ لے کر اور مقام قبا پر خدمت رسولؐ میں حاضر ہو گئے رسول پاکؐ اپنے انجی وصی۔ ولی۔ جانشین وزیر کو بہت ہی خوش ہوئے دیکھ کر اور اپنے سینے سے لگا لیا ہجرت کے پانچ یا آٹھ ماہ بعد رسول پاکؐ نے مہاجر اور انصار کا بھائی چارہ قائم کر دیا غالباً پچاس کے قریب مہاجر اور انصار بھائی بھائی بنا دیئے اور اپنا بھائی جناب علیؑ کو بنایا تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۳۹۸۔ ریاض النضرہ جلد دوم صفحہ ۱۲۷۔ الفداء جلد اول صفحہ ۱۲۷ فتح مکہ کے بعد رسول پاکؐ کو معلوم ہوا کہ انصار اے شام نے ہر قتل شاہ روم سے ۴۰ ہزار فوج لے کر مدینہ پر حملے کا ارادہ کر لیا ہے تو جناب تبیس ہزار فوج لے کر مدینہ میں جناب علیؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے تبوک کی طرف چل پڑے۔ جو مدینہ سے چودہ منزل کے فاصلے پر مدینہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے یہاں حضورؐ نے بیس روز تک قیام کیا۔ مگر رومی فوج مقابلے پر نہ آئی۔ منافقین کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے جناب علیؑ نے رسول پاکؐ سے عرض کیا حضور مجھے آپ بچوں اور عورتوں میں خلیفہ بنا کر چھوڑے جا رہے ہیں رسول پاکؐ نے یہ سن کر فرمایا الا تتر حنی ان تکون متی بمنی لکھارون من موسیٰ الا انہ کینس بنی بعدی صحیح بخاری ص ۸۹ کتاب المغازی رسول پاکؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی بنی نہیں ہوگا۔ اور بعض کتب میں اس طرح مرقوم ہے۔

اِنَّهٗ لَا یَنْبَغِ لَی ان اذْهَبَ الْاَد | بعض کتب میں ہے حضورؐ نے فرمایا یہ کسی طرح مناسب

أَنْتَ خَلِيفَتِي أَزَالَةَ الْخُلَفَاءِ جُلْد دوم ص ۲۱
 أَلَا تَرَى حَتَّى أَنْ تَكُونُ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ
 هَارُونَ مِنْ مُوسَى أَلَا النَّبِيُّ
 دَانَتْ خَلِيفَتِي تَذَكُّرُ خَوَاصِ ص ۱۲
 خَلَفْتُكَ بِتَكُونِ خَلِيفَتِي فَإِنَّ
 الْمَدِينَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا بِي أَوْ بِنَا
 كُنْزُ الْعَمَالِ جُلْد دوم ص ۲۲

نہیں ہے کہ میں جاؤں اور تم میرے خلیفہ نہ ہو۔
 اے علی! تم اس سے خوش نہیں ہوتے ہو کہ تم کو مجھ
 سے وہی نسبت ہے جو جناب ہارونؑ کو حضرت
 موسیٰؑ سے تھی اور میرے خلیفہ تم ہی رہو گے۔ اے
 علی! میں تم کو چھوڑے جاتا ہوں تاکہ تم ہی میرے خلیفہ
 رہو اس لئے کہ مدینہ کی حالت یا میرے رہنے سے
 درست رہے گی یا تمہارے رہنے سے۔

غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد ذی الحجہ ۹ھ رسول پاکؐ نے تین سو مسلمانوں کا
 ایک قافلہ مدینہ سے مکہ روانہ کیا اور حضرت ابوبکرؓ کو سردار مقرر کیا سورہ برأت دی کہ مکہ میں اس کی
 تبلیغ بھی کریں الی کے روانہ ہونے کے بعد جبرئیل امین نازل ہوئے اور فرمایا اے رسول پاکؐ
 یہ کام یعنی تبلیغ قرآن پاکؐ آپ ہی انجام دے سکتے ہیں یا وہ آدمی جو آپ ہی میں سے ہو حضرت
 رسول پاکؐ نے فوراً جناب علیؓ کو بھیجا اور حضرت ابوبکرؓ کو معزول کر دیا فرمایا اے علیؓ تم جا کر
 سورت حضرت ابوبکرؓ سے لو اُن کو یہ ہے پاس بھیج دو اور مکہ میں تبلیغ تم خود کرنا اور امیر قافلہ
 بھی تم ہی رہنا حضرت ابوبکرؓ واپس آ کر رونے لگے میرے سے کیا گناہ ہو گیا ہے جو معزول کر دیا۔
 حضورؐ نے فرمایا مجھے حکم خدا ہوا ہے کہ میں تبلیغ کروں یا وہ آدمی جو مجھ سے ہی ہو۔ صحیح بخاری
 ج ۲۳ فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۵ کنز العمال جلد اول ص ۱۲۹ درمنثور جلد سوم ص ۲۱ تاریخ
 خمیس جلد دوم ص ۱۵۱۔ شاہ ولی اللہؒ نے تحریر فرمایا ہے رسول پاکؐ نے ابوبکرؓ کو معزول کر دیا
 امیر مقرر کیا تھا۔ اور دونوں کابرات کا مبلغ مقرر کیا تھا اور دونوں کو معزول کر کے حضرت علیؓ کو
 مقرر فرما دیا قرۃ العینین ص ۲۳۴ سنہ ۲۵ھ ذیقعد رسول پاکؐ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ
 کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ آپ کا حج آخر ہے ذی الحجہ ۹ھ کو مکہ پہنچ گئے
 تمام ازدواج اور جناب فاطمہؓ زہراؓ بھی ہمراہ تھیں حضرت علیؓ علیہ السلام مین میں تھے
 حضورؐ بھی تشریف لے آئے۔ حج کیا بعد ازاں واپس مدینہ منورہ ہوئے تو ۱۲ ذی الحجہ
 کو مکہ سے سفر کیا ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ قریب جحفہ مقام منم پر پہنچے۔ جہاں ایک تالاب
 تھا جس کا نام خم غدیر ہے یہاں پر یہ ایت مبارکہ نازل ہوئی۔
 يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ | اے رسولؐ جو حکم ہم نے آپ کو دیا ہے وہ

اِنَّكَ مِنْ رَبِّكَ وَ اِنْ كُنْتَ تَفْعَلُ
فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَفْعِلُ

من الناس سورہ مائدہ پ

لوگوں کو پہنچا دو اگر آپ نے نہ پہنچایا تو سمجھایا
جائے گا کہ گویا تم نے رسالت کا کوئی کام نہیں کیا
اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔

رسول پاکؐ رک گئے پالان شتر کا مہر بنوایا اور جناب بلالؓ سے اذان دلو اگر تمام
جناح کو واپس بلا لیا مہر برت شریف لے جا کر حضورؐ نے توجید بیان فرمائی اور ذکر رسالت
پھر فرمایا صحابہ کیا میں تم سے اولیٰ نہیں ہوں تمام مجمع سے بالفاق آواز اُٹھی ہاں آپ
ہم سے اڈی ہیں تب آپ نے علیؓ کا بازو پکڑ کر بلند فرمایا اور اشد فرمایا۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلِيٌّ
مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَاِلٰى مَنْ وَاَلَاہُ وَ
عَادَ مَنْ عَادَاہُ وَاَنْصُرْ مَنْ نَصَوٰہُ
وَ اَحْذِلْ مَنْ حَذَلَاہُ وَاَذْرِ لِحَقِّ
مَعہ حَیثُ داس امام احمد بن حنبل

جلد سوم ص ۲۸ صحیح مسلم جلد دوم

۳۲۵ حافظ ابو جعفر محمد بن احمد

جربہ طبری تفسیر کبیر جلد ۱ شتم ۵۸۳

در منشور جلد دوم ص ۲۹۸ صواعق خرقہ

ص ۲ ریاض النفرہ

حس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علیؓ مولا ہے۔
اے اللہ جو علیؓ کو اپنا مولا سمجھے تو اس کو
دوست رکھ اور جو ان کو دشمن رکھے اس کو
تو بھی دشمن رکھ اور جو ان کی مدد کرے تو بھی اس
کی مدد کر جو ان کو چھوڑ دے اس کو تو بھی چھوڑ دے
اور جدھر علیؓ پھرے اُدھر حق پھرے۔

بعد ازاں حضرت ابو بکر اور عمر دیگر صحابہ نے جناب علیؓ کو ان الفاظ کے ساتھ مبارکباد دی۔

اَمْسَيْتَ يَا بَنَیْ اَبِیْ طَالِبٍ

مَوْلَایْ وَ مَوْلَا کُلِّ مُؤْمِنٍ

وَ مُؤْمِنَةٍ

مبارک ہو فرزند ابوطالب آپ نے آج شام یوں
کی ہے آپ میرے اور ہر مومن مرد اور عورت کے
مولا بن گئے ہیں۔

بعد ازاں سرکار رسالت نے اپنی دستار مبارک علیؓ کے سر اقدس پر باندھ دی۔

جب پگڑی مکمل ہو گئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ

اَتَمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ

آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی
نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور میں دین اسلام

لَكُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ دِينًا يَا مَرْغُوبُ | سے آج تم سے راضی ہو گیا ہوں۔
جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آج اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہارے
اسلام سے راضی ہو گیا ہوں اور دین کو میں نے آج تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے۔ اپنی
نعمت کو آپ کے اوپر تمام کر دیا ہے جناب رسول خداؐ نے پھر ممبر پر دوبارہ کھڑے ہو کر بلند
آواز سے تکبیر فرمائی اور دونوں ہاتھ بلند کر کے با آواز بلند فرمایا۔

اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى الْكُلِّ السَّيِّئِ وَاتِّمَامُ | خداوند کریم بزرگ و بزرگتر ہے جس نے دین
الِنِعْمَةِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ بِيَسْ سَائِلِي كَامِل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمام کر دیا۔
وَوَلَايَةُ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ اور میری رسالت سے راضی ہو گیا اور علیؑ
بَعْدِي تفسیر میں کثیر جلد دوم ص ۲۵۹ در منشور کے ولی بن جانے سے میرے بعد راضی
جلد دوم ص ۲۵۹ تفسیر روح المعانی جلد دوم ہو گیا۔

بعد ازاں رسول پاکؐ نے صحابہ اور ازواج کو حکم دیا کہ خیمے میں جا کر علیؑ کی اُس کے
دلی ہونے پر بیعت کریں اور مبارک دیں چنانچہ صحابہ جاتے رہے اور بیعت علیؑ کرتے رہے
اور ازواج رسول بھی (امام حاکم صحیح مستدرک) یہاں تک جب جناب عمر بن خطابؓ نے
علیؑ علیہ السلام کی بیعت کی اور مبارک باد دے کر آئے تو ایک اجنبی نے یہ گفتگو جناب
عمر سے فرمائی اور جناب عمرؓ نے اکر رسول پاکؐ سے یوں عرض کیا۔

عن عمر ابی الخطاب قال نصب رسول | جناب عمر بن خطابؓ کہتے ہیں جب رسول
اللَّهُ عَلِيًّا عَلِيًّا فَقَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَا هُوَ عَلِيٌّ | پاک نے جناب علیؑ علیہ السلام کو بلند فرمایا
مَوْلَا هُوَ اللَّهُ وَمَنْ وَالِي مَوْلَا هُوَ وَاعَادَ مَنْ اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علیؑ
عَادَا هُوَ وَاحْتَنَنْ مَوْلَا هُوَ وَانْصَرُ | مولا ہے اے میرے اللہ جو علیؑ کو مولا مانے
مَنْ نَصَرَهُ اللَّهُ أَنْتَ شَهِيدٌ عَلَيْهِمْ | تو اس سے محبت کر اور جو علیؑ سے دشمنی رکھے
تو اس سے دشمنی رکھ اور جو علیؑ کو مولا نہ مانے
تو بھی اس کو چھوڑ دے اور جو علیؑ کی نصرت | تو بھی اُس کی نصرت کر اے خدا تو میرے
کرے تو بھی اُس کی نصرت کر اے خدا تو میرے | اس کلام پر اور لوگوں کے علیؑ کو مولا تسلیم کرنے
پر میرا اور ان کا گواہ رہ جناب عمرؓ کہتے ہیں۔

أَنْ تَحْكُمَهُ قَالَ عَمْرٍو يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ

حَيْثُ كُنْتُ فِي عَيْتِ كَانِ فِي جَبَّتِي شَابٌ
حَسَنُ الْوَجْهِ طَيِّبُ الْبَرِيحِ وَقَالَ
كَلِمًا كَذَّاقًا اَلَيْسَ صَلَاحُ
نَعْدِ يَاعَمْرُ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ
وَلَدِ اَدَمَ لَكِنَّهُ جَبْرِيْلٌ هـ
اَسْرَا اَنْ يُوَكَّدَ عَلَيْكُمْ
مَا قُلْتُمْ فِي عَيْتِ
مودة القرني منه

میں نے مبارک بادی اور اُس وقت میرے
پہلو میں ایک خوبصورت اچھی خوشبو والا
جوان کھڑا تھا جس کو میں نے پہلے کبھی نہ
دیکھا تھا اس نے مجھ سے کہا اے عمر رسول
پاکؐ نے اپنے چچا زاد کے لئے جو عہدے کر
علیؑ اور مومنین اور تم میں گانتھ باندھ دی
ہے اُس کو نہ توڑے گا۔ مگر منافق اے عمر
خبردار تم کہیں اس گانتھ یعنی عہد سے نہ
پھر جاتا عمر فرماتے ہیں۔ میں نے اگر رسول
پاکؐ سے عرض کیا جناب میرے پہلو میں
ایک حسین جوان اچھی خوشبو والا کھڑا میرے
ساتھ یہ بات کر گیا ہے تھا وہ اجنبی
رسول پاکؐ نے فرمایا ہاں اے عمر وہ
آدمی اولاد آدمؑ سے نہ تھا بلکہ وہ جبریل
تھا اُس نے ارادہ کیا آج جو میں نے اپنے
بعد تمام مومنین کا علیؑ کو مولا بنا دیا ہے
اس کے بارے میں تم کو تاکید کرے۔

مدینہ منورہ میں رسول پاکؐ تشریف لے آئے آپ نے بخران کے عیسائیوں کو دعوت
اسلام دی۔ اُن کے علما کی ایک جماعت مدینہ منورہ میں آئی اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں
وہ لوگ رسول پاکؐ سے مناظرہ کرتے رہے۔ آخر جب وہ لوگ کسی طرح سے نہ مانتے تو
حضورؐ نے حکم خداوند کریم اُن کو یہ ارشاد فرمایا۔

پس آپ فرمادیں اُوہم بلائیں اپنے بیٹوں
کو اور تم بلاؤ اپنے بیٹوں کو ہم اپنی بیٹیوں
کو اور تم اپنی بیٹیوں کو ہم اپنے نفوس اور تم اپنے
نفوس کو پھر ہم کریں لعنت کا ذہین پر

قُلْ لِّعَالَمٍ اَسَدُ عِ ابْنَاءِ نَا وَاَبْنَاءِ
كُمُ وَاَبْنَاءِ نَا وَاَبْنَاءِ كُمُ وَاَنْفُسَا وَاَنْفُسَا وَاَنْفُسَا
اَنْفُسَا كُمُ ثُمَّ يَنْفَعِلُ فَيَجْعَلُ لَعْنَتَ
اللّٰهِ عَلٰى الْمُكَذِّبِيْنَ (عمران)

یہ واقعہ ۲۵ رذی الحج سنہ ۱۰ کا ہے۔ روزِ مبارک رسولِ پاکؐ نے تمام عالمِ اسلام سے اپنی بیٹی فاطمہؑ اور بیٹوں میں حسنؑ اور حسینؑ کو لیا نفس کی جگہ مولا علیؑ کو لیا تفسیر علامہ محمود الحسن دیوبندی علامہ شبیر احمد عثمانی علامہ ابن اثیر جزری۔ درمنثور تاریخ اسلام جلد دوم ص ۱۶۲ مدینہ منورہ میں ماہ صفر ۱۰ میں حضورؐ کی طبیعت علیل ہو گئی آخر مرض بڑھتا رہا تو ایک روز جب جناب کے پاس اہل بیت میں جناب علیؑ امام حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام دیگر صحابہ جن میں ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ وغیرہ بھی تشریف فرما تھے۔ بلا تحقیق فرمایا میرے پاس قلم دوات لاؤ۔

قال ابن عباس يوم الخميس وما يوم
الخميس اشتد برسول الله صلعم
وجعه فقال اُمتوني اكتب لكم كتابا لن
تُضلوا بعده ابدًا فتنازعوا ولا
ينبغي عند مني تنازع فقالوا ما شأننا
اهم استفسوه فذهبا يسر دون
عنه فقال دعون فالذي انا فيه
صحیح بخاری باب مرض النبی

جناب عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں
جمعرات کا دن بھی کیا مصیبت کا دن تھا
جب رسولِ پاکؐ پر بیماری نے غلبہ کیا
تو آپؐ نے فرمایا مجھے قلم دوات دو۔
تاکہ میں ایک وصیت نامہ لکھ دوں اس
پر عمل کرنے کے بعد تم لوگ میرے بعد گمراہ
نہ ہو گے پس حاضرین میں نزاع ہو گئی
اور رسولؐ کے سامنے کئی طرح نزاع ٹکڑا کر
لازم نہ تھا پس اصحاب نے کہا رسولؐ ہدیا
بول رہے ہیں یہ سن کر رسولؐ نے فرمایا مجھے
چھوڑ دو جس حال میں بھی ہوں۔

وَمَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّعَمَ قَالَ
قَبِيلُ وَفَاتِهِ اُصْتُوْنِي بِدَوَاتٍ وَبِيَاضٍ
لَا زَيْلَ عَنْكُمْ اَشْكَالُ الْاَمْرِ وَاذْكُرْ
لَكُمْ مِنَ الْمُسْتَحَقِّ بَعْدِي قَالَ عُمَرُ
دَعُوا السَّجْلَ قِيَّاسًا لِيَهْجَسَ وَقَبْلَ بَعْدٍ
سواء العالمين امام غزالی ص ۹

جب رسولِ پاکؐ کا وصال ہوا تو آپؐ نے
وفات سے قبل فرمایا میرے پاس کاغذ دوات
اور قلم لاؤ تاکہ تمہارے لئے خلافت کا مسئلہ
حل دوں کہ میرے بعد خلیفہ کون ہو گا اگر
حضرت عمرؓ نے اس وقت کہا ان کو چھوڑ
دو ان کو ہدیا نہ ہو گیا ہے۔

درایع النبوة جلد چہارم ص ۲۴۲ تاریخ حبیب السید جلد سوم ص ۱۴۲ روضۃ الاحباب جلد اول ص ۵۵

مسلم شریف مع شرح امام نوری جلد دوم ص ۳۳ صحیح بخاری کتاب العلم رسول کو ہدیان کہنے والا عمر تھا اور رسول پاکؐ آخر میں بھی خلافت لکھنا چاہتے تھے چنانچہ قاضی عیاض نے بھی یہی لکھا ہے وَذِكْرُ اِنَّ اَلَّذِي طَلَبَ كِتَابَتَهُ اَمْرَ الْخِلَافَةِ بَعْدَكَ وَتَعْيِينَ الْخِلَافَةِ كِتَابَ شَفَافَةٍ مِّنْ ذِكْرِ كَيْفَا كُنِيَ هُوَ رَسُوْلُ پَاكٍ كَا مَقْصَدِ اِسْ وَاقْتِ وَصِيَّتِ لَكُنْ مِنْ سِ اَمْرِ خِلَافَةِ كَا يَهْ فَيَصْدُ اَوْ رِخَاصِ كَرِ خَلِيفَةِ كَا تَعْيِيْنِ دَمَقْرُ كَرْنَا تَحْتَا اِپْنِ بَعْدِ كِ لَمْ -

ابن عباس سے یہ روایت منقول ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا ہے کہ اے ابن عباس تم پر اونٹوں کی قربانی لازم ہو اگر تم جھوٹ بولو۔ بیچ بناؤ کہ کیا اب بھی علیؑ کے دل میں خلافت کا سودا موجود ہے ابن عباس نے کہا ہاں۔ بلکہ زیادہ بات یہ ہے کہ میں نے اپنے باپ عباس سے یہی بات بوجہی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا۔ علیؑ کا دعویٰ خلافت سبھا ہے یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب نے کہا رسول پاکؐ نے بھی علیؑ کے بارے چند بار ایسے کلمات تو کہے ہیں۔ لیکن وہ کچھ ثابت نہیں کرتے اور نہ ہی ان سے قطع حجت ہوتی ہے کیونکہ رسول پاکؐ علیؑ کی محبت کی وجہ سے ایسے کلمات کہہ دیا کرتے تھے اور جب آنحضرتؐ نے اپنے مرض الموت میں حق کو چھوڑ کر (معاذ اللہ) باطل کی طرف جانا چاہا تاکہ علیؑ کے نام کی صراحت کر دیں تو خدا کی قسم میں نے امت کی شفقت اور اسلام کی محبت کی وجہ سے آنحضرتؐ کو قلم دوات نہ دیا اور لکھنے سے منع کر دیا کیونکہ قریش علیؑ کی خلافت پر اتفاق نہ کرتے تھے اگر علیؑ خلافت پا جاتے تو عرب کے لوگ ان میں مخالفت میں کھڑے ہو جاتے۔ پس رسول پاکؐ نے جان بیا کہ میں عمر رسولؐ کے دل کے راز کو جان گیا ہوں پس رسولؐ خاموش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا وہ ہوا تا ریح بغداد مصنفہ احمد بن طاہر خطیب بغداد جلد اول ص ۵۵ شرح ابن ابی الحدید جلد اول ص ۵۵

رسول پاکؐ نے اعلان نبوت دعوت ذوالعشرہ سے لے کر ۲۸ صفر ۱۱ھ تک بار بار اپنے بعد خلافت - ولایت - وصایت - امارت علی علیہ السلام کا امت اور صحابہ میں اعلان اور بیعت بھی کرائی اب یہ کہنا کہ رسول پاکؐ امت کو ویسے ہی چھوڑ گئے خلیفہ نہ بنایا سراسر رسالت پر الزام غلط بیانی اور گناہ ہے بلکہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے بیکر جناب عیسیٰؑ تک ہر ایک نبیؐ کو اپنا وصی - خلیفہ بنا کر دیکھا کو گیا اسی طرح رسول

پاک علی علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر گئے ہیں۔

اولی الامر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ
أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْاؤِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
(سورہ نسا)

اے صاحبان ایمان تم اطاعت کرو اللہ کی
اور رسول پاک کی اور اولی الامر کی جو تم
میں سے ہے یعنی جو تم میں ہے۔

اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی تو لازماً بات ہے اُس زمانے میں صحابہ مومنین کو رسول سے
پوچھا چاہیے وہ اولی الامر کون ہے جن کی ہم اطاعت کریں اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اولی الامر
زمانہ رسالت میں موجود ہے اب زمانہ رسالت میں صحابہ نے تین کی اطاعت کرنی ہے۔ اللہ۔
رسول۔ اولی الامر اگر زمانہ رسالت میں صحابہ اطاعت اولی الامر نہ کریں تو ان کا اس آیت
پر عمل نہیں ہوتا لہذا صحابہ سے قرآن پاک کی ایک آیت چھوٹی ہے مگر وہ صحابہ ہیں انہوں نے
اس آیت پر عمل کیا ہے لہذا ماننا پڑے گا یہاں اولی الامر سے مراد حضور رسول کا ولی عہد
وصی۔ خلیفہ۔ جانشین ہے دعوت اور العشرہ سے لے کر ۲۸ صغیر اللہ تک جس کا بار بار اعلان
حضور نے فرمایا ہے۔ جناب جابر بن عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی
میں نے صحابہ سے پوچھا حضور فرمائیں آیت میں اولی الامر سے مراد کون ہیں جن کی ہم اطاعت
کریں۔ تو رسول پاک نے صحابہ سے مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ
أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْاؤِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
نِجَاحُ الْمَوَدَّةِ بِكَ ص ۶۶

میں نبیوں کا سردار ہوں اور علی اوصیا کا
سردار ہے اور میرے اوصیا میرے بعد بارہ
ہوں گے۔ ان کے پہلے علی علیہ السلام اور
آخری قائم المہدی ہیں۔

رسول پاک نے فرمایا میرے بعد یہ خلفاء ہوں
گے اذل علی بن ابی طالب پھر حسن پھر حسین
پھر علی بن حسین پھر محمد بن علی جن کا نام تورث
میں باقر ہے اور اے جابر تم انکا زمانہ پناؤ گے
جب تم ان سے ملنا تو میرا سلام کہنا پھر ان

هَمْ خُلَفَائِي مِنْ بَعْدِي أَوْ لَهُمْ عَلِي
ابن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسين
ثم علي بن الحسين ثم محمد بن علي
المعروف في التوراة بالباقر وستدرکه
يا جابر فاذا أوردكته فاتره مبي السلام

ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسى
بن جعفر ثم علي بن موسى ثم محمد
بن علي ثم علي بن محمد ثم الحسن بن علي
ثم حجة الله في ارضيه وبقية في عبادته
روضة الاحباب جلد اول ص ۱۳۹ مولفہ میر صالح الدین

حمینی سنی

وعن الاعمش قال حدثني ابو اسحاق بن
حارث وسعد بن بشير عن علي بن ابي
طالب كرم الله وجهه قال قال رسول الله
آنا واروكم علي الحوض وانت يا علي
الساق والحسن والحسين الامرو علي بن
الحسين الفاخر ومحمد بن علي الناصر و
جعفر بن محمد السائي وموسى بن جعفر
سحق المحبين والمطيعين وقالع المناقين و
علي ابن موسى مزين المومنين ومحمد بن علي
الجنة الى درجاتهم وعلي بن محمد خطيبهم
يزروهم حور العين والحسن بن علي سراج آل
الجنة يتقيون واهل به واهل هدى
شفيعهم حيث لا شفاعة الا به ذب
الله لمن يشاء ويبر حتى به
مودة القرى ص ۱۳۹

مولفہ سید علی ہمدانی سنی شافعی

کے بعد خلیفہ ہوں گے صادق جعفر
پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد
بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی اور
پھر حجتہ اللہ قائم آل محمد ہوں گے۔

اعمش سے روایت ہے کہ مجھ سے ابو اسحاق
بن حارث اور سعد بن بشیر نے علی بن ابی طالب
سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب
نے فرمایا میں حوض کوثر پر تم (امت) کو وارد
کرنے والا ہوں اے علی تم ساقی ہو اور حسن
حسین لوگوں کو کوثر پہنچنے کا حکم دینے والے
اور علی بن حسین فاطمہ بن محمد بن علی ناشر ہیں۔
اور جعفر بن محمد ساقی یعنی مومنوں کو اپنے لگا کر
جنت میں لے جانے والے اور موسیٰ بن جعفر
دوستوں اور دشمنوں کو شمار کرنے والے اور
منافقوں کی بیخ کنی کرنے والے اور علی بن
موسیٰ مومنوں کی زینت کرنے والے اور محمد
بن علی اہل جنت کو ان کے درجات میں اتارنے
والے اور علی بن محمد خطیب حوروں سے
مومنوں کا نکاح پڑھنے والے اور حسن بن علی اہل
جنت کے چراغ ہیں یعنی ان کو روشنی دینے والے
اور امام ہمدانی ان کی شفاعت کرنے والے
اُس وقت جبکہ کسی کی شفاعت قبول نہ ہوگی مگر
خدا کی اجازت سے جس کے لئے وہ باری تعالیٰ

اجازت دے اور چاہے۔

ابن احمد غزالی نے ابن عباس سے روایت
لکھی ہے شیخ الاسلام حمونہ نے بھی نقل کی ہے اور
شیخ سلیمان قندوزی نے بھی نیا بیح المودۃ میں نقل
کی ہے ص ۳۳۵

أَنَادَ حُسَيْنٌ وَالْحُسَيْنُ وَالْحُسَيْنُ وَتَسْعَةُ
مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ مَطْعَمًا وَمَنْعُومًا
حضرت رسول پاکؐ نے فرمایا میں اور علیؑ اور
حسنؑ حسینؑ اور اولاد حسینؑ میں سے نو افراد پاک
ہیں اور معصوم ہیں۔

زوائد فی المسند احمد بن حنبل جلد اول ص ۱۶۲۔ مناقب خوارزم جلد اول ص ۲۳۲۔ مصباح العظم مولفہ
مولوی امداد ص ۲۳۵ مواہب الجواہر جلد دوم ص ۱۴۵ شواہد النبوة ص ۳۱۴ کنز العمال جلد چہارم
ص ۱۵۴ الاصابہ جلد دوم ص ۵۹ ان تمام کتب میں بارہ امام اولی الامر کے یہی مذکورہ نام درج
ہیں۔ رسول پاکؐ نے جودلی وصی۔ جانشین۔ خلیفہ۔ امام۔ اولی الامر بیان فرمائے وہ بارہ ہیں۔
حضرت علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ۔ علی بن ابی طالبؑ۔ محمد باقرؑ۔ جعفر صادقؑ۔ موسیٰ کاظمؑ۔ علی رضاؑ۔ محمد تقیؑ
علی نقیؑ۔ حسن عسکریؑ۔ قائم المہدی علیہم السلام اور اہل سنت نے جن کو بنیاد یہ ہیں۔ ابو بکر عمر۔
عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ یزید۔ مروان۔ عبدالملک۔ ہشام۔ ولید۔ سلیمان بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز
شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۲۵ مگر آج کا اہل سنت ان کو نہیں مانتا اور رسول پاکؐ نے ان کا نام
بھی لیا اور قرآن نے بنی امیہ کو شجرہ ملعونہ فرمایا ہے اور وہ بادشاہ بنی امیہ کے بہتے بھی تیرہ ہیں۔
بنی عباس کے خلیفہ ۳۵ گزرے ہیں لہذا وہ ہی اولام ہیں جو اہل بیت رسولؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن
کے نام رسول پاکؐ نے فرمائے ہیں۔ موجودہ دور کے مشہور اہل سنت علامہ وحید الزمان نے اہل سنت
عقیدہ بیان کیا ہے ملاحظہ ہو۔

أَهْلُ الْمَدِينَةِ تَبِعُوا ابْنَ أَبِي الْوَدَّ الَّذِي
يَبْغُضُونَ وَلِيَّهُمْ كَذَلِكَ تَبِعُوا مَنْ
طَرِيقَ الْخَوَارِجِ وَنَوَاصِبِ الَّذِينَ يَبْغُضُونَ
أَهْلَ الْبَيْتِ وَالْأَمَّةَ الْأَطَهَارِ فَيُطْرَقُ فِيهِمْ
هِيَ الطَّرِيقَةُ الْمُنْتَلَى وَالْجَاهُ الْفَضْلُ هُمْ
اہل حدیث تبرا کرتے ہیں رواض جس طرح
تبرا کرتے ہیں صحابہ سے اور ان کو برا کہتے
ہیں اور اہل حدیث تبرا کرتے ہیں جس طرح تبرا
کرتے ہیں خوارج اور نواصب اہل بیت
سے پس طریقہ ان کا یہی طریقہ مشقی اور

سَلَامٌ بِطَنٍ سَأَلَهُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَخَارِبٍ
 بِطَنٍ خَارِبُهُمْ وَلَوْ جَرَى الْحَرْبُ بَيْنَ
 سَيِّدِنَا عَلِيِّ دَبِينِ مَعَاوِيَةَ فِي عَصْرِنَا
 لِكُنَّا مَعَ عَلِيٍّ بَعْدَهُ مَعَ إِمَامِنَا الْحَسَنِ
 بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بَعْدَهُ مَعَ إِمَامِنَا الْحُسَيْنِ
 بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بَعْدَهُ مَعَ إِمَامِنَا الْبَاقِرِ
 ثُمَّ بَعْدَهُ مَعَ إِمَامِنَا جَعْفَرِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ
 ثُمَّ بَعْدَهُ إِمَامِنَا مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ثُمَّ بَعْدَهُ
 مَعَ إِمَامِنَا عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا ثُمَّ مَعَ
 إِمَامِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَوَادِ ثُمَّ بَعْدَهُ
 مَعَ إِمَامِنَا عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَادِي ثُمَّ بَعْدَهُ
 مَعَ إِمَامِنَا حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْعَسْكَرِيِّ النَّقِيِّ
 ثُمَّ إِنَّ يَقِينًا أَنْ شَارَ اللَّهُ نَكُونَ مَعَ
 إِمَامِنَا السَّيِّدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 الْمُهَدِيِّ الْفَاطِمِيِّ الْمُنْتَظَرِ هُوَ كَرَّمَ الْأُئِمَّةُ
 الْأَثْنَا عَشَرَ فِي الْحَقِيقَةِ
 فَتَحَقَّتْ أَلَيْهِمْ خِلَافَةُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
 وَرِيَاسَةُ الدِّينِ الْمُبْتَنِينَ فَعُهِمُ شَمْسُ السَّمَاءِ
 الْأَيَّامَاتِ وَالْيَقِينِ وَامَّا مَلُوكُ بَنِي أُمَيَّةَ
 وَالْعَبَاسِيَّةِ قَلِمَ يَكُونُوا أئِمَّةَ الدِّينِ بَلْ أَكْثَرُ
 هُمْ كَانُوا الصُّومَاءَ مُتَغَلِّبِينَ سَفَكَرُوا مَاءَ الْمُسْلِمِينَ
 وَغَلَّابُوا الْأَرْضَ جَوْرًا وَظَلَمًا وَعَدَاةً
 كَمَا سَلَّاتُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ وَخَلَفَا الرَّاشِدِينَ
 عَدَاةً وَنُورًا وَإِيمَانًا أَلَيْهِمْ أَحْسَرْنَا مَعَ

جادہ بہتر ہے یہ لوگ دوست رکھتے ہیں
 اہل بیت کو اور دشمن ہیں اُن کے جو دشمن
 ہیں اہل بیت کے اگر ہوتی لڑائی درمیان
 سیدنا مولا علی اور معاویہ کے اس زمانے
 میں تو اہل حدیث مولا علی کے ساتھ ہوتے پھر
 اپنے امام حسن کے پھر اپنے امام حسین کے
 پھر اپنے امام علی بن حسین کے پھر اپنے امام
 محمد باقر کے پھر اپنے امام جعفر صادق کے
 پھر اپنے امام موسیٰ کاظم کے پھر اپنے امام
 علی بن موسیٰ رضا کے پھر اپنے امام محمد بن
 علی کے پھر اپنے امام علی بن محمد کے پھر اپنے
 امام حسن العسکری بن علی کے پھر انشاء اللہ
 ساتھ ہوں گے۔ امام منتظر حضرت امام مہدیؑ
 آخر زمان علیہ السلام کے یہی بارہ امام ہمارے
 ہیں یہی لوگ حقیقت میں اُمراء ہیں اور
 منتہی ہوتی ان کی طرف خلافت رسول پاکؐ
 اور ریاست دین میں کی یہی لوگ آفتاب
 آسمان ایمان و ایقان ہیں لیکن بادشاہان
 بنی اُمیہ اور بنی عباس وہ ائمہ دین نہ تھے بلکہ
 اثر ان کے خائن تھے جنہوں نے غلبہ حاصل کیا
 اور مسلمانوں کا خون ناحق بہایا اور زمین کو
 ظلم و جور سے بھر دیا جیسا کہ عہد رسولؐ اور
 خلفا راشدین میں عدل و انصاف سے
 بھری تھی خداوند ہم کو ائمہ اثنا عشر کے
 ساتھ محشور کرنا اور ہم کو ان کی ہی محبت

پر یوم نشر تک قائم رکھنا۔

هؤلاء الائمة الاثنا عشر و ثبتنا على
حججهم الى يوم النشر كتاب هدية المهدي

رساله عقل و تدبیر اہل حدیث

مصنف مولانا مظہر الاسلام ص ۱۲ تا ۱۲۶

رسول پاک اپنے بعد اولی الامر آیت قرآنیہ سے صحابہ اور امت کو بتائے یہی خلیفہ
امام۔ وصی۔ ولی۔ اولی الامر۔ نائب جانشین ہیں۔ اور اللہ اور رسولؐ نے خلیفہ۔ امام۔ وصی۔
ولی۔ اولی الامر۔ نائب و جانشین کا معاملہ۔ اجماع۔ جمہوریت۔ امت کے سپرد نہیں فرمایا
ہے نہ اجماع۔ جمہوریت اسلام میں درست ہے نہ قرآن و حدیث میں اس کا وجود ہے اور نہ
یہ حق اور صدق سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز بعد وفات رسول پاکؐ حضرت علی علیہ السلام سے
لے کر قائم المنتظر المہدی کے علاوہ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معاویہ اور دیگر خلفاء بنی
امیہ بنی عباس وغیرہ شاہان غلاماں۔ مغلیہ۔ تغلق۔ لودھی۔ فاطمیہ۔ سلجوقیہ۔ سعودیہ۔
افغانستان۔ عراق۔ اردن۔ یمن۔ یبیا۔ مصر۔ شام۔ انڈونیشیا۔ تاجکیریا۔ افریقہ۔
امریکہ۔ روس۔ ایران۔ ترکی۔ سعودی عرب۔ ہندوستان۔ پاکستان۔ چین۔ اسٹریلیا۔
ایشیا وغیرہ تک تمام خطہ ارضی پر جو حکمران گذرے ہیں یا گذر رہے ہیں اور گزریں گے مسلمان
اور غیر مسلمان وہ اولی الامر نہیں ہیں۔ نہ وہ نائب رسولؐ اور خلیفہ۔ وصی۔ امیر المؤمنین کے
لفظ سے یاد کئے جاسکتے ہیں ان کا طریق کار قانون اسلامی ہے اور نہ شریعت رسولؐ ہے
ان پر تنقید کرنے سے ان کو برا کہنے سے ان کو نہ ماننے سے کفر لازم نہیں آتا۔ آج مکہ معظمہ۔
سعودی عربیہ وغیرہ کے حکمران بالخصوص قرآن اولی الامر نہیں ہیں اور نہ اہل اسلام مل کر کسی
کو اولی الامر بنا سکتا ہے بلکہ یہ دُنیا کے خود غلبہ پا کر الیکشن۔ زبردستی سے ڈیلومسی
سے اپنے تدبیر سے حکمران بن کر تحت حکومت پر غالب قابض ہوتے ہیں۔ خدا۔ رسول اور
قرآن کے مقرر کردہ نہیں ہیں۔

بیعت

بیعت البیعت اسم البایعہ یہ مباہعت کا نام ہے اور مباہعت بروزن مفاعلہ ہے
جیسے معانقہ۔ مصافحہ۔ مقابلہ۔ مقابلہ مناظرہ وغیرہ اور باب مفاعلہ ہے جب کوئی لفظ

اس باب سے اس وزن پر آئے تو یہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوتا کم از کم دو آدمیوں سے ہوتا ہے جیسے معاملہ ایک سے نہیں دو آدمیوں سے اسی طرح مقابلہ ایک آدمی سے نہیں دو آدمیوں سے مناظرہ ایک آدمی سے نہیں دو آدمیوں سے تو اس میں لفظ مبايعہ باب مقابلہ سے تو مبايعہ بھی دو آدمیوں سے سرزد ہوگا اور اس کا نام ہے بیعت

رَأَى الْكَذِبِينَ يُبَايِعُونَكَ الْأُمِّيَّاتُ يَكُونُ اللَّهُ
يَدُ اللَّهِ فُزُّوا أَيَّدِيهِمْ فُزُّوا فَكَتُ
فَبِئْسَمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ
سورہ فتح

تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ پس اللہ کا ہاتھ اوپر ہے ان کے ہاتھ کے میں جس نے توڑ دیا بیعت کو اُس نے اپنا نقصان کیا۔

لہذا بیعت والے دو قول ہوں گے مادہ ہے بیعت کا بیع۔ مبايعہ۔ بیعت یہ الفاظ بیع سے نکلے ہیں دو آدمی آپس میں سودا کرتے ہیں ایک آدمی کچھ دیتا ہے اور دوسرا بھی کچھ دیتا ہے دو آدمی جو آپس میں خرید و فروخت کرتے ہیں جو چیز بیچی جائے اس کو عربی میں کہتے ہیں بیع اور جو بیچ رہا ہے اُس کو کہتے ہیں بايع اور خریدینے والے کو کہتے ہیں مشتری اور قیمت کو کہتے ہیں ثمن۔ ایک آدمی اپنی جائیداد۔ مال۔ مکان۔ عزت۔ عظمت۔ اولاد حتیٰ کہ اپنی جان۔ زندگی تک کو بیچ رہا ہے اور دوسرا خرید رہا ہے جو بیچ رہا ہے وہ چاہتا ہے مرضی خدا اور جنت اور جو خرید رہا ہے بھی دے گا اُس کو ثمن یعنی قیمت مرضی خدا اور جنت۔ عام انسان۔ غوث۔ قطب۔ ابدال۔ دلی۔ مجتہد۔ مرشد۔ پیر۔ صحابی غرضیکہ یہ تمام بندے متلاشی ہیں۔ رضائے خدا اور جنت کے توجب یہ خود دولت رضا خدا اور جنت نہیں رکھتے تو کسی کو یہ کیسے خدا کی مرضی اور جنت دے سکتے ہیں۔ جب یہ دے نہیں سکتے تو کسی کے نفس کو خرید نہیں سکتے یعنی بیعت نہیں لے سکتے۔ خدا کی مرضی تو ہے محمدؐ اور آل محمدؑ کے پاس اور جنت بھی ہے ان کے پاس اب اگر کوئی رضائے خدا اور جنت خریدنا چاہے اپنے مال اولاد جائیداد اور نفس کو فروخت کر کے تو وہ محمدؐ و آل محمدؑ کے پاس نیچے اسی کا نام ہے بیعت۔ خداوند کریم نے قرآن پاک میں دست محمدؐ کو فرمایا ہے يَدُ اللَّهِ اور رسول نے آل محمدؑ کو ملا علیؑ۔ حسن۔ حسینؑ دیگر ائمہ کو فرمایا ہے۔ يَدُ اللَّهِ ملاحظہ ہو۔

يَدُ اللَّهِ فُزُّوا أَيَّدِيهِمْ
سورہ فتح

جب مقام حدیبیہ پر صحابہ نے حضورؐ کی بیعت کی تو ان کا ہاتھ نیچے ہوتا تھا اور رسول پاکؐ کا ہاتھ ان کے اوپر دست محمدؐ کو قرآن

۱ | نے یَدُ اللہ فرمایا۔

اپنی مرضی خدا جب دے گا اور اپنی جنت جب مال۔ اولاد۔ جائداد اور اپنی جان کو بیچنے والا اللہ کے ہاتھ بیچ دے۔ اللہ کا ہاتھ ہے دست محمد اور حضرت ابو بکرؓ فرمایا کہ رسولؐ نے فرمایا تھا علیؑ کا ہاتھ مجھ محمدؐ کا ہاتھ ہے لہذا علیؑ کا ہاتھ دست محمدؐ ہے اور دست محمدؐ یَدُ اللہ ہے یعنی محمدؐ اور آل محمدؐ علیہم السلام دست خدا ہیں۔ رضائے خدا اور جنت کے لئے اگر انسان اپنا مال اولاد۔ جائداد نفس بیچ رہا ہے تو بیچے یعنی بیعت کرے رسول پاکؐ کی یا جناب مولائے کائنات حضرت علیؑ علیہ السلام کی اگر دنیا کا بارغ۔ زمین۔ مکان۔ شراب۔ عورت۔ لذت وغیرہ کے لئے اپنی اولاد، جائداد۔ جان کو بیچنے کے لئے تیار ہے تو پھر اختیار ہے افع کے ہاتھ بیچ دے یا جس ایرے غیرے تھو غیرے کے ہاتھ لہذا اسلام میں محمدؐ مصطفیٰؐ اور ائمہ اثنا عشر کے علاوہ اور کسی کی بیعت کرنا حق نہیں بلکہ باطل ہے۔ پیر مرشد۔ اگر عوام سے بیعت لیتے ہیں کہ ہم تم کو محمدؐ و آل محمدؐ کے سپرد کرتے ہیں تو درست ورنہ ان کی بیعت حرام ہے۔ یہی وجہ ہے رسولؐ مرضی خدا اور جنت کا وارث ہے ارشاد خدا خود بول ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي
يُحِبُّكُمْ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ
غَفُورٌ رَحِيمٌ (ال عمران)

فرماوے اگر تم اللہ سے محبت کر کے اُس کی رضا چاہتے ہو پس میری اتباع کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہی وجہ ہے رسولؐ کسی کی بیعت نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو بکر۔ اور عمر۔ عثمان وغیرہ تمام صحابہ یکے (بیعت) کئے ہوئے ہیں رسول اکرمؐ کی اور جو مال خود بک جائے وہ کسی دوسرے کو نہیں خرید سکتا لہذا اب اگر صحابہ کو رضائے خدا اور جنت دے سکتے ہیں بعد محمدؐ تو وہی علیؑ اور دیگر امام اہل بیعت صحابہ اور دیگر مسلمان رسولؐ اور آل رسولؐ کی بیعت کر سکتے ہیں۔ مگر رسولؐ اور آل رسولؐ کسی صحابی اور مسلمان کی بیعت نہیں کر سکتے۔ لہذا حضرت علیؑ سے جناب ابو بکر۔ عمر۔ عثمان کی بیعت نہیں کی نہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام نے اور نہ امام حسینؑ علیہ السلام نے یزیدؓ کی بیعت کی۔ نہ کسی امام نے اہل بیعت سے کسی کی بیعت کی ہے رسول پاکؐ کے بعد ابو بکر۔ عمر۔ عثمان کی بیعت خروا ۳۲ ہزار صحابہ نے کی

یا بچاس ہزار نے ان لوگوں نے صرف یوں بیعت کی کہ یہ بادشاہ بن کر ہم کو دنیا میں آرام دیں گے۔ جاگیر۔ عہدہ۔ بارغ وغیرہ دیں گے جس کو ضرورت تھی اس نے کی اور جس کو دنیا کی ضرورت نہ تھی اُس نے بھی بیعت نہ کی جیسے ابوذر۔ سلمان فارسی۔ ابوبوب انصاری۔ ابوسعید خدری وغیرہ کثیر صحابہ یہ مومن کامل اور کامل مسلمان تھے عالم اسلام کا اتفاق ہے کوئی ابوجہر عمر۔ عثمان کی بیعت نہ کرے تو وہ کافر منافق نہیں اگر کرے تو اس کا ایمان زیادہ نہیں ہوتا یہ ہے معنی بیعت۔ ہاں جو محمد مصطفیٰ اور مولائے کائنات یاد گرامہ اہل بیعت کی بیعت نہ کرے یا بیعت کر کے توڑ دے تو وہ اسلام سے خارج ہے جیسے ابوجہل۔ ابولہب۔ یزید۔ شمر۔ ثعلبی۔ عمر بن سعد وغیرہ یہ بیعت ظاہری ہو یا باطنی اسی طرح سے توڑنا ظاہری ہو یا باطنی اس وقت بھی آدمی محمد و آل محمد علیہم السلام کی بیعت کر سکتا اور توڑ کر کافر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ مردہ نہیں زندہ ہیں اور ان کے ہی قدم مہمنت سے یہ جہان قائم ہے اور دنیا کے سینے پر زندگی کا وجود ہے۔

وُوث

وُوث انگلش زبان کا لفظ ہے اور یہ مذکر جس کا معنی ہے مشورہ۔ قیاس۔ پرچی۔ نشان۔ اور رائے۔ اس کا معنی اپنی جائداد۔ اولاد۔ مال جان کو بچنا نہیں ہے (فیروز اللغات) آدمی یا تین۔ چار۔ پانچ یا زیادہ صدارت۔ چیئرمین۔ وزارت کے لئے کھڑے ہوں تو عوام کا اپنی اپنی جگہ ہر آدمی کے لئے قیاس کرنا۔ مشورہ دینا۔ پرچی پر نشان لگا کر صندوقچی میں ڈالنا وُوث کہلاتا ہے ڈالنے والا وُوث کہلاتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا جس کو مشورہ سے قیاس سے یعنی وُوث سے چُنا وہ ہمیشہ انسانوں کے اُس قیاس پر پورا نہیں اُترا جس قیاس پر وہ چُنا گیا تھا۔ تو عدم اعتماد کی تحریک چلی چُنے ہوئے کو سورا کہا۔ گتا کہا۔ ہانے ہانے کے نعرے لگائے جلوس نکالے آخر مٹایا۔ قید کیا اور قتل کیا سولی دیا وغیرہ وغیرہ حشر تمام دنیا کے ممالک میں ہے تو جو وُوث دیتے ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہو جاتے اور جو نہیں دیتے وہ کافر نہیں بن جاتے۔ وُوث۔ رائے۔ مشورہ اور قیاس ہے۔ لہذا اسلام نے جو مفہوم بیعت بیان ہے جس کو ہم نے اوپر لکھ دیا ہے۔ وہ بیعت اور وُوث دونوں ایک نہیں ہیں بیعت اور ہے وُوث اور ہے۔

دو دنوں کو ایک جاننا حماقت۔ جہالت اور اسلام سے دوری ہے۔ حضرت ابو بکر۔ عمر۔ عثمان کے لئے جو ہوا تھا وہ قیاس۔ مشورہ۔ رائے یعنی ووٹ تھا۔ بیعت نہ تھی یہ وجہ ہے آج بہت سے علما ہیں اور کل بھی تھے انہوں نے ووٹ دیا تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم اور بیات علی خاں۔ خواجہ ناظم الدین۔ غلام محمد گورنر جنرل۔ محمد ایوب خاں۔ ذوالفقار علی بھٹو وغیرہ اور محترمہ فاطمہ جناح کو اور یہ لوگ ایک مدت تک تخت حکومت پر بیٹھے بھی مگر پیر دیول شریف۔ پیر گوڑہ شریف۔ پیر شہر قہور۔ مولانا احتشام الحق مولانا شبیر احمد عثمانی۔ مولانا مودودی۔ مولانا شاہ احمد نورانی وغیرہ علما سے افضل اور اعلیٰ نہیں تھے۔ اگرچہ وہ حاکم تھے اور یہ زیر حکم اسی طرح سے ان لوگوں نے اپنی جان مال اولاد کو ان کے ہاتھ فروخت (بیعت) نہیں کیا تھا بلکہ ووٹ دیا تھا اسی طرح سے حضرت ابو بکر عمر عثمان کو لوگوں نے ووٹ دیا تھا اور بیعت نہیں کی تھی حضرت علی امام حسن امام حسین علیہ السلام اہل بیت دیگر صحابہ نے پہلے تو ووٹ بھی نہیں دیا تھا اور ان بزرگوں کے تخت حکومت پر بیٹھنے سے اہل بیت دیگر صحابہ کی فضیلت میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ آج کل اسلامی اور غیر اسلامی ملکوں میں جو طریق انتخاب ہے وہ اسلامی طریق بیعت نہیں ہے بلکہ ووٹ ہے۔

اسلامی حکومت کے فرمانروا کا طریق انتخاب

حضرت سرکار دو عالم کے بعد اسلامی روحانی اور جسمانی حکمران تھے حضرت علی سے لے کر جناب امام حسن عسکریؑ تک ۱۱ امام یعنی ۲۵۹ھ تک مگر دنیائے ایسی تبدیلی کی جس نے آئین کبریائی کو درہم برہم کر دیا۔ سرکار دو عالم کے بعد اسلام کی روحانی حکمرانی تو جناب علیؑ اور دیگر ائمہ اہل بیت کے پاس رہی اور حکومت دینا۔ دُنیاداروں کے پاس آگئی۔ آج ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے بارہویں امام۔ امام زمانہ صاحب العصر اور اولی الامر ہیں جو کہ غیب میں ان کی غیبت میں اسلامی حکومتوں کے حکمران کون ہوں اور وہ کیسے منتخب ہوں اسلامی طریق کار کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ عرض کرتا ہوں۔ جو عہدے القاب اللہ نے قرآن اور حدیث میں رسولؐ اور ائمہ اثناعشر کو دیئے ہیں وہ کسی کو نہیں دیئے جاسکتے مثلاً شیخ المذنبین۔ رحمتہ العالمین۔ ام المومنین کسی پیر اور عورت نہیں کہا جاسکتا اسی طرح کسی کو اولی الامر۔ خلیفہ۔ نائب رسول نہیں کہا جاسکتا۔ ایسے ہی قرآن پاک کی آیات پر عمل کر کے علم اکا سما حاصل

کیا جاسکتا ہے مگر حصول کے بعد آدم نہیں بن سکتا نہ کہلا سکتا ہے ایسے ہی ریاضت کر کے مردے کو زندہ کر سکتا ہے مگر عیسیٰ نہیں کہلا سکتا عصا کا سانپ بنا سکتا ہے مگر موسیٰ نہ بن سکتا ہے نہ کہلا سکتا ہے اور کفروں جانوروں سے کلام کر سکتا ہے مگر محمدؐ عربی نہیں بن سکتا۔ ایسے ہی حکمران اپنے ریاضت اور سلوک سے یہ صفات پیدا کر سکتا ہے کہ درندے سانپ حشرات الارض۔ اس کو سلام کریں وہ مردے زندہ کر دے مگر وہ اولی الامر اور خلیفہ نہیں بن سکتا قرآن پاک کسی آدمی سے یا جماعت سے خاص نہیں اگر خاص ہو تو عالم اسلام کے لئے خواص کے بعد ناقابل عمل ہو مگر ایسا نہیں قابل عمل ہے۔ آیات حکمران اور خلافت و امارت۔ انبیاء۔ اوصیاء۔ محمد مصطفیٰ اور مولا علیؑ دیگر ائمہ کے لئے خاص اور تاقیامت مسلمانوں کے لئے عام ہیں ان پر عمل کریں اب ہم یہاں قرآن پاک اور احادیث سے موجودہ دور میں حکمران مقرر کرنے کا طریق بیان کرتے ہیں۔ حکمران نے نظام چلانا ہے آئین۔ دستور تو قرآن کی صورت میں موجود ہے لہذا اس کو رائج کرنا ہے آئین بنانا نہیں ہے طریق انتخاب بیان کرنے سے پہلے یہ بتا دیتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا سربراہ غیبت امام ہیں کون ہو۔

اسلامی حکومت کا حکمران کون ہو

وعدہ کیا ہے اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں سے جو تم میں یعنی تمام مسلمانوں میں ایمان میں اعلیٰ اور کئے ہیں انہوں نے تمام اعمال صالح ان کو پیچھے حاکم کرے گا (زمین) ملکوں کا جس طرح حاکم بنایا ہے ان سے پہلوں کو اور اُن کے لئے اُن کا دین مضبوط کر دے گا وہ دین جو مرتضیٰ ہے اور اُن کے خوف کو جو دشمنانِ دین سے ہے امن میں بدل دے گا یہ لوگ یعنی حکمران میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ ذرہ برابر بھی شرک نہ کریں گے اور جو کوئی انکار

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ
مَنْ أَسْتَلَفَ الْفَاسِقِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَيُؤَيِّدُ بَعْضُهُمْ أَلْيَدِ الْآخَرِ
لَهُمْ وَابِعِدَّ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ
خَوْفِهِمْ أَمَنًا يَعْبُدُكُمْ وَنَسِيَ لَا
يُشْرِكُ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْسِدُونَ

سورہ نور آیت ۵۵

کرے گا ان حکمرانوں کا وہ فاسق ہوں گے۔

آیت بالا خاص ہے مولائے کائنات جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے

لے کر صاحب الامر امام زمانہ حجۃ اللہ القائم المہدی علیہ السلام تک اصحاب رسول میں وہ صفات

جو آیت میں ہی نہیں پائی جاتیں۔ مثلاً تمام بت پرست تھے سوائے علی علیہ السلام کے اور

بارہ جانشینان رسول کے بعد اسلامی حکومت کے حکمران ہیں جو غیبت امام میں ہوں گے

لفظ **لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ** البتہ ان کے پیچھے (بعد محمد علی اور علی کے گیارہ جانشین اور

امام مہدی کی غیبت میں ان کے پیچھے حکمران ہوں گے آیت خاص ہے خلفائے اثنا عشر

اہل بیت کے لئے اور عام ہے تا ظہور امام اسلامی حکمرانوں کے لئے۔ یعنی اعلان نبوت

سے لے کر غیبت امام تک اور غیبت امام سے لے کر ظہور امام تک وہ لوگ حکمرانی کے قابل

اور لائق نہیں جو ایمان میں اعلیٰ اور اتباع رسول میں کامل اُن کو بعد رسول حکومت اسلامیہ

کا حکمران بنائے گا دین محمدی کے احکام شریعت دُنیا میں ان کے ہاتھوں جاری اور قائم کرے

گا۔ دنیا میں یہ لوگ دین محمدی کو جادیں گے خشکی اور تری میں اس کا سکہ بٹھادیں گے اور وہ

لوگ حکمران دشمنوں سے خائف ہوں گے اللہ اُن کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے

گا۔ اور وہ بے ڈر بے خوف احکام شریعت اسلامیہ کو جاری کریں گے۔ ہر طرح اسلامی

حکومت میں ان حکمرانوں سے امن و امان قائم ہوگا۔ اور یہ حکمران خاص خدا کے واحد کی

عبادت کریں گے ذرہ برابر بھی شرک نہ ہوگا شرک جلی بھی نہ ہوگا اور شریک خفی بھی نہ ہوگا۔

یعنی یہ اپنے نفس کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں پر حکمرانی نہیں کریں گے بلکہ نفس کا تزکیہ کر

چکے ہوں گے وہ اب خدا کے واحد اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی اتباع کریں گے۔ اُن

ہی کے احکام پر عمل کرنا ان کا جینا ہوگا اور ان ہی کی اتباع میں اُن کا مرنا ہوگا۔ خدا۔ محمد۔

آل محمد ان تین ہستیوں کے علاوہ وہ نہ کسی کی اتباع کریں گے نہ بات مانیں گے اور نہ

کسی کی خواہش پر عمل کریں گے احکام شریعت اسلام جاری کرنے میں اور عمر میں یہ حد شرع

جاری کرنے میں کسی قسم کا ان پر مخلوق سے خوف اور ہراس طاری نہ ہوگا جو لوگ ان حکمرانوں کی

مخالفت کریں گے وہ مومن مسلمان نہ ہوں گے بلکہ فاسقین کا گردہ ہوگا۔ خدا۔ رسول۔ آل

رسول اُن سے ناراض ہوں گے ان حکمرانوں کی صفات کو دوسرے مقام پر قرآن نے وضاحت

کے ساتھ فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا وَالَّذِينَ يُبْرِئُونَ يَدِيَهُمْ مَبْعَدًا تَقْيَيمًا وَالَّذِينَ يُقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا إِنَّهَا سَاعَةٌ مُسْتَقَرَّةٌ وَ مَقَامًا وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ يُخْلَدْ فِيهِ مُمَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَ كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُوا الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يُخْرِجُوا عَلَيْهَا صُمًّا وَ عُصْيَانًا وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا ذُرِّيَّتًا مُتَّقِينَ وَ اجْعَلْ لَنَا لِمُتَّقِينَ إِمَامًا سوره فرقان ۱۹ آیت ۳۱ تا ۴۱

اور بندے (حکمران) رحمن کے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں کسی مخلوق خدا ان اور غیر انسان کو ناحق تکلیف نہیں دیتے اور بیماروں کی طرح زمین پر آہستہ آہستہ قدم نہیں رکھتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی چال مشکبرانہ اور مغرورانہ نہیں ہوتی اور جب جاہل یعنی خدا رسول آل رسول کے مخالف ان سے جھگڑا کرتے ہیں تو وہ ان سے لڑتے نہیں بلکہ ان کے سلامتی کے کلمات کہتے اور دعا کرتے ہیں۔ اور رات کو وہ قیام اور سجدہ خدا (ترجمہ) میں بسر کرتے ہیں اور ان لوگوں کی ہر وقت یہی دعا ہوتی ہے۔ ہمارے رب دوزخ کا عذاب ہم سے ہٹائے رکھنا بیشک دوزخ کا عذاب چمٹنے والا ہے اور وہ بُری جگہ ہے اور یہ لوگ اخراجات میں اسراف نہیں کرتے نہ زیادہ خرچ کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ بلکہ وہ بین بین رہتے ہیں اور وہ لوگ اللہ کے سوا کسی کو نہیں جھکتے یہاں تک اپنی نفسانی خواہشات کو بھی نہیں جھکتے۔ اور وہ لوگوں کو قتل (جنگ) نہیں کرتے مگر جب ان کا قتل (جنگ) حق ہو تو قتل کرتے ہیں اور زندہ زنا کے نزدیک جاتے ہیں اور جو یہ کام ناحق قتل اور زنا (بدکاری) کرے گا وہ گناہ گار ہے اُس کو دو گن عذاب دیں گے اور قیامت کے دن

وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ مگر یہ لوگ اگر توبہ کر لیں اعمال صالحہ کریں تو اللہ تعالیٰ بدلے سے ان کی برائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور عمل صالح کئے پس وہ اللہ کی طرف لوٹ آیا۔

قرب خدا بہترین ٹھکانہ ہے اور وہ لوگ نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں نہ جھوٹے کاموں میں شریک کرتے ہیں۔ اور جب وہ کھیل تماشے راگ رنگ ناچ گانے وغیرہ لغویات افعال کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان کی طرف نظر نہیں کرتے بلکہ شریقانہ اور بزرگانہ کردار سے سر جھکاٹے خاموشی سے گزر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے ان کے رب کی آیات کا ذکر ہوتا ہے تو وہ اندھے بہرے ہو کر ان کو سجدہ کے لئے نہیں گرتے بلکہ عرفان حاصل کرنے کے بعد وہ دعا کرتے ہیں ہمارے رب ہماری بیویاں تیری اور تیرے رسولؐ کی فرمانبردار ہوں وہ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت کریں اور ہماری اولاد بھی ہماری آنکھیں ٹھنڈی رہیں ہم اہل ایمان صاحبان تقویٰ مسلمانوں کے حاکم ہوں۔

تمام عالم اسلام کا اتفاق ہے مندرجہ بالا آیات خاص ہیں۔ جناب فاطمہ۔ علی۔ حسن۔ حسین۔ علی۔ محمد۔ جعفر۔ موسیٰ۔ علی۔ محمد۔ علی۔ حسن۔ القائم مہدی علیہم السلام کے لئے

اور عام ہیں تا قیامت غیبت امام سے لے کر ظہور امام تک اسلامی حکومت کے حکمرانوں کے لئے ہیں دونوں آیات ظاہر کر رہی ہیں۔ عقیدہ اثنا عشریہ امامیہ دین اسلام میں غیبت امام میں جب اسلامی حکومت قائم کی جائے گی تو حکمران ان اوصاف کا عامل ہوگا جو قرآن میں ان آیات میں بیان ہوئی ہیں۔

- ۱۔ مومن کامل ہو۔
- ۲۔ تمام اعمال صالح پر عامل ہو۔
- ۳۔ ہر امر میں متبع رسول ہو۔
- ۴۔ خداوند کریم کے مقرر کردہ دین مرتضیٰ کا پیرو ہو۔
- ۵۔ دین مرتضیٰ کی جڑیں خشکی اور نری میں مضبوط کرے۔
- ۶۔ احکام شریعت اسلامیہ نافذ کرنے کے لئے کافر۔ مشرک۔ منافق۔ فاجر۔ فاسق۔ دشمن خدا۔ رسول۔ آل رسول سے خائف نہ ہو دشمنان خدا رسول شریعت۔ آل۔ کو ختم کر کے خدا ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔
- ۷۔ دنیا میں قدم رنجالانے کے بعد ان لوگوں نے خدا کے ساتھ شرک نہ کیا ہو جلی بھی اور خفی بھی۔ اپنی خواہشات کو بھی خدا نہ بنایا ہو۔
- ۸۔ اللہ کے غلام ہوں۔
- ۹۔ ان کی چال تکبرانہ مغرورانہ نہ ہو۔
- ۱۰۔ وہ لوگ جو ان کو برا کہیں گالیاں دیں بوجہ جہالت ان کی ذاتیات پر حملے کریں وہ ذاتی طور پر ذاتیات میں آکر ان کو کچھ نہ کہیں ان سے سلام کریں اور ان کی سلامتی کا انتظام کریں ان کے راہ راست پر آنے کے لئے دعا کریں۔
- ۱۱۔ تمام رات خالق کے لئے قیام اور سجود کی حالت میں رہیں یعنی شب بیدار تہجد گزار ہوں۔
- ۱۲۔ ان کی دعا ہو خالق اسلامی نظام کے نفاذ میں اگر کوئی تا ہی ہو تو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچانا یعنی کوتاہی کو معاف کرنا تحقیق وہ عذاب آنے والا ہے اور دوزخ بُرا ٹھکانہ ہے۔
- ۱۳۔ اور وہ لوگ اپنی ذات اور انتظام اسلامی حکومت میں اخراجات نہ حد سے بڑھ کر کرتے ہیں نہ حد سے کم یعنی نہ زیادہ اور نہ تنگی کے ساتھ بلکہ بین بین رہتے ہیں۔
- ۱۴۔ اللہ کے سوا کسی ذات کی یہاں تک اپنی نفسانی خواہشوں کی بھی اتباع نہیں کرتے اور احکام شریعت اسلام کے نفاذ میں کسی غیر مسلم کی ہاں میں ہاں اور فاسق

- فاجر۔ منافق کی بھی رائے پر عمل نہیں کرتے۔
- ۱۵۔ جو لوگ قرآن اور سنت محمد و اکرم محمد علیہم السلام میں واجب القتل ہوں۔ اُن کو قتل کرتے اور اُن ہی سے جنگ کرتے ہیں۔ بغیر نہ کسی کو قتل کریں نہ کسی ملک سے جنگ کریں۔
- ۱۶۔ اور نہ وہ لوگ زنا بدکاری کے قریب جاتے ہیں کیوں کہ یہ بہت ہی بُرا جرم اور گناہ ہے خدا ایسے لوگوں کو دو گناہ عذاب دے گا اور ایسے گناہ کرنے والے اسی لائق ہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں۔ ہاں کسی شخص کے قتل یا کسی ملک سے جنگ ہو گئی ہو یا اپنے گھر میں ایک ہی فرش پر سوئی ہوئی عورتوں میں بیوی کی جگہ نوکرانی سے جماع کر لیا ہو بعد میں معلوم ہو یعنی جماع کرتے وقت یہ میری بیوی نہیں تو دونوں صورتوں میں وہ زور و کر نماز استغفار پڑھ کر توبہ کرے اور عمل صالح توبہ کے ساتھ کرے تو اُن کی اس بُرائی کو معاف کر دیا جائے گا۔
- ۱۷۔ وہ لوگ نہ جھوٹے۔ غلط کاموں میں شریک ہوں گے اور نہ جھوٹی شہادت دیں گے نہ لغو باتیں کریں گے۔
- ۱۸۔ وہ لوگ جیب۔ ہاکی۔ کرکٹ۔ والی بال۔ کبڈی۔ سینما۔ تماشہ۔ راگ رنگ ناز گانا وغیرہ لغو محافل کے پاس سے نہ گزریں شامل ہونا تو درکنار اگر وہ جا رہے ہوں اور راستے میں کہیں ایسی محفل ہو تو اس میں شامل ہونا تو درکنار سر جھکا کر شریقا نہ اعلان میں بزرگوں کی طرح نظر پھر کر گذر جائیں۔
- ۱۹۔ جب کوئی کافر۔ منافق۔ فاسق۔ فاجر اپنی حرکات فاجرانہ۔ فاسقانہ۔ منافقانہ۔ کافرانہ کے جواز میں آیات قرآنی پیش کرے تو وہ اُن آیات کو سن کر اندھے بہرے لوگوں کی طرح سجدے میں نہیں گرتے یعنی ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے بلکہ خود غور فکر کرتے ہیں پھر اُن آیات پر عمل کرتے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔
- ۲۰۔ وہ لوگ خدا سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہماری ازواج صحیح معنوں میں اور اولاد خدا اور محمد و آل محمد کی فرمانبردار ہو ان کے پابند شریعت اسلامیہ ہوں ہماری آنکھیں ٹھنڈی رہیں بیوی۔ اولاد دونوں فتنہ میں بیوی نے جادو کر کہا شوہر چل پڑا اولاد

نے جو فعل کیا باپ نے محبت
پدری میں کچھ نہ کہا اس لئے دونوں
ایسے ہوں جو اُس کو غلط راستے پر
نہ لے چلیں بلکہ اُن کے کردار سے
اُن کی آنکھیں مٹھنڈی رہیں کیوں کہ

لوگوں نے ان کی اتباع اور اطاعت کرنی
ہے احکام شریعت اسلامیہ میں اور
ان لوگوں نے احکام شریعت اسلامیہ
کو ملک میں نافذ کرنا ہے۔

ریاست اسلامیہ کے حکمران میں بیان کردہ قرآن پاک کی مذکورہ شرائط کا پایا جانا لازمی
ہے یعنی لازم ہے ہاتھ غلط نہ اُٹھے پاؤں لغزش نہ کھائے نظر غلط نہ دیکھے زبان لغو
نہ بولے اور کان فضول نہ سنیں دل دماغ ناحق امور کی انجام دہی نہ سوچے اتن کا
اپنے تمام اعضائے جسم پر پورا پورا شریعت اسلامیہ کے تحت کنٹرول (حکومت)
ہو اگر اپنے جسم پر ہی (کنٹرول) نہیں تو از روئے قرآن و سنت دیگر افراد ان کی
جسموں پر حکومت کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

رائے

وڈ انگلش کا لفظ ہے جس کا معنی اظہار رائے۔ یا پرچی ڈالنا انتخاب میں
اور رائے ہندی زبان کا لفظ ہے۔ اسلام میں رائے دینے کا حق ہے مگر ہر ایک کو نہیں
جمہوری نظام میں بالغ رائے دہی کا طریق خلاف اسلام ہے کیوں کہ اسلام نو سال کی
لڑکی اور پندرہ سال کے لڑکے کو بالغ قرار دیتا ہے اور جمہوری حکمرانوں نے سولہ سال
کی لڑکی اور اٹھارہ سال کا لڑکا بالغ قرار دیا ہے پندرہ سولہ یا اٹھارہ سالہ کی
رائے اور ایک ڈاکٹر۔ وکیل۔ بیرسٹر۔ عالم دین۔ پروفیسر۔ بزرگ کی رائے ایک جیسی
نہیں ہے اور جمہوریت میں عالم دین۔ پروفیسر۔ بیرسٹر۔ وکیل بزرگ۔ ۸۰ سالہ لڑکا یا
اکیس سالہ مرد ان تمام کی رائے۔ ووٹ جاہل ان پڑھ بے وقوف نہتو۔ فتو ایک ہی
سطح پر شمار ہوتا ہے۔ اسی لئے حکیم الامت علامہ ڈاکٹر اقبال نے فرمایا ہے

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں

بندوں کو گنا کرتے ہیں تو لا نہیں جاتا

نہ رائے دینے والے کو تو لا جاتا ہے کہ وہ کس معیار کا عقل کا فہم کا کردار کا مالک ہے

اور جس کو ووٹ دیا جا رہا ہے اُس امیدوار کو تو لگتا ہے کہ وہ کس فہم و فراست اور تدبیر کا مالک ہے جمہوریت میں تو ایک لائن میں وکیل - ڈاکٹر - پروفیسر - بیرسٹر - مفتی - محدث - عالم - پیر - مرشد - جاہل - ان پڑھ - باعمل - بے عمل - مومن - فاسق - فاجر - متقی - زاهد - پابند شریعت اسلامیہ اور غیر پابند شرع مرد - عورت سب کے سب ایک جیسے اور سب کی مرضی سب کی فکر عقل - عظمت ایک جیسی سمجھی جاتی ہے حالانکہ قرآن میں ارشاد ہے اَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اَتْقَاكُمْ تَم میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک قابلِ عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے مگر جمہوری طرز میں سب ایک ہیں اور یہ بھی مسلمہ امر ہے اٹھارہ سالہ یا انیس سالہ مرد عورت بالغ ہیں مگر راشد نہیں جب وہ راشد نہیں تو ایک عالم کے برابر ان کی رائے کیسی ہو سکتی ہے پھر جمہوریت میں جو امیدوار ہے اگر وہ بے سمجھ نالائق - ظالم - فاسق - فاجر ہے اور اکثریت سے ووٹ دیدیا تو وہ کامیاب اب وہ کیا حکومت کرے گا - اور عوام کو کیا انصاف دے گا - جس کا نتیجہ انقلاب ہے اور آٹے دن اس جمہوریت کے انقلاب دُنیا میں مختلف ملکوں میں ہو رہے ہیں اور بنائے ہوئے آئین ٹوٹتے سنتے رہتے ہیں لہذا اس طرز جمہوریت اور بالغ رائے دہی کا قرآن اور سنتِ محمد و آلِ محمد میں کہیں وجود نہیں ہے اور اس طرز کی حکومت نہ اسلامی حکومت ہے -

بیعت اور ووٹ ایک نہیں

کہا جاتا ہے اسلام ووٹ کا قائل نہیں بیعت کا قائل ہے ووٹ اور بیعت ایک ہے لہذا اسلام میں ووٹ ہے - یہ غلط ہے ووٹ کی تشریح تو بیان کر دی ہے جو آج مسلم اور غیر مسلم جمہوری ملکوں میں رائج ہے اب یہاں صرف بیعت کا ذکر کرتے ہیں -

بیعت البیعت اسم البایعہ - یہ ہے مباہیعت کا نام اور مباہیعت ہے بروزنِ مقابلہ جیسے مصافحہ - معانقہ - مقابلہ - مناظرہ اس کا باب ہے مقابلہ جب کوئی لفظ اس باب سے ہو تو وہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوتا بلکہ دو آدمیوں سے صادر ہوتا ہے جسے مصافحہ ایک آدمی سے نہیں وقوع پذیر ہوگا بلکہ دو آدمیوں کا ہوگا ایسے ہی مقابلہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوگا بلکہ دو آدمیوں کا صادر ہوگا اسی طرح مباہیعت بھی ایک آدمی سے صادر نہیں ہوگا بلکہ دو آدمیوں کا صادر ہوگا - اس باب کا نام ہے بیعت -

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ
يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ
شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا
يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِهَتَّانٍ
يَقْتَرِبْنَ إِلَيْكَ ابْنَيْهِمْ وَأَرْجُلَهُنَّ
وَلَا يَعْمِدْنَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايَعْنَهُنَّ
وَأَسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
اللَّهُ عَفُوٌّ رَحِيمٌ سوره الممتحنة
۲۸

اے نبی جب تیرے پاس مومنہ عورتیں بیعت
کرنے کو آئیں اس امر پر کہ وہ اللہ کے ساتھ
شرک نہ کریں۔ چوری نہ کرنا۔ اولاد کا قتل نہ
کریں اور کسی مومن مرد عورت پر ہتھان نہ
لگائیں اور ہاتھ پاؤں باندھ کر غلط جھوٹی
بات گواہی نہ دیں۔ اور تیری نافرمانی نہ
کریں۔ غرضیکہ جب تمام ہاتھ کان پاؤں
زبان دل و ماغ فکر حرکات تجھ کو پہنچ دیں
تو ان کو بیعت کرے اور اللہ سے ان کی
معفرت کرنا اللہ بخش دے گا۔

ایک بیعت کرنے والا اور ایک بیعت لینے والا۔ مصدر ہے بیعت کا بیع جس کا
معنی ہے بیچنا اب بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا۔ وہ بھی کچھ بیچ رہا ہے اور یہ
بھی کچھ بیچ رہا ہے۔ بیعت کرنے والے نہ جو بیچارہ ملکیت ہو گیا بیعت لینے والے کی
اور جو بیعت لینے والے نہ بیچارہ ملکیت ہو گیا بیعت کرنے والے کی۔ اس معاہدہ کا
نام ہے بیعت جب دونوں فریق میں یہ معاہدہ ہو گیا تو اصطلاح اسلام اور قرآن میں
ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اقرار کرنا معاہدہ کی تکمیل کی سند ہے۔ لہذا بیعت کرنے والا اپنے ہاتھ
پاؤں لاکھ۔ زبان۔ دل۔ و ماغ غرضیکہ کلی جسم اور جان بیعت لینے والے کے ہاتھ میں بیچ دیتا ہے۔
اب جو اختیارات اس کو اپنے جسم و جان پر تھے وہ سلب ہو گئے اور وہ ہی اختیارات بیعت لینے والے کے
ہو گئے لہذا بیعت نام ہے اپنے جسم و جان کے بیچ دینے کا واضح ہو کہ جسم و جان خدا کی ملکیت ہیں انسان ملکیت
خدا کو کسی غیر کے ہاتھ فروخت نہیں کر سکتا اسی لئے تمام دنیا کی موتوں میں خود کشی جرم
ہے کیوں کہ جسم و جان ملکیت خدا ہیں وہ جب چاہے لے ان خود اپنی مرضی سے جسم
و جان کو بیچے یا قتل کرے تو جرم ہے ناقابل معافی لہذا اگر اپنے آپ کو بیچے یعنی بیعت
کرے تو اللہ کے ہاتھ میں یا اس ہاتھ میں جس کو اللہ کیسے یہ میرا ہاتھ ہے اب جو آدمی
بیعت کرے گا تو اللہ کی یا اس کی جس کو اللہ نے اپنا ہاتھ کہا ہے ملاحظہ ہو قرآن میں
اللہ نے جس کو اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ يَخْتَارُ مَا يَسِّرُ وَيَصْلَحُ ۝۱۰
 جب رسول پاک بیعت لے رہے تھے تو نیچے لوگوں کا ہاتھ ہوتا اور ہر کار رسالت کا
 ہاتھ ہوتا لہذا قرآن نے محمد مصطفیٰ کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ فرمایا ہے اور وحی ترمان
 زبان نے آل محمد کے متعلق فرمایا ہے اٰذْ لٰكُنَّا مُّحَمَّدًا وَّ اٰخِرُنَا مُّحَمَّدًا وَّ اَوْسَطُنَا
 مُّحَمَّدًا وَّ كُنَّا مُّحَمَّدًا نَحْنُ وَجْهَهُ اللّٰهُ وَنَحْنُ يَدُ اللّٰهِ هِمَارَا اَوَّلُ مُحَمَّدٍ
 ہمارا آخر محمد ہے ہمارا درمیانہ محمد ہے ہم سب کے سب محمد ہیں۔ ہم وجہ اللہ ہیں
 ہم اللہ کا ہاتھ ہیں۔ لہذا اب اسلام میں بیعت ہو سکتی تو محمد مصطفیٰ کے ہاتھ پر
 یا ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے ہاتھ پر ان کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کرنا
 یعنی اپنے آپ کو پہنچنا انتہائی ناقابل معافی جرم ہے لہذا اب معلوم ہو گیا کہ ووٹ اور
 بیعت میں ایمان و کفر کا فرق ہے ووٹ جس کے معنی رائے ہے اور جس کو چاہے دے سکتا
 ہے مگر بیعت کسی کی نہیں کر سکتا لہذا ووٹ اور بیعت کا نہ معنی ایک ہے اور نہ استعمال
 ایک ہے یہ دونوں الگ الگ ہیں اور ان کا استعمال بھی الگ الگ ہے۔

اسلامی حکومت کے حکمران کا انتخاب

اسلامی سربراہ مملکت کا چناؤ کس طریق پر ہے۔ تو اس کا طریق ہے علمائے کرام
 پر جن کو اہل خیرہ کہا جاتا ہے علماء ہی ایک وہ گروہ ہے جو صاحب فکر۔ دانش۔ غور۔
 عقل اور ناشران شریعت محمدیہ ہیں اور علوم محمدیہ آل محمد علیہم السلام کے حامل حافظ ہیں۔
 عالم اگر قائم ہے تو دنیا امن و امان کے ساتھ قائم ہے۔ اگر عالم قائم نہ رہا تو دنیا میں امن و امان
 نہ رہا۔ قرآن نے علمائے کرام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً ۝۱۱
 فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ
 خَافِقَةٌ يُنْفِقُوهَا فِي الدِّينِ وَيُؤْذِرُوا
 قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
 يَحْذَرُوْنَ ۝۱۲

اور ایسا نہیں کہ تمام کے تمام مومنین
 اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑیں سب مل
 کر کے۔ پس کیوں ایسا نہیں کرتے کہ ہر
 فرقہ یعنی بستی۔ محلہ۔ جماعت۔ گروہ خاندان۔
 قبیلہ۔ شہر سے ایک ایک آدمی یا پارٹی
 نکل آئے اور علم دین حاصل کر کے تفقہ فی

سورہ توبہ پ

دین کریں پھر واپس آکر اپنے شہر۔ بستی۔ محلہ۔
قبیلہ۔ خاندان قوم کو احکام شریعت اسلامیہ
سے خبردار کریں تاکہ وہ عذاب خدا سے ڈرتے
رہیں۔

آیت صاف بتلا رہی ہے کہ تمام انسانی معاشرہ علم دین حاصل کر کے محدث۔ متقی
علامہ۔ مجتہد نہیں بن سکتا بلکہ ہر برادری سے قبیلہ سے چند افراد کی پارٹی نکل کر تعلیم قرآن
وسنت محمد و آل محمد حاصل کرے پھر وہ واپس آکر اپنی برادری۔ قوم قبیلہ کو احکام شریعت
محمدیہ بتائے وہ ان پر عمل کریں اور خدا رسول کی ناراضی سے عذاب سے بچیں یہ لوگ جن کو قرآن
پاک تعلیم دین حاصل کرنے کے بعد تفقہ فی الدین کی ڈگری دے رہا ہے یہی لوگ اس قابل
ہیں کہ غیبت امام ہیں اسلامی حکومت کے سربراہ کا انتخاب کریں۔ ان میں بھی کالی بھیڑیں
شامل ہو جاتی ہیں خود ارشاد خداوندی سے۔

اے صاحبان ایمان بیشک بہت سے
عالم اور سجادہ نشین۔ خانقاہ نشین درویش۔
شیخ۔ مشائخ کھاتے رہے اور کھا رہے ہیں
کھاتے رہیں گے لوگوں سے مال باطل طریقوں
سے اور روکتے ہیں دین حق سے اور وہ روساء
بھی جو سونے چاندی کے ذخائر رکھتے ہیں۔
مگر خدا کی راہ میں خرچہ نہیں کرتے ان کو درد
ناک عذاب ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن كَثِيرٌ مِّنَ
الْأَخْيَارِ وَالتَّوَّابِينَ لَيْسَ لَكُم مِّنْ أَمْوَالِ
النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّونَ عَنْ
سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنُزُونَ الذَّهَبَ
وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ
سورہ توبہ پ

یہ آیت بھی ثابت کر رہی ہے کہ علمائے کرام اور مشائخ حضرات میں اکثریت ان کی ہے جو
لوگوں کا مال غلط ناجائز خلاف شرع ہضم کرتے ہیں اور سرمایہ دار طبقہ بھی ان علماء کے ساتھ
سے وہ بھی خدا کی راہ میں تو خرچ نہیں کرتے بلکہ ان علماء کے طرفدار ہیں اور یہ علماء اور مشائخ
ٹکے بٹورنے کے لئے لوگوں کو ان کی مرضی کے مطابق مسائل بتاتے ہیں اور ان مسائل کو
شریعت محمدیہ کا نام دیتے ہیں حالانکہ وہ مسائل شریعت محمدی سے دور کا بھی تعلق نہیں
رکھتے بلکہ ان علماء اور مشائخ جو اے نفس عوام کی مرضی کے مطابق تیار کئے ہیں۔ اور اپنی

ریاست۔ سیادت برقرار رکھنے کے لئے لوگوں کو صحیح شریعت اسلامیہ سے آگاہ نہ کیا بلکہ اپنی بتائی ہوئی شریعت پر لگا دیا اور شریعت محمدیہ دین کبریٰ سے ان کو دور کر دیا و نفات رسول پاک سے لے کر آج تک اسلامی سربراہوں کے ساتھ ایسے ہی علماء اور مشائخ کی جماعت رہی جنہوں نے سربراہ کو خوش کرنے کے لئے اس کی مرضی سے مسائل تیار کر کے اُن کو شریعت اسلامیہ کا نام دیا اور روپیہ کمایا اپنی سرداری قائم رکھی و نفات رسول کے بعد صرف حکومت حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ یہ دو حکومتیں ہی ایسی گذری ہیں جن کو صحیح معنوں اسلامی حکومت کہا جاتا ہے ورنہ کوئی ملک ہو اور کوئی حکمران وہ اسلامی حکومت قائم نہ کر سکے اور نہ اُن کو اسلامی حکومت کہا جاتا ہے اور یہ بھی یاد رہے آیت اول میں جو علمائے فقہ فی الدین بیان کئے گئے وہ مدارس دینیہ کے فارغ التحصیل صاحب سند۔ مسجد کے ملاں۔ خطیب مدرس۔ مفتی محدث مراد نہیں کیوں کہ یہی آیت ثانیہ کے مطابق کالی بھیڑیں ہیں جن کے بارے حکیم الامت علامہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے سہ

دین ملال فی سبیل اللہ فساد

بلکہ یہ وہ علماء مراد ہیں جو فقہ فی الدین رکھتے ہوں مسجد کے ملا ہوں یا نہ مدرس ہوں یا نہ کسی دینی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہوں یا نہ مفتی اور محدث ہوں یا نہ بلکہ وہ عالم ہوں اور اپنے نفس کا تزکیہ رکھتے خوف خدا ان پر سوار ہو ایسے لوگ درویش۔ مشائخ عالم دین کہلانے کے حقدار ہیں ملاحظہ ہو فرمان خداوندی۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ
الْعُلَمَاءُ وَالْاٰرَافَاتُ اللَّهُ عَزِيزٌ غَفُوْرٌ

سورہ فاطر پ ۲۲

بیشک اللہ سے ڈرتے ہیں خشیت رکھتے ہیں انسانوں میں سے صرف وہ ہی جو علماء ہیں تحقیق زبردست قلبے والا اور مغفرت والا ہے۔

آیت نے بتلایا علماء وہ ہیں جن پر خشیہ کبر یا ہر لمحہ طاری ہے اُن کا بندہ بند کا پیتا ہے آنکھ میں آنسو بہتے ہیں خوف خدا سے یہ روپیہ کے لالچ میں نہیں آتے موت کی دھمکی سے گھبرا کر خوف تلوار سے ظالم اور جابر کے سامنے نہیں جھکتے بلکہ ان کا سب سے بڑا جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے یہ دُنیا کے بچے نہیں بلکہ دُنیا ان کے پیچھے بھاگتی ہے ایسے علماء درویش۔ شیخ ہر برادری قبیلہ۔ خاندان قوم میں موجود ہیں یہ سب

اپنے میں سے اُس ہستی کا انتخاب کرنے کے حقدار ہیں جو ان سب میں اعلیٰ اور افضل ہے علم دین اور اتباع رسولؐ میں اور ایسے افراد کو اپنے میں ہر برادری قبیلہ جانتا ہے تمام ملک میں اسلامی سربراہ کے لئے گروہ رائے دینے کا حق رکھتا ہے امام زمانہ نے غیبت کبریٰ میں جاننے کے لئے سائل کو اپنے بعد اپنے اپنے علاقے محلہ۔ برادری۔ خاندان قبیلہ کا ممبران الفاظ میں دیا ہے۔

اِنَّمَا عَلَمَائِي حُجَّةٌ عَلَيْكُمْ ذَا نَا
عَلَى الْاَعْلَمَاءِ حُجَّةُ اللّٰهِ (اجتہاد طبری)
بیشک میرے علماء تم پر حجت میں اور میں
علماء کے اوپر اللہ کی حجت ہوں۔

حضرت امام حسن عسکری سے سوال کیا گیا۔ حضور یہ فرمائیے اسلامی حکومت کا سربراہ تو تو ہے مصموم اولی الامر۔ امام۔ مگر جب امام نہ ہو غیبت میں ہو تو عوام اب اپنا سربراہ۔ حاکم۔ پیشوا کس کو بتائیں۔ تو امام نے فرمایا تمام علماء۔ فقہاء مل کر اپنے میں اُس ہستی کا انتخاب کریں جو اُس میں سے اپنے نفس پر پورا پورا کنٹرول رکھتا ہو خوف خدا اس پر چھایا ہو اور اپنے مولا۔ خدا۔ رسولؐ۔ امام کی سرامر دینی اور دنیاوی میں وہ اتباع کر رہا ہو پس عوام کے لئے لازم ہے فَلْيَتَّخِذُوا مِنْ اَنْتُمْ يُنْقِذُوهُمْ میں لوگ اُس کو اپنا سربراہ بنالیں اور اس کی اتباع کریں۔ یہ ہے اسلام میں سربراہ قائم کرنے کا طریق جو قرآن نے بیان فرمایا ہے۔ اسی منتخب شدہ ہستی کو شیعہ اثنا عشریہ نے مجتہد اعظم کا نام دیا ہے ایت اللہ بھی کہا گیا ہے اور مرجع الاخلاق بھی اسی کو اسلامی حکومت کا سربراہ ہونے کا اسلام میں حق ہے۔

اسلامی حکومت میں مجلس مشاورت

اسلامی حکومت میں۔ دو جماعتیں۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف نہیں ہوتیں یہ جماعتیں نظام جمہوری میں ہوتی ہیں۔ حزب اختلاف کا مقصد۔ برسر اقتدار جماعت کے امور منصفوں پر شدید مخالفت کے پس پردہ تنقید کرنا ہوتا ہے اور جیسے ہی موقع ہاتھ آئے عدم اعتماد یا کسی اور صورت میں اقتدار سے ٹانگ کھینچ لینا ہوتا ہے۔ حضور سرکار دو عالم کی حیات طیبہ میں حزب اختلاف نہیں تھا اگر تھا تو اُس کو قرآن سے منافقین کا نام دیا ہے سربراہ مملکت خود عنان حکومت ہاتھ میں رکھے یا کسی ہستی کو اقتدار کی کرسی پر بٹھا کر خود اُس کی سرپرستی۔ نگرانی کرے یہ اُس کی مرضی ہے گورنر۔ وزراء وغریبہ استقامی ڈھانچہ

وہ خود تیار کرے گا جیسا حضور سرکار رسالت مآبؐ خود فرمایا کرتے تھے۔ اسلامی حکومت میں پارلیمنٹ، اسمبلی وغیرہ نہیں ہوا کرتی یہ تو ہوتی ہیں آئین بناتے کے لئے یا آئین میں ذلتاً فوقتاً ترمیم کرنے کے لئے اسلامی حکومت میں آئین تو خالق کائنات نے قرآن کی صورت میں دے رکھا ہے نہ اس میں زیادتی کی جاسکتی ہے اور نہ کمی یا کسی حکم کی منسوخی کی جاسکتی ہے بلکہ ایسا کرنا کفر ہے بلکہ اسلامی حکومت میں تو آئین کبریا کو نافذ کرنا ہے اسی لئے قرآن پر سربراہ مملکت کا پوری طرح سے عبور حاصل ہونا اور اس کی تشریحات یعنی شریعت اور فقہ۔ حدیث پر عبور ہونا لازمی ہے۔ سربراہ مملکت کے لئے تمام شہروں۔ قصبوں۔ قبائل خاندانوں صوبوں سے ایسی مقتدر ہستیوں کا جو سربراہ کا انتخاب کر رہی ہیں صاحبان علم دین و عرفان کا ایک مجلس مشاورت کی صورت میں موجود ہونا لازمی ہے جو سربراہ مملکت کو اسلامی قوانین کے نفاذ میں مدد کرے تاکہ قرآن و سنت کا صحیح نفاذ ہو سربراہ مملکت پانچ۔ دس جیسا بہتر خیال کرے اپنے معاون حضرات رکھ سکتا ہے جو اس کے ساتھ ساتھ تعمیری امور میں معاونت کریں۔

نظام مرتضیٰ

جناب سرکار دو عالم محمد مصطفیٰؐ احمد مجتبیٰؑ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عالم خاک سے عالم نور کی طرف تشریف لے جانے کے بعد تین حکومتیں یکے بعد دیگرے وجود میں آئیں۔ خلافت حضرت ابو بکر۔ عمر۔ عثمان ان حکومتوں نے چند ایک نئے اصول تیار کئے اور قانون بنائے مثلاً اکثریت صحابہ ایک مسئلہ پر اتفاق کر جائے اور اجماع صحابہ کے خلاف آیت موجود ہو قرآن میں تو آیت کو منسوخ سمجھا جائے گا اور اجماع صحابہ کو حق (اصول کفری) اصول کے جیسا کہ صحابہ نے اجماع کیا کہ اولاد رسولؐ اور علیؑ کو خنس نہیں دیا جائے اور قرآن میں سوال پارہ پہلی خنس کو ادا کرنا مال غنیمت سے ثابت کر رہی ہے لہذا اجماع صحابہ حق اور آیت منسوخ سمجھی جائے گی۔ اور ایسے ہی حضرت عمر ابن خطاب نے اپنی خلافت میں خطبہ جمعہ میں اعلان فرمایا۔

مُتَّعَتَانِ كَانَتْ عَلَيَّ غَضَبُ رَسُولِ اللَّهِ
وَإِنِّي أَلْهَى غَضَبًا دُاعًا قَبْ عَلَيْهِمَا

عہد رسول پاکؐ میں دو متعہ تھے جن پر
بمکرم رسولؐ عمل ہو رہا تھا اور میں اُن

دونوں کو حرام کرتا ہوں اور جو ان کو ادا کرے گا اُس کو سزا دلوں گا۔

مُتَّعَةَ الْحَجِّ وَمُتَّعَةَ النِّسَاءِ
احکام القرآن جلد اول ص ۳۲۷ و علی نقی
کنز العمال جلد ششم ص ۲۹۳ بیہقی جلد ہفتم ص ۲۰۶
اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ هَذَا الْمَرْسُولُ وَالْقُرْآنُ
هَذَانِ الْقُرْآنُ وَآفِئْتُمَا كَانَتْ عَلٰی عَهْدِ
رَسُولِ اللّٰهِ وَ اَنَا اَنْتَ لِيْ عَهْدُ مَا وَ
اَعَايِبُ عَلَيْهِمَا اِخْتَدَ هُمَا مُتَّعَةً
النِّسَاءِ وَكَأَقْدَرُ عَلٰی رَجُلٍ تَزَوَّجَ
رَأْسًا اَنِّ اِنِّیْ رَجُلٍ لَا غَيْبُهُ بِالْحِجَارَةِ
وَالْآخِرَى مُتَّعَةَ الْحَجِّ
سنن بیہقی جلد ہفتم ص ۲۰۶

بیشک رسول اللہؐ نے جو یہ رسول محمد صلعم ہے اور قرآن نے جو یہ قرآن تحقیق ان دو چیزوں کو عہد رسولؐ میں جاری دساری کیا اور میں ان دونوں کو روکتا ہوں اور ان پر جو ادا کرے گا سزا دلوں گا اور میں اس کو برداشت نہیں کرتا کوئی مرد و عورت سے کچھ مدت کے لئے نکاح کرے اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کو سنگسار کر دوں گا اور دوسرا متعہ الحج ہے۔

حالانکہ قرآن نے متعہ الحج کے لئے فرمایا ہے وَاتَّمُوا الْحَجَّ وَالْحُمْرَةَ لِلّٰهِ حج اور عمرہ کو برائے خدا تمام کر دو فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً بِسُوْرَةِ نِّسَاءِ پس جن عورتوں سے تم متعہ کر دو ان کے حقوق (بہر) وغیرہ ادا کرو واجب ہے ایسے دور عثمان میں اذان ثانی کا اجرا اور قرآن کی نزول ترتیب کو ختم کر کے موجودہ ترتیب قائم کرنا۔ حضرت ابو بکر کو سقیفہ میں منتخب کرنا اور حضرت ابو بکر کا عمر کو ولی عہد مقرر کرنا اور حضرت عمر کا شوریٰ قائم کرنا برائے عثمان وغیرہ نئے نئے قوانین وجود میں آئے جو آج تک اسلام کے نام سے دُنیا میں جاری ہیں حالانکہ صحابہ کی حرکات جزو اسلام نہیں بلکہ صحابہ پیروکاران محمد و آل محمد علیہم السلام تھے اُن کو قانون بنانے کا اور ترمیم کرنے کا حق نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے اسلام کا شیرازہ منتشر ہوا۔ بوقت قتل عثمان پر آئی اور بعد جناب امام حسن علیہ السلام میں ملوکیت آ گئی لہذا آج تاریخ کے صفحات میں نہ حضرت ابو بکر - عمر - عثمان کا جاری کردہ اسلام نظام ہے نہ اس کا وجود مگر شور ہے کہ خلافت راشدہ کا نظام جاری کرو یہ مسلمان نہیں کہتے خدا کا بنایا ہوا اور رسول اعظم کا لایا ہوا نظام جاری کرو۔ خدا۔ رسولؐ سے محبت

نہیں حلیفوں سے ہے اور جبکہ اسلام میں دو عظیم جماعتیں ہیں۔ سُنی۔ شیعہ اور حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان سے اختلاف ہے تاریخ کو بھی اور شیعہ کو بھی ان کا جاری کردہ کوئی دستور ہے۔ حضرت علیؑ وہ ہستی ہے جس کو سُنی۔ شیعہ دونوں مانتے ہیں لہذا عالم اسلام میں اتفاق ہے اسلامی حکومتوں کے لئے آئین جاری کرنے کے لئے قرآن اور بنایا ہوا۔ افسران مملکت کے لئے دستور جناب علیؑ کا جو بیچ البلاغہ کے صفحات پر آج تک موجود ہے۔

علیؑ کی گورنمنٹ

قرآن پاک کتب الہامیہ میں صرف واحد کتاب ہے جس کو اہل دُنیا نے بدل نہیں جس طرح جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰؐ پر یہ کتاب نازل ہوئی اور جو الفاظ زبان وحی ربانی۔ محبوب سبحانی سے نکلے جوں کے توں اُسی نوک پلک زیر۔ زیر۔ پیش اور شد مد کے ساتھ محفوظ ہیں آج جو ۱۴ سو سال کا عرصہ گزر رہا ہے۔ تمام اقوام عالم کے پاس اپنی اپنی کتب سماوی موجود ہیں مگر ان الفاظ میں نہیں جن میں اُن کا نزول ہوا بلکہ تراجم کی صورت میں اور اصلی نسخہ لاپتہ ہے ترجمہ زبان در زبان جب گئے تو اصلیت نہ رہی ایک مسلمانوں کی کتاب قرآن ہے۔ انگلش۔ چینی۔ روسی۔ ترکی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت۔ گجراتی۔ لاطینی۔ افریقی۔ اردو۔ پنجابی۔ جرمنی وغیرہ دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمہ ہے مگر صفحہ کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ بر اصل قرآن کی عربی عبارت اور دوسرے حصہ پر ترجمہ جس زبان میں بھی ہو رہا ہے موجود ہے تاکہ دیکھنے والا اصل عبارت قرآن کو بھی دیکھے اور ترجمہ کو بھی اگر ترجمہ میں کہیں تشک ہو جائے تو اصل عبارت میں خود غور کرے اور مقصد حاصل کرے خود قرآن نے بھی یہی اعلان بار بار کیا ہے فَاَعْتَبِرُوا يَا اُولٰٓئِیْنَ لَا بُدَّ لَکُمْ مِّنْ حِسَابٍ صَاحِبَانِ بِصِيرَتٍ غُورُکُمْ۔ لَکُمْ لَکُمْ تَحْقُلُوْنَ صَاحِبَانِ عَقْل شَیْدَتُمْ اُمُورِ قرآن میں عقل سے کام لو۔ قرآن صبح و شام ہر لمحہ خطہ ارضی پر برائے عبادت اور خیر و برکت کے لئے پڑھا جا رہا ہے ایک منٹ میں چالیس کروڑ بار یہ کتاب پڑھی جا رہی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم دونوں بلکہ غیر مسلم اقوام نیویارک ریاستہائے متحدہ امریکہ ہنگری ٹوکیو وغیرہ مقامات پر سائنس دان آیات قرآنیہ کے مفہوم و مطالب پر تحقیقات

کر رہے ہیں اور انہوں نے بہت کچھ حاصل کیا اور کریں گے۔

قرآن پاک کا رہتی دنیا تک کے لئے یہ چیلنج بھی ہے وَ اِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْهُ
نُزِّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا نُنَاوِزُ سُوْرَةً مِنْ مِّثْلِهِ اَلَا تَرَوْنَ كُنُوزًا مَخْشُوْمَةً
الفاظ - مفہوم - مطالب اپنے بندے پر نازل کئے ہیں تو تم اس جیسی کوئی ایک سورۃ بناؤ۔
آج تک کسی قوم نے بنائی اور قیامت تک نہ کوئی بنائے گا۔ دوسرا دعویٰ اس کتاب کا
ہے لَا رَطْبٌ وَلَا يَافِسٌ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ وہ نہیں کوئی تراور خشک شے جس کا علم
اس کتاب میں نہیں۔ علماء نے اس کی تفاسیر معانی مطالب بیان کئے۔ مگر اس بحر علم
میں جو بھی غوطہ زن ہوا وہ پہلے سے زراے اور زیادہ علم کے موتی لے کر آیا قرآن میں ایک
چھوٹی سی سورت ہے جس کا نام ہے سورہ توحید اس کی ایک بار کی تلاوت کا ثواب برابر
ہے دس پاروں کے دو بار کا ثواب برابر ہے بیس پاروں کے اور تین بار کا ثواب ہے
پورے قرآن کے برابر اب دیکھئے عظمت علیؑ عزت علیؑ شوکت علیؑ اور مقام علیؑ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَخْبَرَنِي جِبْرِیْلُ اَنَّهُ قَالَ
بِیْ مِثْلِ حُبِّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ مِثْلُ هُوَ اللّٰهُ اَخْبَرَنِي
اَلْقُرْآنَ فَمَنْ قَرَأَهَا مَرَّةً وَاحِدَةً كَانَ لَهُ ثَوَابٌ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ وَمَنْ
قَرَأَهَا مَرَّتَيْنِ كَانَ لَهُ ثَوَابٌ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثًا كَانَ لَهُ
ثَوَابٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ وَكَسَدَ احَبُّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهَا السَّلَامُ
فَمَنْ احَبَّهُ بِلِسَانِهِ كَانَ لَهُ ثَوَابٌ ثَلَاثُ امَّتِكَ وَمَنْ احَبَّهُ بِلِسَانِهِ
وَقَلْبِهِ كَانَ لَهُ ثَوَابٌ ثَلَاثُ امَّتِكَ وَمَنْ احَبَّهُ بِلِسَانِهِ وَقَلْبِهِ وَعَمَلِهِ
كَانَ ثَوَابُ امَّتِكَ بِأَسْوَفِهَا ترجمہ جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مجھے
جبریلؑ امین نے خبر دی ہے محبت علیؑ (علیؑ کی نہیں) کی مثال ایسی ہے جس طرح قرآن میں سورہ
قل کی مثال ہے جس نے ایک بار سورہ توحید کو پڑھا اس کا ثواب برابر ہے دس پاروں کے اور
دو دفعہ پڑھا تو ثواب برابر ہے بیس پاروں کے اور تین دفعہ پڑھا تو ثواب اس کا برابر ختم قرآن
کے اور اس طرح ہے محبت علیؑ پس جو مومن زبانی دوستی رکھے علیؑ سے تو اس کا ثواب ہے
ثَلَاثُ آیت کی عبادات کے ثواب کے برابر اور جو مومن دوست رکھے علیؑ کو زبانی اور دل
سے تو ثواب اس کے آیت کے دو حصوں کی عبادات کے ثواب کے برابر اور جس نے محبت

کی علیؑ سے اپنی زبان اور دل اور اپنے اعمال سے تو اس کا ثواب ہے تمام امت کے عبادات کے ثواب کے برابر اور یہ بھی یاد رکھیے۔ امت محمدیہ میں انبیاء۔ رسول۔ اولیاء۔ ادویاء۔ قطب ابدال۔ غوث۔ صحابی۔ تابعی۔ پیر۔ مرشد۔ انسان۔ حیوان۔ جنات۔ چاند۔ سورج۔ ستارے۔ سیارے۔ بارخ۔ بہار۔ کرہ خاک۔ فائز علوی۔ سفلی غرضیکہ تمام عالمین امت محمدیہ ہیں تو ان تمام عبادات کا ثواب اور میرے مولا کے ملنگ جس کی زبان دل اور اعمال میں علیؑ علیؑ ہے ایک لمحہ برابر ہے ثواب عالمین کے اور ملنگ کی ساری زندگی کی عبادات میں اب قیمت کیا ہوگی اور جس علیؑ کی محبت کا یہ حال ہے وہ علیؑ خود کیا ہوگا

يَا عَلِيُّ ذَانَتْ ثُبُوتُ قُلُوبِ هَؤُلَاءِ اللَّهُ أَحَدٌ
 تَامَ تَوْفِيقُ نَفْسِ أَمْرِ اللَّهِ الصَّمَدُ
 لَمْ يَلِدْ أَمْ مَادَسَ گیتی دَلَمَ يُؤَلِّدْ جُودُ
 لَا يَكُنْ بَعْدَ أَمْرِ نَبِيٍّ مِثْلُ لَهْ كَفَوًا أَحَدٌ

صادق محمد علیؑ نے علیؑ کے متعلق دو دعوے فرمائے ایک انْقُرْ اَنْ مَعَ عَلِيٍّ وَ
 عَلِيٌّ مَعَ انْقُرْ اَنْ۔ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور دوسرا
 دعویٰ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ دَعَا عَلِيٌّ بَابُهَا فِي عِلْمِ كَاشِفِ هَوْنِ اس کا دروازہ ہے اور دو
 دعوے علیؑ نے اپنے بارے میں فرمائے ایک اَنَا قُرْآنُ خَاطِئٍ میں بوتا ہوا قرآن ہوں اور
 دوسرا دعویٰ جو علوم و فنون اور اسرار و رموز کائنات خالق نے کتب سماویہ میں رکھے وہ سب
 قرآن میں رکھ دیئے اور جو قرآن میں وہ سورہ الحمد میں وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں جو
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں وہ بِسْمِ اللّٰهِ کی ب میں ہے اور جو ب میں ہے وہ ب کے
 نقطے میں ہے اور اَنَا نَقْطَةُ تَحْتَ الْبَاءِ میں ہوں وہ نقطہ جو ب کے نیچے ہے عالم
 اسلام نے آج تک نہ دونوں اقوال رسول کو غلط کہا اور نہ مولائے کائنات کے دونوں
 دعوؤں کو غلط کہا اعلان رسول ہے علوم کائنات کا نام علیؑ ہے اور نظام کائنات کا نام علیؑ
 ہے اور یہی اعلام و اعلان علیؑ ہے یعنی علوم و حکمت عالمین میں ہوں اور قرآن ناطق ضابطہ حیات
 عالمین میں ہوں قابل غور یہ بات ہے خاتم النبیین نے بھی فرمایا اور اعلان علیؑ نے بھی کیا کہ علیؑ ہے
 علوم عالمین اور ضابطہ حیات عالمین کا نام رسول کو اس اعلان میں کذاب کہا تو درکنار رسول
 کی طرف کذب کی نسبت دنیا بھی کفر اور علیؑ کو تمام عالم اسلام کرم اللہ وجہہ کتبہ اس کی

طرف بھی لفظ غلط اور کذب کو نسبت دینا کفر اور یہ بھی مستمہ امر ہے

- ۱۔ علیؑ نے نوع انسانی کی تباہی کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔
- ۲۔ علیؑ نے کوئی تعلیمات انبیاء اور محمدؐ عربی کے خلاف قدم نہیں اٹھایا۔
- ۳۔ علیؑ نے زندگی بھر جھوٹ کذب انفرادی کا کوئی کلمہ زبان پر نہیں لایا۔
- ۴۔ علیؑ نے کوئی حرکت قرآن و سنت سے ہٹ کر نہیں کی۔
- ۵۔ علیؑ نے کہیں بھی اور کسی وقت بھی حقوق انسانی کو پامال نہیں کیا۔
- ۶۔ علیؑ نے کہیں بھی اور کبھی بھی ظلم جو رستم کا رویہ اختیار نہیں کیا۔
- ۷۔ علیؑ نے حکومت میں برسر اقتدار آکر شکم پروری اور کنبہ پروری نہیں کی۔
- ۸۔ علیؑ نے کہیں بھی اور کبھی بھی عدل۔ انصاف۔ رحم۔ کرم کا دامن نہیں چھوڑا۔
- ۹۔ علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی خود غرض حکمران کی حکومت نہیں کہا۔
- ۱۰۔ علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی ظالمانہ حکومت نہیں کہا۔
- ۱۱۔ علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی غلط حکومت نہیں کہا۔
- ۱۲۔ علیؑ کو کسی نے بھی ذات کا بندہ نہیں کہا۔
- ۱۳۔ علیؑ کو لوگوں نے درجہ اللہ نفس اللہ باب اللہ کہا۔
- ۱۴۔ علیؑ کو اہل دنیا نے شیر ہوا نہیں شیر خدا کہا۔

اب مسلمان اور غیر مسلمان مورخ اور تاریخ کا طالب علم یہاں آکر سوچتا ہے۔ جس علیؑ کو محمدؐ عربی نے علوم و فنون عالمین اور ضابطہ حیات عالمین کہا اور جو جس علیؑ نے اپنے آپ کو علوم و فنون اسرار و رموز عالمین کہا اور خود کو ضابطہ حیات عالمین کہا وہ علیؑ حکمران بھی ہوا اور ایک عالم ان کو نظام بھی دے گیا اُس کی حکومت کو خلافت راشدہ بھی کہا گیا تو شگہ سے لے کر آج تک عالم اسلام علیؑ کی گورنمنٹ کیون قائم تھیں کرتا۔ سعودی عرب۔ مصر۔ شام۔ سوڈان۔ عراق۔ اردن۔ ترکی۔ مراکش۔ یمن۔ صومالیہ۔ انڈونیشیا۔ ملائیشیا۔ افغانستان۔ پاکستان وغیرہ تمام ممالک شوشلزم۔ جمہوریت۔ شہنشاہیت۔ کمیونزم اور خود ساختہ مولوی کا نظام اسلام جاری کرتے رہے اور کر رہے ہیں خطہ ارضی پر شگہ سے پہلے بعد رسولؐ اور شگہ کے بعد سے آج تک علیؑ کی گورنمنٹ قائم کرنے کے لئے مسلمان کیوں تیار نہ ہوا اور کیوں تیار نہیں ہے۔

علمائے عصر۔ مفکرین دہر۔ ماہرین اقتصادیات اور سربراہان ممالک اسلامیہ سے سوال ہے کیا رسول کا فرمان کہ علیؑ قرآن مجید تھا اور قرآن علیؑ کے ساتھ اور میں شہر علم اور علیؑ دروازہ ہے۔ علیؑ پر صادق نہیں آیا۔ اگر آیا ہے تو پہلوں نے علیؑ کی گورنمنٹ کیوں قائم نہ کی اور آج بھی تم خطہ ارضی پر علیؑ کی گورنمنٹ قائم کہ کے نوع انسانی کو بھوک۔ اقلاس۔ ایسی خطرات سے بچانے کے لیے کیوں تیار نہیں ہو۔

ختم شد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ انْقَادًا
 بِالشَّرْعِ الْمُبِينِ وَالسُّلْطَانِ الْمُبِينِ وَنِعْمَتِهِ الْغَنَى الْمِلَامِينَ مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضَانِ
 ابابعد بندہ گناہگار سید عبدالحسین بن عمدة الاطاب الاطاب ہر مجمع معالی و مفاخر قبلہ کو نبی جناب سید صادق عین
 مرحوم و مغفور متوطن قدیم قصبہ ککرولی ضلع شلفہ مگر معروف بار بار برادران ایمانی و اصدقار روحانی کے خدمت میں
 عرض کرتا ہے کہ کتاب متطاب جلاء العیون مصنفہ عالم ربانی جناب اخوند ملا محمد باقر مجلسی اصفہانی علیہ الرحمہ
 جو کہ مشتمل بر حالات چہارہ معصومین علیہم السلام بزبان فارسی ہے اور نہایت مستند و معتبر ہے جس کو بامعید
 ثواب و حسنات و باقیات الصالحات و حصول ذریعہ و وسیلہ نجات اُردو میں صاف صاف لفظاً لفظاً ترجمہ
 کیے جناب حاوی الفضائل الجلیہ و الفواض البیہ مودی مرزا محمد علی صاحب اداام اللہ افضالہم کو مسئلہ یاد اور
 حتی الامکان الفاظ غیر مانوسہ و غیر مستعملہ کو جو اہل علم کی زبان پر کم جاری ہیں داخل نہیں کیا حضرات مومنین و
 شیعیان آل طہ و آلین سے توقع ہے کہ اس کے مطالعہ سے جب مستفیض ہوں مجھ گناہگار کو دعائے خیر سے سزاوارش
 نہ کریں۔ قدردان علم و ہنر و منصفان داد و گرانصاف گستر سے گزارش ہے کہ مقام لغزش و خطا میں مواخذہ
 نہ فرمائیں اور بذیل بخشش دیں کہ راقم خود بے بضاعتی کا معترف ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ خَالِصًا
 لَوْجْهِكَ الْكَرِيمِ وَتَقْبَلْ مِنْكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اب اس جگہ مناسب جانا کہ
 نیمینا و تبرکاً و بیابچہ اصل کتاب بحسنہ زبان فارسی میں درج کیا جائے گا کہ باعث برکت و عزت
 ہے۔

اصل دیباچہ کتاب مستطاب جلاء العیون بر زبان فارسی

ستایش بیش و انبار نرادر خداوند بے نیاز نیست کہ تذکرہ مصائب و استماع نوائب مریبان
 مساکن قرب و وصال و جانفشانیان معارف و اشتغال خود را موجب جلای عیون و باب ایمان و
 یقین گردانید و غبار فتنہ اشرا را در نظر بادیه پیمایان مراحل معرفت و اعتبار از کمال الجواهر البصار و
 آبروی عزت و افتخار بدرجات برتر نشانید و صلوات متوالیات و تجلیات متواترات بر سید انبیاء
 و نجباء اصغیا خلاصہ باب محبت و بلاد نقادہ اصحاب محنت و ابتلا فرمان فرما عوام غیب شد و صدر نشین
 محفل قرب رحیم و در فضیض در ماندگان روز جزا ذخیرہ تہیستان عالم بقا محمد مصطفیٰ و برآل بیمناس که
 بصیقل محبت و دلای خودائیمہ سیئہ ہای مومنان را از رنگ شکوک و شبہات جلا دادہ قابل انعکاس
 لکھنجان انجمن حسن و عقیدت ساخته اند و در بوستان شجاعت گلہائے رنگارنگ شہادت بنیان مشام
 جان مجربان را بشمیم شفاعت تواضع اند و فصلوات اللہ علیہ و علیہم ابد الابدین و بحمدہ اللہ
 علی اعدائہم و علی کل ظالم و علی کل کافر و علی کل فاجر و علی کل منافق و علی کل کاذب و علی کل
 آرزو مند و اراک سعادت جادوانی محمد باقر بن محمد تقی عفی اللہ عنہما بر اوارح ضامراخوان ایمانی
 و اخلاص روحانی تصور و تکریم نماید کہ چون بقتضای اخبار متواترہ و آثار مشکاثرہ تذکرہ گریستن و گریان
 گردانیدن و مخزون ساختن بر بلا یا انجمن اہل بیت رسالت کہ از جمیع فرمان بارگاہ احدیت عظیم ترست
 و نادر و شیوہ نماے این مصائب و از ملائکہ مقربان و انبیائے مرسلان و شائستگان بندگان ارض و سما و
 مرغیان ہوا و مہمان دیا و وحشیان صحرا از ہمہ مصیبت بیشتر است و اعظم طاعات و اشرف قربات و سبب
 نیل سعادت و رفیع درجات میگردد و اطلاع بر احوال سعادت نال پیشوایان دین و مقربان رب
 العالمین موجب قوت و ایمان و یقین میشود و در ہنگام نزول حوادث و دوران حدوث نوائب
 زمان تفکر در آلام و مصائب ایشان و راضی شدن بقضای ربانی و دفع و سادس شیطان تاثیر عظیم
 دارد و آنچه درین باب بحرلی و فارسی در ملک تالیف در آورده اند بعضی ناقص و ناتمام است و
 بعضی را از کتب سیر و اخبار مخالفان اخذ نموده اند کہ اعتماد دوران نمی شاید و بسا باشد کہ برلے جمعی کہ
 باید وافر از علم نداشته باشند مضر عظیم نماید و موجب خلل در عقاید ایمانی ایشان گردد و این شکستہ
 در کتاب بحار الانوار و آنچه متعلق باحوال شریفہ ایشان است در چندین مجلدات استیقا کرده
 ام و در کتاب حیات القلوب نیز اکثر آنہا بروجہ اختصار مذکور است و چون از کتب

اَدَل عوام را چندان انتفاعی نیست و تفصیل کتاب دوم بر اکثر مردم متعسر است لهذا قلیل البضاعت
 را با اختلال احوال و وفور اشتغال و هجوم سهوم آلام و طریای عوارض و استقام بخاطر رسید که کتاب
 و چیزی درین باب بلیضت فارسی تالیف نماید که مقصود بر ذکر ولادت و شهادت فوت سید المرسلین
 و ائمه طاهرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین بوده باشد بر وحی نوشته شود که همه خلق را از آن بهره بوده باشد
 و بترجمه روایات معتبره اقتصار نموده مفید بحسن عبارات و تنوع استعارات نگردد و از غیر احادیث معتبره
 که از کتب افاضل محدثان امامیه رضوان اللہ علیہم اجمعین اخذ نموده چیزی نقل نماید تا مومنان بخواندن
 و شنیدن آن بتواب احیاء احادیث ائمه دین علیم السلام که اشرف طاعات و ارفع سعادات
 است فائز گردند و محزون گردیدن و گریستن بر مصائب جلیله برگزیدگان رب العالمین
 بدرجات مقربین برسند و بهره از ثوابات - جزئیة ایشان باین طریق بحقیقت در حال حیات و
 بعد از وفات عائد گردد و چون ترتیب این ابواب مترجمه الفوائد بتالیف این کتاب شریفه المقاصد
 از برکات عهد و ادان سلطانی ثانی بود که مرغ و ماهی در پناه معدن تشکر آمیده اند و میامین ترتیب خسرو
 قدر دانی جلوه نموده که بقیض سحاب مکر متشعر و سنان خلوت خانه غیب بر جلوه گاه ظهور خرامیده
 اعنی سلطان نشان و دار و دار اوردان غزه ناصیه اقبال و نور باصره جاه و جلال موسس بنیان
 سلطنت و کامکاری مشیر ارکان عظمت و بختیاری بانی مبانی مروت و انصاف ماضی مراسم جور
 و اعتساف گلدسته چهار بارغ عناصر و ارکان منتخب مجموعه کون و مکان اعنی السلطان الاضخم و الخاقان
 الاکرم مالک بلاد الترك و الدیلم مطوق زقاب العرب و الحیم فرع الشجره الطیبه النبوة عضو الاوحد
 العلیته العلویه معدن الجور و الامتنان منبع الفضل و الاحسان السلطان ابن السلطان ابن السلطان
 و الخاقان ابن الخاقان ابن الخاقان السلطان سلیمان الموسوی الصفوی بهادر خان خلد اللہ
 ملکه و ظلال جلاله علی مقارن اهل الایمان لهذا ناصیه این نور سیده گلشن را با اسم اقدس مطمح
 خورشید سعادت منور گردانید و این تحفه را بدرگاه جہاں پناه مرفوع داشته با وج عزت و
 کرامت رسانید چوئل مشتعل بر غر خیار آبای اطهار آن سلاله اخبار و دستوی به احوال شریفه اجداد اجداد
 آن زبده تلخ لیل و نهار است امید و صول منتہای در بر عز و قبول دارده و عجز و تصور خود را مانع حصول
 این ماقول نمیدانند چون اشک ریختن در مصائب پیشوایان دین موجب جلاء دید هائے ظاہر و باطن
 مومنین میگردد و آن را به جلاء العیون مستعمل گردانید و بر مقدمه و چهار گاه باب بعد و مقربان رب الارباب
 مرتب ساخت - و علی اللہ توکلْتُ فی جمیع اموری و هو حسبی و نعم الوکیل ۛ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 آغاز ترجمہ کتاب مستطاب
 جلاء العیون
 مقدمہ

ثواب و بکایر مصائب رسالت نبیہ وآل اطہار صلوٰۃ اللہ علیہم

ابن بالویہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو ہماری اُن مصیبتوں پر اور ظلموں کو جو دشمنوں سے پہنچے ہیں یاد کر کے روئے پس تحقیق کہ وہ شخص بروز قیامت ہمارے ساتھ ہوگا۔ ہمارے درجہ میں۔ اور جو شخص مجلس میں ہماری مصیبتوں کا ذکر کرے اور روئے اور دولاٹے نہ روئیگی وہ آنکھ اُس کی جس دن تمام آنکھیں روئی ہونگی اور جو شخص مجلس میں ہمارے ذکر کو زندہ کرے نہ مرے گا اُس کا جس دن تمام دل مردہ ہوں گے۔ علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے جو شخص ہماری مصیبتوں کو یاد کر کے روئے یا سنے اور اُس کی آنکھ سے بقدر پرہیز آئسو تکلیفیں حق تعالیٰ گناہ اس کے بخش دے گا۔ ہر چند کہ مثل کف دریا ہوں شیخ مفید و شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص مہموم و مغموم رہے اُن سمتوں پر جو ہم پر گذرے پس جو سانس لے گا ثواب یسوع کا اُس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور مومن شیعوں کا غلغلیں رہنا عبادت ہے اور ہمارے بھید کو دشمنوں سے پوشیدہ رکھنا مثل جہاد راہ خدا ہے۔ حضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس حدیث کو آب طلا سے لکھنا چاہیئے۔ ایضاً شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس شخص کی آنکھ سے ایک قطرہ آئسو کا نکلے ہمارے خون بنے یا ہمارے حق کم ہو جائے یا ہمارے اور ہمارے تابعوں شیعوں کے حق ضائع ہو جائے پر پس حق تعالیٰ اُس شخص کو بہشت میں جگہ دے گا۔ اور صاحب نعمت کرے گا۔ ایضاً شیخ مفید اور شیخ طوسی نے احمد بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔ اُس نے خول بن ابراہیم سے اُس نے ربیع بن منذر سے اُس نے اپنے

باپ منذر سے کہ حضرت امام حسینؑ سے میں نے سُنلے فرماتے تھے جس شخص کی آنکھ سے ہم اہل بیت کی مصیبت پر ایک قطرہ آنسو کا نکلے اُس کو اللہ تعالیٰ بہشت و جہنم میں جگہ دے گا۔ پس احمد بن یحییٰ نے کہا کہ ایک رات جناب امام حسین علیہ السلام کو میں نے خواب میں دیکھا اور خدمت میں عرض کی کہ محول بن ابراہیم نے یہ روایت آپ سے بیان کی ہے آیا آپ نے فرمایا ہے حضرت نے فرمایا ہاں پس احمد بن یحییٰ نے کہا کہ سند اس حدیث کی بلا واسطہ میں نے حاصل کی۔ علی بن ابراہیم سے وابن بابویہ وابن بابویہ وسید ابن طاووس نے بسند ہائے صحیح حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے شہید ہونے پر جس آنکھ سے ایک قطرہ آنسو کا نکلے اور منہ پر جاری ہو حق تعالیٰ بہشت میں اُس کے لئے عرشِ کرامت مہیا کرے گا۔ اور جس مومن کی آنکھ سے آنسو نکل کر رخسارہ پر جاری ہو اُن مصیبتوں پر جو ہم پر دشمنوں سے گذریں حق تعالیٰ اُس کے لئے بہشت میں ایک مکان آراستہ اور خوشنما مہیا رکھے گا۔ اور دُنیا میں مومن کو سبب ہماری محبت کے ایذا اور آزار پہنچنے اور شدتِ مصیبت و آزار سے آنسو اُس کے چہرے پر جاری ہوں۔ حق تعالیٰ ہر آزار کو اُس سے دور کرے گا۔ اور ہولِ قیامت اور اپنے غضبِ لا آتشِ جہنم سے بخوف کرے گا۔ حمیری نے قرب الاسناد میں بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ نے فضل بن یسار سے فرمایا۔ آیاتِ شیعہ مجلسوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے سے ذکرِ ہم اہل بیت کا کرتے ہو۔ اُس نے عرض کی۔ میں فدا ہوں آپ پر بہت ایسا ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں ان مجلسوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اے فضل خدا رحمت کرے اُن پر جو احادیثِ ہمارے ذکر کرنے اور زندہ کرنے میں ہمارے امر کو۔ اے فضل جو ہم کو یاد کرے یا ہم کو اور لوگ اُس کے سامنے یاد کریں اور اُس کی ہلکے بے بقدر پر گیس آنسو نکلے۔ خدا نگاہ اُس کے بخش دے گا۔ اگرچہ مثل کف دریا ہوں۔ اور اس حدیث کو ابن قولیہ اور برقی نے بھی بہت ہی استناد معتبر سے روایت کیا ہے۔ ایضاً بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس کے سامنے ہمارا ذکر ہو اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔ حق تعالیٰ اُس کے منہ اور بدن پر آتشِ جہنم کو حرام کرے گا۔ ابن بابویہ نے بسند حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ریان بن شلیب سے فرمایا۔ کہ اگر تو چاہتا ہے۔ درجاتِ عالیہ بہشت میں ہمارے ساتھ ہو۔ پس ہمارے نسخ و اندوہ پر خیزون ہو کہ ہماری خوشی پر خوش و شادمان ہوا کہ بشرِ طبعِ محمدؐ میں جو ولایت اور محبت ہماری تحقیق اگر کوئی شخص ہجر کو دوست رکھے۔ حق تعالیٰ اُس کو اُس ہجر کے ساتھ محشور کرے گا۔ اور بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ غلطی نے نظر کی طرف اہل زمین کے اور ان میں سے ہم کو پسند کیا۔ اور ہمارے واسطے جہنم اختیار کئے کہ وہ

ہماری مددگاری کریں وہ لوگ ہماری خوشی پر خوشی کرتے ہیں اور ہمارے اندر پراندہ لگین ہوتے ہیں اور مال و جان کو ہمارے لئے صرف کرتے ہیں یہ لوگ ہم سے ہیں اور ان کی بازگشت ہماری طرف ہے۔ سید ابن طاووس نے روایت کی ہے کہ ائمہ طائفرین نے فرمایا۔ جو شخص ہماری مصیبت پر روئے اور تنو آدمیوں کو رلائے۔ پس بہشت اُس کے لئے ہے اور جو شخص خود بھی روئے اور بھانسنہ کو اپنے ساتھ رلائے بہشت اُس کے لئے ہے اور جو خود بھی روئے اور دین شخصوں کو رلائے بہشت اُس کے لئے ہے اور جو آپ بھی روئے دین شخصوں کو رلائے بہشت اس کے لئے ہے اور جو شخص آپ بھی روئے اور ایک ہی آدمی کو رلائے بہشت اس کے لئے ہے اور جو شخص تنہا ہی مشغول بکا ہو بہشت اُس کے لئے ہے۔

باب اول

وفات الشریکین و بعض احوال کرمہ و مناقب شریفہ کا بیان

اس باب میں چھ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل نسب شریف اور اسم مبارک اور لقب آنحضرت میں۔ بنا بر مشہور نسب شریف حضرت رسول یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اود بن الیاس بن ہمیسع بن سلمان بن النبت بن حمل بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم خلیل اللہ بن تارخ بن ناخوہ بن شروخ بن ارغوہ بن قانع بن عابر بن شاریخ بن ارغشتہ بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن الیاب بن مسلاہ بن قینان بن افوش بن شیدت بن آدم علیہ السلام اور نسب مبارک میں اقوال دیگر بھی ہیں جو حیات القلوب میں ذکر کئے ہیں۔ اور مشہور تزیہ ہے کہ نام عبد المطلب کا شعیبہ الحمد ہے اور اسم شریف ہاشم عمرو اور اسم عبد مناف مغیرہ اور اسم قصی زید اور ان کو جمع بھی کہتے تھے اور اسم قریش نضر تھا۔ اور ہر ایک ان میں سے بسبب خاص اسمی مذکورہ سے منسوب ہوئے اور کہتے ہیں کہ ارغوا سم ہود تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عابر اسم آنحضرت تھا۔ اور اخنوخ اسم ادریس ہے۔ والدہ آنحضرت آمنہ بیٹی وہب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب کی تھیں۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ میں شبیہ ترین مردم

ہوں آدم اور حضرت ابراہیمؑ شعیبہؑ زینِ مردم تھے۔ مجھ سے خلق اور خلقت میں اور حق تعالیٰ نے میرے لئے عرشِ عظمت و جلال پر دس نام رکھے اور صفتِ میری بیان کی اور ہر پیغمبر کی زبان سے خوشخبری اور بشارتِ میری پیدائش کی اُن کی اُمت کو پہونچائی۔ اور تورایت و انجیل میں میرے نام کو بہت جگہ یاد کیا۔ اپنا کلام مجھے تعلیم فرمایا۔ اور مجھے آسمان پر لے گیا۔ اور میرا نام اپنے نام بزرگ سے مشتق فرمایا۔ نام اُس کا محمود ہے اور نام میرا محمد رکھا۔ اور مجھے بہترین زمانے میں پیدا کیا۔ اور بہترین اُمت میں ظاہر کیا۔

تورایت میں نام میرا حید ہے اس لئے کہ بوجہ اقرارِ توحید و یگانہ پرستی خدا نے آتشِ جہنم کو میری اُمت پر حرام فرمایا۔ اور انجیل میں مجھے بلفظِ احمد یاد فرمایا۔ اس لئے کہ میں آسمان پر محمود ہوں اور میری اُمت حمد کرنے والی ہے اور زبور میں مجھے ماحی کہا۔ اس وجہ سے کہ میں نے زمین سے بتوں کی پرستش کو مٹا دیا۔ اور قرآن میں میرا نام محمد رکھا۔ اس سبب سے کہ بروزِ قیامت کل امتیں میری حمد و ستائش کریں گی۔ کیونکہ سوائے میرے کوئی پیغمبر قیامت میں شفاعت نہ کرے گا۔ مگر میری اجازت سے اور مجھے قیامت میں حاضر کہیں گے۔ کیونکہ میری اُمت کا زمانہ حشر سے متصل ہے اور میرا موقف نام رکھا۔ کیونکہ میں لوگوں کو خدا کے سامنے مقامِ حساب میں رکھوں گا۔ اور نام میرا عاقب رکھا۔ اس لئے کہ میں سب پیغمبروں کے بعد آیا۔ اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ میں رسولِ رحمت اور رسولِ توبہ اور رسولِ ملام یعنی لڑائیوں کا اور میں ہوں محقق کہ پیچھے فضائے انبیاء کے مبعوث ہوا اور میں ہوں قائم یعنی جاہل کلمات اور مجھ پر میرے پروردگار نے رحم فرمایا اور کہا اے محمدؐ میں نے ہر پیغمبر کو بد زبان اُمت بھیجا اور ہر پیغمبر کو زمانہِ خامس اور وقتِ معین کے لئے بھیجا۔ اور مجھے ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث کیا۔ اور مجھے میں نے یاری و مددگاری دی اور اُس خوف و بے حسی سے جو مجھ سے تیرے دشمنوں کے دل میں بجز ترے اور کسی پیغمبر کے لئے میں نے ایسا نہیں کیا۔ غنیمت کفار تجھ پر حلال کی اور سوائے تیرے کسی اور پر حلال نہ کی تھی۔ بلکہ پیغمبرانِ سابق کو حکم دیا تھا کہ غنیمت کافروں کی جلادیں اور مجھے اور تیری اُمت کو خزانہ اپنے خزانہ سے عطا کیا کہ وہ سورہ فاتحہ الکتا اور آیات سورہ بقرہ اور تیرے اور تیری اُمت کے لئے تمام روئے زمین کو محلِ سجدہ و نماز کیا۔ بخلاف امتنائے گذشتہ کہ ان کو حکم تھا اپنے معبود میں عبادت کریں اور خاکِ زمین کو تیرے لئے مطہر یعنی پاک کنندہ کب اور کلمہ لا اِلهَ اِلَّا اللہ اور اللہ اکبر تیری اُمت کو عطا کیا اور تیرے ذکر کو اپنے ذکر سے متصل کیا۔ کہ جس وقت تیری اُمت مجھے بوجہ انیت یاد کرے تجھے پیغمبری یاد کرے پس طوبہ میں نے تجھ کو اور تیری اُمت کو دیا۔ حدیثِ معتبر میں روایت ہے کہ ایک گروہ یہود خدمتِ رسولِ مقبولؐ میں آیا۔ اور سوال کیا کہ کس سبب سے آپ کا محمد و احمد و ابوالقاسم و بشیر و منذر نام رکھا گیا۔ فرمایا ابوالقاسم میرا اس لئے نام رکھا۔ کہ

حق تعالیٰ بہشت و دوزخ کو روز قیامت میرے سبب سے تقسیم کرے گا۔ اور کافروں کو جو ایمان نہیں لائے جہنم میں بھیجے گا۔ اور جو ایمان مجھ پر لائے ہیں اور میری پیغمبری کا اقرار کرتے ہیں ان کو بہشت میں داخل کرے گا۔ اور میرا داعی اس لئے نام رکھا۔ کہ میں لوگوں کو دین پروردگار کی طرف دعوت کو تاہوں اور مجھے نذیر فرمایا اس لئے کہ نافرمانوں کو میں آتش دوزخ سے ڈراتا ہوں۔ اور مجھے بشیر کہا اس لئے کہ اپنے مطیعوں کو بشارت بہشت دیتا ہوں۔ حدیث موثق میں روایت ہے کہ حسن بن فضال نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا کہ سبب سے رسالت پناہ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ قاسم نام فرزند رسولؐ کا تھا جس نے عرض کی۔ یا حضرت آیا مجھے آپ قابل زیادہ اس توضیح کے جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں مگر تو نہیں جانتا کہ حضرتؑ نے فرمایا میں اور علیؑ دو باپ اس امت کے ہیں۔ میں نے عرض کی صحیح ہے پھر فرمایا تو نہیں جانتا۔ کہ آنحضرتؐ باپ اس امت میں۔ میں نے عرض کی درست ہے پھر فرمایا تو نہیں جانتا کہ حضرت تقسیم کنندہ بہشت و دوزخ ہیں۔ میں نے عرض کی بجا ہے فرمایا پس پیغمبر تقسیم کنندہ بہشت و دوزخ ہیں۔ اور اسی سبب سے خدا نے کنیت حضرت کی ابو القاسم رکھی پھر حسن بن فضال نے عرض کی کہ پدر امت کے کیا معنی۔ فرمایا یعنی شفقت حضرت رسولؐ کی جمیع امت پر مانند شفقت پدری کے اولاد پر اور علیؑ بہترین امت حضرت رسولؐ مقبول ہیں اور اسی طرح شفقت امیر المومنین علیؑ کی امت پر بعد حضرت رسولؐ مقبول مانند شفقت آنحضرتؐ تھی کیونکہ علیؑ امیر المومنین وصی اور جانشین اور امام و پیشوا اس امت کے بعد ان حضرت کے ہیں۔ اس وجہ سے حضرتؑ نے فرمایا میں اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں۔ ایک زندہ جناب رسول خدا منبر پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا جو شخص کوئی مال یا قرض چھوڑ جائے پس وہ اُس کے وارث کا حصہ اور دادائے قرض اُس کا چھ پر ہے اسی سبب سے آنحضرتؐ کو نفوس امت سے اولویت ہوئی اور اسی طرح جناب امیرؑ بعد آنحضرتؐ اپنی نفوس امت پر تھے۔ حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ مقبول کے دس نام تھے پانچ قرآن میں ہیں اور وہ نام محمد و احمد و عبد اللہ و السین و نون ہیں۔ اور جو قرآن میں نہیں وہ فارح و خاتم و کافی و مقفی و حاشر ہیں علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرتؑ کا منزل اس واسطے نام رکھا کہ جس وقت وحی نازل ہوئی تھی۔ اس وقت حضرتؑ جسم مبارک چادر سے چھپائے تھے اور خطاب بدرجہ اعتبار رجعت آنحضرتؐ قبل قیامت ہے یعنی اُسے شخص کہ کفن میں لپٹا ہوا ہے بارگزرندہ ہوا اور لوگوں کو بارگزر عذاب پروردگار سے ڈرائے۔ روایت کثیر میں وارد ہے کہ حضرت رسولؐ مقبولؑ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا۔ اور میرے دو نام اپنے ناموں سے مشتق کئے۔ پس خداوند عرش پر محمود ہے اور میں محمدؑ اور خدا تعالیٰ علیؑ اعلیٰ ہے اور امیر المومنین

علیؑ ہے۔ ابن بابویہ نے بسند صحیح حضرت امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کا نام صحیفہ ابراہیمؑ میں ماحی اور توریت میں عاد اور انجیل میں احمد اور قرآن میں محمدؐ لوگوں نے پوچھا۔ ماحی کس وجہ سے نام ہے امامؑ نے فرمایا۔ یعنی جو کونے والا بتوں اور قمار اور صورتوں اور ہر معبود باطل کا وکیلین معنی علاء یعنی دشمنی کرتے والا دشمنان خدا سے خواہ وہ یگلنے ہوں یا بیگلنے۔ جسے احمد کے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے جابجا تعریف حضرت کی بوجہ افعال شائستہ و پسندیدہ فرمائی ہے اور محمدؐ کی تاویل یہ ہے کہ خدا اور فرشتگان پیغمبران و رسولان امت نے تعریف حضرت کی فرمائی ہے اور درود حضرت پر بھیجا ہے اور نام حضرت کا عرش پر محمدؐ رسول اللہؐ لکھا ہے اور صفائے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ کے قرآن میں دس نام ہیں۔ محمدؐ۔ احمدؐ۔ عبد اللہؐ۔ طہؐ۔ یسینؐ۔ نونؐ۔ مزملؐ۔ ذکرؐ۔ رسولؐ۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلًا مَّبْعُوْثًا بِرِسُوْلٍ يُّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اَسْمُهُ اَحْمَدُ۔ واما قمر عبد اللہ کا دو ایکونون علیہ بعداً۔ وطرہ۔ ما انزلنا علیک القرآن تشقی ویسین والقرآن الحکیم۔ ونون والقدر وما یسطرون۔ ویا ایھا المزمّل۔ ویا ایھا المذکر۔ وانزلنا الیکم ذکرًا من سواہ۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ ذکرنا مہمّے آنحضرتؐ سے ہے اور ہم اہل ذکر ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں حکم فرمایا۔ کہ جو کچھ نہ جانو اہل ذکر سے پوچھو۔ اور بعض علماء نے چار سو نام آنحضرتؐ کے قرآن سے نکالے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ نام حضرت کا توریت میں خود اور انجیل میں طاب۔ طاب اور زبور میں فار قلیط ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ انجیل میں تلو قلیط ہے لیکن اسماء اور القاب آنحضرتؐ کے اکثر علماء نے قرآن مجید سے استخراج کئے ہیں علاوہ ان اسمائے مبارکہ کے جو نقل ہو چکے ہیں۔ شاہد شہید۔ مبشر۔ بشیر۔ نذیر۔ داعی۔ سراج۔ منیر۔ رحمۃ للعالمین و رسول اللہؐ و خاتم النبیین و نبی۔ امی۔ نور۔ نعمت۔ و رؤف۔ رحیم۔ منذر۔ مذکور۔ و نجم و شمس و حم و سوادین۔

فصل دوم

رسالت پناہ کے نور مبارکہ کے اذکار عالیہ

ابتداءً نور شریف آنحضرتؐ کا بیان بسند معتبر ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے اور جانب راست عرش تسبیح خدا پیدا اٹھ آدمؑ سے دو ہزار سال قبل کرتے تھے اور جب خدا نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔ اس وقت اس نور کو بہشت آدمؑ میں جگہ دی۔ اور

جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا۔ وہ نوران میں تھا۔ اور ہمیشہ خدا ہمارے نور کو اہلاب پاکیزہ سے
 رحمائے مطہرہ میں منتقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ عبدالمطلب تک وہ نور پہنچا۔ اس وقت اس نور کے
 دو حصے کئے۔ مجھے صلیب عبد اللہ میں اور علیؑ کو صلیب ابوطالب میں رکھا۔ تجھے پیغمبری اور برکت دی۔
 اور علیؑ کو فصاحت و سجاہت۔ میرے لئے دو نام اپنے نام سے مشتق فرمائے۔ پس خداوند صاحب
 عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں اور خداوند بزرگوار علیؑ اعلیٰ ہے اور میرا بھائی علیؑ ہے میرے لئے رسالت و
 پیغمبری عطا ہوئی اور علیؑ کے لئے وصایت و امامت اور فیصلہ حکم بحق لوگوں میں پس معتبر حضرت صادقؑ
 سے منقول ہے کہ محمدؐ و علیؑ دو نور نزدیک حق تعالیٰ کے تھے دو ہزار سال قبل ایجاد خلق جب ملائکہ نے یہ دو
 نور دیکھے ایک کو اصل پایا اور اُس سے ایک شعاع لامع و ساطع تھی کہ وہ اس کی فرع تھی۔ پس عرض کیا۔
 خداوند علیہ نور کس کا ہے ارشاد جناب باری ہوا۔ یہ نور میرے نور سے ہے۔ اصل اس کی پیغمبری اور فرع اس
 کی امامت ہے پیغمبری محمدؐ سے ہے کہ وہ بندہ اور رسولؐ میرا ہے اور امامت علیؑ سے کہ وہ حجت اور خلیفہ
 میرا ہے اور اگر یہ نور نہ ہوتے تو میں کوئی خلق پیدا نہ کرتا۔ حدیث معتبرہ دیگر میں آنحضرتؐ سے منقول ہے۔ کہ
 حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ مقبولؐ سے خطاب فرمایا۔ کہ اے محمدؐ تجھے اور علیؑ کو ایک نور سے خلق کیا
 ہے یعنی ایک روح بے بدن سے قبل پیدائش آسمان و زمین و عرش و دریا پس تم دونو ہمیشہ تسبیح و تہلیل
 و تمجید کرتے رہے اور مجھے بوحیثیت و عظمت یاد کیا کئے۔ اس لئے میں نے تمہاری دونوں روحوں کو باہم
 جمع کر کے ایک کر دیا۔ وہ بہ پاکی و بزرگی تجھے یاد کرتی رہی۔ پس اس روح کو دو قسم کیا۔ اور اُس سے محمدؐ و
 علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو نورِ تنہا سے پیدا کیا۔ اور اُس سے ایک روح بلا حم کو پیدا
 کیا۔ چنانچہ وہ نور ہم اہل بیت میں جاری و ساری ہے۔ حدیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ
 ہمیشہ حق تعالیٰ واحد و منفرد و یگانگی میں تھا۔ اور سوائے اس کے کوئی نہ تھا۔ پس محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو خلق فرمایا۔
 اور بعد ہزار سال کے جمیع اشیاء کو خلق فرمایا۔ اور ان اشیاء کو ان کی پیدائش پر گواہ کیا۔ اور اطاعت ان کی جمیع
 مخلوقات پر واجب کی اور امور خلق ان کو سپرد کئے اور یہ کوئی کام نہیں کرتے مگر حکم خدا سے اور کسی کام
 کا ارادہ نہیں کرتے مگر مشیت الہی سے اور حضرت امام حسنؑ عسکریؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ مقبولؐ
 نے فرمایا۔ بہشت فردوس میں ایک چشمہ ہے کہ شہد سے شیریں اور مسک سے نرم اور برف سے خشک اور مشک سے
 زیادہ ترخو شہو ہے اور اس چشمہ میں ایک طہیت ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اور میرے شیعوں کو اُس طہیت سے
 خلق کیا ہے اور جو اُس طہیت سے نہیں وہ ہم سے اور ہمارے شیعوں سے نہیں اور دوسری حدیث میں فرمایا۔
 کہ میں نے اپنے جد حضرت رسولؐ سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ میں نور خدا سے پیدا ہوا ہوں اور میرے اہل بیت

میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور حجابِ اہل بیت نور اہل بیت سے پیدا ہوئے ہیں باقی لوگ آتشِ جہنم سے ہیں۔ ابوسعید خدری سے بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا سے قول حق تعالیٰ کی تفسیر پوچھی کہ شیطان سے حق تعالیٰ نے خطاب فرمایا۔ جبکہ اُس نے سجدہ آدم سے انکار کیا۔ قولہ تعالیٰ استنکیرت امرکنت من العالمین کہ آیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبہ والوں سے۔ اس شخص نے پوچھا۔ وہ بلند مرتبہ کون ہیں جن کا مرتبہ بلند ہے ملائکہ سے بھی۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اور علیؑ اور فاطمہؑ و حسینؑ۔ کیونکہ ہم سہرا پر دہ عرش الہی ہیں۔ تسبیح و تہلیل کرتے تھے اور ملائکہ ہماری تسبیح سے تسبیح کرتے تھے دو ہزار سال قبل پیدائش حضرت آدمؑ کے جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ سب سجدہ کریں۔ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر شیطان نے انکار کیا۔ اور سجدہ نہ کیا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے خطاب کیا۔ آیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبہ والوں سے کہ سجدہ کریں آدمؑ کو یغیر ان باقی بزرگواروں کے جن کے نام سہرا پر دہ عرش الہی پر لکھے ہیں۔ اور حدیث میں معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اور امام جعفر صادقؑ سے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسول مقبولؐ کو اس طینت سے پیدا کیا جو مثل موتی کے عرش کے نیچے تھی۔ اور اس کی زیادتی طینت سے علیؑ ابن ابی طالب کو پیدا کیا۔ اور زیادتی طینت علیؑ سے ہم اہل بیت کو پیدا کیا۔ اور ہماری زیادتی طینت سے قلوب شیعہ کو ہمارے پیدا کیا۔ اس سبب سے ہمارے شیعوں کے قلوب ہماری طرف مائل و مشتاق ہیں اور ہمارے دل ان کی طرف مہربان ہیں مثل مہربانی پدر بفرزند اور ہم ان کے لئے بہتر ہیں سب سے اور یہ ہمارے لئے بہت ہے سب سے اور بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و علیؑ اور گیارہ امام کو ان کی ذریت سے اپنے نور عظمت سے پیدا کیا۔ یہ بزرگوار پر نور خدا میں اس کی تسبیح اور عبادت قبل پیدائش کرتے تھے۔ حدیث معتبر میں جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے چودہ ہزار سال قبل پیدائش خلق چودہ نور پیدا کئے اور وہ نور ارواح ہمارے تھے۔ لوگوں نے عرض کی یا ابن رسول اللہؐ کون وہ چودہ ارواح ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور نو امام فرزندانِ حسینؑ سے کہ آخر امام ان کا حضرت قائمؑ ہیں اور وہ غائب ہوں گے۔ اور بعد غائب ہونے سکے پھر ظاہر ہوں گے۔ و حال کو ہلاک اور زمین کو جو رستم سے پاک کریں گے۔ اور بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ سے پوچھا گیا۔ کہ کس وجہ سے آپ کی ذات سب پیغمبروں سے افضل اور برتر ہوئی۔ حالانکہ سب کے بعد آپ مبعوث ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ میں ان میں سے پہلا ہوں۔ جنہوں نے اپنے پروردگار کا اقرار کیا۔ اور پہلے جواب کہا۔ جس وقت عہد و میثاق پیغمبروں سے حق تعالیٰ نے لیا۔ اور ان کو ان پر گواہ کیا۔ اور کہا اَکَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ سب نے

کہا۔ ہاں۔ پس فرمایا۔ میں نے ان سب میں سے پہلے اقرار کیا۔ اس وجہ سے مجھے سب پر سلطنت ہے۔ کہ سب سے پہلے میں نے اقرار اپنے پروردگار کا کیا۔ اور دوسری حدیث میں ان حضرت سے منقول ہے۔ کہ جب حق تعالیٰ نے ارواح کو پیدا کیا۔ تو سامنے اپنے رکھا۔ اور خطاب کیا کہ تمہارا پروردگار کون ہے پہلے جس نے جواب دیا۔ رسول خدا اور علیؑ امیر المومنین اور گیارہ فرزندان کے تھے۔ اور کہا پروردگار ہمارا تو ہی ہے۔ لہذا حق تعالیٰ نے علم اور دین ان پر واضح کیا۔ بعد اس کے فرشتوں سے حق تعالیٰ نے کہا۔ کہ یہ خیرینہ دار ہمارے علم دین کے ہیں اور امین ہمارے تمام مخلوق پر ہیں۔ میرے علوم کو ان سے دریافت واستفہار کرو فرزندان آدمؑ سے خطاب کیا۔ اور کہا اقرار کرو واسطے خدا کے اس کی پروردگاری پر اور واسطے اس گروہ کے محبت اور ولایت اور فرمانبرداری پر سب نے عرض کیا۔ اے پروردگار ہم نے اقرار کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا۔ گواہ رہو اور آئندہ یہ نہ کہو کہ ہم غافل تھے۔ انہوں نے عرض کی ہم گواہ ہیں۔ جناب صادقؑ فرماتے ہیں۔ بخدا سو گند ہماری ولایت پر پیغمبروں کو تاکید فرمائی اور بروز امت ان سے عہد و پیمان کیا۔ اور شیخ ابوالحسن بھری نے کتاب انوار تاریخ ولادت سید ابراہیمؑ لکھا ہے اور بند خود عبد اللہ بن عباسؑ اور ایک اور جماعت صحابہ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے چاہا محمدؐ کو پیدا کر کے فرشتوں سے کہا۔ میں چاہتا ہوں ایک خلق پیدا کروں اور ان کو شرافت و فضیلت جمیع خلایق پر دوں۔ اور ان کو بہترین لگے اور پچھلے کا کروں اور شفیع روز قیامت کروں اور اگر ان کو نہ پیدا کرتا تو بہشت و دوزخ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ تم کو لازم ہے کہ ان کی منزلت کو پہچانو اور ان کو بوجہ ان کی کرامت ادیری عظمت کے بزرگ جانو فرشتوں نے کہا۔ اے ہمارے اللہ اور اے ہمارے سید بندوں کو اپنے آقا پر اعتراض نہیں ہوتا۔ ہم سب نے سنا اور اقرار کیا۔ اور اطاعت کی۔ پس حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ اور حاطان عرش کو حکم دیا۔ کہ تربت نورانی حضرت رسول مقبولؐ کو موضع ضرب مقدس سے اٹھالیں اس وقت جبرائیلؑ اس تربت کو آسمان پر لے گئے اور چترہ سلسبیل میں غوطہ دیا۔ یہاں تک کہ شل موتی سفید پاکیزہ ہوئی۔ اس طرح ہر روز اس کو ایک نر میں نر ہائے بہشت کے اندر لے جاتے اور ملائکہ کو دکھاتے تھے فرشتے جب نور اور ضیا کو دیکھتے تھے حقیقت و سلام و اکرام کرتے اور جس صف میں کہ صفائے ملائکہ سے اس کو دکھاتے وہ اس کے فضل کا اقرار کرتے اور عرض کرتے کہ اگر ہم کو حکم سجدہ کا ہو ہم سجدہ کریں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ تھا اور کوئی چیز نہ تھی۔ پس پہلے جو چیز پیدا کی وہ نور اپنے حبیب محمد مصطفیٰؐ کا تھا۔ اس کو چار سو چوبیس ہزار سال قبل پیدائش آب و عرش و کرسی و آسمان وزمین و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملائکہ پیدا کیا۔ جب نور حضرت پیغمبر کو پیدا کیا۔ ہزار سال

اپنے رب کے سامنے کھڑا رہا۔ اور حمد و ثنا کرتا رہا۔ اور حق تعالیٰ نظر رحمت اس نور کی جانب رکھتا تھا۔ اور فرماتا تھا کہ تو ہی مراد و مقصود خلق عالم سے ہے اور تو ہی برگزیدہ خلق سے ہے۔ میں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ جو تجھے دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور جو تجھے دشمن رکھے اور تیری پیروی نہ کرے میں اسے دشمن رکھتا ہوں۔ نور حضرت کا چمکتا تھا۔ اور شعلہ بلند ہوتی تھی پھر حق تعالیٰ نے اس نور سے بارہ حجاب پیدا کئے۔ حجاب قدرت۔ حجاب عظمت اور حجاب عزت و حجاب ہیبت و حجاب جبروت و حجاب رحمت و حجاب نبوت۔ و حجاب کبریا و حجاب منزلت و حجاب رفعت و حجاب سعادت و حجاب شفاعت حق تعالیٰ نے حکم فرمایا۔ نور محمدی کو کہ حجاب قدرت میں داخل ہو۔ وہ نور بارہ ہزار سال اس حجاب میں بیسیج کرتا رہا۔ سبحان ربی الاعلیٰ اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال یہ کہا کیا سبحان عالم السور و اخفی۔ اور حجاب عزت میں دس ہزار سال کہا کیا سبحان اعلیٰ اور حجاب ہیبت میں نو ہزار سال کہا کیا سبحان من ہو غنی لا یفتقر اور حجاب جبروت میں آٹھ ہزار سال کہا کیا سبحان کسیم الاکرام۔ اور حجاب رحمت میں سات ہزار سال کہا کیا سبحان رب العرش العظیم اور حجاب نبوت میں چھ ہزار سال کہا کیا سبحان رب العالمین و حجاب کبریا میں پانچ ہزار سال کہا کیا سبحان عظیم الاعظم اور حجاب منزلت میں چار ہزار سال کہا کیا سبحان العظیم الکبیر اور حجاب رفعت میں تین ہزار سال کہا کیا سبحان من یزید الاشیاء و لا یزول اور حجاب شفاعت میں ایک ہزار سال کہا کیا سبحان اللہ و بحمد سبحان العظیم۔ حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے نور محمدی سے بیس ۲ دریا ئے نور پیدا کئے اور ہر دریا میں ایک ایسا علم تھا کہ بغیر خدا کے کوئی نہ جانتا تھا۔ پس حکم فرمایا نور حضرت کو کہ دریائے عزت اور دریائے ہبہ اور دریائے خشوع اور دریائے تواضع اور دریائے رضا اور دریائے وفا اور دریائے پرہیزگاری اور دریائے خشیت اور دریائے انابت اور دریائے عمل اور دریائے صدق اور دریائے امانت اور دریائے جود اور دریائے علم اور دریائے مزید اور دریائے ہدایت اور دریائے صیانت اور دریائے حیا اور دریائے علم میں جائے غرضیکہ ان بیسوں دریاؤں میں غوطہ کھایا۔ جب آخر دریائے باہر آیا حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے حبیب میرے اور اے بہترین پیغمبران اور اے بہترین بندگان اور اے ابتدائے آفرینش اے آخر رسولاں تو ہی شفیع روز جزا ہے۔ یہ سن کر نور شریف حضرت رسول مقبولؐ نے سجدہ کیا۔ اور جب سر سجدہ سے اٹھایا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نور کے قطرے جبین مطہر سے گرے۔ پس ہر قطرہ نور حضرت رسولؐ سے ایک پیغمبر حق تعالیٰ نے خلق فرمایا۔ وہ سب نور حضرت رسولؐ کے نور پطواف کرتے تھے اور کہتے تھے سبحان من ہو عالم لا یجھل

سبحان من هو حليمٌ لا يجعل سبحانه من هو غنى لا يفتقر۔ اس وقت جناب احمدؑ سب کو ندا ہوئی آیا مجھے پہچانتے ہو۔ اس وقت نور محمدیؑ نے سب نوروں سے پہلے جواب دیا۔ انت الله الذی لا اله الا انت وهدک لا شریک لک رب الارباب وملك الملوک۔ آواز آئی تو ہی میرا برگزیدہ اور دوست میرا اور تیری امت بہتر سب امتوں سے ہے بعد اس کے نور حضرت سے ایک جو ہر پیدا کیا۔ اس کو دوسرے کیا ایک کو نظر ہیبت دیکھا۔ وہ حصہ آب شیریں ہوا۔ دوسرے کو نظر شفقت دیکھا۔ اور اس سے عرش کو پیدا کیا۔ اور عرش کو پانی پر قرار کیا۔ کرسی کو نور عرش سے پیدا کیا۔ اور نور کرسی سے نور لوح کو پیدا کیا۔ اور نور لوح سے قلم کو پیدا کیا۔ اور قلم کو حکم دیا۔ کہ لکھ میری توحید۔ قلم اس کلام ملک علام کے سننے ہی ہزار سال بیہوش رہا اور جب ہوش میں آیا کہا اے پروردگار کیا چیز لکھوں فرمایا لکھ لا اله الا الله محمد رسول الله قلم نے جب یہ نام سنا سجدہ کیا۔ اور کہا سبحان الله الواحد القهار سبحان الله العظیم الاعظم پھر سر سجدہ سے اٹھا کر شہادتین کو لکھا۔ اور کہا اے پروردگار محمدؑ کون ہے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ اور اس کی یاد کو اپنی یاد کے ساتھ تو نے نزدیک کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی اسے قلم اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے اور دوسری مخلوق کو بیدار کرنا مگر اسی کے سبب یہ آفرینش ہوئی۔ وہی ہے بشارت دینے والا اور ڈرنے والا اور روشن کرنے والا جو رُخ نور کا۔ اور شفاعت کرنے والا۔ اور دوست میرا ہے قلم نے جلالت نام مبارک محمدیؑ سے کہا۔ السلام علیک یا رسول الله حضرت نے جواب دیا علیک السلام معنی ورحمة الله وبرکاتہ اُس دن سے سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا واجب ہوا۔ پھر حق تعالیٰ نے قلم کو فرمایا میری تقدا و قدر کو لکھ اور جو کچھ میں پیدا کرنے والا ہوں تا بہ قیامت اس کو بھی لکھ۔ اس وقت خدا نے چند فرشتے پیدا کئے کہ محمدؑ اور آل محمدؑ پر صلوات بھیجیں اور واسطہ شیعوں کے تاقیامت استغفار کریں۔ اس کے بعد خدا نے نور محمدیؑ سے بہشت کو پیدا کیا۔ اور چار صفت سے اس کو زینت بخشی۔ تعظیم و جلالت و امانت و سخاوت اور بہشت کو دوستوں اور اہل طاعت آنحضرتؑ کے لئے قرار دیا اور آسمانوں کو پانی کے دھوئیں سے پیدا کیا۔ اور اُس کے کف سے زمین کو پیدا کیا۔ اس وقت زمین مانند کشتی کے حرکت میں تھی لہذا اس کے استحکام اور قرار کے واسطے پہاڑوں کو پیدا کیا۔ تب زمین قائم ہوئی۔ پھر ایک فرشتہ پیدا کیا۔ کہ زمین کو اس نے اٹھایا۔ اور ایک بہت بڑا پتھر پیدا کیا کہ پاؤں اس فرشتہ کے اوپر پڑھے اور ایک بہت بڑی کالہ بیدار کی اور اس پتھر کو اس پر ٹھہرایا۔ اور ایک بہت بڑی جھلی پیدا کی کہ اس کی پیٹھ پر گائے کھڑی ہوئی اور اس جھلی کو پانی پر ٹھہرایا اور پانی کو ہڈا پر اور ہڈا کو ظلمت پر اور جو کچھ ظلمت کے نیچے ہے پس اسے بغیر خدا کوئی نہیں جانتا۔ پس عرش کو دو نور سے منور کیا۔ ایک نور فضل اور دوسرا نور عدل۔ نور فضل سے عقل و حلم و سخاوت پیدا فرمائی اور عقل سے

خوف و بیم اور حلم سے رضا و خوشنودی اور حلم سے مودت اور سخاوت سے محبت پیدا کی۔ پس ان سب صفات کو طینت محمدؐ اور اہل بیت میں خمیر کیا۔ بعد اس کے ارواح مومنین کو پیدا کیا اور بعد اس کے چاند سورج ستارے رات دن روشنی سیاہی اور جمیع ملائکہ کو نور محمدی سے پیدا کیا۔ بعد ازاں اس نور کو تہتر ہزار سال سدۃ المفتیٰ میں ساکن فرمایا۔ بعد اس کے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی جانب منتقل فرمایا۔ یہاں تک کہ آسمان اول تک پہنچا۔ آسمان اول میں ساکن رہا۔ یہاں تک کہ خدا نے چاہا کہ حضرت آدمؑ کو پیدا فرمائے۔ اس وقت جبرئیلؑ کو حکم کیا کہ زمین پر جا کر ایک قبضہ خاک زمین سے بدن آدمؑ کے لئے لائے۔ ابلیس لعین جبرئیلؑ سے پہلے زمین پر آیا۔ اور زمین سے کہا خدا چاہتا ہے تجھ سے ایک خلق پیدا کرے اور اسے آگ سے عذاب کرے تجھے لازم ہے کہ جب ملائکہ آئیں ان سے کہہ میں پناہ مانگتی ہوں خدا سے کہ مجھ سے کوئی چیز لے جائیں کہ آگ میں اس کا حصہ ہو جب جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ زمین نے پناہ مانگی۔ جبرئیلؑ پھر گئے اور عرض کی اے پروردگار زمین نے تجھ سے پناہ مانگی پس محمدؑ آیا۔ پس اسی طرح میکائیلؑ اور ہرافیلؑ آئے اور واپس گئے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو بھیجا۔ حسب معمول زمین نے خدا سے پناہ مانگی۔ عزرائیلؑ نے کہا۔ میں بھی پناہ اپنے خدا سے مانگتا ہوں کہ اس کی نافرمانی کروں پس ایک قبضہ ہر قسم اور ہر رنگ سفید و سرخ و سیاہ و زرد و نرم و درشت زمین سے اٹھایا اور اسی وجہ سے خلق اور رنگ فرزندان آدمؑ کا مختلف ہوا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو وحی فرمائی کہ تو نے کیوں زمین پر رحم نہ کیا۔ جس طرح اوروں نے رحم کیا۔ عزرائیلؑ نے عرض کی اے پروردگار تیری اطاعت و فرمانبرداری اس پر رحمت سے بہتر تھی۔ پس حق تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ میں چاہتا ہوں اس خاک سے ایک خلق پیدا کروں کہ پیغمبران و شایستگان و اشقیاء و بدکاران میں ہوں اور تجھے قابض ارواح ان سب کا مقرر کروں۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم ہوا کہ وہ قبضہ سفید نورانی جس سے طینت پیغمبر آخر الزمان اور اصل جمیع مخلوقات کی ہے۔ حاضر کرے۔ جبرئیلؑ ملائکہ کروہین و ملائکہ صافون و ستجور کے ہمراہ تربت ضریح مقدس آنحضرتؐ رسول مقبولؐ آئے اور ایک قبضہ خاک اٹھا کر اس کو آب تسنیم و عظیم و تکویم و رحمت و خوشنودی و عفو میں خمیر کیا۔

پس ہر مظهر حضرت رسولؐ کو ہدایت سے اور سینہ کو شفقت سے اور ہاتھوں کو سخاوت سے اور دل کو صبر و تلقین سے اور قریح یعنی شرمگاہ کو عفت سے اور پاؤں کو شرف سے اور نفس کو بونے خوش سے پیدا کیا۔ پھر اس طینت کو طینت آدمؑ میں مخلوط کیا۔ جب آدمؑ کا جسم مبارک درست ہوا۔ اس وقت فرشتوں کو حکم ہوا کہ میں ایک بشر مٹی سے پیدا کرتا ہوں۔ جب اس کو درست کروں اور اس میں روح پھونکوں اور وہ روح داخل بدن ہو۔ اس وقت تم سب کے سب اس کے قریب سجدہ کرو۔ یہ سن کر ملائکہ جس مبارک آدمؑ کو بہشت میں

لئے ہوئے منتظر حکم تھے کہ جس وقت وحی آئے اسی وقت سجدہ کریں۔ پس روح کو حکم ہوا کہ بدن آدم میں داخل ہو۔ روح نے مکان تنگ دیکھ کر داخل ہونے سے پناہ مانگی۔ حکم ہوا کہ اہت سے اندر جا اور کراہت سے باہر آنا۔ جس وقت روح آنکھوں میں پہنچی۔ حضرت آدم نے اپنے جسد مبارک کو دیکھا اور آواز تسبیح ملا لگہ سنی۔ جب روح دماغ میں بہو پئی۔ اس وقت چھینک آئی۔ پس خدا تعالیٰ نے گویائی عطا فرمائی۔ حضرت آدم نے کہا۔ الحمد للہ اور یہ پہلا کلمہ ہے حضرت آدم نے جس سے کلام کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ سر حملک اللہ لے آدم واسطے رحمت کے تجھے میں نے پیدا کیا اور رحمت کو تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے خلق کیا۔ جبکہ مثل اس کے کلام کریں۔ اسی سبب سے چھینکنے والے پر دعا کرنا سنت ہوا اور کوئی چیز شیطان پر اس سے زیادہ گراں نہیں کیے چھینکنے والے پر دعا کریں۔ اس وقت حضرت آدم نے عرش کی طرف نظر کی۔ دیکھا کہ عرش پر رکھا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسمائے اہل بیت حضرت رسول کو بھی دیکھا کہ عرش پر رکھے ہیں۔ اور جب روح ساق مبارک تک پہنچی اور ہنوز پاؤں تک نہ پہنچی تھی۔ حضرت آدم نے چاہا کہ کھڑے ہو جائیں اور نہ کھڑے ہو سکے اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے کہ خلق الانسان من عجل یعنی پیدا ہوا ہے آدمی جلدی کرنے والا کاموں میں۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ روح ایک ستوا سال آدم کے سر میں تھی اور ستوا سال سینہ میں تھی اور ستوا سال پیٹھ میں تھی اور ستوا سال رانوں میں تھی اور ستوا سال پنڈلیوں میں اور ستوا سال پنجوں میں۔ جب ٹھیک کھڑے ہوئے اس وقت خدا نے ملائکہ کو فرمایا۔ کہ سجدہ کرو۔ اور یہ حکم بعد ظہر روز جمعہ تھا۔ ملائکہ سجدے میں تھے کہ وقت عصر آدم نے عقب سے صدائے تسبیح و تہلیل و تقدیس الہی مانند صدائے مرغ شنی۔ عرض کی اسے پروردگار یہ کیا آواز ہے حکم ہوا یہ تسبیح محمدؐ عربی کی ہے کہ بہترین اولین و آخرین ہے۔ سعادت مند ہے وہ جو اطاعت اس کی کرے اور بد بختی اس کے لئے ہے جو اس کی نافرمانی کرے۔ اے آدم لے میرے عہد کو اور نہ رکھ اس کو مگر صلب ہائے پاکیز میں اور رحمائے طیبہ میں زناں عقیفہ اور پستہ تائے پاکیزہ مردان پاک میں۔ آدم نے عرض کی بار الہا بسبب اس مولود سراپا مسعود کے رونق و شرف و حسن و قار کو میرے تو نے زیادہ کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے طینت پہلوئے آدم سے حوا کو پیدا کیا۔ حوا اب نے حضرت آدم پر غلبہ کیا۔ جب بیدار ہوئے اور حوا کو اپنے پاس دیکھا۔ کہا تو کون ہے۔ کہا میں حوا ہوں۔ حق تعالیٰ نے مجھے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ آدم نے کہا۔ کیا اچھی تیزی صورت ہے۔ اور خلقت۔ اس وقت حق تعالیٰ نے آدم کو وحی فرمائی۔ کہ یہ میری کنیز ہے اور تو میرا بندہ ہے اور میں نے تجھے بہشت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تجھ کو بہ پاک یا ذکر اور میری حمد و سپاس کر لے آدم تجھ سے حوا کی خوار ستنگاری کر اور اس کا ہر دے۔ آدم نے عرض کی۔ مہر اس کا کیا ہے فرمایا مہر اس کا یہ ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر دس مرتبہ درود

بھیج پس حضرت آدمؑ نے عرض کی۔ اے پروردگار ان نعمتوں کے عوض جب تک زندہ رہوں میں تیری حمد و سپاس کروں گا۔ پس حوا کو حضرت آدمؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ قاضی خداوند عالمیان اور عقد کنندہ جبرئیل امین تھے اور ملائکہ مقررین گواہ ہوئے۔ ملائکہ عقب آدمؑ کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے کہا اے پروردگار ملائکہ میرے پیچھے کس لئے کھڑے ہیں۔ حکم ہوا اس لئے کہ نور محمدیؑ کو دیکھیں کہ اس نور کو میں نے تیرے صلب میں منتقل کیا ہے۔ آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اس نور کو میرے آگے سامنے رکھ دے کہ ملائکہ میرے سامنے کھڑے رہیں۔ پس ملائکہ برابر آدمؑ کے صف بہ صف کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے عرض کی نور محمدیؑ ایسے مقام پر ہے کہ میں دیکھ سکوں۔ حق تعالیٰ نے اس نور کو انگشت شہادت آدمؑ میں جگہ دی۔ اور نور علی کو بیچ کی انگلی میں اور نور فاطمہ کو اس انگلی کے بعد اور نور حسنؑ کو اس کے بعد اور نور حسینؑ کو انگوٹھے میں ظاہر کیا۔ اور ہمیشہ یہ سب نور حضرت آدمؑ سے مانند آفتاب درخشاں رہے اور آسمان و زمین و عرش و کرسی و ہر پردہ ہائے عظمت و جلال ان انوار متبرکہ سے منور و روشن رہا کئے۔ جب حضرت آدمؑ کو منظور ہوتا تھا۔ کہ حوا سے مقابرت کریں۔ ان کو فرماتے وضو کریں۔ اور کہتے خدا اس نور کو تیری روزی کرے گا۔ اور یہ امانت و میثاق خدا ہے۔ پس ہمیشہ وہ نور آدمؑ کے ہمراہ تھا۔ یہاں تک کہ حضرت حوا حاملہ ہوئیں اور حضرت شیتؑ رحم ظاہرہ حضرت حوا میں تشریف لائے اور وہ نور پستانی حضرت حوا میں آیا۔ پس ملائکہ حضرت حوا پاس آئے۔ اور تہنیت و مبارکباد دیتے۔ جب شیتؑ متولد ہوئے نور محمدیؑ جسین شیتؑ میں چمکتا جبرئیلؑ نے ایک پردہ حوا اور شیتؑ کے درمیان حائل کر کے شیتؑ کو پوشیدہ کر دیا جب حضرت شیتؑ حد بلوغ کو پہنچے اس وقت آدمؑ نے بلایا۔ اور فرمایا۔ اے فرزند اب زمانہ میری مفارقت کا نزدیک ہے میرے قریب آ کہ تجھ سے عہد پیمان لوں۔ جس طرح حق تعالیٰ نے مجھ سے عہد لیا۔ پھر آدمؑ نے مبارک بجانب آسمان بلند کیا۔ اور حق تعالیٰ نے مراد آدمؑ کی معلوم کر کے فرشتوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تقدیس ترک کر کے اپنا بالی پیٹی اور ساکنان بہشت نے حکم خدا غر فہائے بہشت سے جھانکنا شروع کیا۔ اور صدائیں دوازہ ہائے بہشت اور نہر ہائے بہشت سے موقوف ہو گئیں۔ اور سب کے سب آواز آدمؑ کے منتظر تھے اس وقت حق تعالیٰ نے وحی کی۔ اے آدمؑ کیا چاہتا ہے بیان کر۔ آدمؑ نے عرض کی۔ اے خالق نفس و روشنی بخش قمر و شمس مجھے تو نے جس طرح چاہا پیدا کیا اور میرے سپرد نور مقدس کیا جس کی وجہ سے میں نے کرامتیں معائنہ کیں۔ اب وہ نور میرے فرزند شیتؑ میں منتقل ہوا۔ میں چاہتا ہوں اس سے عہد پیمان لوں جس طرح تو نے مجھ سے عہد لیا۔ حکم ہوا اے آدمؑ اپنے فرزند شیتؑ سے عہد لے اور جبرئیلؑ و ملائکہ کو گواہ کر۔ پھر حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم فرمایا۔ کہ زمین پر جا اور ستر ہزار ملائکہ اپنے ہمراہ لے جا اور ہر ایک فرشتہ

علم و تسبیح ہاتھ میں لئے تھا۔ اور جبرئیلؑ کے ہاتھ میں ایک حریر اور ایک قلم تھا۔ پس آدمؑ سے مخاطب ہو کر کہا: خدا نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ اپنے فرزند شیتؑ سے وہ عہد و پیمان لے اور لکھ لکھے اور میکائیلؑ اور جبرئیلؑ ملائکہ کو گواہ کر۔ حضرت آدمؑ نے وہ نامہ لکھا۔ اور جبرئیلؑ نے وہ نامہ ہر کر کے شیتؑ کے سپرد کیا۔ اور لباس گہرے پھنیا یا۔ کہ نور آفتاب سے روشن اور خوش رنگ زیادہ تھا اور کسی کا سیاہوانہ تھا۔ بلکہ خدا عالم نے حکم فرمایا تھا ہوا اور پیدا ہو گیا۔ پس نور محمدیؑ ہمیشہ پیشانی شیتؑ میں چمکتا رہا۔ یہاں تک کہ شیتؑ نے عہد و پیمان سے ترمیم کی۔ اور حضرت جبرئیلؑ نے اس عہد پر کا حضرت شیتؑ سے عہد کیا۔ اور جب اس سے ہم بستر ہو انوش حمل میں آگئے۔ اس وقت منادی نے آسمان سے ندا کی۔ کہ اے بیٹھا گوارا اور مبارکباد ہو کہ حق تعالیٰ نے نور سید پیغمبرال اور بہترین گزشتگان اور آئندگان کو تیرے سپرد کیا۔ جب انوش حد بلوغ کو پہنچے۔ شیتؑ نے عہد و پیمان لیا۔ اور نور محمدیؑ قینان ان کے فرزند میں منتقل ہوا۔ اور ان سے ملائیلؑ اور ان سے الیاذ اور ان سے اخنوخ ہیں کہ ادریس ہیں۔ اور ادریس سے متوشلخ اور متوشلخ سے ملک ہیں اور ان نور علیہ السلام میں۔ اور نورؑ سے سام اور سام سے ارفخشذ اور ان سے عابر اور ان سے قانع اور ان سے ارفو اور ان سے شارح اور ان سے ناخو اور ان سے تارخ اور ان سے ابراہیم علیہ السلام اور ان سے اسمعیل علیہ السلام اور ان سے قیدار اور ان سے ہمیسع اور ان سے نبٹ اور ان سے شخب اور ان سے اور اور ان سے عدنان اور ان سے معد اور ان سے نزار اور ان سے مضر اور ان سے الیاس اور ان سے مدرکہ اور ان سے خزیمہ اور ان سے کنانہ اور ان سے قطعی اور ان سے لوی اور ان سے غالب اور ان سے قہر اور ان سے عہد مناف اور ان سے ہاشم ہیں کہ ان کو عمر و العلاء کہتے تھے۔ منتقل ہوا۔ اور نور حضرت رسول مقبولؐ ہمیشہ پیشانی ہاشم میں اس قدر تاباں و درخشاں تھا کہ جب مسجد الحرام میں جلتے ہمیشہ روئے انور سے روشنی آسمان پر جاتی۔ اور اہل مکہ اس حال کے مشاہد سے تعجب کرتے اور جب آپ بطن عائکہ سے متولد ہوئے تو دو گیسو مانند گیسو ہلے اسمعیل مرقدس پر تھے۔ کہ نور ان کا جانب آسمان ساطع تھا۔ اور قبائل عرب ہر طرف سے دیکھنے کو مکہ میں آئے کامنوں کو تشویش ہوئی۔ بت فضیلت حضرت رسالت مآبؐ میں گویا ہوئے جس رنگ فلک کی جانب گزرتا۔ بقدرت خدا گویا ہوتے اور کہتے اے ہاشم بشارت ہو عنقریب تمہاری ذریت سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ نزدیک حق تعالیٰ گرامی ترین خلق و شریف ترین عالم ہوگا۔ یعنی محمد مصطفیٰؐ کہ خاتم پیغمبران ہے اور جب ہاشم اندھیرے میں جلتے روشنی نور محمدیؑ ہر طرف اندھیرے میں چمکتی۔ جب وقت وفات عہد مناف آیا۔ ہاشم سے عہد و پیمان لیا کہ نور حضرت رسالت پناہ کو نہ سونپے مگر جہلے پاکیزہ ترین زنان مسلمانہ و صالحہ نجیبہ میں حضرت ہاشم نے قبول عہد فرمایا۔ بادشاہان وقت آرزو کرتے تھے کہ ہم اپنی لڑکی ہاشم کو دیں اور مال و بدایا بھیجے کہ

شاید ہاشم ہاضمی ہو جائیں اور حضرت ہاشم جب جانب کعبہ آتے سات بار طواف کرتے اور پردہ ہائے کعبہ میں پیٹتے تھے۔ جو شخص حضرت ہاشم کے پاس آتا اس کی بزرگی کرتے ننگوں کو پٹا پہنتے۔ بھوکوں کو کھلاتے محتاجوں اور پریشانوں کی حاجت روائی کرتے۔ فرخداروں کا قرض ادا کرتے اور ہرگز دروازہ ہمانوں اور ہمان داری سے نہ بند کرتے تھے اور جب ولیمہ یا اطعام فرماتے اس قدر کھانا بکواتے کہ آدمیوں سے بچ رہتا اور وہ بچا ہوا وحشیوں اور جانوروں کو دیا جاتا۔ آوازہ کرم حضرت ہاشم تمام جہان میں مشہور ہوا۔ اور بادشاہی مکہ آپ پر مسلم ہوئی اور جمیع امور متعلق کعبہ مثل کلید برداری اور آب زمزم حاجیوں کو دینا اور حجاب کعبہ اور ہمانداری حاجیوں کی یہ سب کام حضرت ہاشم سے متعلق ہوئے اور علم حضرت زرارہ و کمان اسمعیل پیراہن حضرت ابراہیم و قلعین شیت و انگوٹھی نوح صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ان سب کو میراث میں لیا۔ پس حضرت ہاشم حاجیوں کو بزرگ جانتے اور حاجت روائی حاجیوں کی فرماتے۔ اور جب چاند ماہ ذوالحجہ کا نفلت لوگوں کو حکم فرماتے کہ کعبہ منظر کے پاس جمع ہوں۔ پس خطبہ پڑھتے اور فرماتے تھے۔ اے گروہ مردم تحقیق کو تم امان یافتگان خدا اور ہمسایگان خانہ خدا ہو۔ اور اس فصل میں زیارت کرتے خانہ خدا کے آتے ہیں اور یہ لوگ ہمان خدا کے ہیں۔ لازم ہے کہ ہمانوں کو اوروں سے بزرگ جانو۔ حق تعالیٰ نے تم کو اس کرامت سے عطا کیا ہے۔ اور اب بہت جلدی حاجی تمہاری طرف ذولیدہ و گرد آلود ہر جانب سے آتے ہیں یہ ہمان خدا کے ہیں ان کی طرفداری کرو ان کو بزرگ رکھو تاکہ خدا تم کو بزرگ رکھے۔ اس نصیحت سے کار قریش مالہائے عظیم حاجیوں کے لئے لائے اور حضرت ہاشم حاجیوں کے لئے چڑے کے حوض بنواتے۔ اور آب زمزم سے بھر داتے۔ ساتویں دن سے ضیافت حاجیوں کی شروع ہوتی مٹی و عرفات میں کھانا بھجواتے اتفاقاً ایک سال مکہ میں قحط پڑا۔ اور کچھ بھی موجود نہ تھا جس سے حاجیوں کی دعوت کریں۔ مگر کچھ اونٹ تھے ان کو شام میں بیچنے کو بھیجا اور بیچ ڈالا۔ اور ان کی قیمت جس قدر ملی سب حاجیوں کی دعوت اور ہمانداری میں خرچ فرمائی۔ اور ایک رات کا کھانا اپنے واسطے نہ رکھا۔ اس سبب سے آوازہ کرم حضرت ہاشم اطراف عالم میں پہنچا۔ اور تمام جہان میں آپ کی ہمت کا شہرہ ہوا۔ اور یہ خبر جب نجاشی بادشاہ حبشہ اور قیسر بادشاہ روم کو پہونچی ان لوگوں نے نامے لکھے اور ہدیے بھیجے اور خواہش و التماس کی کہ ہم سے ہماری لڑکیاں قبول کریں شاید نور محمدی ان کے شکم میں منتقل ہو۔ اس لئے کہ کائناتوں۔ ربانوں اور عالموں نے ان کو فریدی بخشی کہ وہ نور حضرت ہاشم کی پیشانی میں ہے مگر حضرت نے کسی کی لڑکی قبول نہ فرمائی اور اپنے عزیزوں میں سے جو لوگ حسب نسب میں نجیب الطرفین تھے ان سے استدعا کی اور اپنی شادی فرمائی اور تین لڑکے پیدا ہوئے۔ اسد و مضر و صفی اور چار لڑکیاں حصصہ و رقیہ و شغلا و خلادہ مگر وہ نور اسی طرح پیشانی ہاشم میں تاباں رہا۔ اور اس سبب سے زیادہ مخزون رہا کرتے۔

ایک رات خانہ کعبہ کے گرد طواف کر رہے تھے اور الحاج وزاری بارگاہ باری میں فرماتے اور دعا کرتے تھے خداوند! مجھے ایسا فرزند عطا فرما جس میں یہ نور منتقل ہو۔ ناگاہ نیند نے غلبہ کیا۔ اور آپ سو گئے۔ اس وقت آواز ہاتھ آئی۔ کہ سلمیٰ دختر عمر کہ ظاہر پاکدامن گناہوں سے ہے اس کی خواستگاری کرو۔ اور مہر زیادہ دو کہ مثل اس کے دوسری عورت نہ ملے گی۔ اور اس سے تم کو فرزند عطا ہو گا۔ کہ اس سے سید پیغمبر الیہ السلام پیدا ہو گا۔ ہاشم خائف و نرساں چونکہ اور اپنے بھائی مطلب اور بھتیجوں کو جمع کیا۔ اور ان سے خواب بیان کیا عبدالمطلب نے کہا اے بھائی جس عورت کا تم نام لیتے ہو وہ قبیلہ بنی النجار سے ہے۔ ہر چیز کے وہ صاحبِ عفت ہیں لیکن تم ان لوگوں سے شرافت و نسب میں افضل ہو اور تمام بادشاہ تم سے خواستگار ہیں اگر تمہارا قصد یہی ہے تو مجھ کو اجازت دو کہ تمہارے لئے خطبہ کروں۔ ہاشم نے کہا۔ اپنا کام اپنے ہی سے خوب ہوتا ہے میں چاہتا ہوں تجارت کروں اور شام میں جاؤں اور اٹھائے راہ میں اس زنِ کریمہ کی خواستگاری کروں۔ پس اسباب سفر مہیا کیا۔ اور اپنے بھائی حضرت مطلب اور بھتیجوں کو ہمراہ لیا۔ اور متوجہ مدینہ ہوئے۔ نور محمدی نے جو پیشانی حضرت ہاشم میں ساطع تھا تمام مدینہ کو روشن اور تمام گھروں کو منور کر دیا۔ سب لوگ حاضر ہو کر جمع ہوئے اور کہا تم لوگ کون ہو۔ ہرگز ہم نے تم سے بہتر و خوبصورت آدمی نہیں دیکھے خصوصاً یہ صاحبِ نور جس کے جمال نے تمام شہر کو روشن کر دیا ہے مطلب نے کہا ہم اہل خانہ خدا اور ہم ساکنانِ حرم حق تعالیٰ ہیں۔ ہم اولادِ نبوی بن غالب سے ہیں۔ اور یہ صاحبِ نور روشن میرا بھائی ہاشم بن عبدمناف ہے۔ ہم خواستگاری کو تمہارے پاس آئے اور تم لوگ جانتے ہو اس میرے بھائی کی تمام بادشاہوں نے استدعا کی ہے اور اس نے انکار کیا۔ اب خواہش و رغبت یہ ہے کہ کرے کہ خطبہ سلمیٰ کا باپ بھی ان لوگوں میں تھا۔ اس نے جواب دیا آپ لوگ صاحبانِ عزت و فخر و شرف و سعادت و فتوت و جود و کرم ہیں اور جس لڑکی کا آپ نے خطبہ فرمایا۔ وہ میری دختر ہے اور خود مختار ہے وہ کل سے اکابر زنانِ قبیلہ بنی قینقار کے ہمراہ گئی ہے اگر یہاں تھوڑی دیر توقف فرمائیں عنایت ہوگی۔ ورنہ اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو اختیار ہے اب فرمائیے آپ میں کون شخص ہے جس نے خواستگاری کی ہے۔ کہا یہ صاحبِ نور لامع و شعاع ساطع چراغِ بیت اللہ الحرام مصباحِ ظلام صاحبِ جود و اکرام ہاشم بن عبدمناف ہے۔ پدر سلمیٰ نے کہا۔ بہتر بہتر ہم بلند پایہ ہو گئے سر ہمارا اوج رفعت پر پہنچا۔ اب ہماری رغبت اس کی طرف زیادہ ہے۔ جو ہماری طرف ہے۔ لیکن وہ دختر ہماری خود مختار ہے میں آپ کے ہمراہ چلوں گا۔ اسے بہترین زوار و فخر قبیلہ نزار اس وقت آپ توقف فرمائیں۔ پس پدر سلمیٰ نے حضرت ہاشم اور ان کے اقارب کو بہ نہایت عزت و حرمت مہمان رکھا۔ اور انواع و اقسام کا ضیافت و دعوت میں اہتمام کیا۔ کچھ اونٹ اسی وقت بکھر کر کے متحد خوان کھانے کے حاضر کئے۔ جمع مردمانِ مدینہ و قبیلہ اوس دخترِ راج مشاہدہ جمال حضرت ہاشم کو حاضر ہوئے۔ علمائے یہود نے حضرت ہاشم کے جمال مبارک پر نظر کی۔

جہاں روشن ان کی آنکھوں میں تار یک ہوا۔ اس لئے کہ اپنی کتابوں یعنی تورات وغیرہ میں پڑھ چکے تھے کہ یہ علامت اور نور پیغمبر آخر الزماں کا ہے۔ پس مشاہدہ جمال نور محمدی سے ملول و گریاں ہوئے تمام اہل شہر نے پوچھنا شروع کیا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ یہود نے کہا۔ یہ نور علامت اس شخص کی ہے کہ وہ بہت جلد ظاہر ہوگا۔ اور خون بڑی کیسے گا۔ ملائکہ اس کی مدد کریں گے۔ اور ہماری کتاب میں اس کا نام حاجی ہے یہ نور وہی ہے کہ ظاہر ہوا ہے پس تمام یہود اس خبر کے سننے سے رونے لگے اور سب نے حضرت ہاشم کی طرف سے دل میں دشمنی ٹھان لی۔ اور اس روز سے نور محمدی کے بچھانے کا قصد کیا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ ہاشم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا۔ کہ جاہلئے فاخرہ یمنیں اور خود سروں پر رکھیں اور نہ رہیں نہ یہی تن کریں اور علم نزار کو بلند کریں یہ سن کر سب نے لباس ہائے فاخرہ پہن کر حضرت ہاشم کو بیچ میں لے لیا جس طرح چاند ستاروں کی تھرمت میں ہوتا ہے۔ اس شان و شوکت سے کہ غلام آگے آگے اور خدمت و ختم پیچھے روانہ بازدار قینقار ہوئے۔ اور پدر سلی مع اکابر قوم و جماعت یہود ہمراہ خدمت میں چلے۔ باب نزدیک بازدار پیچھے ساکنان شہر و اطراف نزدیک و دور وہاں موجود تھے۔ سب نے اپنے اپنے کام چھوڑ دیئے اور نحو نور جمال ہاشم ہوئے ہر طرف سے آکر جوم کر لیا۔ اور سلی بھی اس گردہ میں نحو جمال ہاشم تھی۔ ناگاہ باپ نے اُس سے کہا۔ میں تجھے بشارت دیتا ہوں ایسے امر کی جو موجب سرور و شادی اور باعث فخر و عزت ابدی ہو سلی نے کہا۔ وہ بشارت کون سی ہے۔ باپ نے کہا یہ آفتاب اوج عزت و ماہ بر اوج شرافت جسے تو دیکھ رہی ہے تیری خواستگاری کو آیا ہے اور اطراف جہاں میں کریم و سخی و عقیف مشہور ہے۔ یہ سن کر سلی نے کہا ہاشم و جیسا سر جھکا لیا۔ اور باپ نے فوراً کلام سے رضا مندی و خوشنودی سمجھ لی۔ پس ہاشم نے ایک جامہ و خیمہ حریر سرخ بربا کیا۔ گرد خیمہ سرا پڑھ کھینچی اور خیمہ میں رونق افروز ہوئے۔ اہل شہر ہر طرف سے آکر جمع ہوئے اور حالات دریافت کرتے تھے۔ جب حقیقت حال پر مطلع ہوئے۔ شعاع حسد ان کے سینوں میں بھڑکنے لگا۔ اس لئے کہ سلی احسن و جمال و عفت و آداب و سیرت خلق و کمال میں یکتائے زمان اور نادۂ دوران تھی اس وقت شیطان بصورت پیر مرد سلی کے پاس آیا اور کہا کہ میں اصحاب ہاشم سے ہوں۔ تجھے نصیحت کرنے آیا ہوں۔ واضح ہو اگرچہ حسن و جمال اس مرد میں واقعی بہت ہے جسے تو نے خود دیکھا۔ لیکن عورتوں سے بہت کم راغب ہے اور جس عورت سے صحبت کرتا ہے۔ دو مہینے سے زیادہ اس کو نہیں رکھتا۔ بکثرت عورتوں سے مباشرت و صحبت کر کے ان کو طلاق دے چکا ہے۔ زانی میں شجاع نہیں۔ بلکہ قہر پوک ہے۔ سلی نے کہا۔ اگر تو بیچ کتنا ہے میں ہرگز اس سے رغبت نہ کروں گی۔ اگرچہ قلعہ ہائے خیمہ کر میرے لئے سونے سے بھر دے پھر ابلیس بعین دوسرا جھید بدل کر اصحاب ہاشم کی صورت میں سلی پاس آیا۔ اور بہت کچھ برائیاں مثل سابق بیان کیں۔ پھر تیسری شکل بدل کر انہیں باتوں کو دہرایا جب پدر سلی آیا۔ اور اسے گلین و ملول پایا۔ پوچھا۔ اے سلی تو اس

اور آج چُپ چاپ کیوں ہو۔ یہ دن شادی و خوشی و سرور کا ہے کہ عزت و کرم ت ابدی تجھے میسر ہوئی۔ سلی نے کہا۔
اے بابا! تمہارا ارادہ ہے۔ کہ مجھے ایسے شخص سے تزویج کرو۔ جو عورتوں سے رغبت نہیں رکھتا۔ وراثیوں میں نرسان مخالف
ہے اور یکزرت عورتوں کو طلاق دے چکا ہے۔ باب نے جب یہ سنا ہنسنا۔ اور کہا۔ جن صفات کا تو نے ذکر کیا یہ شخص ان
صفات کا متصف نہیں بلکہ جو د کرم و سخاوت و شجاعت میں یہ شخص ضرب المثل ہے اور کثرت مہانداری و فراوانی
گوشت و استخوان سے جو مہانوں کے واسطے ہتیا کرتا ہے اُسے ہاشم کہتے ہیں اور ہرگز اس نے کسی عورت
کو طلاق نہیں دیا۔ شجاعت و جوانمردی میں شہہ آفاق ہے۔ خوشخوئی و خوش بیانی میں بے مثل ہے۔ بیشک
جس نے تجھ سے اس کی برائیاں بیان کیں وہ شیطان رحیم ہے۔ جب دسراد ہوا۔ سلی نے ہاشم کو دیکھا
محبت نور پیشانی اور سے بیناب ہو کر قاصد سے کہلا بھیجا۔ کہ آپ میرے کل گور خواستگاری کریں اور
جو مہر میرا باب مانگے آپ اقرار کر لیں۔ میں اپنے مال سے آپ کی کفالت کروں گی۔ پس دوسرے دن
ہاشم مع اصحاب کبار خیر پدر سلی میں آئے۔ ہاشم و مطلب اور چچیرے بھائی صدر مجلس میں بیٹھے۔ مطلب
نے کہا اے اہل شرافت و کرامت ہم اہل بیت اللہ المحرام ہیں و صاحبان مشاعر عظام ہیں۔ ہماری طرف
رجوع جمیع خلایق ہے اور ہم خود ہماری شرافت و بزرگی جانتے ہو۔ تم پر ظاہر ہے کہ نور بارئہ محمدی حق تعالیٰ نے
ہم سے مخصوص کیا ہے اور ہم فرزندانی لای بن غالب ہیں۔ اور وہ نور محمدی حضرت آدم سے منتقل ہوتا ہوا
ہمارے پدر عبد مناف تک پہنچا۔ اور اُن سے ہمارے بھائی ہاشم میں منتقل ہوا۔ اب خدا نے ہم کو
تمہاری طرف بھیجا ہے کہ ہاشم کے لئے تمہاری دختر کی خواستگاری کریں۔ پس سلی کے باب اور چچانے کہا۔ کہ
البتہ تحیت و کرامت تمہارے ہی لئے ہے یہ ہم نے تمہارا ہی خطبہ قبول کیا۔ اور تمہاری خواستگاری منظور کی۔
ولیکن ہم عادت قدیم سے مجبور ہیں کہ مہر گراں اور فیشتاں میں مقدم ہے اور اگر یہ عادت قدیم نہ ہوتی تو ہم ہرگز ذکر
نہ کرتے مطلب نے کہا۔ ہم جو عرض مہر ایک سو اونت سیاہ چشم و سرخ مودینگے۔ پس ابلیس لعین جو کہ حاضرین میں
موجود تھا رونے لگا۔ اور پدر سلی کے پاس جا کر کہا۔ مہر زیادہ کرو۔ پدر سلی نے کہا اے برہکان تو کیا قدر میری بیٹی
کی تمہارے نزدیک اسی قدر ہے مطلب نے کہا۔ ہم ہزار مشتقال طلا بھی دیں گے پھر شیطان نے اشارہ کیا۔ کہ اور
زیادہ چاہو۔ پدر سلی نے کہا اے جوان ہمارے حق میں کمی ہے مطلب نے کہا۔ ایک خرد ارغبر اور دس جامے
مصری اور دس جامہ عراقی ہم نے زیادہ کئے۔ پھر شیطان نے کہا۔ اور زیادہ مانگ۔ پدر سلی نے کہا۔ آپ کا ہم پر
احسان اور کچھ زیادہ فرمائیے مطلب نے کہا۔ ہم پانچ لونڈیاں بھی ان کی خدمت میں دیں گے۔ پھر شیطان نے
اشارہ کیا۔ کہ اور زیادہ چاہو۔ پدر سلی نے کہا۔ آپ جو کچھ دیں گے وہ آپ ہی کا ہے مطلب نے کہا۔ کہ دس اوقیہ
مشک اند پانچ قدح کافور اور اصناف کیا۔ پھر شیطان نے چاہا۔ کہ دسوسہ کرے۔ پدر سلی نے آواز دی۔ اے

پیر بدھیم در ہو۔ تو نے مجھے اس فعل میں جھلی کیا۔ پس مطلب نے شیطان کو لعنت و ملامت کے خیمے سے نکال دیا۔ اور یہود بھی ذلیل و خوار خیمے سے نکل گئے۔ یہودیوں کے سردار نے پدر سلمیٰ سے کہا۔ کہ یہ مرد پیر حکیم و دانشمندیں شام و عراق ہے۔ اس کی تدبیر سے کیوں انکار کرتے ہو اور ہم رضامند نہیں ہیں کہ اپنی لڑکی سوائے اہل شہر کسی کو دو۔ پس چار سو نفر یہود جو یہاں موجود تھے سب نے تلواریں کھینچ لیں اور سامنے آکھڑے ہوئے۔ سادات اہل حرم چالیس مرد تھے انہوں نے بھی تلواریں کھینچیں۔ مطلب نے سردار یہود پر حملہ کیا اور حضرت ہاشمؑ ابلیس لعین پر جھپٹے۔ ابلیس بھاگا۔ حضرت ہاشمؑ نے نزدیک پہنچ کر اسے زمین پر دے مارا جب نور محمدؑ اس پر چپکا ایک فقرہ کیا اور مثل ہوا ہاتھ سے نکل گیا۔ جب ہاشمؑ نے مطلب پر نظر کی دیکھا کہ رئیس یہود کو دو دھکے کر دیا ہے غرضیکہ ہاشمؑ اور اصحاب ہاشمؑ نے بہت یہود کو واصل جہنم کیا۔ جب یہ غیر مدینہ پہنچی مرد و عورت دوڑے اور شہر یہودی مارے گئے۔ باقی کو ہزیمت ہوئی اور عداوت حضرت رسولؐ مقبولؐ اُن کے دلوں میں حکم ہو گئی۔ پس ہاشمؑ نے فرمایا۔ اب میرے خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ پدر سلمیٰ نے مطلب اور ہاشمؑ سے التماس کیا۔ کہ اب آپ ہاتھ لوٹائیے اور شادی کو مبدل باندہ نہ فرمائیے۔ پس ہاشمؑ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور اسباب و لیمہ متیا کر کے جمع حاضرین کو کھانا کھلایا۔ پدر سلمیٰ نے سلمیٰ سے کہا۔ تو نے شجاعت ہاشمؑ کی دیکھی۔ اگر میں التماس نہ کرتا تو ایک یہود کو زندہ نہ چھوڑتے۔ سلمیٰ نے کہا۔ اے پدر میرے حق میں بہتر اور مناسب معلوم ہو مجھے منظور ہے۔ ملامت و فحاشات حاسدین سے پرواہ نہ کرو۔ پدر سلمیٰ اہل حرم کے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے صاحبو! کینہ اپنے سینہ سے نکال ڈالو میری دختر ہدیہ ہے اور کسی چیز کی میں تم سے آرزو نہیں کرتا۔ مطلب نے کہا جو میں نے کہا ہے اس سے زیادہ دل لگا۔ یہ کہہ کر ہاشمؑ سے مخاطب ہوئے اور کہا اے برادر جو میں نے کہا تم اس سے راضی ہو گئے۔ ہاشمؑ نے اقرار کیا۔ اس وقت سب نے آپس میں مصافحہ کیا۔ اور پدر سلمیٰ نے مال و زر و مشک و عنبر و کافور بیشمار ہاشمؑ و مطلب اور جمیع اصحاب پر نسا کئے۔ سب نے جانب مدینہ مراجعت کی۔ اور نور محمدؑ پیشانی نورانی سلمیٰ سے ساطع ہوا۔ تمام اہل یشرب نے سبب اس کریمت عظمیٰ کے سلمیٰ کو تہنیت و مبارکباد دی۔ اس نور سے حسن سلمیٰ مضاعف ہوا۔ زنانہ مدینہ معانیہ نور سے حیران و ششدر تھیں۔ جس رنگ و لکھن و شجر پر گندہ ہوتا تہنیت دینے اور تحیت و اکرام کرتے اور ہمیشہ داعی جانب سے آواز آتی۔ کہ اسلام علیک یا سید البشر سلمیٰ ان غرائب کو ہاشمؑ سے بیان کرتی اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتی۔ یہاں تک کہ ایک رات منادی ندا کرتا ہے مجھے بشارت ہو کہ حق تعالیٰ نے فرزند بہترین اہل شہر و صحرا عنایت فرمایا۔ جب سلمیٰ نے یہ ندائی تو اس دن سے حضرت ہاشمؑ سے ہم بستری نہ چاہی۔ ہاشمؑ چند روز مدینہ میں رہے بعد اس کے سلمیٰ سے رخصت ہوئے اور کہا۔ اے سلمیٰ میں نے وہ امانت تیرے سپرد کی جو حق تعالیٰ نے آدمؑ کے سپرد کی تھی۔ اور آدمؑ نے شیثؑ کو ان کے بعد اکابرین دین اس نور میں کو ایک دوسرے کے سپرد کرتے آئے۔ یہاں تک کہ یہ نور بزرگوار

مجھ تک پہنچا۔ اور میری کرامت بسبب اس نور کے درجہ ہوئی اور اب اس نور کو میں نے بحکم پروردگار تیرے سپرد کیا۔ میں تجھ سے عہد و پیمان لیتا ہوں کہ اس نور کی نگہبانی و حفاظت کرنا اور اگر میرے پیچھے یہ فرزند پیدا ہو تو لازم ہے اپنی آنکھوں کا تار اور جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ اگر ہو سکے تو ایسا انتظام کرنا کہ کوئی اسے نہ دیکھے اس لئے کہ اس کے دشمن بہت ہیں۔ خصوصاً یہود کہ ان کی عداوت پہلے ہی دن ظاہر ہو گئی۔ اور اگر اس سفر سے میں بھرتی واپس نہ آؤں یا تم کو خبر وفات میری پہنچے۔ لازم ہے اس کی حفاظت اور کرامت میں تقصیر نہ کرنا۔ اور جب بسن شباب پہنچے حرم خدا میں لے جانا اور اس کے چچاؤں سے علیحدہ نہ کرنا کہ خانہ خدا خانہ عزت و نصرت ہمارا ہے۔ سلمیٰ نے کہا یہ سب باتیں میں نے نہیں اور بھان و دل قبول کیں۔ لیکن اپنی مفاقت سے تم نے میرے دل کو دردناک کیا۔ خدا سے سوال ہے کہ جلد تم کو مجھ تک واپس لائے۔ پس ہاشم مع برادران و اقارب باہر تشریف لائے اور سب کے سامنے آکر کہا۔ اے بھائیو موت وہ چیز ہے کہ جس کسی کو چارہ نہیں اور تم سے غائب ہوتا ہوں نہ معلوم پھروں یا نہ پھروں۔ لہذا تم کو وصیت کرتا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے پر شفق و مہربان رہنا۔ اور ایک دوسرے سے جدا نہ ہونا۔ کہ بادشاہوں اور رئیسوں کے نزدیک باعث ذلت و خواری ہے۔ بلکہ عزت و دولت کے دشمن تم سے طبع رکھتے ہیں۔ اور برادر مطلب کو میں تم پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ میرے نزدیک عزیز ترین خلق ہیں۔ اگر میری وصیت پر عمل کرو۔ پس ان کو اپنا پیشوا جانو اور اگر کلید برادری کعبہ و ستفایت نزم و علم جہم نزار اور جو کچھ کہ پیغمبروں سے مجھ کو ملا ہے۔ سب ان کے سپرد کرو گے فی ذلک وعدہ و سعادتمند ہوں گے۔ اور دوسری وصیت تم کو یہ کرتا ہوں وہ فرزند جو شکم سلمیٰ میں ہے اس کی شان عظیم اور مرتبہ بزرگ ہے کسی چیز میں میری مخالفت نہ کرنا۔ ان سب نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت آپ کے قول اور ارشاد کی قبول کی۔ ولیکن ہمارے دلوں کو اس وصیت سے آپ نے غلبہ کیا۔ پس ہاشم جانب شام روانہ ہوئے اور جب منزل مقصود پر پہنچے اور اسباب فروخت کیا متاع مناسب خرید فرمایئے۔ اور تحفہ و ہدیہ سلمیٰ کے واسطے خرید کر کے چاہا جانب مدینہ سفر کریں ناگاہ بیمار ہو گئے۔ اور رفیقوں سے چھوٹ گئے روز بروز مرض شدید ہوتا گیا۔ اکثر رفقہ اور غلاموں سے فرمایا۔ کہ میں علامات مرگ مشاہد کرتا ہوں اور گویا اس درمے رہائی نہ ہوگی۔ تم لوگ مکہ پھر جاؤ اور جب مدینہ میں پہنچو سلمیٰ سے میرا سلام کہو اور اس کو تعزیت دو اور دربارہ فرزند اس کو وصیت کرو کہ کوئی غم تجھے سولے فرزندہ نہیں پس بعد دو روز کے اسرار مرگ ظاہر ہوئے اور شکر موت متواتر پہنچے۔ فرمایا بھٹاؤ اور دوات و کاغذ طلب کیا۔ جب دوات و کاغذ حاضر کیا بعد نام جناب ایزدی لکھا کہ یہ بندہ ذلیل لکھتا ہے۔ اس وقت میں کہ جب فرمان مولا پہنچا کہ اسباب باندھے اور اس جہان فانی سے جانب عالم جادوانی کوچ کرے۔ اما بعد یہ نام اس وقت میں نے لکھا ہے کہ جب میری جان کشاکش مرگ میں تھی۔ اور کسی کو اس سے جاہ نہیں۔ واضح ہو کہ میں نے اپنا مال تجھ کو بھیجا ہے کہ مساوی آپس میں تقسیم کر لو۔

اور وہ کریم کہ تم سے دور ہے اور نور و شرف اس کے ہمراہ ہے یعنی سہیلی اس کو مراموش نہ کرنا اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اس کے فرزند کے حق میں رعایت و احترام کرنا اور پیام میرا سہیلی کو پہنچا نا اور کہنا کہ آہ میں دیدار فرزند ابرہہ سے بہرہ مند نہ ہوا۔ سلام و رحمت خدا قیامت تک تم پر ہو پس نامہ لپیٹا۔ اور سر کو کے ہمراہیوں کے سپرد کیا۔ اور کہا مجھے لٹا دو۔ جب لیٹے آسمان کی جانب نظر کی۔ اور کہا اے رسول پروردگار بحق نور مصطفیٰ جس کا میں حامل تھا۔ مجھ سے ملنا کہ جب یہ کہا آسمانی عالم بقا کو رحلت فرمائی۔ گویا چراغ روشن تھا اور بجھ گیا۔ پس غسل و کفن دے کر بعض مواضع شام میں اس محسن کرم و انعام کو دفن کیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے۔ جب مدینہ طیبہ میں پہنچے صد ابتلا و اہانتا بلند ہوئی۔ اس آواز دردناک کے سننے سے زنان و مردان مدینہ اپنے گھروں سے دوڑے۔ سہیلی اور پسر سہیلی نے مع عزیزوں کے غم ہاشم میں جلسے چاک کئے اور سہیلی نے فریاد کی و اہانتا کرم و عزت و حرمت میری اور میرے فرزند کی تمہارے مرنے سے کون کسے گا پس سہیلی نے شمشیر ہاشم کھینچ کر اشتران و اسپان ہاشم کو پے کیا۔ اور ان سب کی قیمت اپنے مال سے دی۔ اور وصی ہاشم سے کہا۔ کہ مطلب سے میرا سلام کہو۔ اور کہو کہ میں تمہارے بھائی کے عہد و پیمان و میثاق پر ہوں اور اب ان کے بعد دوسرے مرد و بچہ پر حرام ہیں۔ جب اموال و غلامان ہاشم مکہ میں پہنچے۔ زنان مکہ نے بال کھولے گویا چاک کئے اور مراسم تعزیت اس طرح ادا کئے کہ زمین و آسمان ان پر روتے۔ جب وصیت نامہ ہاشم کھولا گیا مصیبت اندہ اندہ سرفرو نازہ ہوا۔ اور بموجب وصیت مطلب کو رئیس و پیشوا کیا۔ علم اکرم نزار و کلید برداری کو عہدہ سقایت و نذر و دھانڈاری حاجیان حرم و مکان سہیلی و حلین شیفٹ و پیراہن ابرار و گمشدہ نوح اور تمام تبرکات انبیاء و سب مطلب کے سپرد کیا۔ جب وقت وضع حمل سہیلی قریب ہوا۔ وہ کسل و بے چین جو عورتوں کو ہوتی ہے سہیلی کو نہ ہوئی۔ ناگاہ آواز ہاتھ آئی کہ اے زینب زناں بنی النبی اپنے فرزند ابرہہ کو چھپا لینا۔ اور لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔ کہ تمام مردان عالم اس سے سعادت مند ہو گئے۔ سہیلی نے جب یہ عدلے ہاتھ سنی دروازے بند کر کے پردے ڈال دیئے اور کسی کو اپنے حال کی خبر نہ کی۔ ناگاہ دیکھا۔ ایک نور حجاب زمین سے آسمان تک حائل ہو گیا۔ تاکہ شیطان پاس نہ آئے پس شبیہ محمدؐ کو دہوئے اور نور محمدؐ ان میں چمک رہا تھا۔ بعد ایک ساعت کے منہم ہوئے جب ان کو گود میں لیا تو ایک سفید بال سر پر دکھائی دیا۔ اس وجہ سے شبیہ محمدؐ ان کا نام ہوا۔ اور سہیلی نے ایک مہینہ لوگوں سے مخفی رکھا۔ اور کوئی مطلع نہ ہوا۔ بعد ایک مہینہ کے جب زنان قبیلہ کو معلوم ہوا۔ مبارکباد کو آئیں اور غرائب احوال مولود مسعود سے متعجب ہوئیں۔ جب دو مہینے ہوئے چلنے لگے۔ یہودیوں نے دیکھ کر حسد کیا۔ اور بغض و کینہ سے یناب ہو گئے۔ اس لئے کہ علامت نور سے چلنے لگتے تھے کہ یہ لوہا سی بیغیر لاپس جو ان کو قتل اور ان کے دین کو برطرف کرے گا۔ اور جب سات برس عمر شریف سے گزرے جو ان باقوت و شوکت و صولت ہوئے بارہ لے گراں اٹھاتے اور اطفال کو اٹھا کر دے مارتے۔ اتفاقاً ایک شخص قبیلہ بنی الحارث

سے ایک حاجت لے کر حاضر ہوا۔ اس کی نظر ایک لڑکے پر پڑی۔ جس کے چہرے سے نور چمکتا تھا۔ اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ پس وہ شخص قریب آیا۔ اور تماشا دیکھنے لگا۔ جن صورت اور خوبی سیرت شبیۃ الحمد سے حیران ہو کر کہنے لگا۔ نہ ہے سعادت مند وہ شخص جس کے شہر میں تو رہے۔ شبیۃ الحمد کھیتے جاتے تھے اور کتے جاتے تھے۔ کہ میں فرزند صاحب زمزم و مصفا بصر ہاشم ہوں اور یہ شرف میرا کافی ہے وہ شخص قریب آیا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے۔ فرمایا میرا نام شبیۃ الحمد ہے۔ پھر ہاشم لپیر عبد مناف ہے۔ میرے باپ نے انتقال کیا۔ چچاؤں نے مجھ پر جفا کی مجھے مع والدہ وفا کو یہاں چھوڑ دیا۔ اے مرد پیر تیرا کہاں سے آنا ہوا۔ اُس نے کہا۔ میں مکہ سے آیا ہوں۔ فرمایا۔ جب مکہ واپس جانا۔ اور فرزند ان عبد مناف سے ملاقات ہو۔ پھر اسلام کہنا اور کہنا ایک طفل یتیم کا پیام لایا ہوں۔ جس کا باپ مر گیا ہے اور چچاؤں نے اس پر جفا کی ہے اور کہنا۔ اے فرزند ان عبد مناف بہت جلد تو سنے وصیت ہاشم کی بھلا دی اور اس کی نسل کو ضائع کیا۔ جو ہوا مکہ سے آتی ہے میں اس سے تمہاری بوسوگتھا ہوں اور تمہاری آرزوئے ملاقات میں بیتاب ہوں۔ وہ مرد اس کلام سے جانب مکہ گریاں و نالال رواں ہوا۔ جب مجلس اولاد عبد مناف میں پہونچا۔ بعد تحیت و سلام بیان کیا۔ اے اکابر و اشراف اے فرزند ان عبد مناف تم اپنی عورت سے غافل ہو گئے۔ اپنا چراغ ولایت اوروں کے گھروں میں روشن کیا۔ اس کے بعد پیغام شبیۃ الحمد پہونچا۔ اور ان لوگوں نے جواب دیا۔ ہم نہ جانتے تھے۔ وہ اس مرتبہ کو پہونچا ہے۔ اس شخص نے کہا۔ بخدا اس کی فصاحت کے سامنے نصی گوئی اور عقلا اس سے گفتگو میں عاجز ہیں۔ وہ خورشید ادب حسن و جمال اور نور دیدہ اہل فضل و کمال ہے۔ پس عبد المطلب اسی دن تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر جانب مدینہ روانہ ہوئے۔ اور بہت جلد داخل مدینہ ہوئے۔ ناگاہ شبیۃ الحمد کو دیکھا۔ کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ مطلب نے نور محمدی سے پہچانا اور دیکھا کہ بہت بڑا بچہ اٹھایا۔ اور کہا۔ میں فرزند ہاشم ہوں کہ مشورہ عراٹم ہے۔ جب مطلب نے یہ سنا۔ اونٹ کو بٹھایا۔ اور کہا۔ اے میرے بھائی کی یادگار میرے پاس آ۔ پس شبیۃ الحمد دوڑے اور کہا۔ آپ کون ہیں کہ میرا دل آپ کی جانب مائل ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ آپ میرے چچاؤں میں سے ہیں۔ کہا میں مطلب تیرا چچا ہوں۔ یہ کہا اور گود میں لے کر خوب پیار کیا۔ اور رونے لگے۔ پس کہا۔ اے فرزند تجھے منظور ہے۔ کہ تیرے چچاؤں پاس تیرے شہر تجھے لے جاؤں۔ کہا۔ ہاں اے چچا مجھے منظور ہے۔ پس مطلب سوار ہوئے اور شبیۃ الحمد کو اپنے ساتھ بٹھالیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے۔ شبیۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا مجھے خوف ہے کہ میری ماں کے عزیز و اقارب مطلع ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ قید اوس و خزرج آپس میں مل جائیں اور مجھ کو نہ جانے دیں۔ مطلب نے کہا۔ اے جان عم کچھ غم نہیں۔ حق تعالیٰ کفایت شرف فرمائے گا۔ جب یہود مطلع ہوئے کہ شبیۃ الحمد تنہا ہمراہ چچا جانب مکہ روانہ ہوئے۔ ان کو طبع دامنگیر ہوئی اور ارادہ قتل کیا۔ ان کے رُسا میں سے ایک یہودی جس کا نام

دہبیہ کہتے تھے اور اس کے بیٹے کا نام لاطیہ تھا۔ وہ ایک روز ہمراہ اطفال کھیل رہا تھا۔ کہ شبیۃ الحمد نے استخوان
شتر اٹھا کر لاطیہ کے سر پر مارا اور کہا۔ اے فرزند یہودی تیری اجل نزدیک ہے اور بہت جلد تمہارے مکان
خراب ہوں گے۔ جب یہ خبر اس کے باپ کو پہونچی۔ نہایت خشمناک ہوا اور یہ کیڑہ بدعلاوہ اس کیڑہ قدیم
کے اسے ہوا۔ جب یہ خبر سنی کہ شبیۃ الحمد روانہ نہ ہوئے۔ اس وقت اپنی قوم کو خبر دی کہ اے گروہ یہود آگاہ
ہو۔ جس لڑکے سے تم ڈرتے تھے وہ اپنے چچا کے ہمراہ گیا ہے۔ لازم ہے کہ اس کی خبر لو اور جس طرح ہو سکے مار
ڈالو کہ اس کے شمر سے بے خطر ہو جاؤ۔ پس شتر نقر یہود مسلح ہو کر روانہ ہوئے۔ جب رات کو آواز سم اسپاں
سنی کہا اے فرزند برادر جن سے خوف تھا وہ آپہونچے۔ شبیۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا دوسری راہ چلو۔ مطلب
نے کہا اے پسر برادر تیرا نور پیشانی ان گمراہوں کی راہ نمائی کرے گا۔ جدھر ہم جائیں گے۔ یہ ادھر پہنچیں گے۔
شبیۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا میرا منہ چھپا لو۔ شاید وہ نور خفی ہو جائے۔ پس عبدالمطلب نے تین تہ کر کے
نپڑے کو شبیۃ الحمد کے منہ پر ڈالا۔ مگر وہ نور اسی طرح روش تھا۔ اور مطلق فرق نہ تھا۔ مطلب نے کہا اے
پسر برادر یہ نور خورشید جمال نور خدا ہے خاک ڈالے سے کہیں چھپتا ہے کوئی نہیں اس کو چھپا سکتا۔ تیری خدا
کے نزدیک قدر و منزلت عظیم ہے جس خدا نے نور عطا کیا ہے وہی ہر بلا سے محفوظ بھی رکھے گا۔ جب یہود
قریب پہنچے۔ شبیۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا مجھے آپ نیچے اتار دیجئے اور قدرت الہی کا تماشا دیکھئے جب زمین پر
اترے۔ منبر بر خاک ملی اور سجدہ کیا۔ اور عرض کی کہ اے پروردگار نور و ظلمت و گردانت و ہفت فلک
بار نعت قسمت کنندہ روزی ہائے امت میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ بحق شیخ بنو جزا اور اس نور بزرگوار
کے تصدیق سے جو تو نے میرے سپرد فرمایا ہے کہ مجھے دشمنوں کے مکر و شمر سے محفوظ رکھ۔ ابھی دعا ختم نہ
ہوئی تھی کہ گروہ یہود آپہونچا اور سامنے صف آرا ہوا۔ ناگاہ بہ قدرت خدا خوف و مہابت شبیۃ الحمد و
مطلب یہود کے دلوں پر غالب ہوئی اور براہ خوشاند کہنے لگے اے بزرگوار ان نیکو کردار ہم آپ کو ضرر
پہنچانے نہیں آئے بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ شبیۃ الحمد کو واپس اس کی ماں کے پاس لے جائیں۔ جو ہمارے
شہر کا چراغ اور باعث برکت و نعمت ہے۔ شبیۃ الحمد نے جواب دیا۔ کہ میں تمہاری دشمنی کو جانتا ہوں۔ اس
وقت جو قدرت الہی تم پر ظاہر ہوئی ہے اس سے جان بچانے لگے۔ پس یہود مخالف و ناامید پھر گئے۔ جب تھوڑی
دور پہونچے لاطیہ پسر دہبیہ نے کہا۔ تم نہیں جانتے۔ کہ یہ لوگ محدن سحر ہیں۔ اور ہم بر جادو کیا ہے۔ اب
پیادہ چلو اور ان کو قتل کرو۔ پس تلواریں کھینچ کر پھر لوٹے اور جب نزدیک پہونچے مطلب نے کہا۔ اب
مطلب اور مقصد تمہارا ظاہر اور جہاد تم سے واجب ہوا۔ پس مطلب نے کمان ہاتھ میں لی اور کئی تیروں
سے جو انان یہود کو قتل کیا۔ یہود سب کے سب ایک بار حملہ آور ہوئے اور مطلب نے بھی نام خدا لے کر

اُن پر حمد کیا۔ شبیۃ المحرقہ وزاری بارگاہ باری میں کر رہے۔ ناگاہ گردوغبار در سے ظاہر ہوا گھوڑوں کی منہناہٹ اور ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ کان میں پہنچی مطلب نے دیکھا۔ کہ سلمیٰ مع پیدرو چار سونفر شجاعان اوس و خورج شبیۃ المحرقہ کے لیے کو آئے ہیں جب سلمیٰ نے دیکھا۔ کہ بہود مطلب سے لڑ رہے ہیں۔ آواز دی۔ اور یہ کیا کردار ہے۔ پس لاطیہ بھاگا۔ مطلب نے کہا۔ اور دشمن کہاں جاتا ہے یہ کہا۔ اور دو ٹکڑے کیا۔ یہ دیکھتے ہی شجاعان اوس و خورج میو دیوں پر ٹوٹ پڑے اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ اس کے بعد مطلب سے مخاطب ہوئے اور مطلب شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے تھے۔ سلمیٰ نے بخوف قتل سپرا اپنے قبائل کو لڑنے سے منع کیا۔ اور مطلب سے کہا۔ تم کون ہو جو میرے بیٹے کو لئے جلتے ہو۔ اور مجھ سے میرے فرزند کو جدا کرتے ہو مطلب نے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے شرف و عزت کو زیادہ کروں اور تم سے میں ان پر زیادہ مہربان ہوں امیدوار ہوں کہ حق تعالیٰ اس کو صاحب حرم اور پیشوائے اہم کرے۔ میں اس کا بیجا مطلب ہوں۔ پس سلمیٰ نے کہا۔ خوش آمدی۔ اے مطلب تم نے مجھ سے خبر کیوں نہ لی۔ اس لئے کہ اس کے باپ نے مجھ سے وصیت کی تھی اس کو جدا نہ کرنا۔ پھر سلمیٰ نے شبیۃ المحرقہ سے کہا۔ اے فرزند تجھے اختیار ہے اگر تو چاہے بچا کے ساتھ جا اور اگر چاہے میرے ہمراہ چل۔ جب شبیۃ المحرقہ نے یہ بات سنی تو سنی سر ہٹا کر لیا اور رونے لگے اور کہا اے مادر مہربان تمہاری مخالفت سے میں خائف و ترساں ہوں۔ اور میں خانہ کعبہ کی مجاورت چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو جاؤں ورنہ واپس پھر چلوں سلمیٰ نے رورو کر کہا اے فرزند تیری خواہش کو میں نے اپنی خواہش پر اختیار کیا۔ اور بضرورت تیرے درد مفارقت کو میں نے قبول کیا۔ اُمید ہے کہ ہم کو بھول نہ جانا اور اپنی خبر سے ہم کو نہ ترسانا۔ پس شبیۃ المحرقہ کو گودیں لے کر بیا کر لیا۔ اور دلع کیا۔ اور مطلب سے کہا۔ اے ابن عبد مناف وہ امانت جو تمہارے بھائی نے میرے سپرد کی تھی وہ اب امانت میں نے تمہارے سپرد کی۔ لازم ہے کہ اس کی حفاظت کرنا۔ اور جب بیاہنے کے دن آئیں تو جو عورت عزت و شرف میں مناسب سمجھنا اس سے بیاہ کر دینا۔ مطلب نے کہا۔ اے کوہیہ بزرگوار تو نے مجھ پر کرم و احسان کیا۔ جب تک زندہ ہوں تیرے حق کو فراموش نہ کروں گا پس شبیۃ المحرقہ کو ساتھ لیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے جب آفتاب جمال شبیۃ المحرقہ اطراف مکہ سے طالع ہوا۔ اندر تو نور نے کوہ ہائے مکہ منظر کو روشن کیا۔ اس وقت اہالیان مکہ کو تعجب ہوا اور اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے جب مطلب کو دیکھا۔ ان سے پوچھا یہ کون ہے جس کو آپ ساتھ لئے ہو مطلب نے ازراہ صلت کہا میرا غلام ہے۔ اس وجہ سے شبیۃ المحرقہ کو عبدالمطلب کہنے لگے۔ پس مطلب شبیۃ المحرقہ کو اپنے مکان میں لے گئے اور مدت تک پرستیدہ رکھا۔ لوگ اُن کے نور سے تعجب کرتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ وہ جبرئیل صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا حکم مردان قریش میں جاری ہو گا۔ ہر کام میں اس نور سے برکت پاتے تھے اور ہر مصیبت و بلا میں اس سے بربادہ مل گئے تھے۔ قحط و شدت میں متوسل بہ نور آنحضرت ہوتے تھے۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ دفع شدائد ان سے کرتا تھا۔ اور اکثر معجزات باہرات اس نور سے ظاہر ہوتے تھے۔

فصل تیسری

بیان تاریخ ولادت باسعادت رسول مقبولؐ

واضح ہو کہ اجماع امامیہ اس پر ہے کہ ولادت باسعادت حضرت رسول مقبولؐ سترھویں ربیع الاول کو واقع ہوئی اور مخالفین بارھویں کو جانتے ہیں۔ اور بہت کم مخالفین سے آنکھوں یا دسویں کے قائل ہیں۔ اور بعض ماہ رمضان میں کہتے ہیں۔ محمد بن یعقوب کلینیؒ نے کہا ہے کہ ولادت حضرت اس وقت ہوئی جب بارہ راتیں ربیع الاول سے گزریں تھیں۔ اس سال جب اصحاب الفیل بقصد فرابی کعبہ آئے اور ابابیل کی کنسکریوں سے ہلاک ہوئے۔ بروز جمعہ وقت زوال اور دوسری روایت میں نزدیک طلوع فجر چالیس سال قبل بعثت اور والدہ ماجدہ حضرت رسالتؐ ایام تشریق میں نزدیک حجرہ وسطیٰ منزل عبداللہ بن عبدالمطلب میں حاملہ ہوئیں۔ اور ولادت آنحضرتؐ مکہ معظمہ شعب ابوطالب خانہ محمد بن یوسف میں جلتے ہوئے جانب حجرہ چپ واقع ہوئی بعد اُس کے اس حجرہ کو اس مکان سے خیزران نے نکال ڈالا۔ اور وہ جگہ مسجد میں ملا دی۔ کہ لوگ اس مقام متبرک پر نماز پڑھیں، اس جگہ کلام کلینیؒ ختم ہوا۔ گویا تعین روز ولادت میں تقبیر فرمایا۔ کہ موافق مشہور روایت مخالفان بیان کیا۔ اور کتاب عدد تو یہ میں لکھا ہے کہ ولادت آنحضرتؐ نزدیک طلوع فجر روز جمعہ سترھویں ربیع الاول کو بعد پچاس روز ہلاکت اصحاب فیل سے ہوئی اور بقول دیگر بتالیس روز یا تیس روز کے واقع ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ زمانہ بادشاہی ہرمز فرزند نوشیرواں میں ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے کہا ہے کہ یہاں بیس سال ابتدا سے بادشاہی نوشیرواں سے گزرے تھے اور مؤید اس قول کے مشہور وہ روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ میں عہد بادشاہ عادل میں متولد ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ آنکھوں شباط ردی کو ہوا۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ غزوہ یا بیسویں یا اٹھائیسویں تیراں ماہ رومی مطابق سترھویں دی ماہ فرس کو کہ قمر منزل غفر میں طالع تھا ولادت ہوئی۔ اور ابو معشر نے کہا ہے کہ وقت طالع ولادت حضرت بیسویں درجہ جدی میں تھا۔ اور زحل مشتری دونوں عقرب میں اور میرخ اپنے برج میں اور آفتاب شرف برج حمل میں اور نہ ہرہ و عطارد شرف حوت میں اور قمر اول میزان در اس جزا میں اور ذنب قوس میں تھا۔ اور آنحضرتؐ اپنے گھر میں پیدا ہوئے۔ پس اس مکان کو حضرتؐ نے عقیل پسر ابوطالب کو بخشا۔ اور عقیل نے محمد بن یوسف برادر حجاج کے ہاتھ فروخت کیا اور اُس نے اپنے مکان میں شامل کیا۔ جب زمانہ ہارون ہوا۔ خیزران مادر ہارون نے وہ مکان محمد بن یوسف کے مکان سے علیحدہ کر دیا۔ اور اس کی مسجد بنوا دی۔ اور اب تک اسی حال پر اسی جگہ باقی ہے اور لوگ زیارت کو جلتے

ہیں۔ ابن بابوئیس نے کہا ہے کہ اٹھارہویں جہادی الافرشیہ جبر کو مادر آنحضرت عالمہ ہوئیں اور پھر ابن بابوئیس نے مندرجہ بالا ابوطالب سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے کہا۔ ایک رات میں حجرۃ المعبود میں سو رہا تھا۔ ناگاہ ایک خواب عجیب میرے دیکھا۔ اور چونکا۔ راہ میں ایک کاہن یعنی بخوی نے لڑتا مجھے پایا۔ اور دیکھا۔ کہ میرے سر کے بال شانوں پر پھیل رہے ہیں جب ایسی میری حالت متغیر دیکھی۔ اس کاہن نے پوچھا۔ اے بزرگ عرب کیا ہوا ہے جو رنگ اس قدر متغیر ہوا ہے۔ آیا کوئی حادثہ حادثہ زمانہ سے پہنچا ہے۔ میں نے کہا۔ آج کی رات میں حجرہ میں سو رہا تھا ناگاہ خواب میں دیکھا میری پیٹھ سے ایک درخت اُٹکا۔ اور اس قدر بلند ہوا کہ چوٹی اس درخت کی آسمان پر جا پہنچی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں اور ایک نور ساطع ہوا۔ کہ ستر درجہ بڑھ کر نور آفتاب سے تھا۔ عرب و عجم کو دیکھا کہ اس درخت کو سجدہ کر رہے ہیں اور عظمت و نور اس درخت کا بڑھتا جاتا تھا۔ ایک گروہ قریش نے چاہا۔ کہ اس درخت کو اکھا ڈالیں۔ مگر جب نزدیک پہنچے ہیں ایک جوان نہایت شکیل و جمیل ان کو گھیر لیتا ہے اور پشت ہائے قریش کو شکست کرتا اور ان کی آنکھوں کو نکال لیتا ہے۔ اس اتنا میں نے ہاتھ بند کیا۔ اور چاہا۔ کہ اس کی شاخوں پر سے ایک شاخ لے لوں۔ اس جوان نے مجھے آواز دی اور کہا میرا اس میں حصہ نہیں۔ میں نے کہا۔ درخت میرا ہے اور حصہ میرا نہیں۔ اس جوان نے کہا۔ اس میں حصہ اس گروہ کا ہے جو اس میں لٹکے ہوئے ہیں۔ میں ہر سال اس خواب سے چونکا۔ اٹھا کھڑا ہوا۔ جب کاہن نے یہ خواب سنا۔ اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور کہا اگر یہ سچ کہتے ہو تو ایک فرزند تمہارے صلب سے متولد ہوگا۔ کہ مالک مشرق و مغرب و پھر ہوگا پس عبدالمطلب نے کہا اے ابوطالب کوشش کرو۔ کہ وہ جوان جس نے نصرت و مدد گامی کی تم ہو پس ہمیشہ بعد بخت حضرت رسالت ابوطالب اس خواب کو بیان کرتے اور کہتے تھے کہ واللہ درخت ابوالقاسم امین خدا مولف فرماتے ہیں کہ بلفظ ہر اس جوان سے تعیر امیر المؤمنین ہوں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ جب ماموں پر وفور علم و فضل منجھین سے ایک بخوی کا کہ نام اس کا ایزد خواہ تھا ظاہر ہوا۔ ایک روز اس سے کہا۔ تو باوجود اس علم و عقل کے ہمارے پیغمبر پر کس لئے ایمان نہیں لاتا۔ اس نے کہا۔ کیونکہ ایمان لاؤں حالانکہ ان کا دروغ مجھ پر ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے میں خاتم پیغمبر ہوں اور اس کو دروغ جانتا ہوں۔ اس لئے جس طالع میں وہ پیدا ہوئے ہیں۔ جو اس طالع میں پیدا ہو چاہیے کہ وہ پیغمبر ہو۔ اس وقت ایک حکیم موجود تھا۔ اس نے جواب دیا۔ میں اس طالع کی تاثیر کو جانتا ہوں کہ وہ سچے ہیں اس لئے کہ حکمائے اتفاق کیا ہے کہ طالع ان کا مشتری و عطارد و زہرہ و مریخ ہے اور جو اس طالع میں متولد ہو لازم ہے کہ اسی وقت مر جائے اور اگر جیتا بھی رہے۔ ستائیسوں روز سے بچے مر جائے اور وہ پیغمبر اس طالع میں پیدا ہوا ہے۔ اور ترستھ سال زندہ رہے اور بعد علاوہ ان کے جیح معجزات سے ہے یسین کو اس حکیم نے اقرار کیا۔ اور کلام ہوا۔ ماموں نے اس کا ایزد خواہ و ماشاء اللہ نام رکھا پس نظر مشتری علامت علم و حکما

وزیر کی دانشمندی و سیاست و ریاست آنحضرت تھی۔ اور نظر عطار و نشان لطافت و ظرافت و ملاحت فصاحت حضرت تھی اور نظر زہرہ دلیل صباحت و شادی و بشارت و حسن و جمال و خوبی سیرت و خصال تھی۔ اور نظر مرغ شجاعت و جلاوت و قتال و قہر و غلبہ و جنگ و جدال آنحضرت پر دل تھی۔ پس حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ میں جمیع صفات جمع فرمائے اور بعض منجملہ نے کہا ہے کہ طالع پیغمبران سنبند و میزان ہے اور طالع حضرت رسولؐ میزان تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ طالع آنحضرتؐ سماں کا راسخ تھا۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر عبد اللہ بن عباس اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب میرے باپ عبد المطلب کے گھر عبد اللہ پیدا ہوئے ان کے چہرے سے ایک نور مثل آفتاب چمکتا دیکھا۔ اس وقت میرے باپ نے کہا۔ اس پسری کی شان و شوکت بزرگ ہوئی۔ پھر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ عبد اللہ کی ناک سے ایک مرغ سفید باہر آیا۔ اودھاڑ گیا۔ یہاں تک کہ مشرق و مغرب عالم میں پہنچا۔ جب پھر آخانہ کعبہ پر بیٹھا۔ اس وقت جمیع قریش نے اس کو سجدہ کیا۔ میں ہجرت اس مرغ کو دیکھ رہا تھا۔ ناگاہ ایک نور بلند ہوا۔ اور اُس نے آسمان و زمین مشرق و مغرب کو گھیر لیا۔ جب میں بیدار ہوا۔ ایک کاہنہ بنی مخدوم سے پوچھا۔ اس نے کہا۔ اے عباس اگر خواب تمہارا درست ہے پس ضرور ہے کہ پشت عبد اللہ سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ اہل مشرق و مغرب اس کے تابع ہوں۔ عباس نے کہا۔ میں ہمیشہ اس خواب کے بعد عبد اللہ کے عقد میں منتظر رہا۔ یہاں تک کہ عبد اللہ نے آمنہ سے عقد کیا۔ اور آمنہ جمیلہ ترین زنان قریش سے تھیں اور جب عبد اللہ رحمت الہی و اہل ہوئے اور حضرت رسول مقبولؐ حضرت آمنہ سے متولد ہوئے میں نے دیکھا کہ نور حضرت رسولؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان ساٹھ تھا۔ اور جب میں نے ان کو گود میں لیا۔ بوٹے مشک آتی تھی۔ اور مثل نافہ مشک میں خوشبو ہو گیا۔ پھر آمنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مجھے دروزہ شدید ہوا جس مکان میں تھی۔ وہاں سے میں نے آواز میں سنیں کہ آدمیوں کی آوازیں سے مشابہ تھیں اور ایک علم سندس بہشت کایں نے دیکھا کہ چھڑ اس کی یا قوت کی تھی جس نے آسمان و زمین کو گھیر لیا تھا۔ اور ایک نور سر آنحضرتؐ سے ساٹھ ہوا۔ اور اُس نے آسمان کو روشن کر دیا۔ قہر ہائے شام کو میں نے دیکھا کہ نور نور سے مانند شعلہ آتش ہو گئے تھے اور اپنے گرد میں نے بہت سے جانور مثل اسفود باز و کھوے دیکھے۔ اور شیخو اسدیہ کو میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہی ہے اے آمنہ دیکھنا تیرے اس فرزند سے کاہن اور بت کس طرح ہلاک ہوں گے۔ اور ایک جوان بلند کو میں نے دیکھا۔ کہ سب سے بلند و خوشرو اور لباس پاکیزہ پہنے ہے۔ میں نے جانا کہ عبد المطلب میں اس نے اگر میرے فرزند کو اٹھا لیا۔ اب دہان اس کے منہ میں ڈالا۔ اور ہمراہ اُس کے ایک طشت طلا تھا۔ کہ اُس کو زمرہ سے مرع کیا تھا۔ اور کنگھی بھی طلائی تھی۔ پس شکم فرزند کو شکافہ کید اور دل کو نکال کر چاک کیا۔ ایک نقطہ سیاہ اس دل منور سے باہر نکال پھینک دیا۔ پھر ایک پتیلی حریر سنہری نکائی اور کھولی۔ اس پتیلی میں ایک گھانس مثل زہرہ سفید تھی۔ اس دل

دل مقدس کو اس سے ملو کیا۔ اور پھر اپنی جگہ رکھ دیا۔ پھر ہاتھ تسکیم مبارک پھرا۔ اور حضرت سے باتیں کیں۔ حضرت نے بھی جواب دیئے اور مجھے کچھ وہ باتیں سمجھائی نہ دیں۔ مگر اس قدر کہ اس نے کہا۔ امان و حفاظت و حمایت خدا میں رہ تحقیق کہ تیرے دل کو ایمان و علم و یقین و عقل و شجاعت سے میں نے بھر دیا۔ تو بہترین خلق سے ہے۔ خوشحال اس کا جو تیری متابعت کرے اور وائے اس پر جو تیری مخالفت کرے۔ پھر دودھری بھیلی حریر سفید کی نکالی اور منہ اس بھیلی کا کھول کر ایک انگلی اس میں سے نکالی۔ اور درمیان دو کتف مبارک اس سے ہر کی۔ کہ نقش اٹھ آیا۔ اور کہا۔ مجھے پروردگار نے حکم کیا ہے کہ تجھ میں روح القدس بھونکوں۔ یہ کہا اور بھونک دی پھر ایک پیراہن حضرت کو پہنایا۔ اور کہا۔ یہ امان تیرے لئے ہے آفتماٹے دُنیا سے ہے۔ اے عباس یہ سب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عباس نے کہا۔ میں نے کتف ہٹے مبارک کھولیں اور نقش مہر کو کھولا۔ اور پڑھا۔ ہمیشہ اس حال کو میں پوشیدہ رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ میں بھول گیا جب بشارت اسلام مشرف ہوا۔ حضرت رسول مقبولؐ نے مجھے یاد دلایا۔ ایضاً اس مذکورہ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابلیس بعین ساتویں آسمان پر جاتا۔ اور اخبارِ سماویہ کو سنتا تھا۔ جب حضرت عیسیٰؑ متولد ہوئے شیطان تین آسمان سے منع کیا گیا۔ اور چوتھے آسمان تک جاتا تھا۔ حضرت رسول مقبولؐ متولد ہوئے تو شیطان سب آسمانوں سے منع کیا گیا۔ اور شیطانوں کو بہتر ہلئے شہاب درہائے آسمان سے نکال دیا۔ فریش نے کہا۔ اہل کتاب ذکر کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے دنیا آخر ہوئی اور قیامت نزدیک ہے اس وقت عمر بن امیہ نے کہ دانا ترین اہل جاہلیت سے تھک کر دیکھو اگر ستارہ ہا معروف جن سے لوگ ہدایت پاتے ہیں اور ان سے ڈرتے تھے زمستان و تابستان دریافت کرتے ہیں اگر ان میں سے ایک گھرے اس وقت جانو وہ وقت ہے کہ جمیع خلائق ہلاک ہوگی۔ اور اگر وہ ستارے بدستور ہیں اور علاوہ ان کے اور ظاہر ہوتے ہیں۔ پس جانو کہ ایک امر غریب حادث ہوا ہے اور اس دن کی صبح کو حضرت رسول مقبولؐ متولد ہوئے جو بیت جہاں جہاں جس عالم میں تھے وہ سب کے سب منہ کے بل گر پڑے اور ایوان کسریٰ یعنی نوشیرواں میں زلزلہ ہوا۔ اور چودہ کھنڈے اس کے گر پڑے۔ دریا ئے سادہ جس کی کفار پرستش کرتے تھے خشک ہو گیا۔ اور نزدیک کا شان ہو ہی ہے کہ نمک ہو گیا اور صحرائے سملوہ جہاں برسوں کبھی کسی نے پانی نہ دیکھا تھا۔ اس میں پانی جاری ہو گیا۔ اور آتش کہ نارس جو ہزار سال سے روشن تھا۔ اس رات کو بجھ گیا۔ ایک عالم نے دانا ترین جو جس سے اس رات خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شتر سخت چند اسپان عربی کو کھینچ رہا ہے۔ اور دجلہ سے گذر کر داخل بلاد محوس ہوا۔ اور طاق کسریٰ بچ سے شگافہ مہر کرد و حقتے ہو گیا۔ اور آب و دجلہ درمیان سے جدا ہو کر قہر کسریٰ میں جاری ہوا۔ ایک نور جانب حجاز سے ظاہر ہو کر عالم میں منتشر ہو گیا۔ اور پرواز کیا۔ یہاں تک کہ تا مشرق پہنچا۔ اور ہر ایک بادشاہ کا تخت اسی رات آندھا ہو گیا۔ جمیع بادشاہ اس رات گونگے ہو گئے۔

اور بات نہ کر سکتے تھے لیکن اور علم کا بہناں ہر طرف اور سحر جادو گرانی معطل ہو گیا۔ جو کہیں تھا وہ اپنے ہزاروں کھوٹے قبیلہ قریش درمیان عوب بزرگ ہو گئے۔ آل اللہ کہلاتے تھے۔ اس لئے کہ یہ خانہ خدا میں تھے۔ آمنہ کہتی ہیں جب میرا فرزند زمین پر آیا۔ ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر بسوئے آسمان بلند کر کے طرف آسمان پر نظر کی پھر اس سے ایک نورساطع ہوا۔ کہ جمیع اشیاء کو روشن کیا۔ اور اس نور کے سبب میں نے قصر ہائے شام دیکھے اور اسی روشنی کے درمیان میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے۔ بہترین خلق تجھ سے تولد ہوا۔ اس کا نام محمد رکھ اور جب آنحضرتؐ کو عبدالمطلب کے پاس لے گئے عبدالمطلب نے گود میں لے لیا۔ اور کہا۔ میں حمد و شکر کرتا ہوں۔ اس خدا کا جس نے مجھے یہ پسر خوشرو۔ خوشبو عطا فرمایا۔ کہ گہوارا میں جمیع اطفال پر سیادت و بزرگی رکھتا ہے پس ایک توفیق دیا جس میں ارکان کعبہ مندرج تھے۔ اور چند شعر فضائل آنحضرتؐ میں ارشاد فرمائے اس وقت شیطان نے اپنی اولاد کو آواز دی۔ اور سب اس کے پاس جمع ہو گئے۔ سب نے کہا۔ اے سردار تم کو کس چیز نے فکر مند کیا۔ شیطان نے کہا۔ وائے ہو تم پر اول شب سے اس وقت تک احوالی آسمان و زمین کو متغیر دیکھتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حادثہ بزرگ زمین پر واقع ہوا ہے کہ جب عیسیٰؑ آسمان پر گئے ہیں۔ اس وقت سے کوئی حادثہ ایسا نہیں گذرا۔ پس جاؤ اور دھونڈو کہ کون امر عجیب حادث ہوا ہے۔ یہ سن کر شیاطین متفرق ہوئے اور پھر

لے رسولؐ پائی آنکھ ظاہرہ طور پر بند ہوتے ہی دنیا اہل بیت سے پھر گئی۔ امت نے اہل بیت کی جاگیریں ضبط کیں۔ حقوق چھینے۔ انقلاب تک کو بدلا۔ فضائل کو چھپایا جس نے حجت آل محمدؐ کا دعویٰ کیا اس کے خون سے اپنے ناپاک ہاتھوں کو رنگا بلکہ خرد حضرت علیؑ اسلام کو برا بھلا کہنا قانوناً جاری کیا اور اس پر عمل کرایا۔ علماء نے اہل بیت کی گدی سے زبانی نکلوائیں۔ ملت جعفریہ کے کتب خانوں کو نذر آتش کیا۔ غرضیکہ اپنے خیال میں امت نے تذکرہ اہل بیت کو بدلنے کی کیا مثلنے کے لئے کوئی تدبیر اور کسر اٹھانہ رکھی ایسے وقت میں غیروں نے بغض کے سبب اور انہوں نے جان کے خوف سے تقیہ فضائل اہل بیت کو چھپایا۔ لیکن وہ شمع کیوں بجے جسے روشنی خدا کے فانوس بن کے جن کی حفاظت فضا کرے

مخالفین نے اہل بیت کو ذیل کرنے کے لئے رسولؐ کی عزت کی بھی کوئی پروا نہ کی نہ ایسی ایسی احادیث تیار کیں۔ بلکہ ان کو سخت کاجامہ دیدیا جو کہ دیکھ کر کافروں نے معاذ اللہ محمدؐ عربی کو رنگیلا رسولؐ کہا۔ اور خود آج ملانوں کو ان احادیث کی روشنی میں صحیح شان رسولؐ ذات رسولؐ تعلیم رسولؐ اور اسوہ رسولؐ معلوم کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ہو گیا۔ بہر حال جب زمانہ نے پشتا کھایا اور مذہب امامیہ کو کچھ آرام و سکون میسر ہوا۔ تو علمائے امامیہ نے سوانح حیات رسولؐ اور آل رسولؐ کو قلمبند کر کے دینا کے سامنے پیش کرنے کی طرف قدم بڑھایا۔ اپنا شریح موجود نہ تھا۔ لہذا مخالفین کی کتب سے ہر وہ روایت جس میں کچھ بھی تذکرہ رسولؐ اور آل رسولؐ ملا۔ ان کو تقریر کیا۔ نزاکت دور زمانہ سے راویوں پر جرح نہ کر سکے کیونکہ اقدار ان ہی راویان حدیث کے محققین کا تھا (باقی صفحہ ۱۴۰)

آئے اور کہا ہم نے تو کچھ نہیں پایا۔ اس ملعون نے کہا۔ اس کا دریافت مجھ ہی سے ہوگا۔ یہ کہہ کر دنیا میں آیا۔ اور خوب دنیا میں پھر کر دیکھا۔ یہاں تک کہ حرم میں پہنچا۔ اور دیکھا ملائکہ اطراف حرم کو گھیرے ہوئے ہیں۔ جب فرشتوں نے شیطان کو دیکھا۔ لگا کر اوہ ملعون پھر آیا۔ اور مثل کنجشک چھوٹا بن کر کوہ حرا کی طرف سے حرم میں داخل ہوا۔ جبرئیلؑ نے آواز دی۔ اے ملعون دور ہو۔ شیطان نے کہا۔ اے جبرئیلؑ میں ایک بات تجھ سے پوچھتا ہوں۔ بتاؤ تو کہ اس رات کیا حادثہ زمین پر گذرا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بہترین پیغمبران گذشتگان ہیں۔ آج کی رات پیدا ہوئے ہیں شیطان نے پوچھا۔ آیا ان میں میرا حصہ ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ نہیں۔ شیطان نے کہا۔ ان کی اُمت میں میرا حصہ ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ ہاں۔ یہی کن کر شیطان نے کہا۔ اب میں خوش ہوا۔ اور دوسری حدیث میں روایت سے کہ آمد نے کہا۔ جب مجھے حمل ہوا۔ اور رسول خداؐ میرے شکم میں تشریف لائے۔ منطلق کوئی اثر حمل مجھ میں نہ تھا۔ اور جو حالات عورتوں کو حمل میں ہونے ہیں مجھے نہ ہوئے اور میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ تو حامل ہے بہترین خلق کی۔ اور جب وقت ولادت ہوا آسانی حضرت متولد ہوئے۔ مجھے اور کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اور پہلے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے پھر تشریف لائے۔ ہاتھ مجھے آواز دی۔ کہ بہترین بشر تجھ سے متولد ہوا۔ اس کو شریک ظالم سے اور ہر جاسد سے پناہ دھلا میں رکھ اور بروایت دیگر کہا کہ جب اس کو زمین پر رکھنا تو کہنا۔ اعیناً بالواحد

بقیہ حاشیہ ۱۳۹ ایسے علامہ مجلسیؒ نے ہر ایک وہ روایت بھی کتب میں جمع کرنے کی کوشش کی جس میں کچھ بھی تذکرہ رسول پاکؐ یا آل رسولؐ تھا۔ اگرچہ وہ روایت مسلمات شیعہ بھی نہ تھی ایسی روایات جو جلاء العیون میں آئی ہیں بندہ نے ان کے متعلق تحریر کر دیا ہے لہذا ان روایات سے نہ حضرت علامہ مجلسیؒ پر کوئی حرف آئے اور نہ ذہب شیعہ پر کوئی اعتراض ہے کیونکہ یہ روایات مسلمات شیعہ سے نہیں۔ اسی طرح یہ حدیث شمس صدر الوالی مسلمات شیعہ سے نہیں۔ بلکہ مسلمات مخالفین سے ہے مشکوٰۃ بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد وغیرہ کتب اور جبر مغسّرین اہل سنت کے معتقدات سے اس کا تعلق ہے۔ اس حدیث کا راوی انس بن مالک ہے جو رسولؐ کے رحلت فرماتے ہی اہل بیت سے بدل گیا۔ اور حکمران پارٹی سے مل گیا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے روز بیعت ابوبکرؓ و بارہا میں انس سے فرمایا۔ انس تم اس مجمع میں تھے جس میں رسول پاکؐ نے میرے متعلق فرمایا۔ کہ من کنت مولاً فہذا اعمیٰ مولاً۔ انس نے کھڑے ہو کر کہا۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ کیا تھا اور کیا تھا۔ جناب امیرؓ نے انس کی اس دردغ گوئی پر فوراً دست مبارک دعا کے لئے بلند فرمائے اور انس کے لئے بد دعا کی۔ جو فوراً قبول ہو گئی۔ چنانچہ یہ مریض برسوں میں مبتلا ہو گیا اور اسی میں مرا۔ نیز جب مہرام حسینؑ اور رسولؐ زادیاں اسیر ہو کر ابن زیاد کے سامنے پیش ہوئے۔ تو یہ ابن زیاد کے برابر دربار میں بیٹھا تمام نگارہ کر رہا تھا۔ جب ابن زیاد نے دندان مبارک امام حسینؑ پر چھڑی رکھی۔ فقط اس نے کہا۔ ابن زیاد میں نے ان ہونٹوں کے رسولؐ کو بوسے لیتے دیکھا (باقی ص ۱۰۱)

من شر کل حاسد و کل خلق ما رد یاخذ با ما و احد فی طرق المواد و من قائلہ میں حضرت
ایک روز میں اس قدر بڑھنے تھے اور بچے جس قدر ایک ماہ میں بڑھتے تھے۔ ایضاً
واقعہ لیت بن سعد و کعب الاحبار۔ لیت بن سعد سے روایت ہے کہ میں ایک روز معاویہ
کے پاس بیٹھا تھا۔ اور کعب الاحبار بھی وہاں حاضر تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تم نے صفت ولادت حضرت
رسالت میں کس طرح دیکھی ہے آیا کوئی فضیلت عزت رسولؐ اپنی کتابوں میں پائی ہے یہ سُنکر کعب نے معاویہ
کی طرف دیکھا کہ آیا وہ میرے بیان پر راضی ہے یا تمہیں اس وقت حق تعالیٰ نے زبان معاویہ پر جاری

اگر حجت اہل بیت رسولؐ دل میں ہوتی تو نصرت حسینؑ کے لئے کہ بلا میں شریک ہوتے مگر جو بغض اہل بیت ہو اور طرفدار
دشمنان اہل بیت ہو۔ اس کی بیان کردہ روایت کے قابل قبول ہو سکتی ہے۔ نیز علماء اسلام اور مومنین و محدثین کا اس پر اتفاق
ہے۔ کہ تمام مخلوقات کے وجود سے قبل پروردگار عالم نے تو محمد مصطفیٰؐ خلق فرمایا تھا چنانچہ فرمان رسولؐ ہے۔ اقل ما
خلق اللہ نوری۔ اور فرمان خداوندی ہے۔ قل للرحمن کان و لدنا اول العابدین۔ سب عابدوں
سے پہلا میں عابد ہوں۔ ابھی نہ وجود بشریت تھا نہ انسانیت نہ حیوانیت نہ ارض و آسمان نہ بحر و نہ بخار نہ شمس و قمر نہ جو
نہ غلمان نہ انبیاء و نہ رسول نہ ابلیس تھا نہ شیطانیت نہ جسد آدم بنا تھا نہ ابلیس کو ابھی حکم سہوا تھا نہ اسے انکار سہوا کیا
تھا۔ تو قلب محمدؐ میں حظ الشیطان کہاں سے آگیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب آپؐ لباس بشریت میں آئے جب یہ حصہ آیا تو شیطان
نے خود یہ خداوند کریم سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اولاد آدم کو گمراہ کروں گا۔ لیکن الاعبادک منکھم المخلصین ان میں سے
تیرے مخلص بندوں کے نزدیک نہ جاؤں گا۔ تو محمدؐ عربی کیا مخلص نہ تھے؟ بلکہ مزاج مخلصین تھے اعطی اللہ نہیں بلکہ عیدہ
کے مصداق تھے سہ عبد دیگر عبدہ چیزے دیگر۔

اس قرآنی وعدہ کی کیا مخالفت ہوگی کہ محمدؐ عربی میں حظ الشیطان آگیا۔ قرآن ہی۔ وعدہ ابلیس سچ کہ مخلصین میں میرا
کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ بنی کریم پاک حظ الشیطان سے بلکہ بہتم امت ہے جنہوں نے دشمنی اہل بیت میں عزت رسولؐ کی بھی پرواہ
نہ کی اور جبرئیلؑ جیسے خادم اہل بیت فرشتے سے رسولؐ کا پریش کر دیا۔ اور حظ الشیطان رکھتے ہوئے مخلص نہ تھے اور کون انسانیت
زخمی بلکہ مریض تھے اور جبرئیلؑ معالج تھے معالج ہمیشہ مریض سے عالم اور افضل ہوا کرتا ہے۔ استغفر اللہ جبرئیلؑ تو یہ کہ میں در محمدؐ
کی غلامی سے جبرئیلؑ بنا اور مسلمان اس کو اپریش ڈاکٹر کا رتبہ دیں۔ افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو الزام شیطان پر رکھتے ہیں اور
حکمت شیطانی کے مرتکب ہیں سہ

عقل حیراں ہے میری اس حضرت انسان پر فعل بد تو خود کرے لغت کرے شیطان پر
خداوند اپنے محبوب کی عزت کی حفاظت کر اور ان لوگوں کو معرفت رسولؐ کی توفیق دے۔ (کوثر بھریلی عفی عنہ)

کیا۔ اس نے کہا۔ اے ابواسحاق جو تجھے معلوم ہے اور جو تو نے دیکھا ہے بیان کر۔ کعب نے کہا۔ میں نے بہتر کتا ہیں جو آسمان سے نازل ہوئی ہیں۔ ان میں دیکھا ہے۔ اور صحف دانیال کو بھی پڑھا ہے ان سب میں ذکر ولادت آنحضرتؐ اور ولادت عترت آنحضرتؐ لکھا ہے۔ تحقیق کہ نام حضرت کا تمام کتا بوں میں معروف ہے۔ اور کسی پیغمبر کی ولادت کے وقت بغیر حضرت عیسیٰؑ اور احمدؑ ملائکہ نازل نہیں ہوئے۔ اور پردہ ہائے بہشت بغیر مریمؑ اور آمنہؑ کسی عورت کے لئے نہیں گرے اور ملائکہ کسی عورت کے پاس وقت حمل سوائے مادر عیسیٰؑ اور مادر احمدؑ مکمل نہیں ہوئے اور علامت حمل آنحضرتؐ وہ تھی کہ جس رات آمنہ حاملہ ہوئیں۔ منادی نے سائوں آسمانوں پر بشارت دی۔ اور تمام زمین اور دریاؤں میں اس شزدہ مسرت افزا کی ندا دی گئی اور زمین پر کوئی چلنے والا اور کوئی پرند باقی نہ رہا جو ولادت شریف آنحضرتؐ پر مطلع نہ ہوا۔ اور شب ولادت آنحضرتؐ ستر ہزار قصر باقوت سرخ اور ستر ہزار قہر مردارید آبدار کے بنائے گئے اور ان کا قصر ہائے ولادت نام رکھا۔ اور سب ہشتون کو آراستہ کیا۔ اور ندا کی کہ شاد اور بالیدہ ہو جاؤ کہ تمہارے دوستوں کا پیغمبر پیدا ہوا۔ پس بہشت ہنس اور قیامت تک خداں رہے گا۔ میں نے سنا کہ ایک بھلی ماسیان دریا سے ہے کہ اس کو طرما کہتے ہیں اور وہ ٹھیلوں کی مردا ہے اور سات لاکھ اس کی دُمیں ہیں۔ اور اس کی بیٹھ پر سات سو گائے راہ چلتی ہیں کہ ہر ایک گائے کے سات لاکھ سیننگ زمرہ سبز کے ہیں اور اس بھلی کو ان گاؤں کے چلنے کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس دن وہ بھلی ولادت باسعادت حضرت رسالت سے حرکت میں آئی۔ اور اگر خدا اس کو ساکن نہ کرتا تو زمین کو الٹ دیتی راویں نے سنا ہے کہ اس روز کوئی پہاڑ باقی نہ رہا۔ جس نے ایک دوسرے کو بشارت ولادت آنحضرتؐ دی۔ اور سب نے آواز بہ لا الہ الا اللہ بلند کی اور تمام پہاڑ نزدیک کوہ البوقییس واسطے کرامت حضرت رسالتؐ کے خاص اور خاشع ہوئے اور تمام درختوں نے اپنے اپنے شاخوں اور میوؤں سے بشارت دی و سرور ولادت باسعادت حضرت رسالتؐ کی تصدیق کی حق تعالیٰ کی آمد درمیان زمین و آسمان ستر ستون انواع اقسام سے فور کے نسب کئے کہ ایک دوسرے سے مشابہ نہ تھا۔ اور روح حضرت آدمؑ کو بشارت ولادت آنحضرتؐ کی دی۔ پس ہنر درجہ حسن و دنیا اس کا مضاعف اور اس وقت تلخی مرگ اون سے بڑھ ہوئی۔ حوض کوثر نے بہشت میں اضطراب کیا۔ اور ستر ہزار قصر در و باقوت طیب شادی ولادت آنحضرتؐ حوض کوثر نے اوکل دیئے۔ شیطان کو زنجیروں سے باندھ دیا۔ اور چالیس روز قلعہ میں قید رکھا۔ عرش نے اس کو روزیانی میں غرق رکھا۔ سب بت ہرنگوں ہو گئے اور فریاد و ادیلا ان میں بلند تھی۔ اور ایک آواز کعبہ سے سنائی دی کہ اے آل قریش تمہاری بشارت دینے والا اور ڈرانے والا عذاب سے آیا۔ اور اس کے

ساتھ عزت ابدی و سود مندی بزرگ ہے وہ خاتم پیغمبر الٰہ ہے اور ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ عترت اس کی بعد اس کے بہترین خلایق ہے اور لوگ امان میں ہیں عذاب خدا سے جب تک ان میں سے ایک بھی زمین پر راہ چلتا ہے۔ معاویہ نے کہا اے ابوالحق عترت اس کی کون ہے کعب نے کہا فرزند ان فاطمہؑ پس معاویہ ترش رویا ہوا۔ اور ہونٹ چبا کر ہاتھ دائرہ صبی پر پھرنے لگا۔ کعب نے کہا۔ میں نے صفت ان دو فرزند پیغمبر کی جو تنہا ہو گئے پائی ہے اور وہ دو فاطمہ کے فرزند ہو گئے۔ ان دونوں کو بدترین خلق خدا شہید کرے گا۔ معاویہ نے کہا۔ ان کو قتل کر دینا۔ کعب نے کہا۔ ایک مرد قریش۔ یہ گھنٹے ہی معاویہ بیتاب ہوا۔ اور کہا۔ یہاں سے اٹھ جا۔ پس کعب اٹھ کھڑا ہوا۔ ایضاً بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنین ابوطالب پاس آئیں اور ولادت حضرت رسالت کی بشارت دے کر بہت عجائب و غرائب ان سے بیان کئے۔ ابوطالب نے کہا۔ تیس سال صبر کرو کہ تمہارے بھی ایک فرزند پیدا ہو گا۔ کہ وہ جمیع کمالات میں سوائے پیغمبری مثل اس فرزند کے ہو گا۔ شیخ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ وقت ولادت حضرت رسالت فاطمہ بنت اسد آمنہ کے پاس موجود تھی۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ کیا دیکھتی ہو کہ یہ نور ساطع جس نے مابین مشرق و مغرب کو گھیر لیا ہے۔ پس یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابوطالب آئے اور ان سے پوچھا۔ تمہیں کیوں تعجب ہے۔ فاطمہ نے اس نور کا حال بیان کیا۔ ابوطالب نے کہا۔ جانتی ہو کہ میں تم کو بشارت دوں۔ فاطمہ نے کہا۔ ہاں۔ ابوطالب نے کہا۔ تم سے بھی ایک فرزند پیدا ہو گا کہ وہ وحی اس فرزند کا ہو گا۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ابوطالب نے ساتویں روز آنحضرتؐ کا عقیقہ کیا۔ اور آل ابوطالب کو بلایا۔ انہوں نے پوچھا یہ کھانا کیسا ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ یہ عقیقہ احمد ہے۔ انہوں نے کہا۔ احمد کیوں ان کا نام رکھا۔ ابوطالب نے کہا۔ اہل آسمان اس کی ستائش کریں گے۔ ایضاً کلینیؒ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس رات کو حضرت رسولؐ پیدا ہوئے ایک عالم علمائے اہل کتاب سے مجلس قریش میں کہ اس میں اشراف قریش جمع تھے حاضر ہوا۔ اور ان میں ہشام اور ولید پسران مغیرہ و عاص بن ہشام و ابو ذبہ بن عمر بن امیہ و عقبہ بن ربیعہ بھی بیٹھے تھے۔ اس عالم نے کہا۔ آیا تم میں کوئی اس رات فرزند پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ اس نے کہا ضرور پیدا ہوا ہو گا کہ نام اس کا احمد ہے اور اس میں ایک علامت بھی ہو گی بزرگ شو کہ بیبا ہی مائل ہو۔ ہلاک ہونا خصوصاً اہل کتاب کا یعنی یہود کا اس کے ہاتھ سے ہو گا۔ شاید وہ پیدا ہوا اور تم اس سے مطلع نہ ہو جب اس مجلس سے اٹھ کر متفرق ہوئے اور دیارفت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک فرزند عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر پیدا ہوا ہے۔ پس عالم مذکور کو بلایا۔ اور کہا ہاں فرزند پیدا ہوا ہے۔ اس عالم نے کہا۔ جب میں نے پوچھا تھا اس سے پہلے پیدا

ہوا یا بعد میں۔ انہوں نے کہا۔ اس سے پہلے پیدا ہوا ہے۔ اس عالم نے کہا مجھے اس کے پاس سے چلو کہ میں اسے دیکھ لوں۔ جب آمنہ پاس آئے اور کہا اپنے فرزند کو باہر لاؤ۔ کہ ہم بھی دیکھیں آمنہ نے کہا۔ واللہ میرا فرزند اور بچوں کی طرح نہیں پیدا ہوا۔ بلکہ ہاتھوں کو زمین پر رکھا۔ اور سر جائب آسمان بلند کیا۔ اور ایک ایسا نور اس کا طبع ہوا کہ میں نے قصر بلقے بصرہ و شام مشاہدہ کئے۔ اور ہاتھ نے درمیان ہوا آواز دی کہ تم سے سید امت پیدا ہوا پس کہہ بیڈ کا بالو احد من شریک حاسد اور اس کا نام محمد رکھ۔ اس عالم نے کہا۔ اس کو باہر لاؤ کہ میں بھی دیکھوں۔ جب آمنہ حضرت رسول کو باہر لائیں اور اس عالم کی نظر حضرت پر پڑی۔ اس نے پیچھے اور نشانے کھولے اور مہربانوت دیکھنے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا۔ حضرت کو اٹھا کر آمنہ کو دے دیا اور مبارکباد دی جب وہ عالم ہوش میں آیا۔ لوگوں نے پوچھا تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے کہا پیغمبری بنی اسرائیل تاملہ ز قیامت برطرف ہوئی۔ واللہ یہ وہ ہے کہ ان کو ہلاک کر لیا۔ جب اس نے دیکھا کہ قریش اس کی خبر سے شاد ہوئے اس نے کہا۔ واللہ ایسا بد بدیم کو دکھائے کہ اہل مشرق و مغرب یاد کریں گے۔ ابن شہر آشوب اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے حضرت آمنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب ولادت حضرت رسالت قریب پہنچی۔ اس وقت ایک دہشت چھ پر غالب ہوئی۔ اس وقت ایک مرغ سفید میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا پیسے دل پر بھیرا۔ یہاں تک کہ خوف مجھ سے برطرف ہو گیا۔ پھر میں نے کئی عورتیں دیکھیں جو کہ مثل درخت خرما بلند تھیں میرے گھر میں آئیں اور ان سے بوئے مشک و عنبر آتی تھی۔ کپڑے بہشت کے رنگے ہوئے پہنے ہوئے تھیں۔ اور مجھ سے باتیں کرتی تھیں۔ ان کی باتیں میں نے سنیں مگر آدمیوں کی باتوں سے مشابہ نہ تھیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں کا سہلے بلور سفید تھے اور ان کا سول میں شہر تھائے بہشت تھا۔ مجھ سے کہا۔ اے آمنہ حقوڑا سا شربت اس سے نوش کرو اور تم کو بہترین گزشتگان و آئندگان محمد مصطفیٰ کی بشارت ہو۔ جب وہ شربت میں نے پیا۔ وہ نور جو میرے منہ پر چمکتا تھا۔ روشن ہوا۔ اور میرے سر پر باگو گھیر لیا۔ اور مانند دیباے سفید ایک چیز میں نے دیکھی کہ آسمان و زمین کو اس سے بھر دیا۔ اور آواز ہاتھ نشی کہ کہتا تھا۔ کہ اٹھ اے بہترین خلایق کو اور کئی مرد میں نے دیکھے کہ ہوا میں کھڑے تھے اور ابرہیقین ان کے ہاتھوں میں تھیں اور مشرق و مغرب زمین کو میں نے معانیہ کیا۔ اور ایک علم سندس دیکھا جس کو یا قوت مومخ پر باندھ کر بام کعبہ پر نصب کیا تھا کہ زمین سے آسمان تک اس کی روشنی تھی۔ اور جب آنحضرت متولد ہوئے۔ جائب کعبہ سجود کیا اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ اور حق تعالیٰ سے مناجات کرتے تھے اور ایک ابرہیقین میں نے دیکھا آسمان سے اُترا۔ اور حضرت کو گھیر لیا۔ اور ایک ہاتھ نے آواز دی کہ محمد کو مشرق و مغرب میں اور تمام دریاؤں میں بھرا لا۔ کہ جمیع خلایق نام اور صفت اور صورت اس کی پہچان لیں۔ جب ابرہ برطرف ہوا۔ میں نے دیکھا حضرت کو سفید کپڑے میں لپیٹا ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کے نیچے حریر منہر کچھا یا ہے اور تین کنجیاں موتیوں کی

حضرت کے ہاتھ میں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ محمدؐ نے نصرت اور سود مندی اور پیغمبری کی کبیاں لے لیں۔ پس دوسرا
 ابر آیا اور حضرت کو میری آنکھوں سے پہلی مرتبہ سے زیادہ پوشیدہ کر دیا۔ اور دوسری آدیز میں تے سنی کہ محمدؐ کو مشرق و
 مغرب میں پھرا لاؤ۔ اور روحانیاں جن و انس و مرغان و درندگان عالم کو دکھا لاؤ اور صفائے آدم و رقت نوح و
 خلقت ابراہیم و زبانی اسمعیل و جہالی یوسف و بشارت یعقوب و صدائے داؤد و زہد یحییٰ و کرم عیسیٰ اس کو عطا
 کرو۔ اور جب ابر کھٹا۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک عمریر سفید ہاتھ میں لٹے ہیں اور بہت مضبوط لیٹنا ہے۔ اور میں نے
 سنا ہے کوئی کہتا ہے کہ محمدؐ نے تمام دنیا کو اپنے قبضہ تصرف میں لے لیا۔ اور کوئی چیز نہیں رہی مگر یہ کہ اس کے
 قبضہ قدرت میں داخل ہو گئی۔ اور تین مرد میں نے دیکھے گویا خورشید ان کے چہروں سے طالع تھا۔ ایک کے
 ہاتھ میں ابرق نقرہ اور مشک ناقہ تھا۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمرہ بستر تھا اور اس طشت کے چار
 کونے تھے اور ہر جانب ایک موتی نصب تھا اور کہنے والا کہتا تھا یہ دیل ہے سے دوست خدائے پس وسط
 اس کا لے لیا۔ اس وقت کسی نے کہا کعبہ کو اختیار کیا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید لیٹا ہوا تھا۔ اس کو کھولا۔
 اور انگوٹھی اس میں سے باہر لائے کہ اس کی چمک نے آنکھوں میں چکا چونڈال دی۔ پس حضرت کو سات مرتبہ
 اس پانی سے دھویا۔ جو اس ابرق میں تھا۔ پھر اس انگوٹھی سے درمیان میں دو کتف مبارک مہر کی نقش اٹھایا۔ اور
 حضرت سے کچھ کہا۔ حضرت نے جواب دیا۔ حضرت کو اس نے دعادی اور ہر ایک نے ایک ایک ساعت حضرت کو
 اپنے پردوں میں رکھا۔ اور جس نے کہ حضرت کو ان صفات مذکورہ سے نسبت دی۔ وہ رضوان خازن بہشت تھا۔
 بعد اس کے روانہ ہوا۔ اور جانب حضرت ملقت ہو کر کہا۔ بشارت ہو تجھے بابر عورت دنیا و آخرت اور بسند
 دیگر روایت کی ہے کہ عبدالمطلب شب ولادت آنحضرتؐ نزدیک کعبہ سو رہے تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ خانہ کعبہ سے
 مع ارکان جمیع زمین سے اٹھ کر جانب مقام ابراہیمؑ مجھ کیا۔ بعد اس کے سیدھا ہوا اور کہا اللہ اکبر پروردگار
 محمدؐ مصطفیٰ نے اب مجھے بجا ستمائے مشرکین اور کافرین بیدین سے پاک کر دیا۔ یہ سن کر ت کانپ اٹھے اور منہ کے بل
 گر پڑے اور ناگاہ دیکھا۔ کہ تمام جانور جانب کعبہ جمع ہوئے اور کو بہلئے مکہ جانب کعبہ مائل ہوئے اور ایک ابرسفید
 دیکھا کہ متصل جبرہ آمنہ استادہ ہے۔ میں جانب خانہ آمنہ دوڑا۔ اور میں نے ان سے کہا میں سوتا ہوں یا جاگتا ہوں۔
 آمنہ نے کہا۔ جاگتے ہو۔ میں نے کہا وہ نور جو نیری پیشانی میں تھا کیا ہو گیا۔ آمنہ نے کہا۔ اس فرزند میں ہے جو مجھ سے متولد
 ہوا۔ اور کئی مرغ اس کو جھ سے لے گئے ہیں۔ اور میرے پاس نہیں چھوڑتے اور یہ ابر وقت ولادت مسعود
 سے چھبر سایہ فگن ہے میں نے کہا۔ میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ کہ میں بھی دیکھوں۔ کہا تین روز تک تمہیں دیکھنے
 نہ دیں گے۔ اس وقت میں نے تلوار کھینچی لی۔ اور کہا۔ میرے فرزند کو باہر لاؤ۔ ورنہ تم کو مار ڈالوں گا۔ آمنہ نے کہا۔
 جھو میں ہے تم جانوادہ بچہ۔ جب میں گیا اور داخل جبرہ ہوا۔ ایک آدمی باہر آیا۔ اور مجھ سے کہا پھر جاؤ۔ فرزند ان

آدم اس کو نہ دیکھ سکیں گے۔ جب تک تمام ملائکہ اس کی زیارت نہ کر لیں۔ اس وقت میں کانپنے لگا۔ اور پھر گیا۔ اور روایت ہے کہ حضرت ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب کہتے تھے کہ اس میرے فرزند کی شان عظیم و بزرگ ہے۔ حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول متولد ہوئے۔ بت ہانے کعبہ منہ کے بل گر پڑے۔ اور جب شام ہوئی آسمان سے آواز آئی کہ جاء الحق و تزلزل الباطل ان الباطل کان من هوقا اور تمام دنیا اس رات کو روشن ہو گئی۔ اور ہر رنگ و دلوخ و درخت ہنسا۔ اور جو کچھ زمین میں یا آسمان میں تھا۔ سب نے تسبیح خدا کی شیطاں بھاگا۔ اور کہتا تھا۔ کہ محمد متبرین جمیع امت اور بہترین خلائق و گرامی ترین بندگان و بزرگترین عالمیان ہے۔ شیخ طبرسی نے کتاب احتجاج میں حضرت امام موسیٰ کاظم سے روایت کی ہے۔ کہ جب جناب رسول مشکم مادر سے زمین پر تشریف لائے۔ بایں ہاتھ کو زمین پر رکھا۔ اور دہانے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند فرمایا۔ اور لہائے مبارکہ کو یکایک توحید حرکت دی اور دہان مبارک سے ایک نور ساطع ہوا کہ اہل مکہ نے قصر ہائے بصرہ و فارس اور اس کے حوالی کو معاینہ کیا۔ اور قصر ہائے سطح بین اور اس کے نواحی اور قصر ہائے سفید اصطخر کو دیکھا۔ اور اس شب دینا روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ جن و انس و شبیا طین خائف و زبرمل ہوئے اور کہا زمین پر کوئی امر غریب حادث ہوا اور فرشتوں کو دیکھتے تھے۔ کہ آتے جاتے فوج اور تسبیح و تقدیس خدا کرتے تھے۔ سارے حرکت میں آکر درمیان ہوا کرتے۔ اور یہ سب علامات ولادت آنحضرت تھے۔ شیطان نے جہاں کہ بوجہ ان خواب کے آسمان پر جائے اس لئے کہ تیسرے آسمان پر اس کی جگہ تھی۔ اور وہاں سے شیاطین جمیع ملائکہ کی باتوں کو سنتے تھے۔ جب وہاں واسطے دریافت حقیقت گیا۔ فرشتوں نے بسبب ولادت حضرت رسالت تیر ہائے شہاب سے مارا ابن بابویہ وغیرہم نے روایت کی ہے کہ شب ولادت آنحضرت ایوان کسریٰ کانپنے لگا اور چودہ کنگرے اُس کے گر پڑے۔ دریاں سادہ خشک ہو گیا۔ آتشکدہ فارس بجھ گیا۔ اور ایک بڑے عالم فارس نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک مختصر سخت نے چند اسپاں عربی کو کھینچا۔ یہاں تک کہ دجلہ سے گذر کر ملا و عجم میں منتشر ہو گئے۔ جب کسریٰ نے یہ احوال غریب سنا تاج بہن کو تخت پر بیٹھا۔ امراء اور ارکان دولت کو جمع کر کے انہیں مطلع کیا۔ اثنائے گفتگو میں خط پھونچا۔ اس میں مندرج تھا کہ آتشکدہ بجھ گیا۔ بس غم و اندوہ کسریٰ مضاعف ہوا۔ اس وقت اس عالم نے کہا۔ اے بادشاہ میں نے بھی ایک خواب عجیب و غریب دیکھا ہے۔ اور اپنا خواب بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا۔ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ عالم نے کہا۔ تعبیر اس کی یہ ہے کہ حادثہ جانب مغرب حادث ہوا ہے پس کسریٰ نے نعمان بن منذر بادشاہ عرب کے نام نامہ لکھا کہ علمائے عرب سے ایک عالم کو میرے پاس بھیج دے میں ایک مشکل مسئلہ کا اس سے سوال کروں گا۔ جب نامہ نعمان کے پاس پہنچا۔ اس نے عبدالمسیح بن عمرو خسانی کو بھیجا۔ جب عبدالمسیح آیا۔ اور وقائع کو اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا۔ میں اس خواب کی تعبیر اور اس کے اسرار پر مطلع نہیں ہوں لیکن میرا خالو

سطح شام میں رہتا ہے وہ اس خواب کی تعبیر جانتا ہے۔ کسریٰ نے کہا۔ وہاں جا اور اس سے دریافت کر کے مجھ سے بیان کر۔ جب عبدالمسیح مجلس سطح میں داخل ہوا۔ اس وقت سطح سکرات موت میں تھا۔ عبدالمسیح نے سلام کیا۔ مگر جواب نہ سنا۔ اس وقت عبدالمسیح نے چند شعر پڑھے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ میں راہ دور سے معیت جھیل کر ایک بزرگ پاس سے آیا۔ کہ تم سے سوال کروں یہاں آکر جواب سے ناامید ہوا۔ جب سطح نے شعر سنے آنکھیں کھول دیں اور کہا عبدالمسیح اونٹن پر سوار سطح پاس اس وقت آیا۔ جب وہ قریب المرگ ہے۔ عبدالمسیح کو بادشاہ بنی سامان نے بھیجا ہے کہ زلزلہ الوان کسریٰ اور آتشکدہ فارس بجھ گیا۔ اور خواب دیکھنا ایک بہت بڑا عالم مجوس کا۔ اور خشک ہو جانا دریائے سادہ کا۔ مجھ سے سوال کرے اے عبدالمسیح جس وقت تلاوت قرآن بہت ہو۔ اور ایک پیغمبر مبعوث ہو۔ اور عمہائے کوچک ہاتھ میں رکھتا ہو اور رودخانہ سادہ پانی سے بھر جائے اور دریائے سادہ خشک ہو جائے ملک شام و عجم ان کے تصرف سے نکل جائے اور جس قدر کنگرے ان کے الوان کے گرے ہیں اسی قدر بادشاہ بادشاہی کو چھکیں ماس وقت ان کی بادشاہی جاتی رہے گی۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔ اور مر گیا۔ یہ سن کر عبدالمسیح سوار ہوا اور بہت جلد بادشاہ عجم کے پاس پہنچا۔ اور جو کچھ سطح سے سنا تھا۔ بیان کیا کسریٰ نے کہا۔ جب تک جو وہ آدمی بادشاہی کریں۔ ہم میں سے ایک زمانہ اس کو چاہیئے۔ پس دس آدمیوں نے چار سال کے اندر بادشاہی کی۔ اور باقی چار سال کے اندر تانارات عثمان بادشاہی کر کے متاصل ہوئے۔ اور سطح سیل العوم میں متولد ہوا۔ اور بادشاہی دونوں اس تک زندہ رہا۔ اور زندگی اس کی تیس قرن سے زیادہ ہوئی۔ ہر قرن تیس سال کا یا اس سے زیادہ ہوتا ہے قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ ابن عباس سے احوال سطح دریافت کیا۔ ابن عباس نے بیان کیا حق تعالیٰ نے سطح کو بغیر استخوان پیدا کیا۔ کہ خرے کی لکڑیوں پر اس کو رکھ کر جہاں چاہتے لے جاتے اور کوئی ہڈی دیکھ اس کے بدن میں بغیر سر و گردن نہ تھا۔ اور پاؤں سے چیز گردن تک اس کو بیٹھتے تھے جس طرح کپڑا لپیٹتے ہیں اور کوئی عضو اس کا بغیر زبان حرکت نہ کرتا تھا۔ اور جب لوگوں نے چاہا۔ اس کو مکہ میں لے جائیں اس وقت کوئی چیز خرے کی چھال سے بٹ کر بنائی اور اس پر اس کو ڈال کر مکہ میں لائے۔ اس وقت چار آدمی قریش سے اس کے پاس آئے اور کہا۔ ہم تیرا علم و فضل سن کر تیرے پاس آئے ہیں۔ ہم کو خبر دے ہمارے زمانے میں اور بعد ہمارے کیا ہوگا۔

تعبیر خواب زبانی سطح نجونی۔ سطح نے کہا۔ اے گروہ عرب تم کو علم و فہم نہیں۔ تمہارے بعد ایک گروہ پیدا ہوگا۔ وہ لوگ ہر علم تحصیل کریں گے۔ بتوں کو توڑ دیں گے۔ عجم کو ماریں گے۔ غنیمت طلب کریں گے۔ قریش نے کہا۔ اے سطح یہ لوگ کس جماعت سے ہوں گے۔ سطح نے کہا۔ بخاریہ صاحبکاران تمہارے

بعد تمہاری اولاد سے ہوں گے۔ وہ خدا کو بہ لگانے پر تیش کریں گے۔ اور ترک عبادت شیطان و اہنام کریں گے۔ تیرے
 پوچھا کسی نسل سے ہوں گے۔ یہ سچ ہے کہ نسل شریف ترین اثرات عبودیت سے ہوں گے۔ تیرے نے کہا۔ کس شہر سے
 وہ لوگ ہوں گے۔ یہ سچ ہے کہ۔ حق خدا جو ہمیشہ باقی رہے گا۔ تحقیق اسی سرزمین سے ہوں گے۔ لوگوں کو رشد و صلاح
 ہدایت اور اپنے معبود برحق کی عبادت کریں گے۔ سید ابن طاووس نے بسند خود و سبب بن مینہ سے روایت کی ہے کہ
 کسریٰ نو شیردان نے دجلہ پر ایک دیوار بنوائی تھی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا تھا۔ اور ایک طاق اپنے لئے اس جگہ
 بنوایا تھا۔ کہ کسی نے مثل اس کے عمارت نہ دیکھی تھی اور وہ عمارت مجلس دیوان کسریٰ تھی کہ تاج بہن کر تخت
 برا جلس کرتا تھا۔ اور تین سو ساٹھ ساحر اور کامن منجم اس مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور ان حاضرین میں ایک
 منجم عرب تھا جس کو سائب کہتے تھے اور باذان حاکم بن نے اس کو بھیجا تھا۔ وہ اپنے احکام میں کم خط کرتا تھا۔
 اور مشکل جو بادشاہ کو پیش آتی تھی۔ کاہنوں اور ساحروں اور منجموں کو بلاتا۔ اور ان سے بیان کر کے اس سے بچتا
 دریافت کرتا جب حضرت رسولؐ پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو کسریٰ صبح کو
 جاگا۔ دیکھا کہ طاق منجموں کی بیچ ٹوٹ کر دو جلد میں جا پڑا ہے۔ اور اس قہر پر پانی جاری ہے اپنے دل میں کہا۔
 اب میری بادشاہی اور سلطنت پر زوال آیا۔ اور نہایت صدمہ ہوا۔ منجموں اور کاہنوں کو بلایا۔ اور اس واقعہ کا
 حال ان سے دریافت کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ فکر و تفحص کر کے اس حادثہ کا سبب مجھ سے بیان کرو۔ اور سائب منجم
 بھی ان لوگوں میں تھا۔ جب دربار سے باہر آئے ہر ایک نے فکر کی۔ مگر کچھ بھید نہ کھلا۔ اور کہانت و نجوم وغیرہ
 کی راہوں کو مسدود پایا۔ دیکھا کہ سحر سحران اور کہانت کا ہنمان اور احکام منجماں باطل ہو گئے ہیں سائب اس رات کو
 ایک ٹیلے پر بیٹھا تھا۔ اور اس ماجرے سے حیران تھا۔ ناگاہ ایک برق مشاہدہ کی کہ حجاز کی طرف سے ساطع ہوئی اور
 پرواز کر کے مشرق تک پہنچی۔ جب صبح ہوئی اور اپنے پاؤں کی نیچے اس کی نظر پڑی۔ ایک باغ سبز اس کو دکھائی دیا۔
 سائب نے کہا۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ اس کا مقتضی یہی ہے کہ حجاز کی طرف سے ایک بادشاہ ظاہر ہو گا اس کی بادشاہی
 مشرق و مغرب تک پہنچے گی۔ اور ہر بادشاہ سے زیادہ اس کی بادشاہی میں زمین آباد ہوگی جب تک کہ اس کا ہنم آسمیں
 بیٹھنے سب نے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سحر اور کہانت کا باطل ہونا اور ہمارے علم کی راہوں کو مسدود ہونا
 بغیر حدوث امر آسمانی نہیں یہ بات ضرور ہے کہ یا تو کوئی پیغمبر مبعوث ہوا ہے یا مبعوث ہوگا۔ اور بادشاہی
 بادشاہوں کی اس کے سبب سے برطرف ہوگی۔ اب اگر ہم کسریٰ سے کہیں وہ ہم کو مار ڈالے گا۔ مناسب ہے کہ
 اس سے پوشیدہ رکھیں کہ اور فریبوں سے اس پر ظاہر ہو جائے۔ بعد اس کے کسریٰ کے پاس گئے اور اس سے کہا۔ کہ
 ہم نے غور و فکر کے بعد یہ پایا ہے کہ ہمارے قہر و دیوار دجلہ ساعت نخس میں واقع ہوئی۔ اور حباب میں غلطی ہو گئی
 تھی اس وجہ سے مہدم ہو گیا ہے۔ اب لازم ہے کہ ساعت سعد میں اس کو نائیں کچھ نہ کرے۔ اس نے ساعت نیک

میں تعمیر شروع کی۔ اور چھ مہینے میں تمام ہوئی۔ مال و زر بے حساب خرچ کیا جب تعمیر عمارت سے فالغ ہوئے ایک نیک ساعت مقرر کر کے کسریٰ نے باہم قعر پر جلوس کیا۔ نر شہائے رنگارنگ بچھلے۔ انواع و اقسام کے پھول اپنے گرد رکھے اور جب مطمئن ہو کر بیٹھا قعر منہدم ہو کر دجلہ میں جاگرا اور کسریٰ کو اس وقت دریا سے نکالا۔ جب ایک رفق جان باقی تھی۔ اس وقت کاہنوں اور منجھوں کو جمع کیا۔ اور ایک سو نفر کے قریب قتل کئے اور کہا میں نے تم کو اپنا مقرب کیا۔ اور مال و زر اپنا تم کو بے حساب دیا۔ اور تم نے مجھ سے دغا کی۔ اور مجھے فریب دیا۔ ان منجھوں نے کہا اے بادشاہ ہم نے حساب منجھان سابق غلط کیا تھا اور اب ہم دوسرا حساب کرتے ہیں۔ اور موافق اس حساب کے قعر بنواتے ہیں۔ بعد اس کے آٹھ مہینے تک بہت روپیہ خرچ کر کے پھر قعر تیار کیا۔ اور کسریٰ کو جرات نہ ہوئی کہ وہاں بیٹھے پس سوار ہو کر داخل ہوا۔ اور قعر شق ہوا۔ اور پانی میں جاگرا۔ اور کسریٰ غرق ہو گیا۔ مگر ایک رفق جان باقی تھی کہ اس کو دریا سے نکالا۔ کسریٰ نے منجھوں کو بلا کے بہت ڈرایا۔ اور کہا میں تم کو قتل کروں گا۔ اور تمہارے پیٹ کی آلائش و کثافت نکلو اور دل کا۔ اور ہاتھ پیوں کے پاؤں کیے نیچے کچلو ڈالوں گا۔ اگر تم لوگ بے سرحبید مجھ سے نہ بیان کر دگے۔ سب نے کہا اے بادشاہ اس دفعہ اب ہم سچ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب آپ نے اپنا خواب ہم سے بیان کیا۔ اس وقت ہم سب نے غور و فکر کی مگر دروازہ ہائے علم مسدود پائے۔ لہذا ہم نے جانا کہ یہ بسبب حادثہ آسمانی یہ امور غریب صادر ہوئے ہیں۔ اور ضرور ہے کہ ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہو۔ یا مبعوث ہوگا۔ اور اپنے خوف قتل سے ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا تھا پس کسریٰ نے کہا تمہارا بڑا ہوتم نے پہلے مجھ سے کیوں نہ کہا۔ کہ میں نے اپنے کام کا بند و بست کر لیا پس کسریٰ نے منجھوں اور ہائے قعر سے ہاتھ اٹھایا۔ اور باز رہا۔

فصل چوتھی

بیان وصایائے حضرت رسول مقبولؐ

جو حق فصل بیان وصایائے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از جمیع وقائع کہ قریب انتقال واقع ہوئے شیخ مفیدؒ شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور حضرت کو معلوم ہوا۔ کہ زمانہ رحلت قریب ہے ہمیشہ خطبہ پڑھنے فرماتے اور لوگوں کو اپنے احکام کی حفاظت اور اپنے بعد فقہ و فساد پر پاک کرنے سے منع فرماتے اور ڈراتے اور وصیت فرماتے تھے کہ میرے طریقہ سے اور سنت سے دست بردار نہ ہونا اور عین خدا میں بدعت نہ کرنا، میری عزت و اہل بیت کی اطاعت و نصرت و متابعت کرنا۔ اور ان سے موافق رہنا مخالفت نہ کرنا۔ مرتد نہ ہو جانا۔ اور مکرر فرماتے۔ ایھا الناس میں تم سے پہلے جاتا ہوں۔ اور تم

حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے۔ اور میں تم سے سوال کروں گا۔ کہ تم نے ان دو بزرگ چیزوں کے ساتھ کب سلوک کیا۔ جن کو چھوڑ آیا تھا۔ یعنی کتاب خدا اور عترت و اہل بیت میرے پس تم سوچو اور غور و فکر کرو۔ کہ کس طرح ان دو چیزوں سے بڑاؤ کرو گے۔ تحقیق کہ خداوند لطیف و خیر نے مجھے اطلاع دی کہ یہ دونوں چیزیں جدا نہ ہوں گی۔ جب تک حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئیں۔ ان دو چیزوں کو میں تم میں چھوٹے جاتا ہوں۔ میرے اہل بیت پر سبقت نہ کرنا اور ان سے پر اگندہ نہ ہونا۔ اور ان کے حق میں تھوہیر نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی چیز ان کو تعلیم نہ کرنا یہ تم سے دانا تر ہیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ میرے بعد میرے دین سے پھر جاؤ اور کافر ہو جاؤ تاہیں میں ایک دوسرے پر تلوار کھینچوں۔ پس مجھ سے یا علی سے ملاقات کرو لشکر میں مانند سیل تند و شریر کے ایھا الناس جاننا چاہیئے۔ کہ علی ابن ابی طالب میرا بچا زاد بھائی۔ اور میرا وصی ہے وہ قتال تا دلیل قرآن پر کرے گا جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر کیا۔ اور اسی طرح کے کلام مجاہد میں فرماتے تھے بعد اس کے آنحضرتؐ اس منہ زید کو ابیر کیا۔ اور ایک لشکر منافقان و اہل فتنہ وغیرہ سے اس کے لئے ترتیب دیا اور حکم دیا کہ ہمراہ اکثر اصحاب جانب بلا درمیں جس جگہ اس کا باپ شہید ہوا تھا۔ جائیں اور عرض حضرت کی اس لشکر کے بھیجنے سے صرف یہ تھی کہ مدینہ اہل فتنہ اور منافقوں سے خالی ہو جائے۔ اور کوئی علی ابن ابی طالب سے مخالفت و منازعت نہ کرے اور امیر خلافت جناب امیر علیہ السلام پر مستقر اور حکم ہو جائے۔ لوگوں کو باہر جانے پر نہایت مبالغہ فرماتے تھے۔ اور اسامہ کو حکم دیا۔ کہ خوف میں جائے اور فرمایا وہاں بہو بجز توقف کرے کہ لشکر وہاں آکر جمع ہو جائیں۔ اور ایک جماعت کو مقرر فرمایا۔ کہ لوگوں کو نکال دیں۔ اور ان کو تاخیر سے تجدید فرماتے تھے۔ پس اسی حالت میں رسولؐ پر دھرم موت طاری ہوا۔ کہ جس سے بخوار رحمت الہی مراجعت فرمائی۔ جب حالت آنحضرتؐ نے مشاہدہ فرمائی۔ علی ابن ابی طالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور منوجہ بہ یقیع ہوئے اور اکثر اصحاب بھیچے آتے تھے۔ پس حضرت نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ مردگان بقیع پر استغفار کروں۔ اور جب بقیع میں پہنچے ارشاد فرمایا۔ السلام علیکم لے اہل قبور۔ تم کو وہ حالت گوارا ہو جس میں تم نے صبح کی اور اس فتنہ و فساد سے نجات پائی جو لوگوں کو درپیش ہے۔ تحقیق کہ مانند بارہ ہائے شب تاریک و فتنائے عظیم نے لوگوں کی جانب رخ کیا ہے۔ یہ فرما کر عرصہ تک اہل بقیع کے لئے طلب آمرزش کی۔ اور جناب امیر علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ جو بڑی آنحضرتؐ ہر سال ایک دفعہ قرآن عرض کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ عرض کیا۔ گمان میرا اس سے یہی ہے کہ میرا وقت وفات نزدیک ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ یا علی حق تعالیٰ نے مجھے فرمائے دینا یہ عزیز فرمایا۔ کہ میں جاہوں میں دینا میں رہوں یا بہشت میں اور میں نے لقمے پر درکار کو اختیار کیا۔ جب میں انتقال کروں تم میری شہ گاہ ڈھانپ دینا کہ جس کی نظر پڑ جائے گا وہ اندھا ہو جائیگا۔ یہ فرما کر بجانب منزل مراجعت فرمائی اور عرض

حضرت شدید ہوا۔ تیسرے روز اس صورت سے مسجد میں تشریف لائے کہ مبارک کد پر عصا باندھا تھا۔ اور وہ اپنا ہاتھ دوش مبارک جناب امیر پر اور بایاں ہاتھ فضل بن عباس کے کندھے پر تھا۔ یہاں تک کہ مسجد میں تشریف لاکر منبر پر گئے اور بیٹھے پس فرمایا اے گروہ مردم اب وہ وقت قریب ہے کہ میں تم سے غائب ہو جاؤں۔ جس کسی کا تجھ سے وعدہ ہو وہ آئے اور مجھ سے وعدہ لے لے اور جس کسی کا تجھ پر قرض ہو وہ مجھ سے طلب کرے۔ اے گروہ مردم کسی متنفض اور خدا کے درمیان کوئی وسیلہ بجز عمل طاعت خدا نہیں۔ جس کے سبب کوئی عمل خیر ہو یا کوئی شر اس سے دفع ہو۔ ابھنا انسان کوئی مدعی دعویٰ نہ کرے کہ میں بغیر عمل رستگار ہوں گا۔ اور کوئی آرزو مندی نہ کرے کہ میں بغیر طاعت خدا رضائے خدا حاصل کر سکتا ہوں۔ میں قسم کھاتا ہوں اس خدا کی جس نے مجھے بحق بھیجا ہے کہ عذاب الہی سے نجات حاصل کرے مگر نیک عمل اور رحمت حق تعالیٰ سے اور اگر میں معصیت کروں جہنم میں چلا جاؤں۔ خداوند میں نے تیری رسالت پر نچا دی۔ پس منبر سے نیچے گئے اور لوگوں کے ساتھ نماز مسہولت ادا فرما کر ارم مسلمہ کے گھر تشریف لے گئے اور ایک یا دو روز وہاں رہے۔ پس عائشہ نے اور عورتوں کو راہنی کیا۔ اور حضرت سے آکر کہا۔ آپ میرے گھر چلیں۔ اور جب آنحضرت عائشہ کے گھر تشریف لے گئے مرض حضرت شدید ہوا۔ بلال وقت نماز صبح حاضر ہوا۔ اور جب آیا تو حضرت اس وقت بیہوش تھے جب بلال نے آواز نازدی حضرت کو خبر نہ ہوئی۔ عائشہ نے کہا۔ میرے باپ ابوبکر سے کہو کہ نمازیوں کو نماز پڑھائیں۔ اور حفصہ نے کہا۔ میرے باپ عمر سے

لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت ابوبکر کو رسول پاک نے آخری وقت میں نماز پڑھانے کا حکم دیا لہذا وہ خلیفہ ہیں۔ یہ روایت صاف بتا رہی ہے کہ رسول خدا نے حضرت ابوبکر کو نماز کی امامت کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ یہ حکم امامت کا حضرت ابوبکر کی بیٹی عائشہ صدیقہ سے دیا ہے کتب اہل سنت میں صحاح ستہ کی کتب ابن ماجہ ص ۱۷ مطبوعہ کراچی میں یہی روایت درج ہے ان الفاظ میں کہ رسول پاک نے فرمایا علی کو بلاؤ جناب عائشہ نے اپنے باپ ابوبکر کو بلا لیا۔ رسول نے پھر فرمایا علی کو بلاؤ جناب حفصہ نے اپنے باپ عمر کو بلا لیا رسول نے ناراض ہو کر فرمایا یہاں سے نکل جاؤ چلتے ہوئے جناب عمر نے ابوبکر سے فرمایا تم چل کر مسجد میں ہم کو نماز پڑھاؤ تمام لوگ آگئے اذان ہوئی اور جناب ابوبکر نے مصلیٰ رسالت پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی شروع کو دی جب رسول پاک کو پتہ چلا آپ نے جناب عباس اور حضرت علی سے فرمایا مجھے مسجد میں لے چلو چنانچہ ایک بارو جناب عباس نے پکڑا اور دوسرا جناب علی نے پکڑا۔ اس طرح رسول پاک کو مسجد میں لائے آپ کے آنے کا جب علم ہوا تو ابوبکر مصلیٰ سے ہٹ گئے اور رسول کریم مصلیٰ پر بیٹھ گئے نماز پڑھائی اگر رسول پاک جناب ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے تو حالت بیماری میں اس حال میں اور اس حالت سے مسجد میں نہ گتے۔ کوثر بھریو

کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب حضرت رسولؐ نے یہ باتیں سُنیں۔ فرمایا۔ ان باتوں سے ہاتھ اٹھاؤ تم مثل انہی عورتوں کے جنہوں نے چاہا کہ یوسف کو گمراہ کریں۔ اس وقت حضرت کو یاد آیا۔ کہ میں نے ابو بکرؓ کو حکم دیا تھا۔ کہ ہمراہ لشکر کے جائیں۔ اور اب معلوم ہوا کہ یہ مدینہ میں پھر آئے ہیں۔ اس سبب سے حضرت کو نہایت ہدم ہوا غم اور اسی حالت مخالفت لشکرِ اسامہؓ۔ شدت مرض میں اُٹھے۔ اور حضرت تشریف لے چلے اس طرح کہ ایک ہاتھ جناب امیر کے دوش مبارک پر اور دوسرا ہاتھ فضل بن عباس کے کندھے پر ڈالے ہوئے نہایت ضعف ناتوانی سے قدم اٹھاتے مسجد تک پہنچے۔ اور جب نزدیک حُراب آئے دیکھا کہ ابو بکرؓ نے سبقت کی ہے اور بچائے حضرت کے نماز شروع کی ہے پس حضرت نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا۔ کہ پیچھے کھڑا ہو۔ اور خود داخل حُراب ہوئے۔ اور لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر نماز کو پھر سے ادا فرمایا۔ اور بعد سلام نماز گھر میں تشریف لے گئے۔ ابو بکرؓ اور ایک جماعت مسلمانوں کو طلب فرمایا۔ ارشاد کیا۔ میں نے تم کو حکم نہیں دیا تھا۔ کہ ہمراہ لشکرِ اسامہؓ باہر چلے جاؤ ان سب نے اقرار کیا۔ کہ بیشک حضرت نے حکم ہم کو یہ دیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ کس لئے میرے حکم کی اطاعت تم نے نہ کی۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ میں گیا۔ اور اس لئے پھر آیا۔ کہ اپنا عہد تازہ کروں۔ عمرؓ نے کہا۔ میں اس لئے نہ گیا۔ کہ آپ کی بیماری کا حال اور سے دریافت کروں۔ اس وقت پھر حضرت نے حکم دیا کہ لشکرِ اسامہؓ کے ہمراہ باہر چلے جاؤ۔ اور فرمایا کہ بیزاری نفرین خدا اس پر ہو جو لشکرِ اسامہؓ سے مخالفت کرے اس کلمہ کو حضرت نے تین دفعہ فرمایا۔ اور بے ہوش ہو گئے اس لئے کہ آمد و رفت مسجد سے اس حالتِ علالت میں اور پھر مشاہدہ احوال و اطوارِ ناپسندیدہ منافقین سے حضرت کو نہایت ہدم اور حزن و اندوہ ہوا تھا۔ اور یہ تین فاسدہ لوگوں کی آپؐ مجھے گئے تھے۔ پھر حضرت کو غش آگیا۔ اس لئے مسلمان رونے لگے اور آوازِ نوحہ و گریہ برزخِ ان و فرزندِ ان حضرت اور صدائے غل و شور مردان و زنانِ مسلمانان بلند ہوئی حضرت نے چشم کھول کر طرف دیکھا۔ اور کہا۔ دوات اور کتف کو سفند لاؤ۔ کہ تمہارے لئے میں ایک نامہ بیانِ حدیثِ قرطاس لکھوں کہ میرے بعد ہر گمراہ نہ ہو۔ یہ سن کر اصحاب میں سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا۔ کہ دوات اور کتف کو سفند لائے۔ عمرؓ نے کہا۔ لوٹ آ کہ یہ مرد ہذیان کہتا ہے اور اس پر بیماری نے غلبہ کیا ہے۔ ہم کو کتابِ خدا کافی ہے اس بات سے جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں اختلاف ہوا۔ بعضوں نے کہا قولِ عمرؓ اور

۱۔ عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله صلعم وقي بيته رجال فيهم عمر بن الخطاب قال النبي صلعم هلم اكتب لكم كتابا لا تضلون بدينه ابدًا فقال عمر بن رسول الله صلعم قد غلب عليه الوجع وعندكم القران احسب ان كتاب الله ما خلت اهل البيت فاختمتموا متهم من يقول قس بواكتب لكم رسول الله كتابا لن تضلوا بعده ومنهم ما يقول عمر فلما اكثروا (باقی ص ۱۱۳)

اور بعضوں نے کہا۔ قول قول پیغمبر ہے اور ایسی حالت میں مخالفت پیغمبر کیوں کر جائز ہے۔ دوسری دفعہ پوچھا کہ جو آپ طلب کیا۔ وہ ہم لائیں حضرت نے فرمایا۔ ان یہودہ باتوں کے بعد جو میں نے تم سے سنی ہیں اب مجھے دوات و قلم کی حاجت نہیں۔ لیکن میں تم وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت سے نیک سلوک کرنا اور روگردانی نہ کرنا۔ مولف فرماتے ہیں۔ کہ حدیث دوات و کاغذ صحیح بخاری و مسلم اور صحیح کتب معتبرہ اہل سنت میں ہے اور متعدد طریقوں سے مذکور ہے اور اہل سنت نے ابن عباس سے اس طرح روایت کی ہے کہ ابن عباس اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں میں گرہ مسجد بھیگ گئے اور کہا۔ کہ رونے پشیمند اور کون پشیمند وہ جس دن حضرت پر مرض شدید ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ دوات و کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لئے ایک وصیت لکھوں کہ اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔ لوگوں نے آپس میں قریب حضرت رسولؐ نزاع کی۔ عمر نے کلام رسولؐ خدا کو بہ ہدیان نسبت دی اور بروایت دیگر عمر نے کہا۔ کہ رسولؐ پر مرض کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے وہ ہم کو اور تم کو کافی ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ بعضوں نے کہا۔ لانا چاہیے کہ رسولؐ خدا تمہارے لئے ایک ایسی وصیت لکھیں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ اور بعضوں نے قول عمر پسند کیا۔ اور جب حضرت کے نزدیک آوازیں بلند ہوئیں آپ نے دل تنگ ہو کر فرمایا۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ ابن عباس کہتے تھے مصیبت اور بدترین مصیبت وہ تھی کہ پیغمبر کو تحریر وصیت سے مانع ہوئے۔

بقیہ حاشیہ ۱۵۲۔ اللغو و اختلاف عند رسول اللہ قال رسول اللہ تو مو اقل عید للہ فکان ابن عباس یقول ان الترتیب کلی الترتیب ما حال بین رسول اللہ و بین ان یتکتب لہم ذالک الکتب اب من اختلافہم و لفظہم۔ صحیح مسلم جلد دوم ۳۳۳ قال ابن عباس یوم الخمیس و ما یوم الخمیس اشتد برسول اللہ صلعم و جعلہ فقال استوفی کتبکم کتبنا بان تصلو بعد کذا ابد انتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شاننا ہجر استفہموا و فذل صواب و دون عنہ فقال دعونی فالذی انا فید خیر مما تدعونی الیہ و اوصاہم بثلث قال اخر جہا المشرکین من جزیرۃ العرب و اجیزوا و لو قد نحر ما کنت اجیزہم و سلکت عن الثالثہ او قال فینستھا (بخاری جلد دوم ص)

ابن عباس نے کہا۔ جموات کا روز عجیب دن تھا کہ شدت مرض میں نبی کریمؐ نے فرمایا۔ لاؤ کاغذ و قلم تاکہ میں ایک نامہ لکھ دوں کہ جس پر عمل کرنے کے بعد تم لوگ گمراہی میں نہ پڑو گے۔ پس حاضرین میں نزاع ہوئی اور حضورؐ کی کوزار و دیکرا کسی طرح جائز نہ تھا جس عمر ابن خطاب نے کہا۔ نبی کریمؐ کو ہدیان ہے یعنی بڑا ثابت کر رہے ہیں۔ ہم کو کتاب خدا کافی ہے۔ رسولؐ نے غصہ میں فرمایا میں جس حالت میں ہوں مجھے چھوڑ دو اور یہاں سے نکل جاؤ۔ بعد نبی نے تین وصیتیں کیں۔ لیکن کوثر پر عرب سے نکال دینا۔ جزیرہ لینا جیسے لیا کرتا تھا۔

(کوثر بھری مٹی عنہ)

تیسری کے وقت خاموش ہو گئے۔ ریا رادی بھول گیا۔

اور آنحضرتؐ کے رب و روادائیں بلند کیں۔ یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ الغرض تمامی اہل مدینہ و مہاجر و انصار آخری زیارت زیارت حضرت رسولؐ کو مسجد میں حاضر ہوئے۔ یہاں تک کہ دختران ناکتہ اپنے اپنے گھروں سے مسجد میں چلی آئیں۔ تمام مرد و عورت روتے پیٹتے تھے۔ بعضے وادیلہ اور انالبتہ کہتے تھے۔ اور حضرت آخری خطبہ آخری حضرت رسولؐ خطبہ پڑھ رہے تھے کبھی ضعف و ناتوانی سے خاموش ہو جاتے تھے۔ اور پھر خطبہ شروع فرماتے تھے۔ اثنائے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مہاجر و انصار اور جو شخص اس وقت یہاں موجود ہے۔ آدمیوں اور جنات سب سے میرا خطاب ہے کہ جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں۔ تم لوگ اہی لوگوں کو جو یہاں موجود نہیں ہیں پہونچا دو اور حق کو نہ چھپاؤ۔ کہ میں اب جاتا ہوں اور تم میں کتاب خدا چھوڑے جاتا ہوں۔ جو کہ منور بنور ہدایت ہے۔ اور جس چیز کی امت تھما ہو اس سب کا بیان اس میں ہے اور حجت خدا تم پر ہے میری طرف سے اور میں تم میں علم اکبر چھوڑے جاتا ہوں۔ کہ وہ نشان راہ دین اور نور ہدایت ہے اور وہ علی ابن ابی طالب میرا وصی ہے وہ لبسان حکم خدا ہے۔ لازم ہے تم سب اس سے متمسک ہو۔ اس سے ہر گز نہ ہو۔ نعمت خدا کو یاد کرو۔ واضح ہو جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس وقت خدا نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔ اور بسبب نعمت خدا آپس میں بھائی ہو گئے۔ ایھا الناس علی ابن ابی طالب علم و حکمت میں خدا کا خزانہ ہے جو شخص اس کو اس روز کے بعد اور اس روز بھی درست رکھے اس پر راجب ہے کہ اس نے عہد خدا کو وفا کیا۔ اور جو اس سے اس دن اور بعد اس دن کے دشمنی کرے وہ قیامت کے دن اندھا اور بہرہ مشور ہوگا۔ اور اس کو خدا پر کوئی محبت نہ ہوگی۔ ایھا الناس بروز قیامت دنیا کے ہمراہ میرے پاس نہ آنا۔ درآئیں لیکہ میرے اہل بیت آئیں۔ اچھے بال مٹی بھرے ہوئے آزار کشیدہ متم دیدہ خون ان کا تمہارے منہ کے سامنے بہتا ہوا تمہاری بیعتائے ضلالت اور مشورہ ملے جہالت کی وجہ سے اور اس سبب سے کہ تم نے ان کی نصرت و مددگاری نہ کی ہو۔ ایھا الناس امامت و پیشوائی کے لئے کچھ لوگ ہیں مگر ان کیلئے علامتیں ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے ان کی تعریف قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے اور میں نے ان کو تمہارے لئے نعرہ دیا ہے۔ اور جو کچھ ان کے حق میں کہنا ضرور تھا۔ وہ میں نے تم کو پہونچایا۔ و لیکن تم میں سے ایک گروہ نادان کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ بعد میرے کا قرا در میرے دین سے بھر گئے۔ اور تاویل کتاب خدا بجمہل و بہ خواہشہائے نفس کرتے ہو۔ دین میں بدعتیں جاری کر رہے ہو۔ اس لئے کہ ہر سنت و حدیث اور جو بات قرآن کے خلاف ہے۔ وہ باطل ہے اور قرآن پیشوائے راہ ہدایت ہے اور قرآن کے لئے ایک اہم نام ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلاے گا اور جو شخص قرآن کی تاویل اور تفسیر جانتا ہے وہ علی ابن ابی طالب دارث علم و حکمت ملک منان و محرم راز پنہاں پیغمبر آخر الزمان ہے۔ اور تمام پیغمبروں کی میراث اس کے پاس ہے۔ ایھا الناس میں تم کو اپنے اہل بیت کے حق

وصایائے رسول و حق اہل بیت۔ میں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ یہ ارکان دین اور چراغ راہ یقین و معدن علم و ابطلین ہیں۔ اور میرا بھائی علیؑ ہے اور میرا وارث اور میرا وزیر اور میرا امین ہے اور بعد میرے وہ میرا خلیفہ ہے اور وہ بعد میرے۔ میرے بعد پروفا کرے گا۔ وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے۔ اور سب کے بعد مجھ سے جدا ہوگا۔ اور سب سے پہلے بروز قیامت میرے پاس ہوگا یہی میرا حکم جو حاضر ہیں وہ غیر حاضر دن تک پہنچا دیں۔ جو کوئی بغیر علیؑ ابن ابی طالبؑ پیشوائے جماعت ہو وہ کافر ہے۔ ایسا انسان جس کا کوئی حق مجھ سے ہو وہ آگے اور لے لے اور جس کسی سے میں نے وعدہ کیا ہے وہ میرے بعد علیؑ پاس جائے گا کہ وہ میرے وعدوں کا ضامن ہے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ یا علیؑ اکثر اس جماعت سے کافر ہو جائیں گے۔ اور دین سے پھر جائیں گے۔ اور تلواریں ایک دوسرے پر کھینچیں گے۔ اور جب میں دُنیا سے انتقال کر جاؤں گا۔ اس وقت یہ حال جو میں نے بیان کیا تم پر ظاہر ہو جائے گا۔ یا علیؑ جو تم سے لڑائی کرے میری عورتوں یا میرے اصحاب میں سے اس نے میری معصیت کی ہے اور جس نے میری معصیت کی اس نے خدا کی معصیت کی۔ اور میں اس سے بیزار ہوں۔ اور تم بھی اس سے بیزار بہ ہند جب امیر نے فرمایا۔ میں اس سے بیزار ہوں۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ گواہ رہ بعد اس کے۔ فرمایا۔ یا علیؑ یہ لوگ آپس میں عہد و پیمان کر رہے ہیں۔ کہ میرے بعد تم پر ظلم کریں۔ اور اس خیال باطل میں رات دن مبتلا ہیں۔ اور جس کسی کے دل میں مکرو فریب ہو۔ میں اس سے بیزار ہوں۔ اور قرآن میں یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوا ہے۔ بیت طائفتہ منہد غیر ی تقول واللہ ینکب ما ینکبتون یعنی رات کو دن کرتے ہیں۔ ایک گروہ ان میں سے بغیر اس کے کہ تو کہتا ہے۔ اور خدا لکھتا ہے جو کچھ یہ لوگ راتوں کو صلاح و مشورہ کرتے ہیں۔ سید ابن طاووس نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ جناب صادقؑ نے ارشاد فرمایا۔ **وصایائے رسول از انصار**۔ فرمایا۔ کہ جب وقت وفات سرور کائنات ہوا۔ اس وقت انصار کو بلایا۔ اور فرمایا اے گروہ انصار! یا راہن احمدی! میری مفارقت تم سے نزدیک ہے اور حق نے مجھے اپنے جوار رحمت میں طلب کیا ہے۔ اور اجابت دعوت حق لازم ہے تم نے میرے ہمراہ نیک طریقہ اختیار کیا اور جو کچھ شرائط نصرت و مددگاری تھی وہ تم لوگ بجالائے اور مال میں ہمارے جہیز سے تم نے مضائقہ نہیں کیا۔ اور اپنی خیر و نیکی کو تم نے مسلمانوں پر وسعت دی۔ اور راہ خدا میں تم نے اپنی جانوں سے دریغ نہ کیا۔ اور حق تعالیٰ بعض اعمال پسندیدہ تم کو جزائے جزیل و ثواب جمیل عطا کرے گا۔ واضح ہو کہ دو چیزیں رہ گئیں ہیں۔ کہ تمہارا ہر کام ان کے ساتھ ہوگا۔ اور بغیر اس کے کوئی علم تم کو فائدہ نہ دے گا۔ اور وہ دو چیزیں آپس میں جدا نہ ہونگی۔ اور وہ کتاب خدا اور میرے اہل بیت ہیں۔ پس کتاب خدا سے دست بردار نہ ہونا۔ وہ مجتہد

برہان و گواہ عادل مسلمانوں کی ہے اور جنہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ وہ ان سے بروقیامت محاصمہ کرے گی۔ اور ان کے پاؤں کو صراط سے پھسلا دے گی۔ اے گروہ انصار میری نصرت و اعانت کرو۔ میرے اہل بیت کے حق میں کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ کتاب خدا ان سے جدا نہ ہوگی۔ جب تک کہ مجھ پر حوض کوثر پر وارد نہ ہوں۔ جانتا چاہیے کہ اسلام مانند چھپت کے ہے۔ اور اس کے کھجے اطاعت و متابعت امام کی ہے اے گروہ مسلمانان ہرگز میرے اہل بیت سے دستبردار نہ ہونا۔ کہ یہ چراغِ علم کے راہ ہدایت اور معدنِ ہائے علم اور پختہ ہائے حکمت ہیں۔ ان پر ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں کا پہلا علی ابن ابی طالب ہے کہ وہ میرا وصی اور میرا امین ہے اور میرا وارث ہے اور وہ مجھ سے بمنزلہ ہاروی ہے موسیٰ سے اے گروہ انصار فاطمہ میری درگاہِ حرمت ہے۔ اور اگر اس کا میرا گھر ہے جس نے اس کی حرمت کو ضائع کیا۔ اس نے حرمتِ خدا کو ضائع کیا۔ پس حضرت امام موسیٰ بن جعفر بہت روئے اور کہا۔ اے مادرِ بزرگوار تمہاری حرمت کو ضائع کیا۔ اور تمہاری درگاہِ جلالت کی توقیر اور حرمتِ خدا کی رعایت نہ کی۔ پھر امام نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ نے مجاہدین و صیائے رسولؐ از مجاہدین۔ کو جمع کیا۔ اور کہا۔ اے ایھا الناس حضرت رب العزت مجھے بلایا ہے۔ اور بہت جلد دعوتِ حق قبول کرتا ہوں۔ اور میں شتاقِ لقاء پروردگار اور آئندہ ملاقاتِ برادرانِ یعنی پیغمبرانِ گذشتہ ہوا ہوں۔ اور تم کو مانند بہائمِ سردار نہیں چھوڑتا ہوں۔ بلکہ تمہارے کام کو اپنے وصی یعنی علیؑ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور جو کچھ تمہارے لئے ضرور ہے وہ میں نے علیؑ کے لئے کہہ دیا ہے۔ پس عمرؓ نے اٹھ کر کہا۔ کہ یا حضرت آپ نے بحکمِ خدا اس وصیت کو فرمایا۔ یا کہ اپنی طرف سے حضرتؐ نے فرمایا۔ اے عمر بیٹھ جا۔ میں نے بحکمِ خدا اور بحکمِ علیؑ کو وصی کیا ہے۔ اور میرا حکم خدا کا حکم اور میری اطاعت خدا کی اطاعت اور میری محصیت خدا کی محصیت۔ جس نے میرے وصی کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ یہ فرما کر حضرت نے غضب آلود و خشمناک ہو کر ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا۔ اے ایھا الناس۔ میری وصیت غور سے سنو۔ جس نے میرا ایمان اختیار کیا۔ اور میری پیغمبری کی تصدیق کی۔ میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ ولایت اور اطاعت علیؑ کی قبول کرے اور تصدیق کرے۔ کہ اس کی ولایت میری ولایت اور میری ولایت پروردگار کی ولایت ہے مجھے جو کچھ لازم تھا وہ تم سے کہہ دیا۔ چاہے کہ اس میرے کلام کو حاضرین غیر حاضرین تک پہنچا دیں۔ تحقیق کہ علیؑ علمِ اعظم ہے جو اس سے بچے رہ گیا۔ اور جس نے اس پر سبقت کی۔ اس کی راہِ جہنم کی طرف ہے علیؑ کو چھوڑ کر دائیں بائیں بھٹکا پھرا اور ہلاک اور گمراہ ہو گا کیلئے نے بسندِ مقبرہ حضرت موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے۔ امام نے فرمایا میں نے اپنے بزرگوار سے پوچھا آیا ایسا نہ تھا کہ حضرت امیر المومنین کا تب وصیت نامہ رسولؐ خدا نے حضرت رسولؐ نے سمجھا دیا اور جبرئیلؑ

و ملائکہ مقربین گواہ تھے۔ حضرت ۵ اداق نے ایک لمحہ سکوت فرمایا۔ اور بعد اس کے ارشاد کیا کہ لکھا ہی تھا۔ جیسا تم نے بیان کیا۔ و لیکن جب وقت و ذات حضرت رسولؐ ہوا۔ جبرئیلؑ جانب خداوند جلّ جلالہ سے نامہ لکھ کر مہر کر کے ہمراہ امینان خداوند عالمیان و ملائکہ مقررین حاضر ہوئے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ جو لوگ آپؐ کے پاس ہیں ان کو باہر کر دیجئے اور علی ابن ابی طالبؑ اپنے وصی کو اپنے پاس رہنے دیجئے کہ نامہ آسمانی مجھ سے لے لیں۔ اور آپؐ مجھے گواہ کیجئے کہ علیؑ نے نامہ لے لیا۔ اور علیؑ ضامن ہوں کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے اس پر عمل کریں۔ پس حضرت نے فرمایا۔ کہ بغیر علی ابن ابی طالبؑ جو لوگ موجود ہیں۔ سب کو باہر کر دیں۔ اور فاطمہ علیہا السلام پردہ میں بیٹھی تھیں پس جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ تمہارے پروردگار نے سلام کہلے اور فرمایا یہ نامہ وہ نامہ ہے جس کا شبہ معراج اور علاوہ اس کے میں نے تم سے شرط اور عہد کیا تھا۔ اور میں خود گواہ ہوا تھا۔ اور ملائکہ کو تم پر گواہ کیا تھا۔ باوجودیکہ میں خود گواہی کے واسطے کافی ہوں۔ جب حضرت رسولؐ نے یہ سنا اعضائے بدن خوف الہی سے کانپنے لگے۔ اور فرمایا۔ اے جبرئیلؑ میرا پروردگار جمع نقص سے سالم ہے اور اسی سے سب سلامتی ہے اور اسی کی طرف سب تہمت ہے میرے پروردگار نے سب فرمایا۔ اور اپنے وعدہ کی وفا فرمائی۔ وہ مجھے نامہ دو۔ جبرئیلؑ نے وہ نامہ حضرت کو دیا۔ اور کہا۔ آپؐ جناب امیرؑ کو دیجئے۔ حضرت نے جب وہ نامہ جناب امیرؑ کو دیا فرمایا۔ اے علیؑ پڑھو۔ جناب امیرؑ نے نامہ حرف آخر تک پڑھا۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ عہد میرے پروردگار کا مجھ پر ہے اور وہ شرط ہے کہ مجھ سے لی ہے اور یہ امانت اس کی میرے پاس ہے۔ اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا۔ اور جو شرط خیر خواہی امت تھی اس کی تعمیل اور ادا اے رسالت کر دی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں میرے پروردگار آپؐ پر فدا ہوں۔ آپؐ نے تبلیغ رسالت اور خیر خواہی امت فرمادی۔ اور جو کچھ آپؐ نے فرمایا۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور میرے کان اور آنکھیں اور گوشت اور خون گواہی دیتے ہیں۔ پس جبرئیلؑ نے کہا۔ میں بھی آپؐ دونوں کے ساتھ کلام پر منجملہ گواہ ہوں۔ پس حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ میری وصیت تم نے قبول کی۔ اور اس کو سمجھ لیا۔ اور واسطے میرے اور خدا کے ضامن ہوئے جو کچھ اس عہد نامہ میں لکھا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ۔

بیان عہد نامہ حضرت رسولؐ۔ میرے پروردگار آپؐ پر فدا ہوں۔ تعمیل اس حکم نامہ کی مجھ پر ہے۔ اور میں خدا سے امید دار ہوں کہ وہ میری نصرت و مدد فرمائے اور توفیق عطا کرے کہ میں اس نامہ پر عمل کروں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ میں چاہتا ہوں کہ تم پر کسی کو گواہ کروں کہ جب تم میرے پاس روز قیامت آؤ۔ تو وہ گواہی دیں کہ میں نے حجت تم پر تمام کی۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں آپؐ گواہ لیں حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ و ملائکہ مقربان حاضر ہیں۔ اور میرے تمہارے درمیان گواہ ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ اے ملائکہ گواہ رہو۔ اور یا حضرت میں بھی انہی کو گواہ کرتا ہوں۔ میرے مال باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ حضرت رسولؐ نے

ملائکہ کو گواہ کیا۔ اور منجملہ جمیع شرائط جس شرط پر جبرئیلؑ کو حکم خداوند جلیل گواہ کیا۔ یہ بھی کر یا علیؑ جو کچھ اس نامہ میں ہے اس پر وفا کرو۔ اور اس نامہ میں لکھا ہے کہ خدا اور رسولؐ خدا کے دوست سے دوستی کرنا۔ اور دشمن سے دشمنی کرنا۔ اور بیزاری کرنا۔ اور اپنے حق تلف ہو جانے اور جس غضب ہو جانے اور ہتک حرمت پر صبر کرنا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ بہت اچھا یا رسول اللہؐ میں نے قبول کیا۔ پس جناب امیرؑ فرماتے ہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ اس پر دروکار کی۔ جس نے دانا شکافہ کیا اور خلایق کو پیدا کیا۔ میں نے جبرئیلؑ سے سنا کہ کہتے تھے۔ یا بنی اللہ علیؑ کو آگاہ کرو۔ کہ ان کی ہتک حرمت کریں گے۔ اور ان کی حرمت خدا اور رسولؐ کی حرمت ہے اور ان کی ریش مبارک کو ان کے خون سے خضاب کریں گے۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جب جبرئیلؑ سے میں نے یہ کلمہ سنا۔ یہ ہوش ہو کر منہ کے بل گر پڑا۔ اور میں نے کہا۔ قبول کیا اور راضی ہوا۔ ہر چند میری ہتک کریں اور سنتھائے رسولؐ کو ترک کریں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کریں اور کعبہ کو خراب کریں۔ اور میری داڑھی میرے خون سے رنگین کریں۔ میں سب حال میں صبر کروں گا۔ اور اپنے خدا سے امید اجر رکھوں گا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس مظلوم آؤں۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کو بلایا۔ اور ان کو بھی مثل جناب امیرؑ آگاہ کیا۔ اور انہوں نے بھی مثل جناب امیرؑ قبول کیا پس وصیت نامہ بیان سپردگی وصیت نامہ۔ ہر مہر ہائے طلانی بہشت سے مہر کی کہ آگ اس ملائکہ نہ پہنچتی تھی۔ اور نامہ جناب امیرؑ کے سپرد کیا۔ جب حضرت امام موسیٰؑ نے یہاں تک بیان فرمایا۔ راوی نے پوچھا۔ اس وصیت نامہ میں کیا لکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ سنتھائے خدا اور رسولؐ خدا۔ راوی نے پوچھا۔ آیا اس وصیت نامہ میں لکھا تھا۔ کہ منافق عقبہ خلافت جناب امیرؑ کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ واللہ جو کچھ ان لوگوں نے کیا۔ وہ سب کچھ اس میں درج تھا مگر تو نے قول حق تعالیٰ نے سنا۔ انا نحن نحي الموق و ککتب ما قد هو انا و انا هم و کل شیء احصینا کافی امامہ مبین۔ یعنی زندہ کرتا ہوں مردوں کو اور لکھتا ہوں جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا۔ اور جو کچھ بعد ان کے حالات بد ہونے والا ہے اور سب چیزوں کو میں نے احصا کیا ہے امام مبین یعنی لوح محفوظ یا امیر المومنین میں۔ پس حضرت نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے جناب امیرؑ اور جناب فاطمہؑ سے ارشاد فرمایا۔ کہ آیا تم مجھے جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا۔ اور تم نے قبول کیا۔ کہ اس پر عمل کرو گے۔ کہا ہاں ہم نے قبول کیا جو حق قبول کرنے کا ہے اور ہم اس پر صبر کریں گے۔ جو ہم پر دشوار ہو گا۔ اور ہم کو عہد میں لائے گا سید ابن طاووسؑ نے حضرت امام موسیٰؑ کا ظم سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ حضرت رسولؐ نے مجھے وقت وفات بلایا۔ اور مکان میں خلیہ کر دیا۔ مگر جبرئیلؑ و میکائیلؑ اس مکان میں تھے۔ اور میں ان کی آواز سنتا تھا۔ مگر ان کو دیکھتا نہ تھا۔ پس حضرت نے وصیت نامہ انہی جبرئیلؑ سے لیا۔ اور مجھے دیا۔ اور فرمایا۔ مہر کھول کر پڑھو۔ میں نے سب پڑھا حضرت نے فرمایا۔ یہ نامہ جبرئیلؑ

خداوند جلیل کی طرف سے تمہارے واسطے لائے ہیں۔ جب میں نے بڑھاپا سب موافق وصیت رسولؐ پایا۔ کہ جو مجھ سے وصیت کر چکے تھے۔ اور اس وقت حضرت میرے سینے سے نکلے فرما ہوئے تھے۔ پس فرمایا میرے سامنے آؤ۔ اور جبرئیلؑ نے حضرت کا نکیہ اپنا سیدہ کیا۔ اور میکائیلؑ داہنی جانب بیٹھے۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ! اپنی مٹھیاں بند کر لو۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ! میں تم سے دو امینان پروردگار عالمیان یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ کے سامنے عہد لیتا ہوں۔ اور تم کو بحق دوزرگوار یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ قسم دیتا ہوں۔ کہ قبول کرو اور عمل کرو۔ اور جو کچھ اس وصیت نامہ میں لکھا ہے۔ بصبر و شکیبائی و بے ہیز گاری میری سنت اور میرے طریقے پر نہ بطریقہ بدعت اور قبول کرو و نہ بدعت درست اور یہ دل قوی کہ جو تم کو خدا نے دیا ہے۔ پس اپنا دست مبارک میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان داخل فرمایا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان کوئی چیز گر پڑی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ! تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان علم و حکمت ڈال دی۔ اور کوئی مسئلہ اور حکم تم پر مخفی نہ ہوگا۔ اور جب تمہارا وقت وفات آئے تم بھی اپنے وصی سے اسی طرح وصیت کرنا پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ عنوان وصیت نامہ کا یہ تھا۔

مضمون وصیت نامہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یہ وصیت و عہد و بیان محمد بن عبد اللہ بحکم الہی جانب وصایت پناہ علی ابن ابی طالب امیر مومنان ہے اور آخر وصیت نامہ میں لکھا تھا کہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اس وصیت پر جو محمدؐ نے علیؑ کو کی ہے گواہ ہوئے اور علیؑ نے اس وصیت کو قبول کیا۔ اور ضامن ہوئے۔ جو کچھ اس میں لکھا ہے۔ اس پر عمل کریں جس طرح ضامن ہوئے یوشی بن نون واسطے موسیٰ بن عمران کے اور شمعون بن حمون واسطے عیسیٰ بن مریم اور جس طرح ضامن ہوئے اوصیا پہلے ان کے واسطے پیغمبروں کے باوجود کہ محمدؐ بہترین پیغمبران اور علیؑ بہترین اوصیا ہے۔ اور محمدؐ نے علیؑ کو ولی امر خلافت کیا اور عہد کیا کہ بعد محمدؐ کے کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ نہ واسطے علیؑ کے اور نہ واسطے اوروں کے اور خدا اس سب پر گواہ۔ پس حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب وصایا بائے رسولؐ تمام ہوئیں۔ فرمایا۔ یا علیؑ! جواب اپنا متیار کھوکھل بروز قیامت نزدیک حق تعالیٰ ادا کرنا ہوگا۔ تحقیق کہ میں بروز قیامت تم پر حجت تمام کروں گا۔ حلال و حرام و حکم و متشابہ کتاب خدا سے جس طرح بھیجا ہے اور جس طرح میں نے تم کو بغیر الفس و احکام امر کیا ہے اور نیکی کا حکم دینا ہے اور بدی سے منع کیا ہے۔ اور اقامت حدود و خدا اور نماز کا برپا رکھنا اور زکوٰۃ کا مستحقوں کو دینا اور حج خانہ خدا اور جہاد راہ خدا میں۔ پس یا علیؑ! تم کیا جواب دو گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ میرے مال باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں اس کرامت اور منزلت کا امیدوار ہوں۔ جو آپ کو خدا کے نزدیک ہے۔ اور ان نعمتوں کا جو حق تعالیٰ نے آپ کو عطا کیں ہیں۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا۔ اس کی بجا آوری پر میرا پروردگار میری نصرت کرے گا۔ اور آپ کی سنت اور

بیان قبول وصیت نامہ۔ طریقہ پر ثابت قدم رکھ گا۔ یا حضرت جب بروز قیامت میں آپ سے ملاقات کروں۔ خدا سے امیدوار ہوں کہ کوئی تقصیر مجھ سے اور تغیر لٹ میں نے نہ کی ہو۔ اور اثر خجالت آپ کی جبین مبین پر میری جانب سے نہ ہو۔ آپ پر سے میرا منہ اور میرے مال باپ کا منہ فدا ہو۔ بلکہ یا حضرت میرے مال باپ کو اور مجھے اپنا مطیع اپنی وصیت اور طریقہ سنت میں پائیں گے۔ جب تک کہ زندہ رہوں اور اسی طرح ہر ایک امام کو میرے فرزندوں میں سے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جب کلام یہاں تک پہنچا۔ ایک شعلہ حسرت میرے سینہ میں بھڑکا۔ اور اپنے سینے کو حضرت پر گرا دیا۔ اور اپنا منہ حضرت کے منہ پر رکھ کر ایک نعرہ بلند کیا۔ کہ داحسرتا اس وحشت و تنہائی پر جو بعد آپ کے آئے گی۔ میرے مال باپ آپ پر فدا۔ افسوس اس حسرت و وحشت پر آپ کی دختر بزرگوار اور آپ کے فرزندان بقیرا کے کہ ایک لحظہ بغیر آپ کے دیکھے ان کو آرام نہیں اور افسوس اس غم جاں گذار اور اندہ دور دراز پر آپ ایسے دمساز کی مفارقت پر کہ بعد آپ کے ہمارے گھر سے خبر پائے بارگاہ آسمانی منقطع ہو جائیں گی۔ نہ جبرئیلؑ سے خبر اور نہ میکائیلؑ سے اثر پائیں گے۔ پس ہمارے سامنے حضرت رسولؐ متوجہ رب الارباب ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ یہاں ادیبیال جبرو طاہرہ میں آئیں۔ اور صدائے نوحہ و زاری بلند ہوئی۔ ہمارے انصار باہر کھڑے نالہ و الحاد و اسیلہ آسمان ختم تک پہنچاتے تھے۔ حضرت نے چشم کھول کر جناب امیرؑ کو طلب فرمایا۔ جناب امیر المؤمنینؑ آئے۔ حضرت نے جناب امیر المؤمنینؑ کو آپ نے سینے سے لگایا۔ اور کہا اے برادر محمدؐ خدا تجھے سمجھ دے اور تجھے توفیق رفیق عطا فرمائے اور تجھے بلند آواز کرے اے برادر جب میں دنیا سے رحلت کروں اور منافقین امت غدار مجھ سے متفرق ہو کر قبل غسل و دفن تو تم ان کی طرف نہ جانا۔ اور ان سے اپنا حق طلب نہ کرنا جب وہ خود تم کو بلاتے نہ آئیں۔ اس لئے کہ یا علیؑ تمہاری مثال کعبہ کی مثل ہے کہ وہ اپنی جگہ ثابت و قائم ہے۔ مگر تمام لوگوں کو لازم ہے کہ اطراف عالم سے کعبہ کی طرف آئیں۔ اور یا علیؑ تم علم و ہدایت اور روشنی زمین و آسمان ہو اے برادر بخت پروردگار جس نے مجھے براستی بجانب خلق بھیجا ہے۔ قسم کھاتا ہوں۔ کہ تیری امامت اور تیرے وجوب متابعت کا حکم میں نے سب کو پہنچا دیا۔ اور سب سے اقرار اور بیعت میں نے لے لی۔ اور سب اظہار بفرمانبرداری کیا۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ میرے عہد پر وفانہ کریں گے۔ یا علیؑ جب میں بجانب عالم بقارحلت کروں اور میرے غسل و کفن اور نماز سے فرصت ہو بھیڑو۔ قرآن کو بترتیب جس طرح خدا نے بھیجا ہے جمع کرو۔ اور جو کچھ میں نے تم کو حکم کیا ہے بجا لاؤ۔ اور ملامت خلق سے پرواہ نہ کرنا جو رد ظلم امت سے صبر کرنا۔ یہاں تک کہ میرے پاس آؤ پس حضرت فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو بلایا۔ اور باقی سب کو گھر سے باہر کر دیا۔ ام سلمہؑ کو حکم دیا کہ نزدیک دروازے کے کھڑی ہوں۔ اور کسی کو دروازے کے پاس نہ آنے دیں پس فرمایا۔ یا علیؑ میرے نزدیک آؤ۔ کہ اب وقت و داع ہے۔ پس

اپنی نور دیدہ فاطمہؑ کا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا۔ اور دست مبارک سے جناب فاطمہؑ کا ہاتھ پکڑ کر ایک ساعت بچشم حسرت و یاس دونوں صاحبوں کو دیکھا کئے اور اشک حسرت دیدہ حضرت پر جاری تھے۔ جب چہاڑتے تھے۔ کچھ کہیں رقت مانع ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام اہل بیت رونے لگے۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا۔ اے پروردگار! آپ نے اپنے رونے سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور میرے جگر کو جلا دیا۔ اور میرے سینہ پر حسرت میں آگ

بیان رخصت رسولؐ اور اہل بیت۔ بحر کا دی۔ اے سید پیغمبران، اے بہترین گزشتگان و آشدگان، اے امین پروردگار عالمیان اے رسول خداوند رحمان اپنے حبیب منان آپ کے بعد میرے فرزندوں کی کون حمایت کرے گا۔ اور آپ کی امت سے جو ذلت مجھے پہنچے گی۔ اس وقت کون میری مدد کرے گا۔ کون اس وقت جو رو بیداد امت سے جو علیؑ کو کہ ناصردین خدا ہے پہنچے گی فریاد رسی کرے گا۔ کون بعد آپ کے وحی خدا سنے گا۔ اور حکم خدا لوگوں کو پہنچائے گا۔ یہ کہہ کر اپنے پدر بزرگوار کے سینے سے پٹ گئیں۔ منہ سے بوسے لینے لگیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ نالہ آہ جگر تراش آسمان تک بلند تھی۔

حضرت رسولؐ نے امام حسنؑ اور حسینؑ کو گود میں لیا۔ اور ہر ایک کو دایع کیا۔ عدائے الوداع الوداع و خروش الفراق الفراق زمین سے آسمان تک بلند ہوا۔ پھر فاطمہؑ زہراؑ کا ہاتھ علیؑ ابن ابی طالب کے ہاتھ میں

وصیت مخصوص بحق فاطمہؑ۔ دیا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ یہ امانت خدا اور امانت رسول خدا ہے۔ کہ بحرمت خدا اور حرمت رسول خدا اس کے حق میں رعایت کرتا۔ اور جانتا ہوں کہ رعایت کر دے گا یا علیؑ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ بہترین زنان گزشتگان و آشدگان ہے اور بخدا سوگند یہ مریم سے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہے اور بخدا سوگند کہ میری جان اس جگہ تک نہیں پہنچی مگر یہ کہ حق تعالیٰ سے اور تمہارے لئے میں نے سوال کیا جس میں تمہارے واسطے خیر ہے۔ اور جو کچھ میں نے مانگا۔ وہ خدا نے عطا فرمایا۔ یا علیؑ میں نے چند امور بامر جبرئیلؑ خداوند جلیل کی طرف سے میں نے فاطمہؑ سے کہے ہیں وہ تم سے کہے گی۔ جو کچھ وہ کہے اس پر عمل کرنا۔ یا علیؑ واضح ہو جس سے میری دفتر راضی ہے۔ میں اس سے راضی ہوں۔ اور اسی طرح پروردگار عالمیاں اور ملائکہ زمین و آسمان اس سے خوشنود ہیں جس سے فاطمہؑ خوشنود ہے۔ اے علیؑ دانتے اس پر جو قسم کرے۔ اور عذاب جہنم اس کے لئے ہے جو اس کا حق غضب کرے اور ہلاکت اس کے لئے ہے جو اس کی ہتک و عزت کرے اور برا حال اس کا جو اس کے گھر کا دروازہ جلانے اور عذاب الیم اس پر جو اس کے دوست کو اذیت پہنچائے اور اسفل درجات جہنم اس کے لئے ہے جو اس سے نزاع و جگ کرے۔

وصیت مخصوص جناب فاطمہؑ۔ خداوند میں ان لوگوں سے بیزاد ہوں۔ اور وہ مجھ سے بیزاد ہیں پھر حضرت رسولؐ نے ان لوگوں کے نام لئے جن سے یہ تمام افعال زشت و ظلم و جور صادر ہوں گے۔ پس فاطمہؑ اور حسینؑ کو

گود میں لیا۔ اور کہا۔ خداوند! میں ان کا اور ان کے شیعوں کا یا در و ضامن ہوں۔ کہ ان کے سب دشمن داخل جہنم ہوں گے اور جو لوگ ان سے دشمنی کریں یا ان پر تم کس کریں یا ان پر سبقت کریں یا ان سے پیچھے رہ جائیں اور ان کی متابعت و پیروی نہ کریں۔ میں ان سے دشمنی و مخالفت کروں گا۔ اور میں ضامن ہوں کہ ان کے سب دشمن داخل جہنم ہوں گے۔ پھر تین مرتبہ فرمایا۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان سے راضی نہ ہوں گا۔ جب تک اسے فاطمہؑ تو ان سے راضی نہ ہوگی۔ اور میں ان سے خوشنود نہ ہوں گا۔ جب تک تو ان سے خوشنود نہ ہوگی۔ بعد اس کے جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا۔ اور کہا۔ یا علیؑ! بعض ازواج میرے بعد تم سے جلال اور نزاع کرینگی۔ اور... بیشک گراں لے کر تم پر خرد چ کرے گی۔ اور ایک دوسرے کو اجازت دے گی کہ تیرے لئے لشکر جمع کرے۔ اور دونوں آپس میں تیری عداوت پر یکساں ہونگی۔ یا علیؑ! اس وقت تم کیا کرو گے۔ جناب امیرؑ نے کہ۔ یا حضرت اگر ایسا کریں گی۔ تو پہلے کتاب خدا ان پر حجت کروں گا۔ اگر اس کو قبول نہ کریں گی۔ آپ کی سنت اور جو کچھ کہ آپ نے میری اطاعت کے وجہ میں فرمایا ہے اور میرے حق کے بارے میں ارشاد دہا ہے۔ اس سے ان پر حجت لاؤں گا۔ اگر اس کو بھی نہ مانیں گی۔ خدا اور رسولؐ خدا کو ان پر گواہ کر کے اُن سے قتال کروں گا۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ! ان سے لڑنا اونٹ کو پے کرنا۔ اور پروانہ کرنا پس فرمایا۔ خداوند! تو گواہ رہ۔ بعد اس کے کہ۔ یا علیؑ! یہ اگر ایسا کریں اس وقت ان کو طلاق دینا اور مجھ کو بیگانہ جاننا کہ دونوں مجھ سے دنیا و عقیقی میں بیگانہ ہیں اور ان کے ساتھی و بال اعمال ہیں ان کے شریک ہیں۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ! ظالموں کے تم پر صبر کرنا۔ واضح ہو کہ کفر و نفاق تو ان میں پھیلے گا۔ خلافت غیر کو اختیار کریں گے۔ اور زمانہ اس سے بدتر و ستمناک ہوگا۔ اور اس طرح تیسرا بھی ہوگا۔ جب وہ قتل ہوگا۔ یا علیؑ! تمہارے واسطے ایک گروہ شیعہ جمع ہوگا۔ اور تم ان کے ہمراہ ناکثان و منافقان و فاسقان سے جہاد کرو گے ان پر نفرین کرو گے۔ کہ یہ اور ان کے دوست گروہ کفر و نفاق ہیں۔ جب رات ہوئی پھر علیؑ و فاطمہؑ اور حسینؑ کو وصیت از جناب فاطمہؑ طلب کیا۔ اور فرمایا۔ گھر کا دروازہ بند کر لیں کہ غیر ان کے کوئی نہ ہو۔ پس جناب فاطمہؑ کو قریب بلایا اور کچھ امر بیان فرمائے جب اہل بیت نے دیکھا کہ حضرت رسولؐ جناب فاطمہؑ سے ملازبان کر رہے ہیں۔ سب کے سب باہر چلے گئے۔ اور قریب دروازہ کھڑے ہوئے۔ اور اکثر لوگ دروازے کے باہر تھے۔ اور حضرت کی بیبیاں دیکھ رہی تھیں کہ جناب امیرؑ اور حسنؑ و حسینؑ قریب دروازہ کھڑے ہیں۔ پس عائشہؓ نے کہا۔ وہ کون امر عظیم ہے جس کے لئے تم کو باہر کر کے اپنی بیٹی سے تخلیہ کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس لئے تخلیہ کیا ہے کہ جو کچھ چند نفر نے صلاح و مشورہ کیا ہے اور اس کے انجام کرنے میں کوشش کر رہے ہیں۔ اس کو بیان کریں جب عائشہؓ نے یہ سنا اور جانا کہ اہل بیت اس راز

پر مطلع ہو گئے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اس وقت فاطمہ نے مجھے ملا لیا۔ جب میں گیا۔ دیکھا۔ حضرت رسولؐ کا غیر حال ہے۔ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں بے اختیار رونے لگا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ کیوں روتے ہو۔ یہ وقت تعزیت نہیں بلکہ وقت وصیت ہے میرا وقت مفارقت نزدیک ہے۔ اور حق تعالیٰ نے میرے عقیدے کو سرے دینا پر میرے لئے اختیار کیا ہے۔ اے برادر تم کو خدا کو سونپا اور مجھے غم و اندوہ اس کا ہے کہ بعد میرے تم پر اور فاطمہؑ پر ظلم و ستم کریں گے۔ اور ایک گروہ منافقان امت نے اتفاق کیا ہے کہ تم پر ظلم کریں۔ اور میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا ہے۔ اور اس نے میری امانت قبول کی۔ یا علیؑ میں نے فاطمہؑ کو چند وصیتیں کی ہیں اور اس کو حکم کیا ہے۔ وہ تم سے بیان کرے۔ پس جو کچھ فاطمہؑ کہے اس کو بجا لانا۔ اور سچ جانا کہ وہ صادق البیان اور راست گفتار ہے۔ پھر دوسری مرتبہ اس کو ہر صدف عصمت کو آغوش مبارک میں لیا۔ اور سر کے یوسے لے کر فرمایا۔ اے فاطمہؑ باپ تجھ پر قدامت ہو۔ یہ سُن کر جناب فاطمہؑ نے صدمے گرہ و ازاری اور فریاد بلند فرمائی۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت نے فاطمہؑ کو آغوش مبارک میں لیا۔ اور کہا۔ بخدا سو گند فلاں کرے تیرے دشمنوں سے انتقام لے گا۔ اور تیرے غصب سے غصب فرمائے گا۔ ہلاکت اور عذاب الیم و آتش جہنم تیرے دشمنوں اور ستکاروں کے لئے مہیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اس وقت حضرت کی آنکھوں سے آنسو ماند باران ریش مبارک پر بہنے لگے اور چادر جو حضرت کے منہ پر پڑی تھی آنسوؤں سے بھیک گئی اور اس قدر رونے کہ میرا جگر حضرت کے رونے پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس وقت سر مبارک حضرت رسولؐ مقبولؐ میں اپنے سینے سے لٹکے ہوئے تھا۔ اور حضرت مجھ پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ اور فاطمہؑ زہراؑ کو اپنے سینے سے لٹکے ہوئے تھے۔ اور حسینؑ حضرت کے قدمائے مبارک جو ہم پہ تھے اور اپنی آنکھوں سے مل رہے تھے اور بعدائے بلند رو رہے تھے اور جبرئیلؑ بھی اس وقت موجود تھے۔ اور میں ان کے رونے کی آواز سُن رہا تھا۔ اور گریہ و زاری حضرت فاطمہؑ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زمین و آسمان گریہ و فغاں کر رہے ہیں حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے دختر گرامی وصیت حضرت رسولؐ بجانب فاطمہؑ۔ فدائیری جانب سے تجھ پر خلیفہ ہے اور خدا تم پر اچھا اور نیک خلیفہ ہے۔ تم اس خدا کی جس نے مجھے حق بھیجا ہے کہ جمیع آسمان و زمین اور کچھ ان میں ہے اور عرش اعلیٰ و ساکنان عالم بالا تیرے رونے سے رونے اور تیری نالہ و زاری سے گریہ و فغاں میں آئے اے فاطمہؑ بخدا سو گند بہشت جمیع خلایق پر حرام ہے جب تک میں نہ داخل ہو لوں اور میرے بعد تو اے دختر خوش خوش زیور و جامائے بہشت پہنے داخل بہشت ہو گی۔ اے فاطمہؑ نعمتہائے بہشت تجھے گوارا ہوں اے فاطمہؑ بخدا سو گند تو سب زنان بہشت سے بہتر ہے۔ اے بیٹی بروز قیامت جہنم ایسا خوش کرے گا کہ جمیع ملائکہ مقربین اور تمام پیغمبر اس کی دہشت سے بیہوش ہو جائیں گے۔ اس وقت حق تعالیٰ جہنم کو حکم کرے گا۔ کہ

اے جہنم تجھے میری عزت کی قسم ساکن ہو جا۔ اور بتھم جا۔ کہ فاطمہ بنت محمد تجھ پر سے جانب بہشت گزر جائے۔ اور تیرا غبار و دھواں اس کے دامن عزت تک نہ پہنچے پائے۔ اے بیٹی بخدا سو گند اس طرح تو داخل بہشت ہوگی۔ کہ داسنی جانب حسنؑ اور بائیں جانب حسینؑ ہوں گے۔ یہاں تک کہ اعلائے عُرفہ ہائے بہشت پر آکر مقامِ محشر تک پہنچے گی۔ اور عظیم حمد علیؑ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور بخدا سو گند خدا اس روز تیرے دشمنوں سے دشمنی کرے گا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے تیرا حق غضب کیا ہے اور تیری محبت اور مودت کو قطع کیا ہے اور بھرت پر تمہارا دروغ رکھی ہے وہ یشمان ہوں گے۔ اور ملائکہ ان کو میرے پاس لے جا کر جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں

لے فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمہ شیعاً فوجدت فاطمہ علی ابی بکر فی ذالک قال
فہجرنت قلم تکلمتہ حتی توفیت دعائت بعد رسول اللہ سنتہ اشکرت اوفیت ونفھا زوجھا
علی بن ابی طالب لیلاد لم یوذت بھا ابوبکر وعلی علیہما علی (صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۶) عروہ بن زبیر حضرت عائشہ
کی زبان پر حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ کے طلب میراث پر حضرت ابوبکرؓ نے فکر دینے سے انکار کر دیا۔ فاطمہ
ابوبکرؓ پر غضبناک ہوئیں اور ابوبکرؓ سے قطع تعلق کر لیا۔ یہاں تک وفات پائی اور بعد رسولؐ کچھ ماہ زندہ رہیں۔ حضرت علیؑ
نے نماز نماز پڑھائی اور شب میں دفن کیا اور شرکت جنازہ کی ابوبکرؓ کو اجازت نہ دی۔ عن سلمہ بن عبد الرحمن
قال لما حبس ابوبکر علی المتبرکاف علی والزبیر وناس من بنی ہاشم فی بیت فجاء عمر البیہم فقال والآن
فہنس بید لا تخرجن الی البیت ولا تحرقن البیت (کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۰۰) ان عمر ضرب بطن فاطمہ
علیہا السلام يوم البیت حتی اقلت المحسن من بطنھا وکلن یصیح احرقھا بمن فیھا وما کان فی الدار
علی فاطمہ والحسن والحسین (کتاب الملل والنحل مطبعہ مصر ص ۱۶) یعنی حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے بیت کے بدن فاطمہؑ پر شتم
مطہر پر ضرب لگائی۔ جس کی وجہ سے عمن نامی بچہ شکم سے ساقط ہو گیا اور حضرت عمرؓ نے بلند آواز سے کہا۔ جلد داس گھر کو اور اس میں ہیں
اور اس میں علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ ان واقعات کو تاجدارِ دو عالمؐ کی نظرِ دردین دیکھ رہی تھی کہ میرے بعد میری بیٹی سے یہ ہوگا۔ تو
آپا اپنی بیاری بیٹی کو ان واقعات کی طرف اشارہ کر کے یہ قرار ہے تھے جو علامہ موصوف خطبہ رسالت دے رہے ہیں اور ان لوگوں کے انجام
سے بھی بیٹی کو خبر دے کر ان الفاظ میں آپؐ دل زہر اکو سرور کر رہے تھے۔ عن ابی ہریرہ کہ ان رسول اللہ قال یو علی النقیمة رھط
من اصحابی فیقال انک لا علم لک ما احد تو بعد انک انھم اوتوا واعطوا ابانھم انفقھری قال صلعم
فاقول صحقا من غیر یحلی۔ (بخاری شریف باب الرقان جلد دوم ص ۱۶) ابوبکرؓ نے کہا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔
قیامت کے روز ایک جماعت صحابہ میرے اوپر پیش ہوگی۔ اور مجھے کہا جائے۔ اے نبی کیا تو نہیں جانتا۔ انہوں نے میرے بعد کیا کیا
بدعتیں کیں۔ میں کہوں گا کہ درود کرو دو کرو۔ جنہوں نے میرے بعد دین میں تغیر و تبدل کیا۔ (کوثر بھیریلوی علی حدیث)

کوں گایہ میری امت سے ہیں۔ اور ملائکہ کہیں گے انہوں نے تیرے بعد دین بدل دیا۔ اور راہ جہنم اختیار کی۔ بعد اس کے حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ وفا طمہ یہ منوط ہے جسے جبرئیلؑ بہشت سے میرے لئے لائے ہیں۔ اور تم کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں اس منوط کو آپس میں تقسیم کریں۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ اس کا ثلث آپ کا ہے اور باقی کو علیؑ ابن ابی طالب تقسیم کریں۔ پس حضرت رونے لگے اور فاطمہؑ کو آغوش میں لیا۔ اور فرمایا۔ تو ہمیشہ سے توفیق و ہدایت والہام یافتہ ہے۔ جو کچھ تو نے کہا۔ موافق رضائے الہی کہا۔ یا علیؑ باقی منوط کے تم دو حصے کرو۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت کچھ باقی ہے۔ اس کا نصف حصہ فاطمہؑ کا ہے اور نصف جو باقی بچا۔ اس کو جیسا فرمائیے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا نصف تمہارا ہے اور وہ تم نصف ہے

بیان اخبار آئندہ زبانی رسولؐ۔ لو۔ اور جیسا مناسب جا تو صرف کرو۔ پھر کہا۔ یا علیؑ میرے فرض کے تم ضامن ہونے کہ ادا کرو۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا حضرت میں ضامن ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوند! تو گواہ رہنا۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ تم مجھے غسل دو اور سوائے تمہارے اور کوئی مجھے غسل نہ دے کہ اندھا ہو جائے گا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ کیوں یا رسول اللہؐ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ نے جناب رب جلیلؑ اسی طرح کہا ہے کہ بعد تمہارے انتقال کے جس کی تمہارے بدن پر نظر پڑے گی اندھا ہو جائے گا۔ حضرت علیؑ نے کہا۔ یا حضرت میں اکیلا کیوں کر غسل دے سکوں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ و اسمعیلؑ کہ آسمان اول پر ہوکل ہیں۔ میرے غسل دینے پر تمہاری اعانت کریں گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ پانی کون دیکھا حضرت نے فرمایا۔ فضل بن عباس۔ لیکن اس کو چاہئے کہ اپنی آنکھیں بند رکھے کہ میرے بدن پر نظر نہ پڑے۔ اس لئے کہ اس پر اور میری عورتوں اور سب مردوں اور عورتوں پر بجز تمہارے حرام ہے۔ کہ میرے بدن پر نظر کریں۔ اور یا علیؑ جب تم میرے بدن کو دھو تا۔ اور مجھ کو تختے پر رکھتا۔ اس وقت چاہ غس سے جالیں ڈول پانی کے میرے بدن پر ڈالتا۔ پس فرمایا۔ کہ حسنؑ اور حسینؑ کو بلاؤ اور مجھ سے خبر گذشتہ اور شدہ سنو اور جو دل چاہے وہ پوچھو۔ کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ جواب دوں گا۔ یا علیؑ جو کچھ میں نے کہا۔ تم نے قبول کیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا حضرت میں نے قبول کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوند! تو گواہ رہنا۔ پس فرمایا۔ یا علیؑ تم کیا کرو گے۔ اگر یہ گروہ میرے بعد تم بد امیر ہوں اور تم پر بیعت کریں۔ اور زبردستی تم کو بیعت کئے لئے بلائے اور جب تم انکار کرو اور تم کو گریبان سے پکڑ لیں اور تم کو اندوہ ناک بے یار و غم گسارے جائیں اور بعد ازاں میری جگر گوشہ فاطمہؑ کو آزدہ ورنجیدہ کریں۔ جب جناب فاطمہؑ نے اس خبر جانسوز کو سنا۔ صدائے فریاد و فغان بلند فرمائی۔ اور حضرت رسولؐ بھی گریہ فاطمہؑ دیکھ کر رونے لگے۔ پھر فرمایا۔ اے دختر گرامی! نہ رو اور جس قدر یہاں ترے یادرا اور

ہم نشین یعنی ملائکہ بیٹھے ہیں ان کو اپنے رونے سے اذیت نہ دے کہ اس وقت جبرئیل و میکائیل و صاحب
اسرار خدا اسرافیل تیرے رونے سے رو رہے ہیں۔ اے فرزندہ پسندیدہ و نور دیدہ نہ بد کہ تمام آسمان وزمین
کو تم نے دلا لیا۔ اور دیدہ مہر و ماہ اور مقرر بان درگاہ کو آہ حسرت سے تیرہ کر دیا پس جناب امیرؑ نے کہا یا حضرت
اگر یاد نہ ملیں تو صبر کروں گا۔ لیکن ان سے بیعت نہ کروں گا۔ مگر یاد ملیں گے۔ تو ان سے قتال کروں گا۔
حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ خداوند تو بھی گواہ رہنا۔ پھر حضرت رسولؐ نے کہا۔ یا علیؑ قرآن کی نسبت کیا
کر دے گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا رسول اللہ قرآن کو جمع کر کے ان لوگوں کے پاس لے جاؤں گا۔ اگر انہوں نے
قبول کیا یا نہ کیا دونوں صورتوں میں خدا کو اور آپ کو گواہ کروں گا۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ جب
وصی یا حضرت رسولؐ در باب دفن۔ مجھے غسل دینا۔ تو اسی جگہ جہاں میری روح قبض ہو مجھے
دفن کرنا۔ اور کفن تین جامہ کا دینا۔ کہ ان میں سے ایک جامہ یعنی ہو۔ اور بجز تمہارے کوئی دوسرا میری قبر میں نہ
آئے اور جب غسل سے فارغ ہونا تو یہاں تک توقف کرنا کہ جبرئیلؑ تم کو اجازت دیں۔ پس ہمراہ فاطمہؑ و
حسینؑ مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور پچھتر مرتبہ تکبیر کہنا۔ بعد اس کے میرے مردان اہل بیت فوج فوج مجھ پر نماز
پڑھیں بعد اس کے عورتیں بعد تمام لوگ مجھ پر نماز پڑھیں۔ اس وقت حضرت عائشہؑ نے کہا۔ یا رسول اللہ
جس وقت آپ کو میرے حجرہ میں دفن کریں گے تو میں کہاں رہوں گی۔ حضرت نے فرمایا۔ جس گھر میں تیرا دل چاہے
وہاں رہنا۔ اور تیرا کچھ میرے حجرہ میں ہی نہیں ہے اور اپنے گھر میں جا کر رہا اور بطریق اہل کفر و جاہلیت گھر
سے باہر نہ جانا۔ اور اپنے مولیٰ اولویٰ یا مرنو علیؑ ابن ابی طالب سے اندر لے ستم و شقاق و نفاق
قتل نہ کرنا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ کرے گی۔ جب یہ خبر ثانی کو پہونچی تو غضب سے کہا حضرت عائشہؑ کو کہہ دے۔
کہ دربارہ علیؑ ہمراہ رسولؐ معارضہ اور محاصرہ نہ کرے۔ کہ وہ ہمیشہ سے فریفتہ محبت علیؑ ہیں اور خاطر جمع رکھو کہ
یہ گھر تیرا ہے اور کوئی تجھے گھر سے باہر نہ کر سکے گا جناب امیرؑ نے فرمایا میں اس رات کو پاس حضرت رسولؐ کے

سالہ سرکار و دعوالم کے ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ زوجہ شوہر کی جائداد غیر منقولہ کی وارث نہیں
ہوتی خواہ اولاد ہو یا نہ ہو۔ وہ تو صرف شوہر کی جائداد منقولہ۔ درخت۔ فصل۔ جانور۔ زیور۔
نقدی۔ برتن۔ برچہ جات۔ مکان کی عمارت۔ اینٹ لکڑی وغیرہ میں وارث ہے۔ غیر منقولہ
جائداد شوہر کی اولاد یا اولاد نہ ہونے کی صورت میں اُس کے سترہ وارثوں کا حق ہے۔ لہذا
جناب عائشہؑ بادیگر از دواج رسولؐ پاکؐ کی جائداد غیر منقولہ کی وارث نہیں تھیں وہ اپنے مکان میں
نہ کسی کو دفن ہونے کی اجازت دینے کی حقدار تھیں اور نہ روکنے کی۔

تھا۔ اور ایک باریک کپڑا حضرت کے منہ پر ڈال دیا تھا اور حضرت منوجہ عالم قدس تھے اور اہل بیت رسولؐ مشغول گریہ و زاری تھے اور کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے تھے ناگاہ حضرت نے فرمایا۔ چند منہ سفید ہوئے اور چند منہ سیاہ ہوئے۔ اور ایک جماعت سعادتمند ہوئی اور ایک گروہ بدبخت ہوا اور اصحاب عبا پانچ آدمی ہیں۔ اور میں ان کا سردار ہوں۔ اور یہ میرے اہل بیت میرے مقربان درگاہ اللہ ہیں۔ وہ سعادتمند ہوگا۔ جو متابعت اور پیروی ان کی میرے دین اور میرے پدران بزرگ کے دین پر کرے۔ پروردگار اپنے وعدوں کو تو میرے اہل بیت کے حق میں تار و زقیا مت عمل میں لانا پھر فرمایا۔ تشدد و رسیاہ جہنم میں گئے وہ جہنم نے قتل اکبر یعنی قرآن کو بھاڑ ڈالا۔ ثقل الصغر کو میرے اہل بیت میں ضائع کیا۔ اور اپنی جگہ سے ان کو دور کیا۔ اور ان کا حساب خدا پر ہے۔ ہر ایک اپنے کردار کا مختار ہے اور بعد ان کے کے تیسرا اور چوتھا ہوگا۔ منہ ان کا سیاہ ہو وہ بہت مال جمع کریں گے اور لوگوں کو جہنم کی طرف کھینچیں گے اور ان کے زمانے میں کتاب خدا کا جو چرچہ اٹھ جائے گا۔ اور اہل بیت کا گھر معجور و متروک ہو جائیگا۔ اور حکم بنادانی کریں گے۔ علی و آل علیؑ کے دشمن جہنم میں ہیں اور دوستان علیؑ اور آل علیؑ بہشت میں ہیں یہ فرما کر حضرت ایک ساعت کو خاموش ہو گئے اور روح مقدس نے آشیان بدن سے جانب کنگرہ عرش قرب ملک منان و ریاض خلد و دال پرواز کیا۔ اور ساتھ کھڑے ہو کر رفتی اعلیٰ کے انبیاء اور اولیاء اور شہداء سے ملحق ہوئے۔

بیان وصایائے حضرت رسولؐ۔ ایضا کلینیؒ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ اس وقت جانب رب حلیل سے اس وقت خبر وفات سرور کائنات لائے جبکہ حضرت کو دردِ دالم نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ منادی ندا کرے کہ مہاجرین و انصار جمع ہوں اور حکم دیا کہ ہتھیار سج لیں۔ جب سب لوگ جمع ہوئے حضرت منبرِ بشارت شریف سے گئے۔ اور ان سے اپنی خبر وفات بیان فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ خدا کو میں اُسے یاد لاتا ہوں جو بعد میرے میری امت پر سردار ہو کر البتہ مسلمانوں کی جماعت پر اور ان کے ضعیفوں پر رحم کرے اور ان کے عالم کی تعظیم کرے اور ان کو ضرر نہ پہنچائے۔ کہ ان کا باعث مذلت ہو۔ اور ان کو فخر نہ کرے کہ باعث ان کے کفر کا ہو۔ اور اپنا دروازہ ان پر بند نہ کرے۔ کہ ان کے اقویٰ ضعیفوں پر مستط ہوں اور ان کو سرحد ہائے کافران میں بہت جس نہ کرے۔ کہ باعث قتل نسل

سلا تیسرے سے مراد یہاں معاویہ بن ابی سفیان ہیں۔ جنہوں نے علیؑ علیہ السلام کو ایک دن چوبیس دنہیں دیا۔ اور امام حسنؑ کو زہر دلوایا۔
چنانچہ پتروں کی بارش کو الٹی۔ نزدیک قبر رسولؐ دفن نہ ہونے دیکر بیکر کوئی حد نہ ہو گیا۔ اور دوسرے قیسے سے مراد میرے صاحب بھی ہیں۔
سلا یزید بن معاویہ قاتل اہل بیت رسولؐ۔
(کوثر بھریلوی)

میری امت کا ہو۔ واضح ہو کہ تبلیغ رسالت میں نے کردی اور میں خیر خواہی تمہاری بجا لایا۔ تم سب گواہ رہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ یہ آخری وعظ تھی۔ جو حضرت نے منبر پر فرمائی۔ کلینیؑ۔ ابن بابویہؑ اور شیخ طوسیؑ شیخ مفیدؑ اور اکثر محدثین فریقین نے بسند ہائے معتبر حضرت امام زین العابدینؑ و امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ وغیرہم صلاۃ اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا۔ اور بیماری حضرت پر سنگین ہوئی۔ جناب امیر علیہ السلام اور عباس کو بلایا اور گھر اصحاب مہاجرین و انصار سے بھرا ہوا تھا۔ جب جناب امیر تشریف لائے۔ حضرت رسول مقبولؐ نے اپنا سر مبارک دامن جناب امیر میں رکھا۔ اور عباسؑ سامنے کھڑے ہو کر اپنی چادر کے کونے سے نگس رانی کرنے لگے۔ حضرت رسولؐ نے چشم مبارک کھول کر فرمایا۔ اے عباسؑ۔ اے علم رسولؐ خدا میری وصیت کو میرے اہل بیت اور میری عورتوں کے حق میں قبول کرو۔ میری میراث لو اور میرا دین ادا کرو۔ میرے وعدوں کو عمل میں لاؤ اور مجھے بری کرو۔ عباسؑ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ میں مرد پر عیال دار ہوں اور آپ ہو ائے تند اور ابرہہ سے زیادہ تر بخشش اور سخاوت فرمانے والے ہیں۔ میرا مال آپ کے وعدوں کی بخششوں کو وفا نہیں کر سکتا۔ اس سے مجھے معاف رکھیے اور اس شخص کو حکم کیجئے جو طاف میں اور بہت میں مجھ سے زیادہ ہو۔ حضرت نے تین بار اس کلام کا اعادہ فرمایا۔ اور ہر مرتبہ عباسؑ نے وہی جواب دیا۔ اس وقت حضرت نے فرمایا۔ میں اپنی میراث اے دوں کا جو قبول کرے جو حق قبول کرنے کا ہے اور وہ اس کے لائق ہے اور جس طرح اے عباس تم نے جواب دیا۔ وہ جواب نہ دے گا پس جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ یا علیؑ تم میری میراث لو کہ تم سے بیان سپرد کی میراث۔ خصوصاً ہے اور کسی کو اس میں نزاع نہیں میری حقیقت قبول کرو اور میرے وعدوں پر عمل کرو۔ اور میرے فرض کو ادا کرو۔ یا علیؑ تم میرے خلیفہ میرے اہل بیت میں رہو۔ اور میری تبلیغ رسالت بعد میرے لوگوں پر کرو۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا۔ جب میں نے نظر کی اور دیکھا کہ سر مبارک آنحضرتؐ شدت مرض سے میرے دامن میں کانپ رہا ہے میں بیتاب ہو گیا۔ اور میری آنکھوں آنسو بہ کر حضرت کے رونے مبارک پر ٹپکے۔ دل میرا تر پٹنے لگا۔ اور میں جواب حضرت کا نہ دے سکا۔ حضرت نے دوسری دفعہ اعادہ فرمایا۔ اور پھر رقت نے مجھ پر جوش کیا۔ اور بہ نہایت دشواری بعدائے ضعیف میں نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہؐ میرے پدر و مادر آپ پر فدا ہوں میں نے قبول کیا۔ حضرت نے فرمایا مجھے بھٹاؤ حضرت کو میں نے بھٹایا۔ اور پشت مبارک کو اپنے سینے سے لگایا۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ تم ہی میرے بھائی ہو۔ دنیا و آخرت میں اور تم ہی میرے دھی اور خلیفہ ہو میرے اہل بیت اور میری امت میں پھر فرمایا۔ بلالؓ جا اور میرا خود جس کا نام ذوالجبین اور میری زرہ جسے ذات العقول کہتے ہیں اور میرا علم جسے عقاب کہتے ہیں۔ اور میری شمشیر جسے ذوالفقار کہتے ہیں۔ اور میرا عمامہ جسے صحاب کہتے ہیں اور دوسرا عمامہ

جسے انھیہ کہتے ہیں ساور میری چادر اور میرا برقعہ اور میرا اعھٹاے کوچک اور میری پھڑی جسے مشوق کہتے ہیں لے آ۔ عباس نے کہا۔ میں نے وہ برقعہ پہلے نہ دیکھا تھا۔ اور جب قریب لائے نزدیک تھا کہ اس کا نور نگاہ کو خیرہ کر دے۔ پس حضرت نے ارشاد کیا۔ یا علیؑ جبرئیلؑ یہ جامہ میرے لئے لائے اور کہا۔ یا محمدؐ اس کو عقلہائے زہرہ میں داخل کر دو۔ اور بجائے منطقہ کمر پر باندھو۔ پس دو جوڑی نعل عربی کی مانگی۔ کہ ایک جکی ہوئی۔ اور دوسری ٹکی نہ تھی اور اس پیراہن کو جو شب مسراج پہنا تھا۔ اور وہ پیراہن جو بروز احد پہنے تھے۔ اور دوسری وہ ٹوہنی جو عید کے دن پہنتے تھے اور تیسری وہ ٹوہنی جو پن کر اصحاب میں رونق افروز ہوتے تھے۔ پھر فرمایا۔ اے بلالؓ میرے دونوں اشتہر جن میں ایک کا نام شیبہ اور دوسرے کا نام دلدل ہے۔ لے آ۔ اور دو ناقہ میرے کہ ایک غضبیا اور دوسرا صہبا ہے اور دو گھوڑے میرے ایک کا نام جملح اور دوسرا خیر دم ہے لے آ۔ جناح وہ گھوڑا تھا جو مسجد کے دروازے پر حاضر رہتا تھا۔ اور حضرت جس کسی کو کہیں جانے کا حکم دیتے تھے وہ اس پر سوار ہو کر جاتا تھا۔ اور خیر دم وہ گھوڑا تھا۔ جس پر بروز جنگ احد سوار تھے۔ اور جبرئیلؑ درمیان ہوا کہتے تھے۔ چل اے خیر دم۔ اور دراز گوش اپنا طلب فرمایا جسے یعفور کہتے تھے۔ جب بلالؓ نے ان سب کو حاضر کیا حضرت نے عباس کو بلایا۔ اور فرمایا۔ بجائے علیؑ بیٹھو کہ میں اپنی پیٹھ کا تکیہ کر دوں اور کہا۔ یا علیؑ اٹھو اور ان سب پر میری زندگی میں قبضہ کر دو کہ یہ جماعت مردم جو اس وقت حاضر ہیں سب گواہ ہو جائیں۔ اور کوئی بعد میرے تم سے نزاع نہ کر سکے جناب امیرؓ نے فرمایا۔ میں اٹھا اور میرے پاؤں میں طاقت چلنے کی نہ تھی۔ پس نہایت مشقت سے وہ تبرکات لے کر اپنے گھر آیا۔ اور جب پھر خدمت حاضر میں آیا۔ اور حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور حضرت کی نظر مبارک ٹھہر پڑی۔ انگشتی مبارک دست حق پرست سے نکال کر میرے ہاتھ میں پہنادی۔ اور اس وقت گھر تمام مسلمانوں اور بنی ہاشم سے بھرا ہوا تھا حضرت نے باوجود اس ضعف کے سر ہلانا دشوار تھا۔ داپسنے بائیں جانب سر اقدس کو حرکت دی اور باؤں بلند فرمایا کہ سب نے سنا اے گروہ مسلماناں علیؑ میرا بھائی ہے اور وصی اور میرا خلیفہ میرے اہل بیت اور کرامت میں ہے۔ اور علیؑ میرا دین ادا کرے گا۔ اور میرے وعدوں کو وفا کرے گا۔ اے فرزند ان ہاشم و فرزند ان عبدالمطلب اور اے گروہ مسلمانان علیؑ سے دشمنی نہ کرنا۔ اور اس کے امر کی مخالفت نہ کرنا کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور علیؑ پر حسد نہ کرنا۔ اور اُس کو چھوڑ کر دوسری طرف نہ جانا۔ کہ کافر ہو جاؤ گے۔ پس فرمایا۔ اے عباس تم علیؑ کی جگہ سے اٹھو۔ عباس نے عرض کی یا حضرت آپ پیر مرد کو اٹھاتے اور ایک لڑکے کی جگہ بٹھاتے ہیں حضرت نے تین مرتبہ اس سخن کو ارشاد فرمایا۔ اور عباس نے وہ ہی جواب دیا۔ آخر عباس غضبناک اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیرؓ ان کی جگہ پر بیٹھے۔ جب حضرت

رسولؐ نے عباس کو غضبناک پایا۔ فرمایا اے عباس۔ اے عم رسول خدا! کیا کام نہ کر دکھ میں دُنیا سے جاتے ہوئے تم پر خشمناک جاؤں اور میرا غضب تم کو جہنم میں لے جائے۔ جب عباس نے یہ سنا پھر کر بیٹھ گئے حضرت نے کہا۔ یا علی مجھے لٹا دو۔ اور حضرت لیٹے۔ ارشاد فرمایا۔ اے بلالؓ میرے دونوں فرزند حسن و حسینؑ کو لے آؤ۔ جب امام حسنؑ اور حسینؑ حاضر ہوئے۔ حضرت نے دونوں کو سینے سے لگایا۔ اور ان دو گل بوستانی رسالت کو سونگھتے تھے اور پیار کرتے تھے۔ جناب امیرؑ نے بچیاں مزید اندوہ آنحضرتؐ کے نزدیک جا کر چاہا۔ کہ حسینؑ کو علیؑ دے کریں۔ حضرت نے ارشاد کیا۔ یا علی رہنے دو کہ میں ان کو سونگھوں اور یہ مجھے سونگھیں۔ اور یہ اپنا قوشہ میری ملاقات سے اور میں اپنا قوشہ ان کے دیکھنے سے حاصل کروں۔ کیوں کہ یہ دونوں بعد میرے بلا ہائے عظیم اور مصیبت ہائے بزرگ میں بچیں جائیں گے۔ خدا ان پر رحمت کرے جو ان کو ڈرائے اور جو ان پر ظلم و ستم کریں۔ خداوند! میں نے ان دونوں کو تیرے اور شائستہ مومنان یعنی علی ابن ابی طالب کے سپرد وصایا کیے حضرت درحقی حسینؑ کیا۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے لوگوں کو رخصت کیا۔ سب چلے گئے۔ عباس اور ان کے بیٹے فضل اور علی بن ابی طالب علیہ السلام اور اہل بیت رسولؐ مخصوص نزدیک رہ گئے۔ عباس نے کہا۔ یا رسول اللہ! اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا۔ ہمیں بشارت دیجئے کہ ہم خوش ہوں اور اگر آپ جلتے ہیں کہ ہم پر ستم کریں گے اور ہم سے خلافت کو غضب کر لیں گے۔ پس اپنے اصحاب سے سفارش کیجئے۔ حضرت نے فرمایا تم کو بعد میرے ضعیف کریں گے اور تم پر غالب ہوں گے۔ یہ سُن کر سب اہل بیت رونے لگے۔ اور اس مرض میں جناب امیرؑ شب و روز خدمت میں حاضر رہتے تھے اور بغیر کسی کام مفارقت نہ کرتے تھے۔ ابن بابویہؒ شیخ مفیدؒ شیخ طوسی و صفارہ شیخ طبری اور ابن شہر آشوب وغیرہ ہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے متواترہ حضرت امیرؑ زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ و امام سلمہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ آخر مرض حضرت میں جناب امیرؑ کسی ضروری کام کو تشریف لے گئے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے یاد۔ میرے دوست اور بھائی کو بلاؤ۔ یہ سُن کر حضرت عائشہؓ نے ابو بکرؓ کو اور حضرت حفصہؓ نے عمرؓ کو بلایا۔ جب دونوں آئے اور حضرت کی نظر پڑی۔ اپنا ہر مبارک کپڑے سے چھپا لیا۔ اور بروایت دیگر اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ جب وہ دونوں اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ تو پھر حضرت نے منہ کھول کر فرمایا۔ میرے خلیل اور میرے حبیب اور میرے برادر کو بلاؤ۔ پھر عائشہؓ نے اپنے بابا کو اور حفصہؓ نے اپنے بابا کو بلایا۔ جب وہ دونوں آئے حضرت نے اپنا منہ کپڑے میں کر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ رسولؐ ہم نہیں بلاتے بلکہ علیؑ کو بلا رہے ہیں۔ پس جناب فاطمہؓ نے جناب امیرؑ کو بلایا۔ جب جناب امیرؑ آئے۔ حضرت نے ان کو اپنے سینے سے لگالیا۔ اور اپنا دہن

مبارک جناب امیر کے کان پر رکھ کر اپنا جامہ جناب امیر کو اوڑھایا۔ ان کا پسینہ ان پر اور ان کا پسینہ ان پر گرتا تھا۔ اور عرصہ تک جناب امیر سے ناز بیان فرمائے۔ اکثر لوگ مکان کے پیچھے جمع تھے اور ابو بکر و عمر بھی دروازہ کے باہر کھڑے تھے۔ جب جناب امیر باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ یہ کون سا راز تھا۔ جو حضرت نے تم سے کہا۔ جناب امیر نے کہا۔ ہزار باب علم حضرت نے مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر دروازے سے ہزار دروازے کھلتے ہیں اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت علیہ السلام نے جناب امیر کو دہلیز خانہ جناب رسولؐ میں دیکھا۔ پوچھا۔ آیا پیغمبر نے تم سے کوئی راز کہا ہے۔ جناب امیر نے کہا۔ ہاں ہزار قسمیں مجھے علم کی تعلیم فرمائی۔ کہ ہر قسم سے ہزار دوسری قسمیں نکلتی ہیں۔ حضرت نے کہا۔ آیا سب کو سمجھ کر یاد کر لیا۔ جناب حضرت نے پوچھا۔ چاند میں چھائیاں کیا چیز ہیں۔ جناب امیر نے ارشاد کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ وجعلنا اللیل والنهار آیتین فمعوفا آیت اللیل وجعلنا آیت النھار مبصرۃ۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ تم نے خوب جواب یاد کیا ہے اور عائشہ کی روایت میں ہے کہ جب جناب امیر حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کو اپنے لحاف میں لے کر اپنے آغوش مبارک میں لے لیا۔ اور جناب امیر سے راز کہہ رہے تھے۔ یہاں تک کہ روح مقدس بدن اطہر سے مفارقت کر گئی۔ اور ہاتھ حضرت کا جناب امیر کے جسم پر تھا۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا۔ مجھے بلایا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ تم میرے وصی اور میرے خلیفہ میری حیات اور وفات میں میرے اہل بیت اور اُمت میں ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست اور میرا دوست خدا کا دوست اور تمہارا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن خدا کا دشمن۔ یا علیؑ جو تمہارا منکر امامت میرے بعد میں ہے وہ منکر رسالت میری حیات میں ہے۔ اس لئے یا علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ پس مجھے قریب بلایا۔ اور ہزار باب علم مجھ پر کھول دیئے کہ ہر باب سے ہزار باب مفتوح ہوئے اور دوسری روایت میں فرمایا۔ کہ ہزار باب حلال و حرام اور جو کچھ گذرا اور تاقیامت گذرے گا مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب مجھ پر مفتوح ہوئے۔ یہاں تک کہ مرگ دبلا ہائے مردم پر مطلع ہوا۔ اور حکمائے حق جو درمیان مردم کرنے چاہئیں اس کو جان لیا۔ صفار نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ نے بحالت علالت نماز صبح مسجد میں ادا فرمائی۔ اس وقت پیراہن سیاہ پہنے تھے۔ پس خطبہ پڑھا۔ اور اس خطبہ میں لوگوں کو امر و نہی فرمائی اور وعظ کئے اور آخرت یاد دلائی۔ بعد اس کے تنبیہ مردم کے لئے ارشاد کیا۔ اے فاطمہؑ عمل کر اور اطاعت خدا بجا لا کہ بغیر عمل مجھے تجھ سے فائدہ نہ پہنچے گا۔ جب لوگوں نے حضرت کا خطبہ سنا خوش ہو گئے۔ اور حضرت کی زیارت سے مسرور ہوئے اور زناہن حضرت شاد ہو گئیں۔ کہ

حضرت نے شفا پائی۔ بالوں میں کنگھی کی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ مگر اسی دن حضرت نے رحلت فرمائی۔
 راوی نے پوچھا۔ وہ کون سا وقت تھا۔ حضرت نے جناب امیر کو ہزار باب علم تعلیم فرمائے۔ جناب صادق
 نے فرمایا۔ کہ وہ روز وفات سے پہلے تھا۔ شیخ مفید نے بسند معتبر عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی۔ علی
 ابن ابی طالب اور عباس۔ فضل بن عباس اس بیماری میں جس میں حضرت نے انتقال کیا۔ پاس آئے اور کہا۔
 یا رسول اللہ مروان و زناں انصار مسجد میں جمع ہیں۔ اور سب آپ کے لئے رو رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔
 کیوں روتے ہیں۔ عرض کیا۔ ڈرتے ہیں۔ کہ اس مرض میں آپ ان سے مفارقت فرمائیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔
 میرا ہاتھ پکڑو۔ پس باہر تشریف لائے اور ایک چادر اوٹھے ہوئے تھے اور سر پر عصابہ باندھے ہوئے تھے۔
 مسجد میں آکر منبر پر تشریف لے گئے۔ اور حمد و ثنائے حق تعالیٰ اور فرمائی اور کہا۔ اما بعد ایھا الناس اپنے
 پیغمبر کے مرنے سے کیوں ڈرتے ہو۔ میں نے مکر اپنی خبر مرگ تم سے بیان کی۔ اگر مجھ سے پہلے کوئی پیغمبر دُنیا
 میں رہتا تو میں بھی البتہ ہمیشہ تم میں رہتا۔ ایھا الناس واضح ہو۔ میں اپنے پروردگار کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔
 اور تم میں دو گراں چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان سے موافق رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ کتاب خدا ہے۔
 جو تمہارے پاس موجود ہے۔ ہر صبح و شام اس کی تلاوت کرتے رہو۔ تم کو چاہیے کہ دُنیا پر رغبت نہ کرو۔ اور
 ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور آپس میں دشمنی نہ کرو۔ بلکہ باہم بھائیوں کی طرح رہنا جس طرح خدا نے فرمایا
 ہے۔ اور تحقیق میں اپنی اہل بیب کر تم میں چھوڑے جاتا ہوں اور تم کو ان کے بارے میں دھمیت کرتا ہوں۔
 اور میں تم کو انصار کے حق میں دھمیت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ تم ان کے حقوق جلتے ہو اور ان کی جانفشانی
 اور کوشش خدا و رسول خدا اور مومنوں کے ہمراہ تم کو معلوم ہے۔ اپنے گھروں میں تمہارے لئے زحمت اٹھائی۔
 اور ادھامیہ تم کو بخش دیا۔ اور تم کو اپنے اہل بیت کو مقدم کیا۔ ہر چند کہ خود محتاج تھے جو شخص کہ حاکم مہر سلمان ہر لازم ہے
 کہ انصار نیکو کار کی رعایت اور بدکار سے درگند کرے۔ اور آخری مجلس موعظہ تھی۔ کہ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔
 یہاں تک کہ حق تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ اور شیخ مفید نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب
 وقت وفات حضرت آیا۔ جبریلؑ حاضر ہوئے اور کہا۔ یا رسول اللہ آپ چاہتے ہیں کہ دنیا میں پھر جائیں۔ فرمایا۔
 نہیں بلکہ میں رفیق اعلیٰ یعنی انبیاء۔ اوصیاء۔ اولیاء اور دوستان خدا سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ پس حضرت
 نے موعظہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ ایھا الناس کوئی پیغمبر میرے بعد نہ ہوگا۔ اور کوئی سنت بعد میری سنت کے
 نہیں۔ جو کوئی بعد میرے دعوائے پیغمبری کرے یا کوئی بدعت دین میں نکالے اس کا دعویٰ جھوٹا اور اس
 کی بدعت و دوزخ میں ہے اور جو کوئی ایسا دعویٰ کرے اس کو قتل کر دینا۔ اور جو کوئی اس کی پیروی کرے۔
 وہ جہنم میں ہے۔ ایھا الناس۔ قصاص اور حق کو زندہ کرو۔ پر گندہ نہ ہو جانا۔ اور سلمان رہنا۔ اور پیشوا ابا بن

دین کی اطاعت کرتا۔ کہ عذاب دینا اور آخرت سے محفوظ رہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ کتب اللہ لا غلبین وانا ورسلی ان اللہ قوی عن یش۔ ایضاً۔ بسند معتبر بیان خطبہ حضرت رسولؐ۔ ابو سعید خدری نے روایت کی ہے جو آخری خطبہ حضرت رسولؐ نے ہمارے لئے پڑھا وہ خطبہ تھا جو آخری مرض میں پڑھا اور گھر سے جناب امیرؓ اور میمونؓ جو آنحضرتؐ کے آزاد کرتے تھے تکیہ کئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور منبر پر بیٹھ کر فرمایا۔ ایھا الناس بدستیکم میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ یہ فرمایا۔ اور چپ ہو گئے۔ ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ دو چیزیں جن کو آپؐ فرمایا کون ہیں۔ حضرت غضبناک ہوئے اور رنگ مبارک سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ میں نے چاہا تھا کہ اس کی تفسیر کروں لیکن ضعف بیماری سے میرا نفس تنگی کرنے لگا پس فرمایا۔ ان دو چیزوں میں سے پہلے قرآن ہے۔ کہ ایک ریمان آسمان سے زمین کی طرف ٹٹکی ہوئی ہے۔ ایک ہر اس کا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا اس کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور ان دو چیزوں میں سے دوسری میرے اہل بیت ہیں۔ پس فرمایا۔ بخدا اس کلام کو میں تم سے بیان کر رہا ہوں۔ اور جانتا ہوں چند لوگ ایسے ہیں جو ابھی تک پشتمائے اہل شرک میں ہیں۔ اور دنیا میں نہیں آئے اور مجھے اُمید اُن سے تم اکثروں سے زیادہ ہے۔ پس فرمایا۔ کوئی بندہ میرے اہل بیت کو بخدا دوست نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ حق تعالیٰ بروز قیامت اس کو ایک نور عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ مجھ سے محض کوثر پر ملاقات کرے اور کوئی بندہ میرے اہل بیت کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ حق تعالیٰ بروز قیامت اپنی رحمت کو اس سے چھپالے گا۔ راوی نے کہا۔ میں نے اس حدیث کو حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ اور حضرت نے اس کی تصدیق فرمائی۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سلمان فارسیؓ نے کہا۔ میں حضرت رسولؐ کی خدمت میں اس مرض میں کہ جس میں حضرت نے انتقال فرمایا حاضر تھا۔ اور بیٹھ کر احوال تشریف پوچھنے لگا۔ جب میں نے چاہا۔ اٹھ کر باہر جاؤں۔ فرمایا۔ اے سلمان بیٹھے رہو اور گواہ رہو اس امر پر جو کہ بہترین امور ہے میں بیٹھ گیا۔ تاکہ میں نے دیکھا۔ چند مرد اہل بیت حضرت سے اور چند مرد اصحاب حضرت سے گھر میں آئے اور جناب فاطمہؑ بھی گھر میں تشریف لائیں۔ جب حضرت کا ضعف ملاحظہ کیا رونے لگیں۔ اور اشک جناب سیدہ روئے مبارک آنحضرتؐ پر چپکے۔ جب حضرت نے جناب فاطمہؑ کو روتے دیکھا۔ فرمایا۔ اے دختر کس لئے روتی ہے۔ خدایتیری آنکھیں روشن رکھے۔ اور کبھی نہ رُلائے۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار میں آپ کو اس حالت میں دیکھوں۔ پھر کیسے نہ روؤں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ خدا پر توکل کر اور صبر کر جس طرح اور پیغمبروں نے کیا۔ کہ وہ تیرے باپ تھے اور جس طرح پیغمبروں کی بیویوں نے کیا۔ کہ وہ تیری ماںیں تھیں۔ آیا اے فاطمہؑ چاہتی ہے کہ میں تجھے

بشارت دوں۔ فاطمہؑ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ۔ حضرت نے فرمایا۔ مگر نہیں تجھے معلوم کہ حق تعالیٰ نے
 جمیع مخلوق سے تیرے باپ کو اختیار کیا۔ اور اس کو مرتبہ پیغمبری تک پہنچایا۔ اور تمام خلق پر مبعوث کیا۔ بعد
 اس کے علیؑ کو اختیار کیا۔ اور مجھے حکم فرمایا۔ تجھے اس کے ساتھ تزویج کروں اور علیؑ کو میں نے حکم پروردگار
 اپنا وزیر اور وصی کیا۔ اے فاطمہؑ حق علیؑ کا تمام مسلمانوں پر سب کے حق سے عظیم تر اور اسلام علیؑ کا سب سے
 قدیم تر ہے۔ اور علم اس کا سب سے بیشتر اور حکم اس کا سب سے افروز تر اور میزان قدرت و منزلت میں
 قدر اس کی سب سے گراں تر۔ پس جناب فاطمہؑ خوش ہو گئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ میں نے تجھے خوش
فضائل جناب امیر زبانی رسولؐ کیا۔ جناب سیدہ نے فرمایا۔ ہاں۔ اے بلند بزرگوار پھر حضرتؐ نے
 فرمایا اے فاطمہؑ اس سے اور زیادہ تیرے شوہر تیرے پسرخم یعنی علیؑ کی فضیلت بیان کروں۔ جناب فاطمہؑ نے
 عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ علیؑ سب سے پہلے اس امت سے خدا پر ایمان لایا۔ اور اس کے رسولؐ
 پر اور اس کے بعد سب سے پہلے خدا کی عبادت تہاں مال ایمان لائیں۔ اور پہلے جس نے پیغمبری میں میری نصرت و مددگاری
 کی وہ علیؑ تھا۔ اے فاطمہؑ علیؑ میرا بھائی اور میرا برگزیدہ ہے اور میرے فرزندوں کا باپ ہے۔ حق تعالیٰ نے
 علیؑ کو جنہاں بھی خصلتیں عطا کی ہیں۔ کسی کو اس سے پہلے اور اس کے بعد نہیں عطا کیں۔ اے فاطمہؑ
 صبر کر اور سمجھ جا سب سے پہلے تیرا باپ رب تعالیٰ سے ملحق ہو گا۔ فاطمہؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار پہلے
 تو آپ نے مجھے خوش کیا۔ اور آخر میں رنجیدہ اور غمگین فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ دنیا کے امور
 اسی طرح ہیں۔ شادی اور غم دنیا میں ملا ہوا ہے۔ صفائی دنیا کا دورت سے مخلوط ہے۔ اے فاطمہؑ چاہتی ہے۔
 کہ تیری خوشی اور زیادہ کروں۔ جناب سیدہ نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہؐ۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے
 خلق کو پیدا کیا۔ اور ان کو دو حصہ کیا۔ مجھے اور علیؑ کو عمدہ اور اچھے حصے میں قرار دیا۔ کہ وہ اصحاب
 ایسا سین ہیں۔ پھر ان دونوں حصوں کے قبیلے کئے۔ مجھے اور علیؑ کو بہترین قبائل میں قرار دیا۔ چنانچہ
 حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وَجَعَلْنَاكُمْ شُعْرَبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا** اے اکس مکہ عند اللہ
اتقکم پس ان قبیلوں سے گھرا باد کئے مجھے اور علیؑ کو ان سب گھردلوں سے بہتر قرار دیا۔ چنانچہ
 فرمایا۔ **انما یؤید اللہ الذی ذہب عنکم اللہ جس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا**۔
 حق تعالیٰ نے مجھے میرے اہل بیت سے اختیار کیا۔ اور علیؑ حسنؑ حسینؑ اور مجھے ان میں سے اختیار کیا۔
 میں بہترین فرزند ان آدم سے ہوں۔ اور علیؑ بہترین عرب ہے اور تو بہترین زنان عالمیاں ہے۔ اور
 حسنؑ و حسینؑ بہترین جوانان اہل بہشت ہیں۔ اور تیری ذریت سے ہمدی ہے کہ حق تعالیٰ اس کی
 برکت سے زمین کو بعدالت بھر دیا گا۔ بعد از انکہ جو دستم سے بھر گئی ہو۔ اور فرات بن ابراہیم نے

بیان فضائل اہل بیت زبانی رسول۔ بسند معتبر جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے اپنے آخر مرض میں جناب فاطمہؑ سے کہا۔ اے فاطمہ میرے ماں باپ تجھ پر نذا ہوں۔ اپنے شوہر کو بلا۔ جناب سیدہ نے امام حسنؑ سے کہا۔ جاؤ اپنے باپ سے کہو۔ آپ کو نانا بلاتے ہیں۔ جب جناب امیرؑ تشریف لائے سنا کہ جناب فاطمہؑ کہہ رہی ہیں۔ اے پدر بزرگوار آپ کے شدت الم اور آزار سے کس درجہ مجھ پر اندوہ و الم ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ آج کے بعد پھر شدت تیرے باپ پر نہیں۔ اے فاطمہ واضح ہو کہ پیغمبر کے مرنے میں گریبان چاک نہ کرنا چاہیئے اور بال نوچنے نہ چاہئیں۔ اور وادیلہ نہ کہنا چاہیئے اور وہ کہنا چاہیئے جو تیرے باپ نے ابراہیم کے مرنے پر کیا۔ کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل درد مند ہے اور میں وہ نہیں کہتا۔ کہ موجب غضب پروردگار اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہ ناک ہوں۔ اور اگر ابراہیم زندہ رہتا تو لازم تھا کہ پیغمبر ہوتا۔ پس فرمایا۔ اے علی میرے قریب آؤ۔ جب جناب امیرؑ قریب گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنا کان میرے منہ کے قریب رکھو۔ اور جب عائشہ و حفصہ نے چاہا۔ کہ کلام حضرتؐ کا سنیں۔ حضرت نے کہا۔ خداوند ان کے کانوں.... کر دے کہ نہ سنیں۔ پس فرمایا۔ اے میرے برادر تم نے سنا۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ بدرستیکہ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اعمال شائستہ کرتے ہیں اور وہ بہترین خلق ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں یا حضرتؐ میں نے سنا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ شیعہ اور تیرے یاور ہیں۔ اور وعدہ گاہ ان کی اور میری روز قیامت نزدیک حوض کوثر ہے۔ اس وقت جب تمام امت دوزخوں ہوں اور ان کے اعمال حق پر عرض کئے جائیں۔ اس وقت خدا تمہیں اور تمہارے شیعوں کو بلائے۔ اور تم اور تمہارے

سارے پیغمبر اسلام اپنی بیٹی کو یہ کلمات برائے قسمی انداز بشریت میں ارشاد فرما رہے تھے جیسا کہ انسان صغر پر جلتے ہوئے اپنے بچوں کو کہتا ہے دیکھو میرے بعد گھڑانا نہیں ملکر نہ کرنا نہ روٹا بیٹھنا آرام سے رہنا۔ لیکن باپ کے سفر پر چلے جانے کے بعد اگر وہ گھڑائیں یا روٹیں تو یہ فعل نہ گناہ ہے اور نہ مجرم۔ نہ آج تک کسی نے ان کو مجرم کہا۔ اسی طرح جناب فاطمہؑ کا نوکرنا اور دغا بیٹھنا نیز کج ہمارا بھی نوکرنا اور دغا بیٹھنا فرمان رسولؐ کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے یہ فرمان تو آپؐ نے سفر کرتے ہوئے فرمایا۔ ورنہ اگر روٹا بیٹھنا گناہ ہوتا تو آپؐ کی زندگی میں جب جناب نہ ہونے پر فعل کیا کیا سختی سے منع کرتے غلط نہ ہر گرجوں ایں آواز شنید دست بر سر زنان از خانہ بیرون دوید و میگرسیت و ہم زنان ہاشمیہ نے نالید نہدا مع الصلوۃ جلد دوم ص ۲۴) جنگ احد میں جناب سیدہ اپنے باپ کی وفات میں گریہ کر ہاشمیہ عورتوں کے ہمراہ نالہ کرتی اور پیٹتی ہوئی آئیں۔ نیز فرمودہ کہنے اور قائم کرنے کا حکم عورات انصار و ہاشمیاں کو لاش حضرت حمزہ پر خود رسولؐ پاک نے دیا۔ (کوثر مہر لوی)

شیعہ اس حالت میں جبکہ سیر و سیراب ہو اور اس صورت سے کہ منہ اور ہاتھ اور پاؤں نور سے چمکتے ہوں حاضر ہوں۔ یا علیؑ تم نے سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ ان الذین کفروا امن اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خالدین فیھا اولئک ہم شر الہدیۃ۔ کہا ہاں یا رسول اللہ میں نے سنا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ لوگ یہود اور بنی امیہ اور ان کے اتباع اور تیرے اور تیرے شیعوں کے دشمن ہیں بروز قیامت جھوکے پیاسے روسیہ۔ شقاق و تہمت اور تعصب اور عذاب شدید میں گرفتار اور مبعوث ہوں گے اور میری حدیث کتاب سلیم بن قیسؒ میں جناب امیرؒ سے منقول ہے اور فیصر محمد بن عیاش بن مہبیار میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اور ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے وقت وفات جناب سیدہؑ سے کہا۔ اے فاطمہؑ جب میں انتقال کر جاؤں اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت میں نہ نوچنا اور اپنے گیسو پر نشان نہ کرنا۔ اور وادیلانہ کرنا۔ اور کتاب بشارت

۱۵۔ یہ الفاظ مکرر رسالت کے فاطمہ زہراؑ کو اس کی بشارت تھے۔ بیٹی عنقریب تو میری جلائی میں ہر وقت بے چین ہوگی روئے پیٹے گی۔ نہ بیٹی ایسا نہ کرنا۔ تو جلد عنقریب سب سے پہلے میرے پاس آجائے گی۔ تو ان الفاظ میں رونے پینے کی ممانعت نہیں بلکہ سکون دل زہراؑ کے لئے یہ الفاظ دین رسالت سے نکلے تھے اور جناب مرد کا ثبات جلتے بھی تھے کہ میری ازواج یہ افعال تمام کریں گی۔ مگر آپ نے یہ نہ فرمایا۔ کہ ہماری شہادت میں یہ افعال کرنے والا جہنمی ہوگا۔ یہ تو تقاضہ بشریت و دنیا پیٹنا۔ تسلی دینا انسان کا فطری کام ہے۔ کسی نے یہ کبھی نہیں کہا۔ سفر کرتے وقت یا آتے وقت اپنی اولاد کو کہ خوب رونا پیٹنا پکڑے پھاڑنا۔ نہیں تسلی دینا فطرت انسانی اور روئید پیٹنا تقاضہ بشریت ہے۔ اسی لئے حضرت عائشہؓ نے وفات رسولؐ پر یہ کام کیا۔ عن عبد اللہ ابن زبیر قال سمعت عائشہ تقول مات رسول اللہ بین سکری ونحری وفی دولق لم یظلم قبیلہ احد افعمن سفھی واحدۃ من ان رسول اللہ قبض وھو فی حجدی ثم وضعت راسہ علی وساکۃ وقيمت التدم ومع النساء واضمب وھو حذر۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد چار ص ۳۵) عبد اللہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے سنا بی بی عائشہ ام المؤمنین فرماتی تھیں کہ رسول خدا میرے سینہ پر باری میں فوت ہوئے۔ میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔ میری سقاہت اور کم سنی ہے۔ تحقیق رسول خدا فوت ہوئے میری گود میں پھر میں حضرت کا سر تکیے پر رکھ دیا۔ اور خود اٹھ کر دو عورتوں کے ساتھ رونے اور پیٹنے لگی۔ اور میں اپنا منہ اور سینہ پیٹتی تھی۔ لہذا اگر یہ فعل جہنمیوں کا فعل ہوتا تو حضرت عائشہ ام المؤمنین وفات رسولؐ پر نہ کرتیں۔ آج کل کے ملاؤں نے مفت میں مفتی بن کر غم اہل بیت میں رونے پیٹنے والوں کو بدعتی اور جہنمی قرار دیدیا۔ حالانکہ وہ کم عقل خود یہ بھی جانتے ہیں (باقی ص ۱۳۷)

المصطفیٰ میں روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ بیمار ہوئے۔ جس بیماری میں کہ دنیا سے رحلت فرمائی۔ جناب فاطمہؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جب حضرتؐ کو اس حال میں مشاہدہ فرمایا۔ بیتاب ہو کر حضرتؐ کے منہ پر گر پڑیں۔ اور اپنا سیدہ حضرتؐ کے منہ پر رکھ کر بیت روئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ نہ رو اور صبر اختیار کر۔ یہ سن کر حضرتؐ سیدہؑ اٹھیں اور بیٹھ جائیں۔ مبارک حضرتؐ سے آغوش جاری تھی۔ پس تین مرتبہ فرمایا۔ خداوندایہ میرے اہل بیت ہیں اور میں ان کو تیرے اور ہر مومن کے سپرد کرتا ہوں۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب رحلت حضرتؐ بجناب ریاض جنت نزدیک ہوئی۔ جناب امیرؑ سے ارشاد کیا۔ یا علیؑ میرا سر اپنے دامن میں لے لو۔ کہ حکم خدا آپہنچا ہے اور جب روح میرے جسم سے مفارقت کر جائے۔ اپنے ہاتھ سے مجھے اپنے منہ کی طرف کر دینا۔ اور توجہ تجمیز ہونا۔ اور پہلے تم مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور مجھ سے جدا نہ ہونا۔ جب تک قبر میں نہ آنا لینا۔ اور ان سب امور میں خدا سے نصرت چاہنا۔ جب جناب امیرؑ نے سر مبارک اپنے دامن میں رکھا۔ حضرتؐ یہوش ہو گئے۔ پس جناب فاطمہؑ حضرتؐ کے جمال پر نظر فرماتیں اور روتی تھیں اور بیان کرتی تھیں اور شعر پڑھتی تھیں کہ مضمون اس کا یہ ہے۔ وہ سفید رو کہ جس کی برکت سے طلب بارال کرتے ہیں۔ فریادیں تیریاں و پناہ زناں ہے۔ حضرتؐ نے آواز جناب سیدہؑ سنی آنکھیں کھول دیں اور باؤں ضعف فرمایا۔ اے دختر یہ کلام تیرے بچا ابوطالب کا ہے اس کو نہ کہہ و لیکن یہ کہہ و ما محمدؐ لا اذن رسولؐ قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اور جب جناب فاطمہؑ بہت روئیں۔ حضرتؐ رسولؐ نے قریب اپنے بلایا۔ اور کان میں کوئی راز کہا۔ جسے سن کر جناب سیدہؑ شاد ہو گئیں اور جب روح مقدس حضرتؐ نے مفارقت کی۔ جناب امیرؑ کا ہاتھ بلند کیا۔ اور اپنے منہ کی طرف اٹھایا۔ اور آنکھیں حضرتؐ کی ڈھانپ دیں۔ اور چادر حضرتؐ کے قامت مبارک پر اوڑھادی۔ پھر جناب سیدہؑ سے پوچھا۔ وہ ماز کیا تھا کہ جسے حضرتؐ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ : کہ یہ فعل حضرت رسولؐ مقبولؑ نے لاش حمزہ پر کیا۔ اور حضرت عائشہؑ نے وفات رسولؐ پر اور ان کے فتوے کی زد میں رسولؐ مقبولؑ اور حضرت عائشہؑ بھی آجاتی ہیں لیکن ان کی پرواہ نہیں۔ مخالفت شیعہ کرنی ہے۔ خواہ کافر ہو کہ ہم کے ساتویں طبقے میں چلے جائیں۔ فقہی کتاب نور الانوار (اہل سنت) ملا ہے المحرر داخل فی الفرض باعتبار الترتیب۔ حرام فرض میں داخل ہے بلحاظ ترک کے۔ ان فرض ہے جو دلیل بلاشبہ قطعی سے ثابت ہو اور ہم شیعہ کا دعویٰ ہے کہ مخالفین ماتم و نوحہ کے پاس اس کی حرمت کے لئے کوئی دلیل قطعی الثبوت لا قطعی بسند نہیں اور خلاف اس سے علم ثابت کرنا مسافہست کی دلیل دین سے لاعلمی کی نشانی دشمنی اسلام کی علامت ہے۔ (کوثر بھریلوئی عفی عنہ)

رسولؐ نے تمہارے کان میں کہا۔ اس وقت تمہارا غم و اندوہ بہ شادی تبدیل ہو گیا۔ اور قلق و اضطراب کم ہو گیا۔ جناب سیدہؓ نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ پہلے میرے اہل بیت سے جو مجھ سے ملاقات کر لیا۔ وہ تو ہے اور میری مدت حیات بعد حضرت سرور کائنات بہت نہ ہوگی۔ اس وجہ سے شدت اندوہ و غم میرا جاتا رہا۔ اس لئے کہ مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ مدت مفارقت آنحضرتؐ بہت نہ ہوگی۔

فصل پانچویں در بیان حضرت رسولؐ کی رحلت

بیان کیفیت وقوع مصیبت کبریٰ و حادثہ عظمیٰ یعنی وفات سید انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیان غسل و کفن و دفن اور نماز آنحضرتؐ اور جو کچھ واقعات اس وقت یا اس وقت کے بعد پیدا ہوئے۔ جاننا چاہیے کہ اکثر علمائے عاصمہ و عامر یعنی علمائے شیعہ و سنی کا اعتقاد یہ ہے کہ ارتحال سید انبیا بعالم بقا دو شنبہ کو ہوا۔ اور اکثر علمائے شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس دن اٹھائیسویں ماہ صفر کی تھی اور اکثر علمائے اہل سنت بارہویں ربیع الاول کہتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینیؒ اس قول کے قائل ہیں۔ اور پہلا قول یعنی اٹھائیسویں صفر کی صبح اور بہت مشہور ہے۔ اور بعض علمائے اہل سنت دوسری اور بعض پہلی۔ اور بعض اٹھارویں اور بعض دسویں اور بعض بارہویں اور بعض آٹھ ربیع الاول کہتے ہیں اور اس میں اختلاف نہیں کہ سن حضرت کا ترسیع ۶۳ سال کا تھا۔ اور دسواں سال ہجرت سے تھا۔ اور کشف الغم میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے دسویں سال ہجرت میں انتقال فرمایا۔ اور عمر شریف حضرت سے ترسیع ۶۳ سال گزرے تھے۔ چالیس سال مکہ میں رہے کہ وحی نازل ہوئی اور بعد اس کے تیرہ سال اور مکہ میں رہا کئے اور جب مدینہ میں ہجرت فرمائی۔ اس وقت تریپن سال عمر شریف سے گزرے تھے۔ اور دس سال بعد ہجرت کے مدینہ میں رہے اور وفات حضرت کی دوسری ربیع الاول بروز شنبہ واقع ہوئی۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس قول کا علمائے شیعہ سے کوئی قائل نہیں شاید یہ قول محول ثقیف پر ہو۔ ایضاً کشف الغم میں لکھا ہے کہ عمر شریف حضرت کی ترسیع ۶۳ سال کی ہوئی اور اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ دو سال چار ماہ رہے اور جب عبدالمطلب نے وفات پائی۔ اس وقت آٹھ سال حضرت کی عمر کے گزرے تھے اور بعد ان کے چچا ابو طالب حضرت کی حمایت اور کفالت کرتے رہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وقت وفات پدر بزرگوار حضرت سات ماہ کے تھے اور جب چھ سال کے ہوئے والدہ ماجدہ نے انتقال کیا۔ اور جب ابو طالب

حضرت کے چھانے جانب ریاض جنت رحلت فرمائی۔ اس وقت عمر حضرت سے چھالیس سال اور آٹھ مہینے چوبیس روز گزے تھے۔ اور اس کے تیسرے روز حضرت خدیجہ نے انتقال فرمایا۔ پس اس وجہ سے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ اور حضرت بعد بعثت کے تیرہ سال مکہ میں رہے پھر تین یا چھ روز غار میں پوشیدہ رہے اور بعد ازاں بجانب مدینہ ہجرت فرمائی۔ اور گیارہویں ربیع الاول دو شنبہ کے دن مدینہ میں داخل ہوئے۔ اور دس سال مدینہ میں رہے۔ پس دسویں سال ہجرت سے بتاریخ اٹھائیسویں ماہ صفر رحلت فرمائی۔

بیان تعیین تاریخ وفات حضرت رسول۔ خطبہ راوندی نے ابن عباسؓ روایت کی ہے کہ ایک روز ابوسفیان خدمت آنحضرتؐ میں آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تجھے منظور ہو تو میں قبل تیرے بیان کے تیرے سوال کا جواب دے دوں۔ ابوسفیان نے کہا۔ اچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ تو مجھ سے سوال کرنے آیا ہے کہ میری عمر کس قدر ہوگی۔ اس نے کہا۔ ہاں میں ہی پوچھنے آیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تریٹھ سال زندہ رہوں گا۔ ابوسفیان نے کہا۔ آپ نے سچ کہا۔ حضرت نے فرمایا۔ زبان سے کتنا ہے ندول سے۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ دو شنبہ کو سفر نہ کرو۔ اور روز نہ رکھو کہ اس روز حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور اس مضمون کی بہت کی حدیثیں ائمہ اطہار سے منقول ہیں اور شیخ طوسی وغیرہ نے بسند ہائے معتبرہ حضرت صادق سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ جب کوئی مصیبت درپیش آئے مصیبت رسولؐ کی یاد کرو۔ کہ ایسی مصیبت ہرگز کسی پر نہیں ہوئی۔ اور نہ ہوگی۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ یا علیؑ جس کو کوئی مصیبت درپیش آئے وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ میری مصیبت سب مصیبتوں سے عظیم ہے۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ چالیس درم کا فور بہشت سے اسطے خطوط حضرت رسولؐ لائے۔ پھر اس کے برابر تین حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے لئے رکھا۔ اور ایک حصہ علیؑ کو دیا۔ اور ایک حصہ فاطمہؑ کو دیا۔ اور شیخ طوسی نے بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ فرمایا میں اس وقت علالت حضرتؐ کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت کا سر مبارک ایک شخص کے دامن میں ہے کہ اس سے زیادہ میں غریب و بے گھر کسی کو نہ دیکھا تھا۔ اور حضرت آرام فرما رہے تھے جب میں گیا۔ اس شخص نے کہا آؤ۔ اور اپنے سر کا سر اپنی گود میں لو۔ کہ تم مجھ سے زیادہ نرا اور اسحق اس کے ہو۔ جب میں قریب گیا وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ اور میرے حضرتؐ کو میری گود میں دیدیا۔ ایک ساعت میں بیٹھا۔ کہ حضرت بیدار ہوئے اور فرمایا وہ شخص کہاں گیا جس کی گود میں میرا سر تھا۔ جناب امیرؑ نے جو کچھ گزرا تھا۔ بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے علیؑ! تہ نے اس شخص کو پہچانا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی میرے مال باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں نے نہیں پہچانا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ جبرئیلؑ ہیں۔ کہ

جب مجھ پر مرض کی شدت ہوئی۔ انہوں نے باتیں کیں اور میں نے ان سے باتیں کیں کہ میری آنکھ لگ گئی۔
بیان غسل و کفن حضرت رسولؐ۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں
 نے حضرت رسول خداؐ سے پوچھا کہ آپ کو آپ کے انتقال کے بعد کون شخص غسل دے گا۔ حضرتؐ نے
 فرمایا۔ ہر پیغمبر کو اس کا وصی غسل دیتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یا حضرت آپ کا وصی کون ہے حضرتؐ نے

اے من علی بن حسین علیہما السلام عن ابن عمر قال سئل عن الفارسی وهو یزید بن یحییٰ عن رجل من جلیس فی خلقہ
 و فینا رجل قال یقول لو شئت لانبأ تکم بافضل هذه الامۃ بعد نبینا و افضل من هذین الرجلین ابی بکر و عمر
 فسقام سلمان فقال ما ولیکم لو شئت لانبأ تکم بافضل هذه الامۃ بعد نبینا و افضل من هذین الرجلین ابی بکر و عمر ثم مضی
 سلمان فقیل له یا عبد اللہ ما قلت له قال سلمان رجعت علی رسول اللہ و هو فی غمرات الموت
 فقلت یا رسول اللہ هل اوصیت قال یا سلمان اقدری من الادیاء قلت اللہ و رسولہ اعلم قال
 آدم و کان وصیہ شیث و کان افضل من ترک بعد آدم و ولدہ و کان وصی نوح سام و کان
 افضل من ترکہ بعدہ و کان وصی موسیٰ یوشع و کان افضل من ترکہ و کان وصی سلیمان اصف
 بن برخیا و کان افضل من ترکہ و کان وصی عیسیٰ شمعون بن فرخیا و کان افضل من ترکہ بعدہ
 و اتی اوصیت ائی علی و هو افضل من ترکہ بعدی (مودة القرنی مکتہ فردوس الاخبار و علی مکتہ) امام
 علی ابن حسین زین العابدین علیہما السلام نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سلمان فارسی کسی شخص کی عیادت کے ارادے سے جا
 رہے تھے کہ ان کا گذر ہم پر سے ہوا۔ اور ہم آدمیوں کے حلقہ میں بیٹھتے تھے۔ ایک شخص ہم میں سے کہہ رہا تھا۔ اگر میں چاہوں۔ تو
 تم کو ایک ایسے شخص کے حال سے خبر دوں جو ہمارے نبی کے بعد ساری امت سے افضل اور ان دونوں ابوبکر و عمر سے
 افضل ہے۔ پھر اس نے سلمان سے درخواست کی۔ تب سلمان نے کہا۔ اے لوگو! خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو تم کو ایسے شخص سے
 خبر دوں جو بعد رسولؐ ساری امت اور ابوبکر و عمر سے افضل ہے یہ کہہ کر سلمان روانہ ہوئے لوگوں نے کہا۔ اے
 عبداللہ تم نے بیان نہ کیا۔ سلمان نے فرمایا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ نزع کی حالت میں تھے۔
 میں نے عرض کی۔ آیا آپ نے اپنا وصی مقرر کیا ہے۔ فرمایا۔ اے سلمان! تم آدمیا کو جلتے ہو۔ میں نے عرض کی
 کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے۔ اور وہ اولاد آدمؑ سے جو ان کے بعد
 باقی رہی بہتر ہے اور نوحؑ کے وصی سامؑ تھے جو ان سب سے افضل تھے جن کو نوحؑ نے اپنے بعد چھوڑا۔
 اور حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشعؑ تھے اور وہ ان سب سے افضل تھے جو حضرت موسیٰؑ کے بعد باقی رہے اللہ سلیمانؑ
 کے وصی آصف بن برخیا تھے اور جن کو سلیمانؑ نے اپنے بعد چھوڑا سب سے افضل تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے

فرمایا۔ میرا دھی علیؑ ہے۔ میں نے پوچھا۔ علیؑ آپ کے بعد کتنے سال زندہ رہیں گے۔ حضرت نے فرمایا تیس سال۔ جس طرح یوشع بن نون دھی موسیٰؑ بعد موسیٰؑ کے تیس سال زندہ رہے اور صغیرؑ دختر شعیبؑ نے کہ زوجہ موسیٰؑ بھتی۔ یوشع پر خروج کیا۔ اور کہا میں تم سے زیادہ مستحق خلافت موسیٰؑ ہوں۔ یوشع نے اس سے مقابلہ کیا۔ اور قید کر لیا۔ بعد قید کرنے کے اس کی عزت کی۔ اسی طرح میری زوجہ عائشہؓ دختر ابوبکرؓ میرا چند ہزار نامرد جو میری امت سے ہوں گے علیؑ پر خروج کرے گی۔ اور علیؑ اکثر مردان لشکر عائشہؓ کو قتل اور عائشہؓ کو اسیر کرے گا اور پھر اس پر احسان کرے گا۔ کلینیؒ وصفاؒ و شیخ طوسیؒ وابن بابویہؒ و قطب راوندیؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- دھی شمون بن فریخت جو سب سے افضل تھے جن کو عیسیٰؑ نے اپنے بعد چھوڑا۔ اور میں نے علیؑ بن ابی طالب کو اپنا دھی کیا۔ اور وہ میرے بعد سب لوگوں سے جن کو میں بھی چھوڑ رہا ہوں افضل ہیں۔ ہر نبی اپنا دھی یعنی خلیفہ خود مقرر کرتا ہے کسی امت نے اجماع نہیں کیا۔ تو جب دیگر امتوں نے اجماع سے دھی مقرر نہیں کئے تو امت محمدیہؐ کیوں کرے اور جب دیگر انبیاءؑ نے خود مقرر کئے تو ہمارا نبیؐ پیغمبر مقرر کئے چلا جائے۔ اور عیساؑ انبیاء کے تقرر ملاحظہ ہوں۔ آدمؑ نے مرض الموت میں شیثؑ کو اپنا دھی و خلیفہ مقرر کیا۔ و روضۃ الصفا ص ۱۸ اور حضرت شیثؑ نے اپنے بیٹے افوش کو مرض الموت میں اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ تاریخ کامل جلد اول ص ۱۸ حضرت افوش نے اپنے بیٹے قینان کو مقرر کیا مرض الموت میں تاریخ کامل جلد اول ص ۱۸ حضرت قینان نے اپنے بیٹے سسلاہ کو مقرر کیا۔ تاریخ کامل جلد اول ص ۱۸ اور حضرت سسلاہ نے اپنے بیٹے یوحنا کو تاریخ کامل ص ۱۸ اور حضرت یوحنا نے اپنے بیٹے ادریس کو تاریخ کامل جلد اول ص ۱۸ حضرت ادریس نے اپنے بیٹے متوشع کو اور انہوں نے اپنے بیٹے نوح کو اور حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے سام کو۔ تاریخ کامل جلد اول ص ۱۸ یہ سلسلہ ایسے ہی حضرت ابراہیمؑ تک آیا۔ ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ شام میں اور اسمعیلؑ عرب میں اپنے خلیفہ مقرر کئے۔ روضۃ الصفا ص ۱۸ حضرت اسمعیلؑ نے اپنے بیٹے قیدار کو۔ اور حضرت اسماعیلؑ نے حضرت یعقوبؑ کو اور حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کو اور حضرت یوسفؑ کے بعد یہ سلسلہ حضرت موسیٰؑ تک آیا۔ حضرت موسیٰؑ نے ہارونؑ اور بعد انتقال حضرت یوشع بن نون اور اسی طرح حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو۔ روضۃ الصفا ص ۱۹ اور حضرت عیسیٰؑ نے خود حضرت شمعونؑ کو اپنا دھی اور خلیفہ مقرر کیا۔ روضۃ الصفا ص ۱۹ اور یہاں سے یہ سلسلہ خاندان قریش سے ہوتا ہوا نبیؐ ہاشم میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کے پاس پہنچا۔ لہذا مثل سابق انبیاءؑ کے سلف تاجدار و دوعالم کے لئے بھی یہ فریاد و ملائی ہو گیا کہ اپنے بعد خلیفہ اور دھی خود مقرر کریں۔ اور امت کو اجماعی مگر ای سے بچائیں۔ خداوند تعالیٰ نے علیؑ آپ کو کیا ایکھا اللہ سولے بسلطہ ما انزل آیت بھیج کے تنبیہ فرمائی۔ اور اپنے غدیر خم پر علیؑ ابن ابی طالب کو اپنے بعد تمام مومنین و مومنات کا مولاد امیر اور اپنا دھی و خلیفہ مقرر کر دیا۔ سر العالمین امام غزالی ص ۹ تذکرہ خواص الامر ص ۲۶ -

(کوثر بھریلی عفی عنہ)

جناب امیر المؤمنینؑ و امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ جب میں انتقال کر جاؤں۔ چھ مشک پانی چاہ غرس سے کھینچ کر مجھے اچھی طرح اس سے غسل دینا۔ اور کفن وضو کرنا۔ اور جب غسل و کفن وضو سے فارغ ہونا میرا اگر بیان کفن پکڑنا اور مجھے لٹانا۔ اور جو کچھ جی چاہے مجھ سے پوچھنا۔ جو پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا چنانچہ جناب امیرؑ نے ایسا ہی کیا۔ اور فرمایا۔ اس وقت بھی ہزار باب مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب مجھ پر مفتوح ہوئے اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب جناب امیر المؤمنینؑ نے فرمایا، حضرتؑ جو کچھ قیامت تک گزرے گا۔ اس کی مجھے خبر دی۔ پس کوئی گروہ مردم نہیں سگریہ کہ میں جانتا ہوں ان میں سے راہ حق پر کون ہے۔ اور گمراہ کون ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرتؑ نے جو کچھ فرمایا۔ جناب امیرؑ نے سب کچھ اس وقت لکھ لیا۔ اور شیخ طوسیؒ نے سند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ جب میں انتقال کر جاؤں مجھے غسل اس طرح دینا کہ بغیر تنہا سے کوئی میری شرمگاہ نہ دیکھ سکے اس نے جو دیکھ لے گا اندھا ہو جائے گا جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یا حضرت میں تنہا غسل کیسے دے سکوں گا۔ بغیر اس کے چارہ نہیں کہ دوسرا شخص بھی ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ بوقت غسل جبرئیلؑ تمہارے معین ہوں گے۔ اور فضل بن عباسؑ کو حکم دیا کہ تم کو پانی سے مگر کھدو کہ جی آنکھوں پر باندھ لے اس لئے کہ اگر اس کی نظر میری شرمگاہ پر پڑے گی تو وہ اندھا ہو جائے گا۔

میان کفن حضرت رسولؐ ابن بابویہؒ نے سند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ دو مرد قریشی امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرتؑ نے کہا۔ تم چاہتے ہو کہ میں تم کو وفات سرور کائنات کی خبر دوں۔ ان دو قریشی نے کہا۔ ہاں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوارؐ نے خبر دی کہ تین روز پہلے وفات رسول خداؐ سے جبرئیلؑ آئے اور کہا۔ اے احمد حق تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بسبب آپ کے فضل اور بزرگی کے بھیجا ہے اور پوچھا ہے کہ باوجودیکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اے محمدؐ کیسے ہو حضرتؑ نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ بے چین ہوں۔ جب تیسرا روز ہوا۔ جبرئیلؑ مع ملک الموتؑ پھر حاضر ہوئے اور ان کے ہمراہ اسماعیلؑ مومل ہوا بھی متر بزار فرشتوں کے ساتھ آیا۔ اور جبرئیلؑ ان سے پہلے وہ ہی پیغام لئے۔ اور حضرتؑ بھی وہی جواب دیا۔ اس وقت ملک الموتؑ نے اجازت گھر میں آنے کی چاہی۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ ملک الموتؑ ہے۔ اور اجازت گھر میں آنے کی مانگتا ہے۔ اور اس نے کبھی کسی سے قبل آپ کے گھر میں آنے کی اجازت نہیں مانگی۔ اور بعد آپ کے کسی سے بھی نہ مانگے گا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اجازت ہے آئیں۔ جبرئیلؑ نے اجازت دی۔ جب ملک الموتؑ حاضر ہوئے۔ ادب سے حضرتؑ کی خدمت میں کھڑے ہوئے اور کہا۔ احمد حق تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں اگر حکم ہو تو روح قبض کروں۔ اور اگر حکم ہو تو پھر جاؤں۔ حضرتؑ

نے فرمایا۔ اے ملک اگر میں تم کو حکم دوں کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ گے اور مجھے چھوڑ دو گے۔ ملک الموت نے عرض کی۔ ہاں یا محمدؐ مجھے ایسا ہی حکم ہوا ہے۔ کہ آپ جو کچھ فرمائیں میں اس کی اطاعت کروں۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا۔ اے احمد حق تعالیٰ آپ کا مشاق لقا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا اے ملک الموت جس کام پر تم مامور ہوئے ہو مشغول ہو۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ میرا ناز میں پر آخر میں تھا۔ آپ ہی دُنیا میں میری حاجت تھے اور آپ ہی سے مجھے کام تھا۔ اب دُنیا میں میرا کوئی کام نہیں۔ پس روح مقدس نے حضرت کے بدن اطہر سے مفارقت کی۔ ناگاہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے ان کو تعزیت دی۔ آواز **تعزیت حضرت حضرتؑ** اس کی سنتے تھے مگر دکھائی نہ دیتا تھا۔ پس کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجور کم یوم القیمۃ فمن نر حن عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحیوة الدنیا الا متاع العس ورس۔ یعنی ہر نفس ذائقہ موت چکھنے والا ہے۔ اور تم اپنی اجرت بروز قیامت پاؤ گے پس جو دور کیا جائے اتنی بہنم سے اور داخل کریں اس کو بہشت میں وہ دستگاہ ہوا اور نہیں ہے زندگانی دینا۔ مگر متاع فریب۔ پھر کہا۔ صبر فرمانے والی ہر مصیبت سے ہے اور خدا جلیلہ ہر مالک کا ہے اور تدارک اس کے عوض ثواب کا کرتا ہے۔ پس خدا پر اعتماد کرو۔ اور اسی سے امید رکھو۔ کیونکہ مصیبت زدہ وہی ہے جو رحمت خدا سے محروم رہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ یہ حضرت حضرتؑ تھے جو ہماری تعزیت کو کئے تھے۔ ایضاً۔ ابن بابویہؑ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضرت بستر بیماری پر لیٹے۔ اور اصحاب گرد جمع ہوئے۔ اس وقت عمار بن یاسرؓ اُٹھے۔ اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یا حضرت جب آپ بخوار رحمت پر دروگاہ وصل ہوں۔ کون ہم سے آپ کو غسل دے۔ حضرت نے فرمایا مجھے علیؑ غسل دے گا کیونکہ جس عضو کے دھونے کا قصد کرے گا۔ ملائکہ اس کے اٹھانے کا قصد کریں گے۔ پھر عمار بن یاسرؓ نے پوچھا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ہم سے آپ پر پہلے کون نماز پڑھے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا رحمت کرے چپ رہو۔ پس جناب امیرؑ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے علیؑ جب دیکھنا کہ روح نے میرے بدن سے مفارقت کی مجھے غسل دینا۔ اور اچھی طرح غسل

لہ جبرئیلؑ کا یہ کہنا کہ اب یہ میرا زمین پر آنا آخری ہے برائے نبوت تھا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی تھے اور آپ کے بعد اب کوئی نبی اور رسول نہ کئے گا۔ جس کے پاس جبرئیلؑ من جانب اللہ بخیرام لائیں۔ یعنی جبرئیلؑ اب نبوت کے لئے زمین پر نہیں آئے گا۔ بلکہ جبرئیلؑ اوصیلے نبوت کے پاس آتا رہا۔ اور آئندہ بھی آئے گا۔ لہذا جبرئیلؑ کا میدان کرطیاس دمی وغیرہ رسول امام حسین علیہ السلام کے پاس آنا کسی شیعہ دونوں فرقہ میں کی کتاب میں مرقوم ہے در مشورہ حوالہ کی ضرورت نہیں (کوثر پیر علیٰ حقین)

دینا۔ اور ان دو کپڑوں میں جو میں پہنے تھے کھن کرنا۔ پا جاہر سفید مصری اور چادر مینہ میں مجھے کفن کرتا۔ اور کفن میرا بہت گراں نہ کرنا۔ اور مجھے اٹھا کر نزدیک قبر رکھ دینا۔ پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ خداوند جبار ہے کہ عرش عظمت و جلال پر مجھ پر صلوات بھیجے گا۔ بعد ازاں جبرئیل و میکائیل و اسرافیلؑ ہمراہ شکر ہائے ملائکہ کہ ان کی گنتی بغیر ہر در و درکار کوئی نہیں جانتا۔ مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ بعد ان کے وہ ملائکہ نماز پڑھیں گے جو عرش الہی کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ ان کے بعد ساکنان ہر آسمان ایک دوسرے کے بعد مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اس کے بعد جمع اہل بیت میرے ادبیمیاں میری بحسب مراتب اشارہ اور سلام مجھ پر کریں گے۔ جو حق اور اشارہ سلام کرے گا ہے۔ اور آزاد بعد لائے نالہ و فغان نہ بہو بچائیں۔ پھر حکم فرمایا۔ اے بلالؓ لوگوں کو میری مسجد میں جمع کر۔ جب لوگ جمع ہوئے۔ حضرت بابر شریف لائے۔ عمامہ مبارک پر اور مکان پر تکیہ کئے یہاں تک کہ منبر پر گئے۔ اور حمد و ثنائے الہی بجالائے۔ اور فرمایا۔ اے گروہ اصحاب میں تمہارے لئے کیسا پیغمبر تھا۔ آیا میں نے تمہارے واسطے ہمارے نہیں کیا۔ آیا میرے آگے کے دانتوں کو تم نے نہیں توڑا۔ آیا میری پیشانی کو خاک آلود تم نے نہیں کیا۔ آیا خون میرے منہ پر تم نے نہیں بہایا۔ یہاں تک کہ میری داڑھی رنگین ہو گئی۔ آیا میں تمہیں شدتوں اور سختیوں کا اپنی قوم کے نادانوں کے ہاتھوں نہیں ہوا۔ آیا بھوک سے بھر میں نے اپنی امت کی رعایت کے لئے پیٹ پر نہیں باندھا۔ اصحاب نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ تحقیق آپ صبر کرنے والے واسطے خدا کے اور متع کرنے والے برائیوں کے تھے۔ حق تعالیٰ آپ کو ہم سب کی طرف سے جزائے خیر دے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدام کو بھی جزائے خیر دے۔ پھر حضرت نے میان قصاص حضرت رسولؐ فرمایا۔ حق تعالیٰ نے حکم کیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ اس سے ظلم کسی ستمگار کا نہ جل سکے گا۔ لہذا میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ کہ جس کسی پر محمدؐ سے مظلمہ ہوا ہو۔ اللہ اٹھ کھڑا ہو اور مجھ سے قصاص لے لے کہ قصاص دنیا میرے نزدیک قصاص عقبی سے سامنے گروہ ملائکہ اور انبیاء کے بہتر اور محبوب تر ہے۔ یہ سن کر ایک شخص سب سے پیچھے سے اٹھا۔ کہ اس کا سودا بن قیس نام تھا۔ اللہ کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یا رسول اللہ جب آپ طائف سے آئے تھے۔ میں آپ کے استقبال کو آیا۔ اور آپ ناقہ غضب پر سوار تھے۔ اللہ عجلتے مشوق آپ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آپ نے عصا کو بلند کیا۔ کہ اس کو اونٹ پر ماریں۔ وہ میرے پیٹ پر لگا۔ نہیں معلوم آپ نے عمداً مارا یا سہواً۔ حضرت نے فرمایا۔ معاذ اللہ اگر میں نے عمداً ایسا کیا ہو۔ پس فرمایا۔ اے بلالؓ فاطمہ کے گھر جا اور وہی عصلے آج جب بلالؓ مسجد سے باہر آئے۔ بازار مدینہ میں منادی کی اے گروہ مردم کون ہے قبل روز قیامت بچے نفس کو قصاص فرمائے۔ اس وقت رسول خدا قبل قیامت اپنا قصاص چاہتے ہیں اور جب

دروازہ سیدہ پر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا۔ اے جناب فاطمہؓ حضرت اپنا عصائے مشوق طلب فرماتے ہیں۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اے بلالؓ آج عصا کا کام نہیں۔ کیوں حضرت طلب فرماتے ہیں بلالؓ نے کہا۔ اے فاطمہؓ مگر آپ نہیں جانتی کہ آپ کے پدر بزرگوار منبر پر تشریف رکھتے اور تمام لوگوں کو دواعیٰ فرما رہے ہیں۔ جب جناب سیدہ نے کلام سنا۔ فریاد کی۔ اور کہا۔ افسوس غم و اندوہ حسرت میرے دل نگار کی۔ اے پدر بزرگوار آپ کے غم و اندوہ پر سو۔ بعد آپ کے اے حبیب خدا و محبوب قلوب فقرافقروں اور بیچاروں اور غریبوں اور محتاجوں کی کون خبر لے گا۔ اور یہ لوگ کس سے پناہ مانگیں گے۔ پس بلالؓ نے عصا لیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب عصا حضرت کو دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ پیر مرد کہاں گیا۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں حاضر ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ سے قصاص لے کہ تو۔ رمضان مذہب ہو جائے۔ اس مرد نے کہا۔ یا حضرت اپنا شکم کھویئے۔ جب حضرت نے شکم مبارک کھولا۔ اس مرد نے کہا۔ یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اجازت دیجئے کہ میں اپنا منہ آپ کے شکم مبارک پر رکھوں۔ جب اجازت پائی۔ اس مرد نے شکم مکرم سیدہ عالم کو بوسہ دیا۔ اور کہا میں آتش جہنم سے بروزی قیامت پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے سودا آیا قصاص کرتا ہے یا عفو کرتا ہے۔ سودا نے کہا۔ بلکہ عفو کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا خداوند احسن طرح سودا نے تیرے پیغمبر کو عفو کیا۔ تو بھی سودا سے عفو کر۔ یہ فرما کر حضرت منبر سے اترے اور ام سلمہؓ کے کھڑے تشریف لے گئے اور فرماتے تھے۔ خداوند امیری امت کو آتش جہنم سے محفوظ رکھنا۔ اور ان پر حساب و جزا آسان کرنا۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ یا حضرت کس لئے آپ کو غمگین اور آپ کا رنگ مبارک متغیر باقی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ جبریلؑ نے اس وقت مجھے خبر مرگ پہنچائی۔ میں تم پر سلام ہو دُنیا میں کہ بعد اس دن کے پھر آواز محمدؐ کی نہ سنو گی۔ ام سلمہؓ نے جب یہ خبر وحشت اثر حضرت سے سُنی چلائیں اور کہا۔ وا حسرتنا آپ پر ایسا غم و اندوہ مجھے ہوا۔ کہ جس کی ندامت و حسرت کا تدارک نہیں کر سکتی۔ پس حضرت نے صدائے غم زائے دفتر نیک اختر سُنی چشمہائے مبارک کھولیں۔ اور فرمایا۔ اے دفتر گرامی۔ بہت جلد میں تجھ سے مفارقت کرتا۔ اور تجھے دواعیٰ کرتا ہوں۔ اے دفتر تجھ پر سلام ہو۔ جب جناب سیدہ نے یہ خبر وحشت اثر سیدہ شہسُنی آہ سرد دل پر دروسے کھینچا۔

ملاقات حضرت رسولؐ در حشر اور کہا۔ اے پدر بزرگوار بروزی قیامت کہاں ملاقات آپ سے کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ میں جہاں حساب خلائی ہو گا ملوں گا۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اگر آپ کو وہاں نہ پاؤں تو کہاں ڈھونڈوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مقام خمود میں کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہاں گنہگار ان امت کی شفاعت کروں گا۔ جناب سیدہ نے عرض کی۔ اگر وہاں سے نہ پاؤں تو کیا کروں۔

حضرت نے فرمایا۔ نزدیک صراط تلاش کرنا۔ جس وقت کہ امت میری صراط سے گزرتی ہو۔ اور میں وہاں کھڑا ہوں۔ اور جبرئیل میرے دائیں جانب اور میکائیل بائیں طرف اور جبریل ملائکہ حق تعالیٰ میرے پس و پیش کھڑے ہوں۔ اور سب کے سب درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کریں کہ پروردگار سلامت سے امت محمد کو صراط سے اتار دے۔ اور ان پر حساب کو آسان کر دے پس جناب فاطمہؑ نے پوچھا۔ میری ماں خدیجہ کبریٰ کہاں ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک قصر میں ہیں۔ چار دروازے اس قصر کے بہشت کی طرف کھلے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت بے ہوش ہو گئے۔ اور متوجہ عالم قدس ہوئے۔ اور جب بلالؓ نے آواز بنا کر دی اور کہا۔ الصلوٰۃ من حکم اللہ۔ حضرت ہوش میں آئے اور مسجد میں تشریف لا کر نماز سکھاد فرمائی۔ اور جب فارغ ہوئے اسامہؓ بن زید اور جناب امیر کو بلایا۔ اور کہا مجھے فاطمہؑ کے گھرے چلو۔ جب جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے۔ اپنا سر مبارک سیدہ کی گود میں دیا۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ اپنے نانا کا یہ حال دیکھ کر بیتاب ہو گئے اور رونے لگے اور کہتے تھے۔ ہماری جانیں آپ کی جان پر فدا ہوں اور ہمارے منہ آپ کے منہ پر فدا ہوں۔ حضرت نے پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ جناب امیر نے عرض کی۔ یہ آپ کے فرزند ان گرامی حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ حضرت نے قریب بلایا۔ اور ہاتھ ان کی گردن میں ڈال کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ جب جناب حسنؑ بہت روتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے حسنؑ اس قدر نہ رو۔ اور کھڑ جا۔ کہ تیرا رونا مجھے سخت ناگوار اور باعث آزار و لفکار ہے۔ ناگاہ ملک الموت حاضر ہوئے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام اے ملک الموت۔ میری تم سے ایک حاجت ہے۔ ملک الموت نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کی کیا حاجت ہے حضرت نے فرمایا۔ میری روح جب تک جبرئیلؑ نہ آئیں۔ اور مجھے سلام نہ کر لیں اور میں ان کو سلام نہ کر لوں اور وداع نہ کر لوں قبض نہ کرنا پس ملک الموت باہر چلے گئے اور کہتے تھے یا محمدؐ آہ اتنے میں جبرئیلؑ ہوا اے ملک الموت کے پاس آئے۔ اور پوچھا۔ اے ملک الموت قبض روح محمدؐ کر چکے۔ ملک الموت نے کہا۔ نہیں اے جبرائیلؑ حضرت رسولؐ نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ جب تک جبرئیلؑ سے ملاقات نہ کر لوں۔ اور ان کو وداع نہ کر لوں میری روح قبض نہ کرنا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت نہیں دیکھتے کہ حور ان بہشتی نے روح حضرت محمدؐ کی تشریف آوری میں اپنا بناؤ سنگار کیا ہے۔ پس جبرئیلؑ قریب حضرت کے آئے۔ اور کہا۔ السلام علیک یا ابا القاسم۔ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام یا جبرئیلؑ۔ اے جبرئیلؑ ایسی حالت میں مجھے تم تنہا چھوڑ دیتے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا حضرت آپ کو رحلت فرمانا چاہیے اور سب کو مرگ و پیش ہے اور ہر نفس ذائقہ مرگ چکھنے والا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ اے میرے حبیب میرے پاس آؤ۔ جبرئیلؑ قریب آئے۔ اور ملک الموت بھی آئے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت دوبارہ قبض روح محمدؐ و صیت حق تعالیٰ یاد رکھنا۔ پس

جبریلؑ داسنی طرف اور میکائیل بایں جانب اور ملک الموت سامنے کھڑے ہوئے اور مشغول قبض روح اظہر ہوئے۔

بیان رحلت حضرت رسولؐ۔ ابن عباس نے کہا۔ کہ حضرت اس روز مکر فرماتے تھے۔ میرے حبیب کو بلاد۔ اور جس کو لوگ سامنے لاتے تھے۔ اس سے حضرت مُنہ پھیر لیتے تھے۔ جناب فاطمہؑ سے لوگوں نے کہا۔ ہمیں یقین ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب کو بلاتے ہیں۔ جناب فاطمہؑ نہیں۔ جناب امیر کو بلالائیں جب نظر مبارک سید انبیاءؑ روئے منور سید اوصیاء پر پڑی۔ ہنسنے لگے اور مکر فرمایا۔ اے علیؑ میرے پاس آؤ۔ یہاں تک کہ ہاتھ جناب امیرؑ کا پکڑ کر اپنے سر ہاتے بٹھایا۔ اور بیہوش ہو گئے۔ اتنے میں حسنؑ اور حسینؑ تشریف لائے اور جب ان کی نظر اپنے نانا کے جمال بسمثال پر پڑی اور حضرت کا وہ حال دیکھا۔ قریاد و اجداہ و احمدہ کر کے روئے ہوئے سیدہ حضرت پر گر پڑے۔ جناب امیرؑ اٹھ گئے کہ ان کو اٹھائیں حضرت ہوش میں آئے۔ اور کہا۔ اے علیؑ ان کو رہنے دو۔ کہ میں ان دو توں اپنے باغ کے پھولوں کو سونگھوں اور یہ میرے گل رخسار کو سونگھیں اور میں ان کو وداغ کروں۔ اور یہ مجھے وداغ کریں۔ یہ دونوں بعد میرے مظلوم ہوں گے۔ تیغ ظلم و ستم زہر سے ملے جائیں گے۔ پس تین مرتبہ فرمایا۔ خدا کی لعنت ان پر ہو۔ جو ان پر ظلم کرے۔ پھر ہاتھ جناب امیرؑ کا تھام کر لحاف کے اندر سے لیا۔ اور اپنا منہ ان کے مُنہ کے اوپر اور دوسری روایت میں اپنا مُنہ جناب امیرؑ کے کان کے اوپر رکھا۔ اور بت لازمہ۔ اور اسرار الہی و علوم غیر متناہی بیان فرمائے۔ یہاں تک کہ روح مقدس حضرتؑ جانب آشیان عرش رحمت پروردگار اور **بیان رحلت حضرت رسولؐ**۔ پروردگار فرمائی۔ جناب امیرؑ لحاف بشیر و مذیہ سے باہر تشریف لائے اور کہا۔ حق تعالیٰ تمہارے اجر کو تمہارے پیغمبر کی مصیبت میں عظیم کرے۔ واضح ہو کہ خداوند عالمیان روح برگزیدہ پیغمبر آخر الزمان کو اپنی طرف لے گیا۔ یہ سُن کر صدائے خوش و شیون اہل بیت رسالت بلند ہوئی۔ اور کچھ لوگ مومنین سے جو غصب خلافت میں مشغول نہ ہوئے۔ تعزیت اور مصیبت اہل بیت میں شریک ہوئے۔ ابن عباس نے کہا۔ کہ جناب امیرؑ سے پوچھا۔ وہ راز جو حضرت نے آپ سے لحاف کے اندر کہا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہزار باب علم مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے اور ہزار باب کھل گئے۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بعد حضرت رسولؐ پہلی بلا اور امتحان جو مجھ پر وارد ہوا یہ تھا۔ کہ میرا بغیر حضرت مسلمانوں میں کوئی مونس و مددگار نہ تھا۔ کہ میں اس پر اعتماد کرتا۔ اور امید نصرت اس سے رکھتا حضرت نے مجھے بچپن میں تربیت کی۔ اور جب میں بڑا ہوا۔ اپنی پناہ میں رکھا۔ نیمی سے نکالا۔ میرے اور میرے عیال کے خرق کی کفالت فرمائی۔ مجھے ہر حاجت سے بے نیاز کیا۔ حضرت کی برکت سے محتاج نہ ہوا۔ ادا سہی طرح چند نعمتہائے دینا حضرت کی برکت سے تمہیا تھیں۔ اور یہ سب باوجود زیادتِ اسی شفقت اور مرحمت کے سلنے کم تھیں کہ مجھے درجات عالیہ اور کمالات نامتناہیہ پر فائز کیا۔ اور علوم ربانی سے محاذ فرمایا اور راہ نمائی مراتب قرب وصال

دو اصل ملک متعال سے فرمائی۔ افعال و اقوال و آداب حسنہ سے آراستہ فرمایا۔ پس ذفات حضرت سرور کائنات سے ایسے چند اندوہ و الم تجھ پر نازل ہوئے کہ مجھے گمان ہے اگر مصیبتوں کو پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ تاب و تحمل نہ لاسکیں۔ اس مصیبت میں۔ میں نے لوگوں کو مختلف پایا۔ بعضوں کا روننا بیٹنا اس درجہ تھا کہ مطلق ضبط نہ کر سکتے تھے اور قوت تحمل اس مصیبت عظیم پر نہ تھی۔ شدت غم و اندوہ نے صبر ان سے دور کر دیا تھا۔ اور ان کی عقل کو پریشان کر دیا تھا۔ مجھے سمجھانے اور کئے سننے والوں کے درمیان ان کی جزع اور مصیبت حامل تھی یہ حال اہل بیت و خلیشان حضرت اور فرزندان عبداللہ کا تھا۔ اور تمام لوگوں کی کیفیت تھی۔ کہ بے مایہ و مایہ پر سادیتے تھے اور کہتے تھے۔ اس کو مصیبت و اندوہ عظیم میں جو وقعت تجھ پر ٹوٹ پڑا۔ میں نے صبر و شکیبائی و خاموشی اختیار کی۔ اور جو کچھ حضرت نے غسل و کفن و حنوط و نماز و دفن کرنے اور کتاب جمع کرنے میں مجھے وصیت فرمائی تھی اس میں مشغول ہوا۔ اور مجھے بجا آوری امور ضروری میں کہ حضرت کی جانب سے مامور تھا۔ گرہ پیتا بانہ اور آہ و نالہ سوزش سیدہ اور مصیبت دردناک مانع ہوئی۔ یہاں تک کہ جو حق تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر لازم تھا۔ سب میں نے ادا کیا۔ اور از روئے صبر و شکیبائی و امید واری رحمت نامتناہی الہی ان درد اور مصیبتوں کو میں نے بھلا دیا۔ یہاں تک کہ تمام احکام خدا اور رسولؐ سے فارغ ہوا۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضور ایک روز شدت مرض میں بے ہوش ہو گئے۔ ناگاہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اذن ملک الموت درخانہ رسولؐ۔ جناب سیدہ نے فرمایا۔ کون ہے جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں ایک غریب مرد ہوں اور حضرت رسولؐ سے ایک سوال کرنے آیا ہوں۔ اجازت ہے کہ گھر میں داخل ہوں۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اپنے کام کو جا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ کیونکہ حضرت اپنے مرض میں ہیں تجھ سے بات نہ کر سکیں گے۔ یہ سن کر وہ شخص چلا گیا۔ اور پھر ہتھوڑی دیر کے بعد آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا۔ ایک غریب رخصت چاہتا ہے کہ حضرت رسولؐ کے پاس آئے۔ آیا غریبوں کو رخصت دیتے ہو۔ اس وقت حضرت رسولؐ ہوش میں آئے۔ اور آنکھیں کھول کر فرمایا اے فاطمہ تم جانتی ہو یہ کون ہے۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اسے پدر بزرگوار میں نہیں جانتی۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ جماعت کا پرانگندہ کرنے والا اور لذتوں کا برطرف کرنے والا۔ اے فاطمہ یہ ملک الموت ہے۔ تجھ سے پہلے کسی سے گھر میں آنے کی اجازت اس نے نہیں لی۔ اور نہ بعد میرے کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ مجھے جو کر امت اپنے پروردگار کے نزدیک ہے۔ اس سبب سے اجازت چاہتا ہے۔ اے فاطمہ اجازت دو کہ آئیں۔ جناب سیدہ نے فرمایا۔ خدا رحمت کرے گھر میں داخل ہو۔ پس مثل نسیم تند ملک الموت داخل ہوئے اور اہل بیت رسالت پر سلام کیا اور کہا۔ بیان اذن ملک الموت۔ السلام علی اہل بیت رسول اللہ۔ حضرت نے جناب امیر کو

وصیت فرمائی۔ کہ جو روحِ ظلم و ستم، شقیہ سے صبر کرنا اور فاطمہؑ کی حفاظت کرنا۔ اور قرآن کو جمع کرنا۔ میرے قرض کو ادا کرنا۔ اور مجھے غسل دینا اور میری قبر کے گرد دیوار بنانا۔ اور حسنؑ و حسینؑ کی حفاظت کرنا۔ کشف الغمہ میں روایت ہے کہ وقت وفات حضرت ایک شخص نے اجازت چاہی کہ حاضر خدمت ہو۔ جناب امیرؑ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کیا کام ہے۔ اُس شخص نے کہا۔ میں حضرت سے ملاقات کرنے آیا ہوں۔ جناب امیرؑ حضرت رسولؐ کی خدمت میں آئے۔ اور اس شخص کے لئے اجازت طلب کی حضرت نے فرمایا۔ کہو آئیں۔ جب وہ شخص حضرت کے سرہانے بیٹھا۔ اور کہا۔ اے پیغمبرِ خدا میں حق تعالیٰ کی طرف سے برسات آپ کے پاس آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم کون ہو۔ اُس شخص نے کہا۔ میں ملک الموت ہوں حق تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور اختیار دیا ہے۔ خواہ آپ دنیا میں تشریف رکھیں یا لقائے پروردگار قبول فرمائیں حضرت نے فرمایا۔ مجھے جبرئیلؑ کے آنے تک ہمت دو۔ کہ ان سے مشورہ کروں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا رسول اللہؐ آپ کے لئے دنیا سے آخرت بہتر ہے۔ اور حق تعالیٰ آخرت میں ایسے قرب و کرامت و منزلت کے دبے اور شفاعت کے قبول فرمائے گا۔ آپ بہت خوش ہوں گے۔ اور لقائے دنیا سے لقائے پروردگار بہتر و برزہ ہے۔ یہ سن کر حضرت نے ملک الموت سے کہا۔ جس پر تم خدا کی طرف سے مامور و مقرر ہو۔ اس کام کو بجا لاؤ۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت جلدی نہ کرو۔ میں اپنے پروردگار کے پاس ہواؤں۔ ملک الموت نے کہا۔ اے جبرئیلؑ روح مقدس وہاں تک پہنچی کہ تاخیر کرنا جائز نہیں۔ یہ سن کر جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ زمین پر میرا آنا آخری تھا۔ اور اب زمین پر آنے کی مجھے کوئی حاجت نہیں۔ ایضاً ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جس وقت مرض رسولؐ پر سنگین ہوا۔ اس وقت ابو بکر آئے اور کہا۔ یا حضرت آپ کس وقت انتقال کریں گے حضرت نے فرمایا۔ میری اجل حاضر ہے۔ ابو بکر نے کہا۔ آپ کی بازگشت کہاں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ جانبِ سدرۃ المنتہی و جنت المادوی و رفیق علیٰ عرش گوارا و جو عیائے ثرابِ قرب حق تعالیٰ ابو بکر نے کہا۔ آپ کو غسل کون دے۔ حضرت نے فرمایا۔ جو میرے اہل بیت سے

وصیت غسل و قفن۔ مجھ سے قریب ہوگا۔ ابو بکر نے پوچھا۔ کس چیز میں آپ کو کفن کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ان ہی کپڑوں میں جو میں نے پہن رکھے ہیں۔ یا جاہائے یمنی و مصری میں۔ ابو بکر نے پوچھا۔ کس طرح آپ پر نماز پڑھیں۔ اس وقت شور و غلغلہ جوش و خروش آواز مردِ بلند ہوا۔ اور در و دیوار کانپنے لگے۔ حضرت نے اہل بیت سے فرمایا۔ صبر کرو۔ خدام لوگوں سے غفوکے جب مجھے غسل دینا۔ اور کفن اس وقت مجھے قبر کے نزدیک ایک تختہ پر رکھنا اور ایک ساعتِ علیہ ہو جانے اور مجھے تنہا چھوڑ دینا۔ کہ پہلے جو سب مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ وہ خداوندِ عالمیان ہے۔ پھر ملائکہ کو اجازت دے گا۔ وہ مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اور سب سے پہلے جبرئیلؑ نازل ہوں گے۔ بعد ان کے اسرافیلؑ ان کے بعد میکائیلؑ ان کے بعد ملک الموت اور ان کے بعد تمام شکر پائے ملائکہ آئیں گے۔

اور مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اس وقت تم لوگ فوج فوج اس گھر میں آنا اور مجھ پر صلوات بھیجنا اور سلام کرنا اور مجھے آزار نہ دینا۔ اور لازم ہے کہ سب سے پہلے آدمیوں سے وہ مجھ پر نماز پڑھے گا۔ جو میرے اہل بیت مجھ سے قریب ہوگا۔ بعد اس کے عورتیں اور لڑکے میرے اہل بیت سے ان کے بعد اور لوگ نماز پڑھیں۔ ابو بکر نے کہا۔ آپ کو قبر میں کون اتارے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ جو شخص میرے اہل بیت میں سے مجھ سے بہت قریب ہوگا۔ ہمراہ چند ملک مجھے قبر میں اتارے گا۔ ان فرشتوں کو تم نہ دیکھو گے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ اٹھ جاؤ اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس سے اور لوگوں کو مطلع کرو۔ ایضاً۔ جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ آخری بیماری میں جبرئیلؑ ہر روز اور ہر شب نازل ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ۔ پروردگار نے آپ کو سلام کہا۔ اور فرمایا ہے آپ کا کیا حال ہے باوجودیکہ آپ کا حال آپ سے بہتر جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ آپ کے شرف و کرامت کو زیادہ کرے جس طرح آپ کو جمع خلق پر فضیلت دی۔ اور چاہتا ہے کہ عیادت بیماروں کی آپ کی امت میں سنت ہو جائے اگر حضرت کے درد ہوتا تو فرماتے درد ہے جبرئیلؑ کہنے یا حضرت کوئی شخص حق تعالیٰ کے نزدیک گرامی تر آپ سے نہیں۔ آپ کو اس لئے درد دیا ہے۔ کہ آپ کی حدائے دعا کا سُننا اچھا معلوم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ کے درجے بہشت میں بلند فرمائے۔ اور اگر حضرت فرماتے میں راحت میں ہوں۔ جبرئیلؑ کہتے۔ عافیت پر خدا کی حمد کیجئے کہ خدا تعالیٰ حمد کرنے والوں کے حمد کو دوست رکھتا ہے اور اپنی نعمت کو ان پر زیادہ کرتا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جس وقت جبرئیلؑ نازل ہوتے اور ان کے آنے کے آثار ہم پر ظاہر ہوتے۔ سب لوگ سوائے میرے گھر سے باہر چلے جاتے۔ آخر مرتبہ جبرئیلؑ نے حضرت سے کہا۔ یا محمدؐ پروردگار سلام فرماتا ہے اور آپ کا حال پوچھتا ہے باوجودیکہ وہ بہتر جانتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں مفر آخرت پر آنے کو مہیا دیکھتا ہوں۔ اور آثار مرگ اپنے میں پاتا ہوں جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ بشارت ہو کہ بسبب اس حال کے جو آپ کا ہے۔ حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے جس قدر درجات ہیں سب کو اختیار فرمائیے۔ باوجودیکہ آپ کے درجے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ ملک الموت نے اجازت گھر میں آنے کی چاہی۔ اور آئے مگر میں نے اُن سے مہلت تمنا سے کتنے تک کی مانگی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ پروردگار آپ کا مشتاق ہے اور ملک الموت نے بغیر آپ کے کسی سے اجازت نہیں طلب کی۔ اور نہ طلب کرے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ جب تک ملک الموت نہ آئیں تم نہ جانا میں حضرت نے میموں اور قرزندوں کو دھت کیا۔ اور جناب فاطمہؑ سے کہا۔ اے دختر میرے پاس آ۔ جب آئیں حضرت نے کوئی راز کان میں کہا جب سیدہ نے اوپر سر اٹھایا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے حضرت نے دوسری دفعہ قریب بلایا۔ اور گود میں لیا۔ اور کوئی راز کان میں کہا جب جناب سیدہ نے سر اٹھایا ہنسنے لگیں۔ زنان حضرت نے اس حال سے تعجب کیا۔ اور جناب سیدہ سے پوچھا۔ فرمایا پہلی مرتبہ خبر وفات اپنی مجھ سے بیان فرمائی اور اس سبب سے میں رونے لگی۔ دوسری مرتبہ فرمایا۔ اے دختر نہ

روز میں نے پروردگار سے سوال کیا پہلے سب سے میرے اہل بیت سے جو میرے پاس آئے وہ تو ہو۔ اور حق تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور میرے بعد دنیا میں تو بہت نہ رہے گی۔ اس کے سننے سے خوش ہو گئی۔ پس حضرت جنین کو طلب فرمایا۔ اور بیمار کر کے رونے لگے۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ **صدائے شیطان بعد وفات حضرت رسول** جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت کی۔ ایک پردہ حضرت کے سامنے ڈال دیا۔ اور جناب امیر پردہ کے آگے بیٹھتے تھے اور شدت اندوم سے اپنے دونوں ہاتھ روئے مبارک کے نیچے رکھے تھے اور جب ہوا چلتی تھی۔ پردہ روئے مبارک پر لگتا تھا اور اصحاب دروازہ پر اور مسجد میں بھرے ہوئے تھے۔ اور صدائے نالہ و زاری بلند تھی۔ روتے اور خاک اڑاتے تھے۔ رنگا لیک اواز حضرت کے گھر سے بلند ہوئی۔ کہ کہنے والے کو نہ دیکھتے تھے۔ وہ شخص کتا تھا۔ تمہارا پیغمبر طاہر و مطاہر تھا۔ دفن کرو۔ اور غسل نہ دو۔ جب امیرؑ نے یہ آواز سنی جانا۔ یہ آواز شیطان کی ہے۔ فتنہ انگیزی سے خائف ہو کر سرزائے اندوہ سے اٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے دشمن خدا دور رہو۔ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے ان کو غسل و کفن دوں اور دفن کروں اور یہ سنت تاقیامت سب لوگوں کے لئے جاری رہے۔ بعد اس کے دوسری آواز آئی کہ علیؑ شرمگاہ وقت غسل اپنے پیغمبر کی لوگوں سے چھپا دینا۔ اور اس کا پیرا ہن سے جلانہ کرنا۔ شیخ مفید اور شیخ رضی الدین وغیرہ نے بسند معتبر میں عباسؑ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ جناب امیرؑ متوجہ غسل ہوئے۔ اور عباس حاضر تھے۔ فضل بن عباس جناب امیرؑ کی مدد کرتے تھے جب غسل سے فارغ ہوئے اور کفن پہنایا۔ جناب امیرؑ نے منہ حضرت کا کھولی کر کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ زندگی میں اور بعد مرنے کے کیسے طیب و طاہر ہیں۔ وہ آپ کے مرنے سے منقطع ہوا جو کسی پیغمبر کے مرنے سے منقطع نہ ہوا تھا۔ آپ کے بعد وحی آسمانی منقطع ہو گئی۔ آپ کی مصیبت اس درجہ عظیم ہوئی۔ کہ اوروں کی مصیبت سے تسلی دینے والی ہوئی۔ اور آپ کی محنت و فات ایسی عام ہوئی۔ کہ آپ کی مصیبت میں جمیع خلق صاحب مصیبت ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ آپ نے مجھے صبر کا حکم فرمایا ہے اور رونے سے منع کیا ہے۔ البتہ میں آپ کی مصیبت میں آنسو بہاتا اور آپ کے درد مصیبت کی ہرگز دوا نہ کرتا۔ اور آپ کے جراحات مفارقت کو ہرگز سیدہ سے باہر نہ کرتا۔ اور اس سب کی آپ کی مصیبت میں کچھ حقیقت نہیں اور حسرت کا کوئی چارہ نہیں اور آپ کا حزن مفارقت برطرف ہونے والا نہیں۔ میراں باپ آپ پر قربان۔ مجھے اپنے پروردگار کے سامنے یاد کرنا۔ اور مجھے اپنے دل سے بھلا نہ دینا یہ کہم کہ حضرت کے روئے اقدس پر گر پڑے اور روئے مبارک کے بوسے لئے اور آہ حسرت سینہ پر درد سے کھینچی۔ بعد اس کے کچھ حضرت کے منہ پر ڈال دیا۔ اور بصائر الدرجات میں منقول ہے کہ جس دن جناب امیرؑ نے حضرت کو غسل دیا حق تعالیٰ نے بیان شمرکت ملائکہ درجہ ہیز و تکفین حضرت رسولؐ و اکملہ طاہرین۔ ان سے راز کئے۔

ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے عالم بقا رحلت فرمائی جبرئیلؑ اور ملائکہ اور روح کہ شب قدر میں حضرت پر نازل ہوئے تھے پس حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ کی آنکھیں روشن کر دیں کہ ان کو مہتما نے آسمان سے زمین تک دیکھتے تھے۔ اور یہ سب جناب امیرؑ کو غسل دینے اور نماز پڑھنے میں اعانت کرتے تھے اور قبر کھودتے تھے۔ اور بخدا سو گندہ جز ملائکہ اور کسی نے حضرت کی قبر نہیں کھودی۔ یہاں تک کہ جناب امیرؑ داخل قبر ہوئے اور حضرت رسولؐ کو قبر میں اتارا۔ پس حضرت رسولؐ فرشتوں سے کلام فرماتے۔ اور حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ کے کانوں کو سننے کا حکم فرمایا کہ حضرت فرشتوں سے جناب امیرؑ کی سفارش فرماتے ہیں۔ پس کہ جناب امیرؑ رونے لگے اور سنا کہ ملائکہ حضرت سے کہتے ہیں۔ ہم علیؑ کی خدمت و نصرت و اعانت خیر خواہی میں کمی نہ کریں گے۔ اور وہ ہمارے صاحب۔ امام اور پیشوا ہیں اور ہم ہمیشہ ان کے پاس آئیں گے۔ لیکن وہ بغیر آج کے ہم کو نہ دیکھیں گے۔ مگر آؤ انہیں ہماری سنیں گے۔ اور جب جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ اور ملائکہ اور روح۔ جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ پر نازل ہوئے اور دونوں صاحبوں نے فرشتوں کو دیکھا۔ اور جو کچھ وفات حضرت سرور کائنات میں واقع ہوا اور جناب پیغمبر خدا کو دیکھا۔ کہ ہمراہ ملائکہ دفن و کفن جناب امیرؑ میں مدد و اعانت فرماتے ہیں۔ اور جب امام حسنؑ نے رحلت فرمائی۔ امام حسینؑ نے جبرئیلؑ و ملائکہ اور روح اور رسول خداؐ امیر المؤمنین کو دیکھا کہ نازل ہوئے اور غسل و کفن و دفن میں شریک ہوئے اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے امام زین العابدینؑ نے جبرئیلؑ و ملائکہ و روح اور حضرت رسولؐ جناب امیرؑ جناب حسنؑ کو دیکھا۔ کہ تشریف لائے ہیں اور جمیع امور میں جناب علیؑ کی نصرت و مددگاری فرمائی۔ اور جب امام زین العابدینؑ نے وفات فرمائی۔ امام محمد باقرؑ نے جناب رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ کو دیکھا کہ میری مدد و نصرت ہے جبرئیلؑ و ملائکہ اور روح فرماتے ہیں۔ اور جب امام محمد باقرؑ نے انتقال کیا۔ جناب صادقؑ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ اور امام زین العابدینؑ اور ملائکہ و روح غسل و کفن و دفن اور نماز و جمیع امور میں میری مدد و نصرت اور اعانت کرتے تھے۔ اور یہ حکم آخر امام تک جاری اور باقی ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں شاید ان حدیثوں سے مراد یہ ہو جن میں گذرا ہے کہ جبرئیلؑ نے کہا۔ میں اب زمین پر نازل نہ ہوں گا یہ ہو۔ کہ وحی لیکر نہ آؤں گا۔ تاکہ ان احادیث کے خلاف نہ ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعد حضرت رسولؐ کے زمین پر آئے نہ ہوں۔ اور بالائے ہوا یہ سب کام کرتے ہوں شیخ طوسی اور کلینی وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ کو تین کپڑوں میں کفن دیا۔ ایک چادر حریری سرخ اور دو جامدہ سفید سمحارہ میں سے ایضاً بسند حسن جناب صادقؑ سے روایت کی ہے بیان نماز جنازہ حضرت رسولؐ کہ عباس جناب امیرؑ کی خدمت میں آئے اور کہا۔ لوگوں نے اتفاق کیا ہے۔ کہ حضرت کو بقیع میں دفن کریں اور ابو بکرؓ کے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے جناب امیرؑ نے جب منافقوں کا فساد جانا گھر سے باہر آئے اور فرمایا۔ ایچھا الناس رسول خداؐ۔ امام و پیشوا ہمارے حیات اور رحمت میں ہیں۔ اور حضرت نے خود فرمایا

ہے میں وہاں دفن ہونگا۔ جہاں میری روح قبض کی جائے۔ اس وقت اس وجہ سے یہ لوگ اپنا کام نکال چکے تھے۔ اس امر میں ہاراج اور مانع نہ ہوئے اور کہا۔ جو بہتر جانو وہ کرو جناب امیر مدوازے کے آگے کھڑے ہوئے۔ اور حضرت کی نماز پڑھی۔ اور اس کے بعد اصحاب کو اجازت دی۔ دس دس نفر داخل ہوتے اور گرد جنازہ کے کھڑے ہوتے تھے اور جناب امیر اُن کے بیچ میں کھڑے ہو کر یہ ایت پڑھتے تھے۔ ان اللہ وہ ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور یہ لوگ بھی ایت پڑھتے تھے اور درود حضرت پر بھیجتے اور باہر جلتے تھے یہاں تک کہ جمیع اہل مدینہ و اطراف مدینہ نے درود بھیجا اور پڑھنے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ دس دس آدمی جلتے اور بغیر امام نماز پڑھتے تھے بروز شنبہ اور شنبہ سے صبح تک اور صبح سے شنبہ سے شام تک یہاں تک کہ جمیع خرد و بزرگ و مرد و زن مدینہ و اطراف مدینہ سب اسی طرح حضرت پر نماز پڑھی۔ اور کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے انتقال کیا۔ جمیع ملائکہ۔ ہماجرین و انصار فوج فوج آئے اور نماز پڑھنے لگے۔ اب جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت رسولؐ نے حالت محبت میں فرمایا۔ کہ آئینہ مذکورہ مجھ پر نماز پڑھنے کے بارہ میں بعد میری رحلت کے نازل ہوا۔ اور پڑھنے نے بسند معتبر حضرت روایت کی ہے کہ جب جناب امیرؑ نے حضرت کو غسل دیا۔ ایک کپڑا حضرت کے منہ کے اوپر ڈال دیا۔ اور گھر میں نہ دیا۔ جو گروہ آتا تھا۔ حضرت کے گرد کھڑا ہو کر درود بھیجتا تھا۔ اور نماز پڑھتا تھا۔ اور پھر باہر چلا جاتا تھا۔ اس کے بعد دوسرا گروہ آتا تھا۔ جب سب نماز سے فارغ ہوئے۔ جناب امیرؑ داخل قبر آنحضرتؐ ہوئے اور فضل بن عباس کو بھی قبر میں لے گئے۔ جب جناب امیرؑ نے حضرت کو مائتھوں میں لیا۔ کہ قبر میں اُناریں۔ تاکہ ایک مرد انصاری نے گروہ بنی خیل سے جس کا نام اوس بن خولی تھا۔ اس نے گھر کے باہر سے دیکھ کر کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں ہمارے حق کو قطع اور ہماری خدمت کو فراموش نہ کرو۔ اور ہم کو بھی اس شرف سے بہرہ اندوز کرو۔ یہ سُن کر جب امیرؑ نے اسکو بلایا۔ اور داخل قبر کیا۔ اور وہ شخص جگہ بدر میں حاضر ہوا تھا۔ راوی نے پوچھا۔ جنازہ حضرت کا کس جگہ رکھا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ قبر کے پائنتی رکھا تھا۔ اور وہاں سے داخل قبر کیا۔ کتاب احتجاج اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں سلمان فارسی سے روایت ہے کہ جب جناب امیرؑ غسل و کفن حضرت سے فارغ ہوئے مجھے اور ابوذر۔ مقلاد۔ اور فاطمہ و حسنین کو گھر میں لے گئے اور آپ آگے کھڑے ہوئے اور میں نے پیچھے صف باندھی اور حضرت پر نماز پڑھی۔ عاکشہ وہاں موجود تھی۔ مگر ہمارے نماز پڑھنے سے مطلع نہ ہوئی۔ اس وجہ سے کہ جبرئیلؑ اس کی آنکھیں ڈھانپتے تھے۔ پس دس دس نفر کو داخل حجرہ فرماتے اور یہ لوگ درود بھیجتے اور باہر آتے یہاں تک کہ ہماجرین و انصار بھی فارغ ہوئے۔ اور نماز حضرت پر پوری تھی جو جناب امیرؑ نے بیان فرمائی اور کتاب کفایت الاثر میں بسند عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا۔ جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور بہت رازان سے فرماتے۔ پس فرمایا۔ تو میرا

دہی اور وارث میرا ہے اور حق تعالیٰ نے مجھے علم و فہم عطا کیا ہے۔ جب میں دُنیا سے رخصت کروں گا۔ اس وقت
 کیلئے ہائے دیرینہ جو ایک جماعت کے سینوں میں پنہاں ہے ظاہر کریں گے۔ اور تیرا حق غضب کریں گے۔ یہ
 سُن کر جناب سیدہ و حسنینؑ رونے لگے۔ حضرت رسولؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا۔ اے بہترین زنانِ عالمیاں کیوں
 روتی ہے۔ جناب سیدہ نے عرض کی۔ اے پدر بزرگوار۔ میں ڈرتی ہوں کہ بعد آپ کے میرا حق غضب کریں اور
 میری حرمت کی رعایت نہ کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ بشارت ہو کہ پہلے سب سے جو میرے اہل بیت
 سے ملحق ہو گا وہ تو ہے گریہ نہ کر اور اندوہناک نہ ہو۔ تحقیق اے فاطمہؑ تو بہترین اہل بہشت ہے اور تیرا باپ
 بہترین پیغمبران ہے اور تیرا عم پسر بہترین اوصیائے پیغمبران ہے اور دو فرزند تیرے بہترین جوانانِ اہل بہشت
 ہیں اور حق تعالیٰ اصحابِ حسینؑ سے نافرزدِ ظاہر کرے گا۔ وہ سب مطہر اور مصوم ہونگے اور میری اولاد سے
 جہدی اسی امت کا مددگار ہو گا۔ بعد اس کے جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا۔ اے علیؑ مجھے غسل دے بغیر تمہارے
 اور کوئی نہ دے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت آپ کے غسل دینے میں میری کون اعانت کریگا۔ حضرت
 نے فرمایا۔ جبرئیلؑ تمہاری اعانت کریں گے اور فضل بن عباسؓ تمہیں پانی دیں گے۔ اور فقہ الوہابیں مذکور ہے جب
 جناب امیرؑ حضرت کے غسل سے فارغ ہوئے۔ اپنی زبان سے جو کچھ گروہِ پیغمبرؐ رسولؐ خدا تھا چاٹ لیا۔ اور کہا۔ میرا باپ
 آپ پر قربان ہوں۔ آپ حیات اور وفات میں طیب و پاکیزہ ہیں۔ اور بیخِ البلاغ میں ہے کہ بعد وفات جناب
 سیدہ حضرت امیر المومنینؑ نے جناب رسولؐ خدا سے خطاب فرمایا۔ کہ یا رسول اللہؐ مفارقتِ عظیم اور مصیبت
 دردناک آپ کی مجھے صبر فرماتے والی ہر مصیبت سے ہے اے رسولؐ خدا میں نے ہاتھ اپنے سے آپ کو قبر میں اتارا اور
 آپ کی روح مقدس نے میری آغوش میں مفارقت کی۔ دوسرے خطبہ میں فرمایا۔ کہ جب روح مقدس کو قبض کیا۔
 اس وقت مبارک حضرت کا میرے سینے پر تھا۔ اور جان حضرت کی میرے پنج میں جاری ہوئی۔ اور حضرت کو
 میں نے اپنے منہ کی جانب اٹھا لیا۔ اور آپ ہی متوجہ غسل حضرت ہوا۔ اور ملائکہ میرے معین و مددگار
 تھے۔ اس وقت وہ گھر اور اطراف خانہ صلائے ملائکہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک گروہ ملائکہ آسمان کے ابر جاتا اور دوسرا
 نیچے آتا۔ اور میں ان کی آوازیں سنتا تھا۔ کہ حضرت پر درود بھیجتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے جس طرح کو مرقہ منور میں
 پنہاں کیا۔ پس مجھ سے زیادہ کون حیات اور بعد وفات سزاوار ہے۔ کلینی نے روایت کی بسند میں جناب صادقؑ
بیانِ وفاتِ رسولؐ۔ سے کہ ابو طلحہ انصاریؓ نے حضرت رسولؐ کو دی۔ مولف فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ
 بظلمہ راہیسا ہو گوگوں کی نظروں میں کہ ابو طلحہ کھودتا ہے۔ اور حقیقت میں ملائکہ کھودتے ہوں کہ منافاتِ حدیث سابق
 نہ ہو۔ کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شقراقؑ آزادہ کردہ رسولؐ خدا نے قبر حضرت میں اینٹیں دیں۔
 بسند صحیح دیگر جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرت کی قبر میں اینٹیں دیں بسند معتبر حضرت

صادق سے روایت ہے کہ قبر حضرت پر سکریزہ ہائے سرخ بچھائے کلبی و صمیری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ جب میں انتقال کروں تم مجھے اسی مکان میں دفن کرنا۔ اور میری قبر زمین سے چار انگشت اونچی کرنا اور اس پر پانی چھڑکنا شیخ طوسی نے دوسری حدیث میں روایت کی ہے کہ قبر شریف حضرت کو ایک بالشت زمین سے اونچا کیا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ احادیث بخصوص بلندی چار انگشت بہت ہیں۔ اور احتمال ہے کہ باعتبار اختلاف کئی ہوں اس لئے چار انگشت کشادہ قبر قریب ایک بالشت کے ہے۔ اور احتمال ہے کہ پہلے چار انگشت ہو اور بعد سکریزہ بچھانے ایک بالشت ہو گئی ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث تفسیر پر محمول ہو شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ ام سلمہؓ نے کہا جب حضرت نے بعالم بقارحلت فرمائی۔ میں نے اپنا ہاتھ حضرت کے سینہ پر رکھا۔ پس کئی ہفتہ تک جب کھانا کھاتی یا دھو کرتی خوشبو مشک کی میرے ہاتھ سے آتی تھی۔ کلبی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جس راٹگو حضرت نے جانب ریاض حیت رحلت فرمائی۔ وہ رات اہل بیت پر تمام راتوں سے طولانی تھی اور ایک ایسی حالت ان پر طاری تھی یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان کی نیچے ہیں یا زمین پر اس لئے کہ حضرت نے واسطے رضائے خدا کے ہر نزدیک و دور سے دشمنی کی تھی۔ اور ان سے بہت لوگ قتل کئے تھے پس انتقام کافریں و منافقین سے اہل بیت ترساں تھے حق تعالیٰ نے اس حالت میں ایک فرشتہ بھیجا۔ بروایت دیگر جبریلؑ کو بھیجا کہ کہتے نہ تھے۔ مگر آواز سننے تھے کہ اس نے کہا۔ السلام علیکم یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وارض ہو کہ خدا ہر مصیبت سے تسلی دینے والا اور ہر مہلکہ سے نجات دینے والا ہے۔ اور ہر چیز فوت شدہ کا تدارک کرنے والا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی کل نفس ذائقۃ الموت واما تو فون اجورکم یوم القيمة فمن من حزن عن الناس وادخل الجنة فقد فاسر وما الحیوۃ الدنیا الا ماع الغر وحق تعالیٰ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تمام لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ گناہوں اور عیبوں سے پاک کیا ہے اور تم کو اپنے پیغمبر کا اہل بیت کیا ہے اور اپنا علم تمہارے سپرد کیا ہے اور اپنی کتاب تمہاری میراث میں دی ہے اور تم کو اپنا صندوق علم کہا ہے۔ اور تم کو اپنا عصائے عزت کیا ہے۔ اور تمہارے واسطے اپنے نور سے مثال دی ہے اور تم کو معصوم گردانا ہے اور لغزش فتنہ و فساد سے تم کو بے خوف کیا ہے۔ پس خدا کے لئے صبر کرو۔ حق تعالیٰ تم سے اپنی رحمت و درغمتیں کوتاہا۔ اور اپنی نعمت تم سے زائل نہیں فرماتا۔ بخدا سو گندم لوگ اہل خدا ہو تمہارے سبب سے اپنی نعمت کو خلق پر تمام کیا۔ اور برگزیدہ کو ممتنع کیا۔ اور کلمات کو متفق کیا۔ اور تم خدا کے دوست ہو جو کوئی تمہاری ولایت اختیار کرے وہ رستگار ہے اور جو کوئی تم پرستم کرے اور تمہارا حق تم سے چھین لے وہ ہلاکت میں ہے۔ حق تعالیٰ نے تمہاری محبت کو اپنی کتاب میں مومنوں پر واجب کیا۔ اور خدا جس وقت چاہے تمہاری نصرت و

مددگاری پر تاد رہے۔ لہذا صبر کرو اور عاقبت بخیر کے منتظر رہو۔ کیونکہ بازگشت جمیع امور کی خدا کی طرف سے ہے۔ اور تحقیق کہ بغیر خدا کے تم کو حق تعالیٰ کے سپرد کیا۔ اور حق تعالیٰ نے قبول کیا۔ اور تم کو زمین پر اپنے دوستوں اور مومنوں کے سپرد کیا۔ جو شخص امانت ادا لے الہی کرے اور تمہاری ولایت کو اپنے اوپر واجب جانے اور تمہاری حرمت کی رعایت کرے۔ حق تعالیٰ جزائے نیک اس کو قیامت میں دے گا۔ تم لوگ امانت خدا اور رسولؐ ہو۔ اور تمہاری قیمت واجب اور اطاعت فرض ہے۔ اور حضرت دنیا سے نہیں گئے۔ جب تک کہ دین کو تمہارے لئے کامل نہیں کیا اور تمہارے لئے راہ نجات کو واضح کیا۔ اور کسی جاہل کے لئے کوئی حجت باقی نہیں۔ مگر کوئی نادان ہو یا اظہار نادانی کرے۔ یا کسی حق کا انکار کرے یا بھول جائے۔ یا اظہار قرا موٹی کرے۔ خدا پر اس کا حساب ہے اور خدا تمہاری حاجتیں بر لائے والا ہے اور تم کو میں خدا کے سپرد کرتا ہوں والسلام۔ راوی نے حضرت سے پوچھا۔ یہ تعزیت کس طرف سے تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ تعزیت خدا کی طرف سے تھی۔ اور احادیث معتبرہ میں وارد **بیان در زہر کتف گو سفند** ہے کہ حضرت رسولؐ شہید دنیا سے گئے۔ چنانچہ صفائے بدن حضرت صنادق سے روایت کی ہے کہ بروز جنگ خیبر حضرت کو دست بزرگالہ میں زہر دیا۔ اور جب حضرت نے لقمہ تناول فرمایا۔ اس گوشت نے کہا۔ یا رسول اللہ! مجھے زہر آلود کیا ہے۔ چنانچہ حضرت اپنے مرض موت میں فرماتے تھے۔ آج کے دن اس زہر نے جو میں نے خیبر کے دن کھایا۔ میری کمر کو شکستہ کیا ہے۔ اور کوئی پیغمبر۔ وحی پیغمبر نہیں مگر یہ کہ شہید دنیا سے جاتا ہے اور ۱۰ مہری روایت میں فرمایا کہ زن یودیر نے حضرت کو کتف گو سفند میں زہر دیا۔ اور جب حضرت نے اس سے کچھ تناول فرمایا۔ اس کتف نے کہا مجھے زہر آلود کیا ہے یہ سن کر حضرت نے اُسے پھینک دیا۔ اور ہمیشہ وہ زہر جسم مبارک میں اثر کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی زہر سے رحلت فرمائی۔ شیخ مفید شیخ طوسی و شیخ طبرسی اور جمیع محدثین فریقین روایت کی ہے کہ جب حضرت نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔ منافقین مہاجرین و انصار نے اہل بیت رسالت کو اسی حال پر بھجوا دیا۔ اور ان کی تعزیت کو نہ آئے۔ اور نہ متوجہ تہنیز و تکفین حضرت ہوئے۔ اسی وجہ سے ان میں سے اکثر کو نماز جنازہ حضرت میر نہ ہوئی۔ جناب امیرؑ نے بریدہ کو ان کے پاس بھیجا کہ حضرت پر نماز پڑھنے حاضر ہوں۔ اور یہ نہ آئے یہاں تک کہ حضرت کو دفن کر چکے تھے اور جب صبح ہوئی جناب سیدہ نے فریاد کی کہ واسو صبا حاً یعنی اے دوزبدا کہ تیرا دن ہے۔ اور انہوں نے غنیمت جانا۔ کہ جناب امیرؑ متوجہ تہنیز و تکفین میں۔ اور بنی ہاشم مصیبت جدائی حضرت میں بے قرار ہیں۔ ان سب نے آپس میں اتفاق کیا کہ ابو بکر کو خلیفہ کریں جس حالت حیات سرور کائنات میں مشورہ کیا تھا۔ جب انہوں نے (انصار نے) چاہا کہ سعد بن عبادہ کو خلیفہ کریں۔ وہ مہاجرین کی برابری نہ کر سکے اور مغلوب ہوئے۔ جب بیعت ابو بکرؓ کی تمام ہوئی ایک شخص اس وقت جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا جب حضرت پہلے ہاتھ

میں لٹے ہوئے قبر رسالت مآبؐ کو درست فرما رہے تھے۔ اس شخص نے کہا۔ لوگوں نے ابوبکر سے بیت کی اس خوف سے کہ جب آپ فالغ ہو جائیں تو وہ طلب خلافت نہ کر سکیں۔ یہ سن کر جناب امیرؓ نے پہلے ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا۔ اور یہ آیت پڑھی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰم۔ اَحْسِبِ النَّاسَ اَنْ یَّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اَلْحَمْدُ وَهَـٰذَا لِیَفْتَنُوْا وَلَقَدْ فْتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَعْلُوْمٌ اَلَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمُنَ اِلَّا الَّذِیْنَ اَرْحَسِبُ الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ السَّیِّئَاتِ اَنْ یَّسْبِقُوْا عَلٰمًا یَّجْکُوْنَ اور تفصیل اس قصہ کی آئندہ انشاء اللہ بیان ہوگی شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ امام محمد تقیؑ سے لوگوں نے **کلام حضرت امیر المومنینؑ** پوچھا۔ کیا جناب امیرؓ نے آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ تو خود بھی غسل کیا۔ حضرت نے جواب دیا۔ کہ حضرت رسولؐ ظاہر و مظاهر تھے۔ ولیکن جناب امیرؓ نے غسل کیا۔ کہ سنت جاری رہے کہ جو شخص میت کو جھپٹے وہ غسل کرے شیخ طوسیؒ شیخ طبرسیؒ و جمیع محدثین فریقین نے روایت کی ہے۔ کہ بروز شوریٰ جناب امیرؓ نے منافقین پر حجت تمام کی ارشاد فرمایا تم میں بغیر میرے کوئی ایسا ہے۔ جس نے حضرت رسولؐ کو ہمارا ملائکہ مقربین غسل دیا ہو۔ اور وہ ملائکہ ہمراہ اپنے خوشبو و گلہائے ہشت کو لائے تھے۔ اور اعضائے حضرت کو ایک جانب سے دوسری جانب پھرتے تھے۔ اور میں انکی باتیں سنتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ اپنے پیغمبر کی شرمگاہ چھپاؤ۔ کہ حق تعالیٰ تمہاری شرمگاہ چھپائے۔ سب نے یہ سن کر کہا۔ بغیر آپ کے کوئی ایسا نہیں۔ پھر جناب امیرؓ نے فرمایا۔ بغیر میرے کوئی تم میں ایسا ہے جس نے حضرت کو کفن دیا اور اپنے ہاتھ سے دفن کیا سب نے کہا۔ نہیں۔ پھر جناب امیرؓ نے فرمایا۔ آیا سو امیرؓ کوئی شخص تم میں ہے جسے حق تعالیٰ نے بڑا دیا ہو۔ جس وقت کہ حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور فاطمہؑ رو رہی تھیں۔ ناگاہ سامنے سے میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے اور ہم سب اس کو نہیں دیکھتے۔ کہتا دہ یہ ہے۔ السلام علیکم یا اهل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمہارے درگاہ تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے حجت و ثواب الہی ہر مصیبت میں ہے اور ہر امر گزشتہ سے تسلی فرماتے والا ہے اور ہر امر فوت شدہ کا تدارک کرنے والا ہے۔ لازم ہے خدا کی تعزیت فرماتے سے صبر کرو۔ اور جانو کہ صبا ہل زمین مری جائیں گے۔ اور اہل آسمان سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور اس وقت اس گھر میں بغیر میرے اور فاطمہؑ و حسنؑ کے کوئی اور نہ تھا۔ حضرت رسولؐ بیچ میں لیٹے ہوئے تھے۔ اور کپڑا حضرت کے منہ پر ڈالا تھا۔ سب نے کہا۔ بجز آپ کے کوئی نہیں۔ پھر جناب امیرؓ نے فرمایا۔ آیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے حضرت رسولؐ کو حنوط ہشت دیا ہو۔ اور فرمایا۔ اس کے تین حصے کرو۔ ایک ثلث سے مجھے حنوط اور ایک ثلث سے میری دختر فاطمہؑ کو اور ایک ثلث واسطے اپنے رکھو۔ سب نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا آیا تم میں کوئی ہے جو حالت حیات میں حضرت کا

مجھ سے زیادہ مقرب ہو۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ پھر فرمایا۔ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ آیا تم میں بغیر میرے کوئی ایسا ہے جس کو حضرت بزرگ کلیم علیہ السلام تعلیم فرمائے ہوں مگر ہر کلمہ کنبی دوسرے ہزار کلمہ کی ہو۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ کلینی نے بسند ذکر مصحف حضرت فاطمہؑ معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے۔ جب حضرت نے انتقال کیا۔ جناب سیدہ کو وفات پد بزرگوار جو رستم۔ امت اس درجہ حزن و اندوہ ہوا کہ بغیر حق تعالیٰ کوئی اس حزن و غم سے واقف نہ تھا۔ پس حق تعالیٰ نے جبریلؑ کو جناب فاطمہؑ کے پاس بھیجا۔ کہ باتیں کرے اور شدت اندوہ و غم جناب سیدہ کو تسکین کریں۔ چنانچہ ہر روز جبریلؑ آتے اور دلجوئی و تسکین جناب فاطمہؑ کی فرماتے۔ اور بعد ان کے ان کی ذریت طاہرہ پر جو مصیبتیں دشمنوں پر گزریں گی اس کا ذکر کرتے تھے اور جو کچھ ان کے دشمنوں پر عذاب ہوگا۔ اور جو کوئی اس امت میں سلطنت یا دولت بحق باطل کریگا۔ ان سب کا حال بیان کرتے تھے۔ جب جناب سیدہ نے یہ حالت ملاحظہ فرمائی۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ کوئی شخص آتا ہے اور اس طرح کی خبریں سناتا ہے۔ مجھ سے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ جب تمہارے پاس وہ آئے مجھے خبر کرنا۔ پس جس وقت جبریلؑ آتے۔ جناب فاطمہؑ حضرت امیرؑ کو خبر کرتی تھیں اور جو کچھ جبریلؑ کہتے۔ جناب امیرؑ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک کتاب جمع ہو گئی۔ اور وہ مصحف فاطمہؑ ہے۔ کہ اس میں احوال آئندہ تار و قیامت مندرج ہیں۔ اور وہ کتاب اب حضرت قائم آل محمدؑ کے پاس ہے۔ اور حضرت نے فرمایا۔ جناب فاطمہؑ بعد رحلت حضرت رسولؐ پہنچتے دن زندہ رہیں۔ اور ہمیشہ مخزون و عمکیں رہیں۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملتی ہو گئیں۔ صلوٰۃ اللہ علیہا و علیٰ آئہا و علیٰ بعثہا و علیٰ اولادہا الطاہرین و لعنۃ اللہ علیٰ اعداءہم اجمعین۔

فصل چھٹی

بیان بعد دفن آنحضرتؐ

فصل چھٹی۔ بیان اُن چند احوال کا جو بعد دفن آنحضرتؐ واقع ہوئے اور جو کچھ قریب ضریح اقدس ظاہر ہوا۔ و بیان غرائب احوال روح پر فتوح آنحضرتؐ شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب جاہار و قہر اقدس پر عمارت بنائی ہے۔ اس وقت ضریح کے سر پہنچے اور پائنتی سے مشک نکلا۔ کہ ایسا خوشبودار مشک نہ دیکھا تھا۔ کلینی نے بسند معتبر حضرت جعفر بن منقذ خطیب سے روایت کی ہے۔ کہ میں مدینہ میں تھا۔ کہ سقف مسجد حضرت رسولؐ جس جگہ قبر شریف تھی وہاں سے مندم ہو گئی۔ اور عمار و مزدور چھت پر آتے جاتے تھے۔ میں نے اسمعیل بن عمار عمار سے کہا۔ کہ جناب صادق سے پوچھو۔ آیا ہم چھت پر جاسکتے ہیں۔ اور وہاں سے جا قبر شریف دیکھ

سکتے ہیں۔ دوسرے روز اسماعیل خبر لائے۔ میں نے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اچھا نہیں جانتا۔ کہ کوئی قبر شریف حضرت سے مشرف ہو۔ اور میں بے خوف نہیں ہوں۔ کہ وہ ایسی چیز دیکھے کہ اندھ ہو جائے۔

اس سبب سے کہ وہ دیکھے حضرت کھڑے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں یا یہ دیکھے کہ ہمراہ بعض زنانِ طاہرہ بیٹھے ہیں **بیان نصب منبر حکم معاویہ**۔ ہیں۔ ایضاً بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ

اکتالیسویں سال ہجرت حضرت سے معاویہ نے ارادہ حج کیا۔ اور بڑھی معہ لکڑیوں اور اوزاروں کے بھیجے اور حاکم مدینہ کو نامہ لکھا۔ کہ حضرت رسول کا منبر اکھڑ کر تنہا ہی بڑا منبر میں نے شام میں بنوایا ہے۔

بنادے۔ جب قصد منبر کے اکھڑنے کا کیا۔ سورج کو گھن لگا۔ اور زلزلہ عظیم زمین سے ظاہر ہوا۔ اور لوگوں نے منبر نہ اکھڑا۔ اور یہ قضیہ معاویہ کو لکھا۔ معاویہ نے جواب میں لکھا۔ جو میں نے کہا ہے۔ اس کی تعمیل کرنا لازم ہے۔ پس حکم معاویہ منبر حضرت کا اکھڑ ڈالا۔ اور بڑا بنایا صفار و غیرہ نے بسند ہائے

صحیح و معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز حضرت رسول نے اصحاب سے فرمایا۔ مسیری زندگی اور موت تمہارے لئے بہتر ہے۔ اصحاب نے کہا۔ یا رسول اللہ! تو ہم جانتے ہیں آپ کی زندگی ہمارے

لئے بہتر ہے۔ ہم نے آپ کے سبب سے آتش جہنم اور ضلالت سے نجات پائی۔ مگر آپ کا انتقال ہمارے لئے کس طرح بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ بعد میرے انتقال کے تمہارے اعمال مجھے دکھائے جائیں گے۔ جو

عمل نیک تم سے دیکھوں گا دعا کروں گا۔ خدا تمہاری توفیق زیادہ کرے اور جب عمل بد تم سے ہو گا۔ تمہارے لئے طلب آمرزش کروں گا۔ اس وقت ایک شخص نے منافقین میں سے ہے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ کیزکر

ہمارے اس وقت دعا کریں گے جبکہ استخوان آپ کے خاک ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے میرے گوشت کو زمین پر حرام کیا ہے اور میرا بدن بوسیدہ اور کمنہ نہ

ہو گا۔ بسند ہائے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کوئی پیغمبر اور وصی پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ گوشت و استخوان و روح اس کا آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تمام لوگ

ان کی قبر کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور دور و نزدیک سے لوگوں کا سلام ان کو پہنچتا ہے۔ بسند معتبر

بیان احتجاج جناب امیر۔ جناب صادق سے روایت ہے جس وقت حضرت ابو بکر نے قبضہ خلافت کر لیا۔ تو جناب امیر نے فرمایا۔ کیا میری اطاعت کا تجھے رسول خدا نے حکم نہیں دیا۔ ابو بکر نے کہا۔ نہیں

اگر مجھے حکم دیتے تو میں اطاعت کرتا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اگر تو پیغمبر کو دیکھے اور وہ تجھے حکم میری اطاعت کا کریں۔ آیا میری اطاعت کرے گا۔ ابو بکر نے کہا۔ ہاں۔ جناب امیر نے کہا۔ میرے ہمراہ مسجد قبا میں چل۔

جب مسجد قبا میں پہنچے۔ ابو بکر نے دیکھا۔ حضرت رسول کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب حضرت نماز

سہ یہ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر کا اپنا کلام ہے وہ ایک دوسرے کو بڑا اچھا لکھ سکتے ہیں۔ ہم کو اس میں دم مارنے کی جگہ نہیں۔
 کیوں کہ حضرت عمر اپنے کو حضرت ابوبکر سے نیک اور اچھا تصور کیا کرتے تھے لہذا اپنے بڑا ہونے کی وجہ سے وہ ایسے کلمات
 اکثر حضرت ابوبکر کو کہہ دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔ ملا قوفی رسول اللہ قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ حجتہ
 تطلب یتراک من ابن اخیئ و یطلب ہذا امیرات امرائہ من ابیہما فقال ابوبکر قال رسول اللہ
 ما نورثہ ما ترخاہ صدقت فرایتماہ کا ذبا غادر انا فاما اثنما واللہ بعد انہ لصادق باور الشد تابع للحقی
 قوفی ابوبکر فکنک انا ولی رسول اللہ و ولی ابی بکر فرایتماہ کا ذبا اثنما و اعلم انہ را خائنا و مسلم شریف جلد دم ملا حضرت
 عباس اور حضرت علی سے حضرت عمر نے کہا جب رسول نے وفات پائی ابوبکر نے کہ میں غیبت رسول ہوں لہذا تم دونوں میراث طلب کیے بغیر
 نے مجھے کی اللہ علی نے اپنی زد و باحق ابوبکر نے کہا۔ رسول نے فرمایا یہ ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا پس تم نے اس کو کاذب۔ غدار خائن
 اثم جانا اس کے بعد میں ابوبکر اور رسول کا ولی ہوا پس تم نے مجھے بھی کاذب۔ غدار و خیانت کرنے والا اور سخت گناہیں بھرا پایا یہ صحابہ کا
 آپس کا معاملہ ہے اور حضرت عمر کا خاص کر ابوبکر اور خود کو عباس اور علی کے نزدیک یا نا۔
 (کوثر بھریوی حنفی عنہ)

اپنے اصحاب سے فرمایا۔ حضرت کو کس لئے آزرده کرتے ہو۔ اصحاب نے کہا ہم کس بات میں حضرت کو آزرده کرتے ہیں۔ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ مگر نہیں جانتے تم کہ تمہارے اعمال حضرت پر پیش کئے جاتے ہیں۔ جب محصیت حضرت تم سے دیکھتے ہیں تو آزرده ہوتے ہیں۔ کلینیؒ اور صفارؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادق سے روایت کی۔ کہ جب شب جمعہ ہوتا ہے روح رسول خدا اور روح پیغمبر ان گزشتہ و ارواح اوصیاء گزشتہ و روح امام زمانؑ کو رخصت ملتی ہے پس ان کو عرش پر لے جاتے ہیں۔ اوصاف بارگاہ عرش کے طواف کرتے ہیں۔ اور ہر قائمہ عرش کے نزدیک نماز پڑھتے ہیں اور جب صبح ہوتی ہے علم ان کا زیادہ ہو جاتا ہے اور روایت معتبر دیگر میں وارد ہے کہ جب خدا چاہتا ہے علم تازہ امام زمانؑ کو بغیر حلال و حرام تعلیم فرماتے ہیں اس علم کو ہمراہ رسول خدا ایک ملک ان کے پاس بھیجتا ہے اور وہ ملک حضرت پر عرض کرتا ہے حضرت فرماتے ہیں عیٰ پاس جا اور اس علم کو ان تک پہنچا جب وہ ملک جناب امیرؑ پاس آتا ہے جناب امیرؑ فرماتے ہیں حسنؑ پاس جا اور اسی طرح ہر ایک امام دوسرے کے پاس جانے کا حکم دیتا ہے یہاں تک کہ امام زمانؑ تک پہنچتا ہے۔ اور صمیری و صفار وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کل رات کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اس جگہ دیکھا۔ اور ان سے معاف کیا۔

باب دوم

بیان تاریخ ولادت، وفات اور بعض احوال کرمیہ مناقب حضرت سیدہ

اس باب میں آٹھ فصلیں ہیں۔

ولادت سیدہؑ۔ کلینیؒ نے بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ولادت جناب سیدہؑ بعد پانچ سال بعثت جناب رسول خداؐ کے واقع ہوئی اور سن ثمر یف وقت وفات اٹھارہ سال اور پچھتر روز کا تھا۔ اور کشف الغمہ میں بھی مثل اس حدیث کے حضرت صادقؑ سے روایت ہے شیخ طوسیؒ نے مصباح وغیرہ میں اور اکثر محققین علماء نے ذکر کیا ہے۔ کہ ولادت باسعادت بیستویں جمادی الاخرہ روز جمعہ دوسرے سال بعثت میں ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے پانچویں سال بعثت میں ہوئی۔ اور اہل سنت نے روایت کی ہے کہ ولادت سیدہؑ پانچ سال قبل بعثت واقع ہوئی۔ اور پہلا قول مشہور اور قوی تر ہے۔ اور طبری رمانی نے دلائل الامامت میں

جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ولادت جناب سیدہ بنتا لیسویں سال ولادت حضرت رسول خدا سے بیسویں مادی الآخر کو واقع ہوئی پس آٹھ سال مکہ معظمہ اور دس سال مدینہ منورہ میں رہیں اور پچتر روز بعد وفات رسول خدا تیسویں مادی جلدی الآخر گیارہویں سال ہجری جانب ریاض جنّت اتمّٰل کیا۔ اور جناب زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جب جناب سیدہ متولد ہوئیں۔ ہر روز اس قدر بڑھتی تھیں۔ جتنا اونچے سات روز میں بڑھتے ہیں۔ اور ایک ہفتہ میں بقدر ایک مہینہ کے اور ایک مہینہ میں بقدر ایک سال کے اور جب حضرت رسول خدا گئے مدینہ میں ہجرت فرمائی۔ ام سلمہؓ کو عقد میں لائے اور جناب سیدہ کو ام سلمہؓ کے سپرد کیا۔ کہ مشغول خدمت و تربیت جناب سیدہ رہیں۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ قسم خدا میں جناب سیدہ سے آداب سیکھتی تھی اور ان کو حاجت آداب سیکھنے کی نہ تھی۔ بلکہ سب چیزوں کو کھ سے اور سب سے بہتر جانتی تھی۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز عائشہؓ حضرت رسولؐ کے پاس آئیں۔ دیکھا کہ رسولؐ جناب سیدہ کو پیار فرما رہے ہیں عائشہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ جناب سیدہ کو بہت دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ قسم خدا اگر تو جانے کہ میں اس کو کس قدر دوست رکھتا ہوں۔ اس وقت دو تری تیری نصیحت اس کے زیادہ ہوگی۔ واضح ہو کہ جب میں شب معراج چوتھے آسمان پر پہنچا۔ جبرئیلؑ نے اذان اور میکائیلؑ نے اقامت کہی۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ آگے کھڑے ہو جائے کہ ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں۔ میں نے کہا۔ بھلا اے جبرئیلؑ میں نمازیں تمہارے آگے کھڑا ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ ہاں حق تعالیٰ نے پیغمبرانِ مرسل کو ملائکہ پر فضیلت دی ہے۔ اور آپ کو مخصوص تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ میں کہیں آگے کھڑا ہوا۔ اور ہر ملائکہ آسمان چہارم پر نماز پڑھی۔ پس داہنی جانب نظر کی دیکھا حضرت ابراہیمؑ ایک بالغ میں باغماضے بہشت تشریف رکھتے ہیں۔ اور گردہ ملائکہ گرد موجود ہیں۔ وہاں سے اوپر بجانب آسمان بیچم گیا۔ اور وہاں سے جانب آسمان ششم گیا۔ اور صدائے حق تعالیٰ مجھے وہاں پہنچی۔ اے محمدؐ نیک باپ باپ تھا تمہارا ابراہیمؑ اور نیک بھائی بھائی تھا راہے علی ابن ابی طالب۔ پس جب میں جناب میں پہنچا۔ جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور داخل بہشت کیا۔ جب بہشت میں پہنچا۔ ایک درخت نور میں نے دیکھا۔ اور اس درخت کی جڑ پاس در فرشتے دیکھے کہ کھلمائے بہشت نہ کر رہے ہیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے کہا۔ اے حبیبؑ یہ درخت کس کے لئے ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ علی ابن ابی طالب کے لئے ہیں۔ اور یہ دو فرشتے قیامت تک کے لئے حلقہ بہشت کے نہ کرتے رہیں گے۔ وہاں سے میں کھوڑا آگے بڑھا۔ میں نے

لہ رسول پاکؐ کو علم تھا کہ فرشتے بلکہ جبرئیلؑ سب میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے خادم ہیں۔ میں فرشتوں اور بعد خدا تمام مخلوق سے افضل ہوں۔ وجہ یہ تھی پہلے ملائکہ نے کسی کو امام بنا کر نماز اقامتیں ادا نہیں کی تھی۔ اس لئے آپ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ میں کھڑا ہوں اگر ہوں تو تم پر چڑھوں۔ انہوں نے کہا۔ ضرور حکم خدا ہم پر چڑھیں گے۔ (کوثر بھریلو عفی عنہ)

ایک رطب مکہ سے زیادہ نرم اور مشک سے خوشبو زیادہ اور شہد سے شیریں زیادہ دیکھا وہ رطب میں لکھایا۔ اور وہ رطب میرے صلب میں نطفہ ہوا۔ اللہ جب میں زمین پر قدم رکھنے سے ہمبستر ہوا اور وہ فاطمہ سے حاملہ ہوئیں۔ پس فاطمہؑ حوریہ النبیہ ہے۔ ظاہر میں بصورت انسان ہے اور صفات و اخلاق میں مثل حوریں کے ہے جب مجھ بہشت کا شوق ہوتا ہے۔ اس وقت میں فاطمہؑ کو دیکھتا ہوں اور اس سے مجھے بوئے بہشت آتی ہے۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت رسولؐ سے کہا آپ فاطمہؑ کو کیوں زیادہ پیار کرتے ہیں اور گود میں لیتے ہیں۔ اور اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔ اور ان سے خاص کچھ آپ ایسی محبت کرتے ہیں کہ کسی اور سے نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا سبب اس کا یہ ہے جبرئیلؑ بہشت سے ایک سیب میرے لئے لائے۔ اور میں اس کو کھایا۔ پس وہ میرے شکم میں نطفہ ہو گیا اور میں خدیجہؑ سے ہم بستر ہوا۔ اور خدیجہؑ حمل فاطمہؑ حاملہ ہوئیں۔ اور میں ہمیشہ فاطمہؑ سے بوئے بہشت سونگھتا ہوں علی بن ابی طالبؑ وغیرہ نے بسند طے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے حضرت رسولؐ فاطمہؑ کو بہت پیار کرتے تھے اور سونگھتے تھے یہ بات عائشہؑ کو بہت بُری لگی۔ اور کسی روز حضرت سے اس کا ذکر کیا حضرت نے فرمایا۔ اے عائشہؑ جب مجھے آسمان پر لے گئے۔ اور میں داخل بہشت ہوا۔ اس وقت جبرئیلؑ مجھے درخت طربئی کے پاس لے گئے۔ اور اس درخت کا میوہ مجھے دیا۔ اور میں نے کھایا۔ وہ میوہ میرے پیٹ میں پانی ہو گیا۔ اور جب زمین پر گیا۔ فوٹ پڑا۔ ہم بستر ہوا۔ اور وہ حمل فاطمہؑ حاملہ ہوئیں۔ جب میں فاطمہؑ کو سونگھتا ہوں اس سے بوئے بہشت آتی ہے۔ کتاب معانی الاخبار بیان نور شریف جناب سید طاہرؑ۔ میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کے نور کو قبل پیدائش آسمان و زمین خلق کیا۔ بعض لوگوں نے عرض کی۔ یا حضرت آیا فاطمہؑ داخل انس نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ باطن میں حوریہ اور ظاہر میں انبیہ ہیں۔ لوگوں نے کہا یا حضرت آپ حقیقت اس کلام کی ہم سے بیان فرمائیے۔ حضرت نے کہا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو اپنے نور سے قبل پیدائش آدمؑ پیدا کیا۔ جس وقت کہ ارواح خلایق کو پیدا فرمایا پس جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا۔ فاطمہؑ کا نور ان پر عرض کیا۔ اصحاب نے کہا۔ یا حضرت قبل پیدائش آدمؑ فاطمہؑ کا نور کہاں تھا فرمایا۔ ایک شیشہ میں ساق عرش کے نیچے تھا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا حضرت خوراک اس نور کی کیا تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ خوراک اس کی بیسج و ہلیل و مجید حق تعالیٰ تعالیٰ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اور مجھے ان کے شکم سے ظاہر کیا اور چاہا۔ کہ فاطمہؑ کو میرے شکم سے ظاہر کرے۔ پس فاطمہؑ کے نور کو بہشت میں ایک سیب بنا دیا۔ اور جبرئیلؑ اس سیب کو میرے لئے لائے۔ اور کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے میرے حبیب جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ اسی سے سلامتی ہے اور اسی کی طرف سلام اور نیت ہے جبرئیلؑ نے کہا یا محمدؐ یہ سیب حق تعالیٰ نے آپ کو بہشت سے ہدیہ بھیجا ہے۔ اس سیب کو میں جبرئیلؑ سے لے کر اپنے سینے

سے لگا لیا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اس سید کو کھاؤ جب اس کو توڑا۔ ایک نور اس سے ساحل ہوا۔ میں اس سے ڈر گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ آپ بخوف نوش کیجئے۔ حضرت یہ نور اس کا ہے جبکہ نام آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہؑ ہے۔ میں نے کہا۔ اے جبرئیلؑ ہمیں میرے اس کو آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہؑ کس لئے کہتے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ زمین پر فاطمہؑ اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے شیعوں کو آتش جہنم سے چھڑایا۔ اور اپنے دشمنوں کو اپنی محبت سے قطع کیا ہے۔ آسمان پر منصورہ اس لئے کہتے ہیں۔ اپنے محبوں کی نصرت و مددگاری کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ **دَلِیْلُ مَثَلِ یٰصْرٰحِ الْمُوْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ یَنْصُرُوْنَ یٰصْرٰحِ**۔ اور کتاب عیون العجرات میں عمار بن یاسرؓ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ فاطمہؑ کے پاس گئے۔ جب نظر سیدہؑ جناب امیرؑ پر پڑی۔ کہا۔ یا علیؑ میرے قریب آؤ میں تم کو گذشتہ اور آئندہ قیامت تک غیر دوں۔ جب جناب امیرؑ نے یہ کلام سنا۔ پھر گئے اور حضرت رسولؐ کی خدمت میں آئے جب جناب رسولؐ خدا کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی۔ فرمایا۔ اے ابوالحسن میرے قریب آؤ جب جناب امیرؑ نزدیک بشیر و نذیر بیٹھے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد کیا منظور ہے میں تم سے کوئی خبر بیان کروں یا تم مجھے خبر دو۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ آپ کا فرمانا میرے کہنے سے بہتر ہے۔ پس جو کچھ جناب فاطمہؑ نے جناب امیرؑ سے کہا تھا وہ حضرت نے ارشاد کیا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت آیا نور فاطمہؑ کا میرے نور سے ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ مگر یا علی تمہیں نہیں معلوم کہ فاطمہؑ کا نور میرے نور سے ہے۔ پس جناب امیرؑ نے سجدہ کیا۔ اور شکر الہی بجالائے۔ اور جناب فاطمہؑ کے پاس آئے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ میرے باپ پاس تم گئے تھے۔ اور جو کچھ میں نے کہا تم نے ان سے کہا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہاں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ ابوالحسن سنو۔ حق تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور میرا نور حق تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا۔ پھر میرے نور کو ایک درخت میں درختہائے بہشت کے سپرد کیا۔ اور وہ درخت میرے نور سے روشن ہو گیا۔ جب شب معراج میرے باپ داخل بہشت ہوئے۔ حق تعالیٰ نے انہیں الہام کیا۔ اس درخت سے سیوہ توڑ کر تناول فرمایا۔ پس میرا نور ان کے شکم مبارک میں بٹھرا۔ اور ان کے شکم سے رحم خدیجہؑ و خنزویلیہؑ میں منتقل ہوا۔ اور میں اس نور سے پیدا ہوئی۔ علم گذشتہ اور آئندہ کو جانتی ہوں اے ابوالحسن مومن بنور الہی دیکھتا ہے۔ ابن بابویہؑ نے بسند معتبر مفضل بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب صادقؑ سے سوال کیا۔ کہ ولادت جناب سیدہؑ کس طرح ہوئی حضرت نے فرمایا۔ جب خدیجہؑ نے جناب رسولؐ خدا کے ساتھ عقد کیا۔ اور زنان مکہ بوجہ اس عداوت کے جو حضرتؐ رکھتی تھیں علیحدہ ہو گئیں اور ان کو سلام کرنا چھوڑ دیا۔ اور کسی عورت کو خدیجہؑ کے پاس نہ جانے دیتی تھیں۔ خدیجہؑ کو اس سبب کمال صدمہ ہوا۔ لیکن زیادہ رنج و غم خدیجہؑ کا حضرت رسولؐ کے لئے تھا۔ کہ مبادا شدت عداوت کے سبب کوئی صدمہ حضرت کو پہنچے۔

جب بچل فاطمہ حاملہ ہوئیں۔ جناب سیدہ شکم میں ان سے باتیں کرتیں۔ اور مونس و مہدم خدیجہ کی حقین اور غریبہ کو صبر و تسلی دیتی تھیں۔ اور خدیجہ اس حالت کو حضرت سے پوچھتا رہتی تھیں۔ ایک روز حضرت تشریف لائے اور سنا خدیجہ باتیں کر رہی ہے۔ مگر کسی کو ان کے پاس نہ دیکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خدیجہ کس سے باتیں کر رہی ہو۔ خدیجہ نے کہا۔ یہ فرزند جو میرے شکم میں ہے۔ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ اور میرا مونس و مہدم ہے حضرت نے فرمایا۔ اس وقت جبریلؑ مجھے خبر دیتے ہیں کہ یہ فرزند دختر ہے اور وہ نسل طاہرہ باطن و بابرکت ہے اور حق تعالیٰ میری نسل اس سے ظاہر کرے گا۔ اور اس کی نسل سے پیشوا و امامان دین پیدا ہوں گے۔ اسی تعالیٰ بعد انقطاع وحی ان کو اپنا خلیفہ زمین پر کرے گا اور ہمیشہ خدیجہ اسی طرح رہیں یہاں تک کہ ولادت جناب سیدہ بیان ولادت فاطمہؑ قریب پہنچی اور دروزہ محسوس ہوئے۔ زنان قریش و زنان ہاشمیہ کو بلایا۔ کہ آئیں۔ انہوں نے جواب میں کہلا بھیجا۔ تم نے ہمارا کہنا نہیں مانا اور ہمارا قول قبول نہ کیا۔ اور تیم ابو طالب کی بی بی بنیں جو مفلس ہے اور کچھ مال نہیں رکھتا۔ ہم اس وجہ سے تمہارے گھر میں نہ آئیں گے اور تمہارے کاموں میں شریک نہ ہوں گے۔ جب خدیجہ نے ان کا پیغام سنا۔ بہت اندوہ ناک ہوئیں۔ ناگاہ کیا دیکھتی ہیں۔ کہ چار عورتیں گندم گوی۔ طویل انصاف مت حاضر ہوئیں۔ اور زنان بنی ہاشم سے مشابہتیں۔ خدیجہ ان سے ڈریں ایک عورت نے ان میں سے کہا۔ اے خدیجہ ہم سے نہ ڈرو۔ ہم تمہارے پاس خدا کی طرف سے آئی ہیں۔ اور ہم تمہاری بہنیں ہیں۔ میں سارہ زوجہ ابراہیمؑ اور دوسری آسیہؑ دختر مزاحمہ ہے کہ تمہاری اور تمہاری بیٹی کی بہشت میں رفیق ہوگی اور تیسری مریمؑ دختر عمران اور چوتھی کلثومؑ خواہر موسیٰ ہے حق تعالیٰ نے ہم کو بھیجا ہے کہ وقت ولادت مولود مسعود تمہارے پاس رہیں اور تمہاری اعانت کریں پس ان میں سے ایک دائیں جانب خدیجہ کے اور دوسری بائیں طرف اور تیسری سامنے اور چوتھی پیچھے بیٹھیں۔ پس جناب سیدہ پاک دبا کیزہ پیدا ہوئیں۔ اور جب زمین پر تشریف لائیں نور اس قدر چمکا۔ کہ مکہ کے گھر روشن روئے اور مشرق و مغرب میں کوئی گھر آباد نہیں رہا۔ مگر یہ کہ اس نور سے روشن ہو گیا۔ اور دس حورالعین جناب خدیجہؑ پاس آئیں۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں طشت و ابرق بہشت تھا۔ اور ان کی ابرقین کوثر سے بھری ہوئی تھی۔ پھر اس عورت نے جو خدیجہ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اس نے حضرت فاطمہؑ کو اٹھایا۔ اور آب کوثر سے غسل دیا۔ اور دو جامہ سفید لٹکائے کہ دو دھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے خوشبو تر تھے جناب سیدہ کو ایک جامہ میں بیٹھا۔ اور دوسرے جامہ کا کیا۔ اور جناب سیدہ سے باتیں کیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان ابی رسول اللہ سید الانبیاء و ان یعلی سید الادھیاء و ولدی سادۃ الاسباط میں گواہی دیتی ہوں یگانگی پروردگار پر اور کہ میرے باپ بہترین پیغمبران ہیں اور میرا شوہر بہترین ادھیائے

پیغمبران اور میرے فرزند بہترین فرزندان پیغمبران ہیں۔ پس ہر ایک کو ان چار عورتوں نے سلام کیا۔ اور ہر ایک کا نام لیا۔ اور ان عورتوں نے خوشی ظاہر کی۔ حوران بہشت پہنچ گئیں۔ ساکنان فلک اور حوران بہشت نے ایک دوسرے کو بشارت دی۔ آسمان پر ایک ایسا نور چمکا کہ پہلے اس کے ایسا نور نہ تھا۔ پھر ان زمان مقدس نے خدیجہؓ سے خطاب کیا۔ اور کہا۔ اس دختر کو لو۔ کہ طاہرہ و مطاہرہ و پاکیزہ و بابرکت ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کو اور اس کی نسل کو برکت دی ہے۔ یہ سن کر خدیجہؓ نے خوشی خوشی جناب سیدہ کو گود میں لیکر بکمال فرحت و خوشی دودھ پلانے لگیں۔ جناب سیدہ ایک روز میں اس قدر بڑھتی تھیں کہ اگر بچے ایک مہینہ میں۔ اور ایک مہینہ میں اس قدر نشوونما فرماتی تھیں کہ اور اطفال میں قدر ایک سال میں بڑھیں۔

فصل دوسری

بیان اسمائے شریفہ سیدہ

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خدا کے ہاں فاطمہؑ کے تو نام ہیں۔ فاطمہ۔ صدیقہ۔ مبارکہ۔ طاہرہ۔ و پاکیزہ۔ راضیہ۔ مرضیہ۔ محدثہ۔ زہرا۔ حضرت نے فرمایا آیا تو جانتا ہے فاطمہؑ کی تفسیر کیا ہے؟ اوی نے عرض کی۔ اے سید میرے آپ خبر دیجئے۔ حضرت فرمایا۔ یعنی بدی سے علیحدہ ہیں۔ پھر فرمایا۔ اگر جناب امیر سیدہ کو تزویج نہ فرماتے تو قیامت تک زمین پر کھنڈ نہ تھا۔ نہ آدم نہ وہ لوگ جو بعد آدم کے پیدا ہوئے۔ مولف فرماتے ہیں۔ صدیقہ معنی معصومہ ہے اور مبارکہ یعنی صاحب برکت و علم و فضل و کمالات و معجزات و اولاد کرام ہیں۔ اور طاہرہ پاکیزہ یعنی پاک نقص سے اور ذکیہ یعنی ترقی کرنے والی۔ کمالات و خیرات میں اور راضیہ یعنی رضائے الٰہی میں راضی ہونے والی۔ در مرضیہ یعنی پسندیدہ خدا و دوستان خدا اور محدثہ یعنی قرشتے آپ سے باتیں کرتے تھے۔ اور زہرا یعنی بندہ تورانی بنو ظاہری و باطنی واضح ہو کہ یہ حدیث شریف اس پر دلالت کرتی ہے کہ جناب امیر جمیع پیغمبران و اوصیاء سے بغیر پیغمبر آخر الزماں افضل ہیں اور بلکہ بعضوں نے استدلال فضیلت جناب فاطمہؑ پر بھی پیغمبروں پر کیا ہے۔ ایضاً کتاب علل الشرائع میں بسند معتبر روایت کی ہے۔ ابان بن تغلب نے جناب صادقؑ سے سوال کیا۔ جناب فاطمہؑ کو کس وجہ سے نہر آکھتے ہیں۔ حضرت فرمایا۔ اس لئے کہ تو فاطمہؑ ایک دن میں تین مرتبہ جناب امیر کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ اول روز جبکہ جناب سیدہ صبح کی نماز کو کھڑی ہوتیں اور لوگ موتے ہوتے۔ اس وقت ایک نور جناب فاطمہؑ سے چمکتا۔ اور جمیع خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور ان کے گھروں کی دیواریں اس نور سے سفید ہو جاتیں۔ اس حالت کے دیکھنے سے سب لوگ متعجب ہوتے اور خدمت رسول خداؐ میں جا کر اس کا سبب دریافت کرتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے۔ فاطمہؑ

کے گھر میں جاؤ اس نور کا سبب تم پر ظاہر ہو۔ جب جناب سیدہؑ کے گھر میں آتے۔ دیکھتے کہ جناب فاطمہؑ محراب عبادت میں بیٹھی مشغول نماز میں۔ اور وہ نور رونے مبارک سے جھک رہے ہیں جانتے تھے وہ نور ہمارے گھروں کو منور کر رہا ہے نور فاطمہؑ ہے۔ اور جب دوپہر وصل جاتی۔ اور فاطمہؑ میتائے نماز ظہر ہوتیں۔ ایک نور زرد و صہبن مبین سیدہؑ سے ساطع ہوتا۔ اور جمیع خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور اس نور سے درو دیوار کپڑے اور لوگوں کی رنگتیں زرد ہو جاتیں۔ جناب رسول خداؐ سے جب دریافت کرتے حضرت ان کو حکم دیتے فاطمہؑ کے گھر جاؤ۔ جب وہاں جلتے دیکھتے فاطمہؑ محراب عبادت میں بیٹھی مشغول نماز میں۔ اور ایک نور زرد رونے مبارک سے ساطع ہے۔ پس جانتے وہ نور جناب سیدہؑ کا نور ہے۔ جب شام ہوتی اور آفتاب غروب کرتا۔ رونے منور جناب فاطمہؑ سرخ ہو جاتا۔ اور ایک سرخ نور بسبب فرحت و سرور و شکر و نعمت الہی رونے نورانی سے ساطع ہوتا۔ اور تمام خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور ان کے گھروں کی دیواریں سرخ ہو جاتیں۔ اس حال سے متعجب ہو کر جناب پیغمبر خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور سوال کرتے اور آنحضرتؐ جناب فاطمہؑ کے گھر بھیجتے وہاں پہنچ کر دیکھتے۔ کہ جناب سیدہؑ محراب میں بیٹھی تسبیح و تہجد الہی میں مشغول ہیں۔ اور چہرہ نورانی سے ایک سرخ نور ساطع ہے اس وقت سمجھ جاتے تھے۔ کہ وہ نور انار نور عمال سیدہؑ ہے۔ اور وہ نور ہمیشہ صہبن مبین فاطمہؑ میں تھا۔ یہاں تک کہ جناب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ اور وہ نور پیشانی امام حسنؑ میں منتقل ہوا۔ بعد اس کے پیشانی مبارک امام حسینؑ میں رہا۔ اور ہمیشہ وہ نور ہمارے ساتھ ہے اور ایک امام سے دوسرے امام میں تار و زیامت منتقل ہوتا رہے گا۔ ایضا بسند معتبر روایت کی ہے جناب صادقؑ سے وجہ تسمیہ زرارہ دریافت کی۔ حضرت نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے اپنے نور عظمت سے ان کو پیدا کیا۔ جب اس نور کو پیدا کیا۔ جمیع آسمان و زمین اس نور سے روشن اور دیدہ ہوا ملائکہ خیرہ ہو گئے۔ اور سب کے سب سجدہ حق تعالیٰ میں جھک گئے اور عرض کی اے ہمارے رب اور اے بزرگ یہ نور کیا ہے حق تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی یہ نور وہ نور ہے جس کو میں نے اپنے نور سے پیدا کیا۔ اور آسمان پر دکھا ہے اور اپنی عظمت سے میں نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اور اس کو اس پیغمبر کے شکم سے ظاہر کر دیں گا۔ جو سب پیغمبروں سے افضل ہے۔ اور اس نور سے پیشوایان دین کو پیدا کر دیں گا۔ کہ میرے امر کو قائم کریں گے۔ اور میرے دین حق پر لوگوں کو ہدایت کریں گے۔ اور ان کو زمین پر بعد منقطع ہونے وحی کے اپنا خلیفہ کر دیں گا۔ ایضا بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ کا نام زہرا اس لئے رکھا کہ جب محراب عبادت میں کھڑی ہو تھیں ان کا نور اہل آسمان کو روشنی بخشا تھا جس طرح ستارے اہل زمین کو روشن کرتے ہیں۔ بیان معنی فاطمہؑ۔ ایضا۔ بسند معتبر جناب موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ کو معلوم ہے۔ کہ حضرت رسول اکرمؐ اکثر قبائل سے رستگاری کریں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک طبع خلافت کرے گا۔ لہذا جب جناب

فاطمہؑ پیدا ہوئیں۔ ان کا نام فاطمہؑ رکھا۔ اس لئے کہ خبر دے خلافت بعد رسولؐ اسکے شوہر اور فرزندوں میں ہے اور بود و لود
 فاطمہؑ طمع خلافت اور دن سے منقطع ہو گئی اس لئے کہ فاطمہؑ مشتق فطم سے ہے اور فطم کے معنی قطع و برید کے ہیں۔ ایضاً۔ بسند
 معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔ جب جناب سیدہؑ پیدا ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ کہ حضرت
 رسولؐ کی زبان پر اس نے جاری کیا۔ کہ جناب سیدہؑ کا نام فاطمہؑ رکھیں پس حق تعالیٰ کی جانب سے اس فرشتے نے
 خطاب کیا۔ تم کو جہل سے سبوتے علم میں نے علیحدہ کیا۔ اور تم کو حائض ہونے سے باز رکھا پس جناب محمد باقرؑ نے فرمایا۔
 قسم بخدا۔ حق تعالیٰ نے روز الست سے فاطمہؑ کو مخصوص کیا۔ اور کائنات ہمارے عین اور اکو دیکھا ہے۔ دیکر سے محفوظ فرمایا۔
 اور احادیث متواترہ میں بطریق شیعہ دستی روایت ہے کہ سیدہؑ کو اس واسطے فاطمہؑ کہا کہ حق تعالیٰ نے جناب فاطمہؑ اور جمیع
 شیعیان فاطمہؑ کو آتش جہنم سے جدا کر دیا۔ اور ابن بابویہؑ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب
 فاطمہؑ بروز قیامت جہنم کے کنارے کھڑی ہونگی اور اس روز ہر ایک شخص کے در آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ کہ مومن
 ہے یا کافر اس دن ایک محب اہل بیت کو جس نے بہت گناہ کئے ہونگے حکم ہوگا۔ اس کو جہنم میں ڈال دو۔ اور جب
 اس کو جناب فاطمہؑ کے پاس لے جائیں گے۔ جناب فاطمہؑ اس کی پیشانی میں پڑھیں گی۔ کدھ عجب آنحضرتؐ ہے۔ اور
 ذریت آنحضرتؐ ہے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ فرمائیں گی۔ اے خدا اور اے میرے سید تو نے میرا نام فاطمہؑ رکھا۔ اور
 مجھ سے وعدہ کیا۔ کہ میرے سبب سے میرے دوستوں کو آتش جہنم سے آزاد کرے گا۔ اور وعدہ تیرا حق ہے اور تو خلاف وعدہ
 نہیں کرتا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے فاطمہؑ تو نے سچ کہا۔ میں نے تیرا نام فاطمہؑ رکھا جو شخص تجھے اور تیری ذریت سے
 اماموں کو دوست رکھے۔ اور تیری اور تیری ذریت کے کو ایسوں سے ہو۔ اس کو میں نے آتش جہنم سے قطع کیا۔ اور جدا
 کیا۔ اور میرا وعدہ حق ہے اور میں خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ مگر اس بندہ کو جہنم میں لے جانے کے واسطے اس لئے میں نے
 حکم دیا تھا کہ تو اس کی شفاعت کرے اور اس کے حق میں تیری شفاعت قبول کروں کہ تیری قدر و منزلت۔ ملائکہ انبیاء
 رسل اور اوصیا پر ظاہر ہو۔ اے فاطمہؑ تو میں کی پیشانی پر مومن لکھا دیکھ اس کا ہاتھ پکڑ اور داخل بہشت کر۔ ایضاً۔
تفسیر فاطمہؑ و بتولؑ وزہراؑ بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ سے پوچھا جناب فاطمہؑ کا نام آپ
 نے بتولؑ کس نے رکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ جو خون ماہواری عورتیں دیکھتی ہیں وہ نہیں دیکھتی اور خون
 دیکھنا دختران پیغمبر میں نازیبا ہے اور دوسری روایت میں حضرت رسولؐ نے منقول ہے کہ فاطمہؑ میں مثل اور عورتوں
 کے کثافت نہیں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ سے سوال کیا۔ کہ جناب فاطمہؑ کا زہرا
 کس لئے نام رکھا۔ فرمایا۔ اس لئے کہ دمٹے اور جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ کے لئے اقل روز مثل آفتاب اور وقت
 زوال مانند ماہ منیر اور قریب غروب آفتاب مانند ستارہ روشن تاباں ہوتا تھا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جناب
 صادقؑ سے پوچھا گیا۔ کہ جناب فاطمہؑ کو زہرا کیوں کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے۔ کہ جناب فاطمہؑ کے لئے

بہشت میں ایک قبر یا قوتِ مُرخ کا ہے۔ بندی اس قبر کی ایک سالہ راہ ہے۔ اور بقدرتِ حق تعالیٰ وہ قبر ہوا میں کھڑا ہے نہ اوپر سے کسی چیز میں ٹکا ہے اور نیچے کوئی ستون ہے۔ کہ اس پر قائم رہے اور اس قبر کے ہزار دروازے ہیں۔ اور ہر ہر دروازے پر ہزار ہزار فرشتے کھڑے ہیں۔ اور اہل بہشت اس قبر کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح تم لوگ ستاروں کو آسمان پر دیکھتے ہو پس کہتے ہیں۔ یہ قبر زہرا اور نورانی سیدہ نسائے دو عالمی نے کتاب الارشاد القلوب میں سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب رسول خداؐ مسجد میں بیٹھے تھے ناگاہ عباس حضرت کے چچا آئے اور سلام کیا۔ حضرت نے سلام کا جواب دیا۔ اور ان کو مرعہ کیا۔ عباس نے کہا۔ مجھ پر علی ابن ابی طالب نے کس مرتبہ سے فضیلت پائی۔ اور حالانکہ اصل ہماری ہے حضرت نے فرمایا۔ اے چچا واضح ہو حق تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو اس وقت پیدا کیا جب آسمان نہ تھا نہ زمین نہ بہشت نہ دوزخ نہ لوح نہ قلم اور جب حق تعالیٰ نے چاہا۔ ہم کو پیدا کرے۔ ایک کلمہ سے کلام فرمایا اس سے نور پیدا ہوا پھر دوسرا کلمہ فرمایا۔ اس سے روح پیدا ہوئی۔ اس وقت اس نور کو اس روح سے مزوج کر کے مجھے اور علیؑ کو پیدا کیا۔ بعد اس کے میرے نور سے عرش کو پیدا کیا۔ اور میں عرش سے بزرگ تر ہوں۔ اور علیؑ کے نور سے آسمان کو پیدا کیا۔ پس علیؑ آسمان سے جلیل تر ہے اور بزرگ تر ہے اور نور حقؑ سے نور آفتاب اور نور صیدئ سے نور مہتاب کو پیدا کیا۔ جنین مہتاب و آفتاب سے بزرگ تر ہیں۔ اس وقت ملائکہ حق تعالیٰ کی تسبیح کرتے اور کہتے **مُسَبِّحُونَ قُدُّوسٌ**۔ کس قدر یہ نور حق تعالیٰ کے نزدیک بزرگ و گرامی ہیں۔ جب حق تعالیٰ نے چاہا۔ کہ ملائکہ کا امتحان کرے۔ ان پر امتحان کیا۔ اور اس پر نے ان کو اس قدر گھیر لیا کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ ملائکہ نے عرض کی۔ بار اللہ۔ اور اے خداوند وسید و بزرگ ہمارے جس روز سے نور نے ہم کو پیدا کیا۔ اب تک ایسی حالت ہم نے نہیں دیکھی تجھ سے بتصدق ان انوار کے ہم سوال کرتے ہیں کہ اس ظلمت کو ہم سے دُور فرما دے۔ پس حق تعالیٰ نے جناب فاطمہؑ کا نور مانند ایک قندیل کے پیدا کیا۔ اور عرش کے کنارے ٹکا دیا۔ اور اس نور سے آسمان ہائے ہفت گانہ اور طبقات زمین روشن ہو گئے۔ اس سبب سے جناب فاطمہؑ کا نام زہرا رکھا۔ ملائکہ نے تسبیح و تقدیس کی اور حق تعالیٰ نے فرمایا۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ تمہاری تسبیح و تقدیس کا ثواب تار و زیامت میں نے جہان و دوستانِ فاطمہؑ اور اس کے شوہر اور اس کے فرزندوں کے لئے بیان کُنیت ہائے جناب سیدہ۔ مقرر کیا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ کُنیت ہائے جناب سیدہ ام الحسن۔ ام الحسین دام الحسن دام الاممہ دام ایماہتیں اور نام آپ کے فاطمہؑ بتول محدثہ۔ کرمہ۔ حصان و حرہ و سیدہ و عذرا و زہرا و مبرا کہ و طاہرہ و ذکیہ و راضیہ۔ مرضیہ و مریم البکری و صدیقہ البکری ہیں۔

فصل تیسری

بیان فضائل و مناقب سیدہ

فضائل و مناقب اور بعض احوال و معجزات جناب فاطمہؑ کا بیان شیخ مفیدؒ اور شیخ ابن بابویہؒ وغیرہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا: حق تعالیٰ فاطمہؑ کے غضب سے غضبانگ اور فاطمہؑ کی خوشنودی سے خوشنود ہوتا ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا: حق تعالیٰ نے عورتوں میں سے چار عورتوں کو منتخب کیا اور مقرب فرمایا: مریمؑ، آسیہؑ، خدیجہؑ، فاطمہؑ۔ ایضاً بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: کہ حسینؑ جمع اہل زمین سے میرے بعد اور اپنے ماں باپ کے بعد بہتر ہیں۔ اور ان کی ماں بہترین زنان اہل زمین ہے۔ ابن بابویہؒ نے بطریق مخالفان مادرانس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب سیدہؑ نے ہرگز خون حیض و نفاس نہیں دیکھا۔ ایضاً بسند صحیح روایت کی ہے۔ جناب صادقؑ سے سوال کیا کہ جناب رسول خداؐ نے جو فرمایا ہے کہ فاطمہؑ بہترین اہل بہشت ہے آیا اپنے زمانے میں بہترین زنان ہیں۔ حضرت نے فرمایا: تم اپنے زمانے میں بہترین زنان محض اور جناب فاطمہؑ بہترین زنان اہل بہشت اولین و آخرین ہیں پھر پوچھا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: حسینؑ بہترین جوانان اہل بہشت ہیں۔ آیا ایسا ہے۔ حضرت نے فرمایا: قسم بخدا حسینؑ بہترین جوانان بہشت گذشتگان و سیدہؑ کا زیور راہ خدائیں دینا۔ آئینہ گاہ ہیں۔ ایضاً معتبر روایت کی ہے جب رسول خداؐ کسی سفر سے مراجعت فرماتے پہلے اپنی دختر جناب سیدہؑ کے گھر تشریف لاتے اور مدت تک تشریف رکھتے تھے۔ بعد اپنی بیویوں کے گھر جاتے تھے۔ پس حضرت کسی سفر میں تھے۔ اور جناب سیدہؑ نے دو کنگن اور طوق اور گوشوارے چاندی کے بنوائے اور دروازہ پر پردہ چھوڑ دیا۔ حضرت سفر سے واپس تشریف لائے۔ اور جناب فاطمہؑ کے گھر میں گئے۔ اور اصحاب دروازہ پر چڑھے۔ جب حضرت نے اندر جا کر ملاحظہ فرمایا۔ مختصر میں باہر تشریف لائے اور مسجد میں قریب حجر بیٹھ گئے۔ جناب سیدہؑ کو گمانی ہوا کہ اس زینت کی وجہ سے حضرت ناراض ہوئے۔ یہ کمر طوق اور کنگنوں کو ہمارا ڈالا۔ اور پردہ اٹھا دیا۔ اور زور حضرت پاس بھیج دیا۔ اور کہلا بھیجا۔ حضرت عرض کرنا۔ آپ کی بیٹی سلام عرض کرتی ہے اور کہتی ہے اس زیور کو راہ خدائیں دیجئے جب حضرت پاس وہ زیور لائے۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ جو میں چاہتا تھا ویسا ہی فاطمہؑ نے کہا۔ باپ اس پر سے قربان دنیا محمدؐ اور آل محمدؑ کے لئے نہیں۔ اور اگر دنیا خوبی و عمدگی میں پریشہ کے برابر ہوتی خدا دنیا میں ایک کافر کو بھی پانی کا گھونٹ نہ دیتا۔ یہ فرما کر حضرت اُٹھے اور جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے

روایت کی۔ ایک روز جناب فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ سے پوچھا۔ اے پسروردگار برزقیامت میں آپ سے کہاں ملاقات کروں حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ قریب دروازہ ہشت جس وقت کہ علم حد میرے پہلو ہو۔ اور اپنی امت کی شفاعت اپنے پروردگار سے کروں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اگر وہاں آپ سے ملاقات نہ ہو۔ تو پھر کہاں ڈھونڈوں۔ حضرت نے فرمایا۔ نزدیک حوض کوثر جس وقت اپنی امت کو حوض کوثر سے سیراب کرتا ہوں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو کہاں ڈھونڈوں حضرت نے فرمایا۔ قریب مراد جس وقت اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہوں۔ پروردگار امیری امت کو مراد سے سلامت اتار دے جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو کہاں ملاقات کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ نزدیک میزان کے طوں گا جس وقت کہ پروردگار اپنے سے عرض کرتا ہوں۔ کہ خداوند امیری امت کو عذاب سے سالم رکھ۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اگر وہاں بھی نہ پاؤں تو کہاں تلاش کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ بہنم کے کنارہ پر طوں گا جس وقت کہ وہاں پڑھ کر ایک تیراۓہ دفعہ ہائے آتش کو اپنی امت سے منع کروں گا۔ پس جناب فاطمہؑ ان باتوں کو سنتے خوش ہو گئیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر

سیدہ کا گردن بند دینا حضرت امام موسیٰ سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور جناب سیدہؑ کی گردن میں ایک گردن بند دیکھا پس اُسے مبارک پیر لیا۔ جب جناب سیدہؑ نے جانا۔ کہ حضرت نے گردن بند دیکھ کر متعجب ہو لیا۔ اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ جناب رسول خداؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تو مجھ سے ہے۔ ناگاہ ایک سائل نے سوال کیا۔ جناب سیدہؑ نے وہ گردن بند اس کو دے دیا۔ جناب رسول خداؑ نے فرمایا۔ غضب خدا غضب رسولؐ اس پر سیدہؑ ہے جو میرا خون بہائے اور مجھ کو میری عزت میں آزار دے شیخ مفید و شیخ طوسی نے بطریق اہل سنت روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ فاطمہؑ میری پارہ تن ہے جس نے اس کو خوش کیا۔ اس نے مجھ کو خوش کیا۔ اور جس نے اس کو آزار دہ دیا۔ اس نے مجھ کو آزار دہ دیا۔ فاطمہؑ میرے نزدیک عزیز ترین مردم ہے۔ ایضاً۔ بطریق اہل سنت عائشہ سے روایت کی ہے کہ کوئی مردوں میں سے حضرت رسولؐ کے نزدیک محبوب مثل علیؑ ابن ابی طالب زیادہ اور عورتوں میں سے محبوب فاطمہؑ سے زیادہ نہ تھی۔ عائشہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن جناب رسول خداؑ فضیلت زہراؑ علیہا السلام بیان فرماتے تھے۔ اور جناب فاطمہؑ حضرت کے پاس تشریف لائیں۔ اور مثل رفت و حضرت رسولؐ راہ جلتی تھیں جب حضرت کی نظر ان پر پڑی۔ دو مرتبہ فرمایا۔ مرحبا میری دختر کو پس فرمایا۔ اے فاطمہؑ آیا راضی نہیں ہے کہ جب برزقیامت آئے تو بہترین زنان ہوسنان یا بہترین زنان امت ہو۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک دن حضرت بیٹھے تھے اور جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ و حسینؑ بھی حضرت پاس بیٹھے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوند اتا جانتا ہے یہ میرے اہل بیت میرے نزدیک

گرا می ترین مردم ہیں۔ جو ان کو دوست رکھے تو ان کو دوست رکھ اور جو ان کو دشمن رکھے تو بھی ان کو دشمن رکھ۔ اور جو ان کی اعانت کرے تو بھی ان کی اعانت کر اور ان کو ہر شک و شبہ سے مٹھ کر ہر گناہ سے مصحوم کر اور ان کی تقویت روح القدس اور اپنی جانب سے فرما۔ یہ کہ مکمل حضرت نے فرمایا۔ یا علی تم پیشوا میری امت کے اور میری امت میں بعد میرے خلیفہ ہو۔ اور تم ہی مومنوں کو بہشت کی جانب کھینچ لے جانے والے ہو۔ اور گویا میں اپنی فاطمہ کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ صحرائے محشر میں ایک ناقہ نور پر سوار آئے اور داپنے بائیں آگے پیچھے اس کے ستر ہزار فرشتے ہیں اور میری زنان امت کو اپنے پیچھے بہشت میں لے جائے پس جو عورت رات دن میں بلخی نمازیں ادا کرے اور ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھے اور خانہ خدا کا حج کرے۔ اور اپنے مال کی زکوٰۃ دے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے اقرار امامت کا علی ابن ابی طالب میرے بعد کرے میری فاطمہ کی شفاعت سے داخل بہشت ہوگی۔ تحقیق میری بیٹی بہترین زنان عالمیان ہے۔ لوگوں نے عرض کی۔ آیا یا حضرت فاطمہ اپنے زمانے میں بہترین زنان ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ مریم دختر عمران ہے کہ اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر تھی لیکن میری بیٹی بہترین زنان عالمیان گذشتگان و آئندگان ہے اور جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے ستر ہزار ملائکہ مقربین اس کو سلام کرتے ہیں اور اس کے لئے ندا کرتے ہیں۔ وہ ندا جو دختر عمران مریم کے لئے کرتے تھے۔ اور وہ فرشتے کہتے ہیں۔ یا فاطمہ ان اللہ اصطفاک و طهرک و اصطفک علی النساء العالمین اے فاطمہ بدستیکر حق تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ کیا۔ اور مظلوم پاکیزہ کیا۔ اور تجھے زنان عالمیان پر اختیار کیا۔ پھر جناب امیر سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ اے علی فاطمہ میری بیارہ تھی اور نور دیدہ اور صوفہ دل ہے جو اسے آزدہ کرے اس نے مجھے آزدہ کیا۔ اور جو اس کو شاد کرے اس نے مجھے شاد کیا۔ اور سب سے پہلے جو میرے اہل بیت میں مجھ سے ملحق ہوگا۔ وہ فاطمہ ہے۔ اے علی میرے بعد اس سے نیک سلوک کرنا لیکن حسین کو میرے فرزند ہیں۔ اور میرے بارغ کے دو بھول ہیں۔ اور بہترین جوانان بہشت ہیں۔ لازم ہے کہ ان کو مثل کان آنکھ کے گواں دعوں رکھنا۔ بعد اس کے حضرت نے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا۔ اور فرمایا خداوند ایں تجھے گواہ کرتا ہوں۔ میں اس کو دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے اور ان کو دشمن رکھتا ہوں جو ان کو دشمن رکھے۔ اور جو ان سے بر صلح ہو میں ان سے بر صلح ہوں۔ اور جو ان سے بر سر جنگ ہے۔ میں ان سے بر سر جنگ ہوں۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت ہے۔ کہ دختر پیغمبر جائزہ نہیں ہوا کرتی۔ اور تحقیق حیض عورتوں کے لئے عقوبت ہے اور پہلے جو نیک عورتوں میں سے حائض ہوئیں وہ سارہ حقین شیخ طوسی نے بسند عائشہ سے روایت کی وہ فرماتی ہیں۔ میں نے کسی کو فساد اور بات جہیت میں جناب فاطمہ کو رسول خدا سے مشابہت زیادہ نہیں دیکھا۔ اور جناب فاطمہ حضرت پاس آتی تھیں حضرت مر جعفر فرماتے تھے اور سیدہ کے ہاتھ جوڑتے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔

اور جب حضرت خود فاطمہؑ کے گھر تشریف لے جاتے۔ فاطمہؑ اٹھ کھڑی ہوتیں اور حضرت کا استقبال کرتیں اور مرحبا کہتی اور حضرت کا ہاتھ چومتی۔ جب مرض وفات حضرت رسولؐ آیا۔ آنحضرتؐ کے پاس آئیں۔ اور حضرت نے ان سے راز کہے۔ جناب سیدہؑ رونے لگیں۔ اس کے بعد ایک راز کہا۔ اس کو سن کر جناب سیدہؑ خوش ہوئیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں فاطمہؑ کو اور عورتوں سے بہتر جانتی تھی۔ اب معلوم ہوا۔ وہ بھی مثل اور عورتوں کے ہیں۔ جلد رونے اور ہنسنے لگتی ہیں۔ پس میں نے فاطمہؑ سے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا میں افشائے راز نہ کروں گی۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی پھر میں اس راز کو بوجھا۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اول مرتبہ حضرت نے اپنے انتقال کی خبر دی۔ میں رونے لگی اور بعد اس کے فرمایا۔ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تو مجھ سے ملحق ہوگی۔ اس کے سننے سے میں ہنسنے لگی۔ علیؑ بن ابراہیمؑ نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا جو شخص صد بار آزار فاطمہؑ کو میری حیات میں دے۔ ایسا ہے کہ گویا اس نے اس کو بعد میری وفات کے آزار دیا۔ اور جو فاطمہؑ کو میری وفات کے بعد آزار دے۔ اس طرح ہے گویا اس کو میری حیات میں آزار دیا جس نے اس کو ایذا دی۔ اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔ اور حق تعالیٰ نے درباب ایذا و آزار جناب امیرؑ و فاطمہؑ یہ آیہ نازل فرمایا ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعد لہم عذابا مہمنا تحقیق جو لوگ خدا و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ خدا نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے عذاب خوارکنندہ مقرر کیا۔ ابن بابویہؑ نے بسند معتبر روایت کی کہ حضرت رسولؐ نے وصیت فرمائی۔ اے علیؑ حق تعالیٰ کے علم کامل نے مخلوق کے احوال پر احاطہ فرمایا۔ اور مجھے مردان عالمیان سے برگزیدہ کیا۔ پھر جمع مردان عالمیان پر تمہارے فرزند ان امامان کو میرے اور تمہارے بعد اختیار کیا۔ پھر فاطمہؑ کو جمع زنان عالمیان سے برگزیدہ فرمایا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر حضرت رسولؐ سے روایت ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ مجھ سے ایک شاخ ہے۔ جو کوئی اسے ایذا دیتا ہے مجھ کو ایذا دیتا ہے۔ اور جو اسے شاد کرتا ہے مجھ کو شاد کرتا ہے اور تحقیق حق تعالیٰ فاطمہؑ کے غضب پر غضب کرتا ہے اور خوشنودی فاطمہؑ سے خوشنوبت ہے۔ اور حیفة الرضا میں اسما بنت عمیس سے روایت کی ہے ایک دن جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لانے اور فاطمہؑ کی گردن میں گردن بند سونے کا دیکھا۔ کہ جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ کے لئے مالِ غنیمت سے لائے تھے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تجھے لوگ فریب نہ دیں۔ اور یہ نہ کہیں۔ فاطمہؑ غم کی بیٹی ہے اور جباروں کا لباس پہنے ہے یہ سن کر جناب سیدہؑ نے وہ گردن بند اتار ڈالا۔ اور بیچ کر غلام خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت خوش ہو گئے قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے ایک روز حضرت رسولؐ بیٹھے تھے۔ جناب فاطمہؑ تشریف لائیں۔ اور رنگ جناب فاطمہؑ کا

فاقوں سے متغیر ہو گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؓ قریب آ۔ جب فاطمہؓ قریب گئیں حضرت رسولؐ نے دست مبارک سیدۃ فاطمہؓ پر رکھا۔ اور اس وقت جناب سیدۃؓ بچہ تھیں۔ پس فرمایا۔ خداوندائے بھوکوں کے سیر کرنے والے اور اسے زیر دستوں کے بلند کرنے والے فاطمہؓ کو بھوکا نہ رکھ جب حضرت کی دعا ختم ہوئی۔ میں نے دیکھا جناب سیدۃؓ کا زور رنگ سُرخ ہو گیا۔ اور اس درجہ سُرخ ہوا کہ گویا خون چہرہ مبارک پر جاری تھا۔ جناب سیدۃؓ نے فرمایا۔ بعد اس کے مجھے ہرگز بھوک نہیں لگی۔ ایضاً۔ بسند معتبر جابرؓ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت کو چند روز کھانا ممکن نہ ہوا۔ اور بھوک نے غلبہ کیا۔ مجرہ ہائے زنان میں تلاش کیا۔ وہاں بھی نہ پایا۔ پس مجرہ طاہرہ جناب فاطمہؓ میں تشریف لائے فرمایا۔ اے بیٹی کچھ کھانا تیرے پاس ہے۔ میں اسے کھاؤں اس لئے کہ بھوک نے مجھ پر غلبہ کیا ہے۔ جناب سیدۃؓ نے فرمایا۔ بخدا سو گند میری جان آپ پر سے قربان کچھ کھانا میرے پاس نہیں ہے۔ جب حضرت رسولؐ جناب سیدۃؓ کے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت جناب فاطمہؓ کی ایک کتیز دور دوٹیاں اور گوشت بطور یہ ہدیہ لائی۔ جناب سیدۃؓ نے اس سے لے لیا۔ اور کاسہ نیچے رکھ کر اس پر کپڑا ڈال دیا۔ اور فرمایا قسم بخدا۔ میں حضرت رسولؐ کو اپنے اور اپنے فرزندوں پر مقدم جانتی ہوں۔ اس وقت صبح بھوکے تھے۔ پس امام حسنؑ و امام حسینؑ کو بھیج کر حضرت رسولؐ کو طلب کیا۔ جب حضرت تشریف لائے۔ جناب سیدۃؓ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار بعد آپ کے تشریف لے جانے کے حق تعالیٰ نے طعام میرے لئے بھیجا۔ اور میں نے آپ کے لئے اپنے فرزندوں سے چھپا رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دخترے! جب حضرت فاطمہؓ نے کاسہ کھولا۔ بقدرت حق تعالیٰ وہ کاسہ گوشت اور روٹی سے بھر گیا تھا۔ جناب فاطمہؓ نے ملاحظہ فرمایا۔ متعجب ہوئیں اور دعا کا کہ حق تعالیٰ نے کاسہ بھر دیا ہے۔ یہ دیکھ کر حمد الہی بجالائیں اور حضرت پر درود بھیجا۔ اور وہ طعام حضرت پاس لائیں۔ جب حضرت نے وہ کاسہ طعام سے بھر دیکھا حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور پوچھا۔ اے فاطمہؓ کہاں سے یہ کھانا لائیں۔ فاطمہؓ نے عرض کیا۔ حق تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے جسے بے حساب روزی دیتا ہے۔ حضرت رسولؐ نے جناب امیر کو طلب فرمایا۔ اور حضرت رسولؐ و جناب امیرؓ جناب سیدۃؓ۔ حسینؑ اور جمیع آنحضرتؐ سے وہ کھانا نوش فرمایا۔ اور میر ہو گئے۔ جناب فاطمہؓ فرماتی ہیں وہ کاسہ بدستور بھرا ہوا تھا۔ اور کچھ کم نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ میں سب ہمسایوں کو اس کھانا سے سیر کیا۔ اور حق تعالیٰ نے اس میں بے حد خیر و برکت و کرامت فرمائی۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت ہے جب خدیجہؓ نے دار فنا سے رحلت فرمائی۔ جناب سیدۃؓ اپنے پدر بزرگوارؐ پاس مضطرب و بے قرار آئیں اور پوچھتی تھیں۔ اماں کہاں ہیں۔ حضرت جواب نہ دیتے تھے اور سیدۃؓ ہمیشہ ہی دریافت فرماتی تھیں۔ اور گھروالوں سے بھی پوچھتی تھیں۔ میری اماں کہاں ہیں اور جناب رسول خداؐ خیر انتہا نہ دیتے تھے۔ ناگاہ جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا۔ آپ کا پروردگار آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ہمارا سلام

فاطمہ سے کہو۔ اور کو تیری ماں خانہ ہائے بہشت سے ایک گھر میں ہے۔ جس کو قصب سے بنایا ہے اور قصب سوئے میں نصب کیا ہے اور اس کے ستون یا قوت مخرج کے ہیں۔ اور اس قصر میں آسیہ زین فرعون۔ مریم دختر عمران بھی ہے جناب فاطمہ نے یہ سنا۔ فرمایا حق تعالیٰ تمام عیبوں اور نقصوں سے سالم ہے اور سلامتی اسی میں ہے اور تحقیق اسی کی طرف پھرتی ہیں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب جناب فاطمہ نے حال ام المومنین خادمہ سیدہ۔ رحلت فرمائی۔ ام المومنین خادمہ جناب سیدہ نے قسم کھائی۔ میں مدینہ میں نہ رہوں گی۔ اس لئے جناب صدیقہ کی جگہ خالی نہیں دیکھ سکتی۔ پس مدینہ سے متوجہ مکہ ہوئی۔

اشنائے راہ میں کسی منزل پر بعض منزلوں میں سے اس پر پیاس نے غلبہ کیا۔ اور جب پانی سے یا پس ہوئی۔ ہاتھ آسمان کی جانب اٹھائے اور کہا خداوند ایں جناب فاطمہ کی خادمہ ہوں۔ کیا مجھے تشنگی سے ہلاک کر ڈالے گا۔ یہ کہنا تھا۔ کہ ایک ڈول آسمان سے اس کے لئے پانی کا زین پر اتر آ۔ اور ام المومنین نے وہ پانی پیا۔

اس کے بعد سات سال تک پانی پینے کی حاجت نہ ہوئی۔ لوگ اس کو کاموں کے لئے بہت گہری کے ایام میں باہر بھیجتے تھے اور وہ پیاسی نہ ہوتی تھی۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک دن سلمان فارسی جناب سیدہ بیان آسیہ گردانی جناب سیدہ کے گھر میں اجازت لے کر آئے اور دیکھا۔ جناب فاطمہ چکی پیس رہی

ہیں۔ دست مبارک زخمی ہے اور خون خوب آسیہ پر جاری ہے اور امام حسینؑ ایک طرف کو بھوک سے بھٹکتے اور روتے ہیں۔ سلمان نے عرض کی اے خداوند اسے دختر رسول خداؐ آپ کے ہاتھ بچکی سے زخمی ہو گئے ہیں۔ حالانکہ آپ کی کنیز فطمہ بھی موجود ہے۔ یہ خدمت آپ اس سے کیوں نہیں لیتیں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ اے سلمان حضرت رسولؐ نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ گھر کا کاروبار ایک دن فطمہ کے اور ایک دن میں کروں۔ کل فطمہ کی بادی تھی آج میری بادی ہے۔ سلمان نے عرض کی۔ میں آپ کا غلام اور آزاد کردہ ہوں۔ مجھے حکم دیجئے۔ میں امام حسینؑ کو بھلاؤں یا چکی پیسوں جناب سیدہ نے فرمایا میں حسینؑ کو ہر طرح بھلا سکتی ہوں۔ تم بھی پیسو سلمانؑ نے تھوڑے جو پیسے۔ اور اذان نماز سن کر مسجد میں گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ جو کچھ دیکھا تھا۔ جناب امیرؑ سے بیان کیا۔ جناب امیرؑ اس کو گراں ہوئے اور گھڑائے اور بھر سننے مسجد میں تشریف لائے۔ جب حضرت رسولؐ نے سننے کا حال پوچھا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت جب میں گھر گیا۔ دیکھا فاطمہ آرام کر رہی ہیں۔ اور حسینؑ ان کے سینہ اقدس پر سو رہے ہیں۔ اور چکی پیس اس کے کہ ہاتھ کسی کا دکھائی دے جل رہی ہے۔ حضرت یونسؑ نے لگے اور کہا۔ یا علیؑ کیا یہ تم کو معلوم نہیں کہ خدا کے چند فرشتے لیے ہیں جو زمین پر پھرتے ہیں۔ اور تار و زقیا مست محمدؐ و آل محمدؐ کی خدمت کرتے ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے ابوذرؓ نے کہا۔ ایک دن حضرت رسولؐ نے مجھے جناب امیرؑ کے گھر بھیجا۔ کہ علیؑ کو بلا لاؤ۔ جب میں گھر میں گیا۔ اور آواز دی مجھے کسی نے جواب نہ دیا۔ اندر میں نے دیکھا کہ چکی چل رہی ہے۔

اور کوئی جگہ کے پاس نہیں۔ پس جناب امیر حضرت رسولؐ پاس آئے۔ کوئی بات ایسی فرمائی کہ میں نہ سمجھا۔ میں نے عرض کی یا حضرت جناب امیرؑ کے گھر میں نے دیکھا۔ کہ چکی خود بخود گھومتی ہے۔ حالانکہ اس کے پاس کوئی نہیں۔ اس سبب سے مجھے کمال تعجب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے دل اور جمیع اعضائے جسم میری وافر کے ایمان اور یقین سے بھر دیئے ہیں۔ اور حق تعالیٰ اس کے ضعف سے واقف ہے۔ اس لئے اس کی اعانت و مدد فرماتا ہے۔ اس کے امور اور مہمات کی کفایت کرتا ہے۔ اے ابوذرؓ تم کو نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ کے چند فرشتے ایسے ہیں۔ جو محمدؐ و آل محمدؑ کی مدد و اعانت کرتے ہیں۔ کتاب کشف الغمہ و المانی شیخ و تفسیر فرات بن ابراہیم میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ سے کچھ کھانا مانگا۔ اور کہا صرف اتنا جس سے میں چاشت کروں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ تم اس خدا کی جس نے میرے پدر بزرگوار کو گرامی کیا ہے اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جو تمہارے لئے لاؤں دو دن گزرے ہیں کہ کھانا نہ تھا۔ بغیر اس کھانے کے جو میں تمہارے لئے اپنے اور اپنے بچوں سے بچا کر رکھ چھوڑتی تھی۔ اور تم کو اپنے اور اپنے فرزندوں پر مقدم جانتی تھی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تم نے دو دن تک مجھ سے کیوں نہ کہا۔ کہ گھر میں کھانا نہیں ہے۔ میں تمہارے لئے تلاش کرتا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اے ابوالحسنؑ میں اپنے خدا سے شرم کرتی ہوں۔ کہ تم کو اس چیز کی تکلیف دوں جس پر تم قادر نہ ہو۔ پس جناب امیرؑ، گھر سے باہر تشریف لائے اور اعتماد تمام وثوق عظیم اپنے خدا پر فرما کر ایک دینار قرض کیا۔ اور چاہا اپنے عیال کے لئے کھانا خریدیں۔ ناگاہ راستہ میں وقت شدت تہارت آفتاب مقدار سے ملاقات ہوئی۔ کہ حرارت آفتاب سے مقدار کا سر جلا جاتا تھا۔ اور پاؤں بجھنے جلتے تھے اور گرمی سے بہت متغیر تھا۔ جب جناب امیرؑ نے مقدار کو دیکھا۔ پوچھا۔ اے مقدار اس گرمی میں اس وقت کیوں گھر سے باہر نکلے مقدار نے کہا۔ اے ابوالحسنؑ آپ تشریف لے جائیے اور میرا حال نہ پوچھیے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے بھائی مجھے جائز نہیں۔ کہ تمہیں اس طرح دیکھوں اور تمہارا حال نہ معلوم کروں۔ مقدار نے پھر عذر کیا۔ اور حضرت نے مبالغہ فرمایا۔ اس وقت مقدار نے عرض کی۔ بحق اس خدا کے جس نے محمدؐ کو پیغمبر اور تم کو وصی کیا ہے۔ میں گھر سے باہر نہیں آیا۔ مگر شدت گرمی سے اور اپنے عیال کو بھوکا چھوڑ کر آیا ہوں۔ ان کے رونے سے مجھے تاب نہ رہی اور اس حال سے گھر سے باہر نکلا۔ جب جناب امیرؑ مقدار کے حال سے مطلع ہوئے۔ رونے لگے۔ اور اس قدر رونے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور فرمایا۔ اے مقدار بحق اس خدا کے جسکی تم نے قسم کھائی۔ میں بھی اس کام کے لئے باہر نکلا ہوں اور ایک دینار قرض لیا ہے۔ میں تمہیں اپنے نفس پر اختیار و اختیار کرتا ہوں۔ پس وہ دینار مقدار کو دیدیا۔ اور شرم سے گھر میں نہ گئے۔ مسجد میں تشریف لائے۔ اور نماز پڑھ کر مغرب و عشاء رسولؐ خدا کے ہمراہ ادا کی۔ جب سوئے نماز سے فائدہ نہ ہوا تو جناب امیرؑ کی طرف تشریف لائے جو صاف اول بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے اشارہ کیا اٹھو جناب امیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت کے پیچھے چلے۔ جب دروازہ مسجد

کے قریب پہنچے اور حضرت کو سلام کیا۔ حضرت نے جواب سلام دیا۔ اور فرمایا اسے علیؑ کچھ گھریں موجود ہے میں چل کر کھاؤں۔ جناب امیر یمنؓ کو شرم سے چپ ہو رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اور جناب رسولؐ دوحی الہی سے جان چکے تھے۔ جو کچھ جناب امیرؓ پر اس روز گذرا تھا۔ اور حق تعالیٰ نے حکم کیا تھا۔ کہ آج کی رات علیؑ کے گھر افطار کرنا۔ جب حضرت نے جناب امیرؓ کو خاموش پایا۔ ارشاد کیا اے ابوالحسنؓ جواب کیوں نہیں دیتے۔ اگر انکار کرو میں پھر جاؤں یا اقرار کرو تمہارے ساتھ چلوں جناب امیرؓ نے عرض کیا۔ حضرت! میں شرم سے جواب نہیں دے سکتا۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اچھا آؤ چلیں۔ پس جناب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور چل دیئے یہاں تک کہ جناب سیدۃ کے گھر میں تشریف لائے اور سیدۃ جائے نماز پر بیٹھی تھیں اور نماز سے فارغ ہو چکی تھیں۔ اور جناب سیدۃ کے عقب ایک کاسہ کھانے سے بھرا رکھا تھا۔ اور بھاپ اس کھانے سے اُٹھ رہی تھی۔ جب جناب سیدۃ نے حضرت رسولؐ کی آواز سنی جائے نماز سے اُٹھ کر باہر تشریف لائیں۔ اور حضرت کو سلام کیا۔ جناب فاطمہؓ حضرت کے نزدیک عزیز ترین مردم تھیں۔ پس حضرت نے جواب سلام دیا۔ اور دست مبارک سر پر پھیرا۔ اور کہا۔ اے دختر کس حالت میں شام کی ہے۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ جناب سیدۃ نے فرمایا۔ بخیر و خلی میں نے شام کی ہے۔ پس حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ اور کی ہے میرے واسطے کھانا لا۔ میں کھاؤں۔ جناب سیدۃ نے وہ کاسہ اُٹھایا۔ اور جناب رسولؐ اور جناب امیرؓ کے سامنے رکھا۔ جب جناب امیرؓ نے وہ کھانا دیکھا۔ اندرونِ تعب جناب فاطمہؓ کی طرف نظر کی۔ جناب سیدۃ نے فرمایا۔ سبحان اللہ! اندرونِ تعب مجھے آپ کیوں دیکھ رہے ہیں۔ کب میں نے کوئی برائی کی ہے کہ باعث آپ کے غضب کا ہوئی۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ اسی سبب سے مجھے تعب ہے تم نے آج قسم کھائی تھی کہ دو روز سے کھانا نہیں کھایا۔ اور نہ گھریں کچھ کھانا موجود ہے۔ اور اب ایسا کھانا لائی ہو۔ یہ سُن کر جناب سیدۃ نے جانب آسمان نظر کی۔ اور کہا۔ پروردگار آسمان وزمین جانتا ہے میں نے کچھ قسم کھائی تھی۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ اے فاطمہؓ یہ کھانا کہاں سے لائی تھیں کہ اس کا خوشبو اور ذائقہ میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ اور نہ کھایا ہے۔ یہ سُن کر جناب رسولؐ خدا نے اپنا دست مبارک جناب امیرؓ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور فرمایا۔ اے علیؑ یہ عوض تمہارے اس دنیا کا ہے جو تم نے مقدار کو دیا۔ اور یہ جزا تمہارے دینار کی خدا کی طرف سے ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے بھلا دیتی ہے۔ یہ فرما کر حضرت رسولؐ رونے لگے۔ اور فرمایا حمد و سپاس اس خدا کی جس نے مجھ کو دنیا سے نہیں اُٹھایا۔ یہاں تک کہ اے علیؑ تم کو بمنزلہ زکریاؑ کر دیا۔ اور فاطمہؓ کو بمنزلہ مریمؓ دختر عمران کیا۔ اور عیاشی نے مثل اس قصہ کے نام محمدؐ باقر سے روایت کی ہے۔ اور اس کے آخر میں ہے۔ کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اے علیؑ تمہاری اور فاطمہؓ کی مثال زکریاؑ اور زکریاؑ کی مثال ہے۔ جس وقت زکریاؑ مریمؓ پاس جلتے اور ان کے پاس کھانا دیکھتے۔ پوچھتے اے مریمؓ یہ کھانا

کہاں سے تمہارے پاس آیا۔ مرثیہ کہیں۔ خداوند عالم نے بھیجا ہے۔ تحقیق خدا جس کو چاہتا ہے بحساب روزی دیتا ہے۔ اور فرمایا۔ ایک جہینہ تک اس کاسہ میں سے کھایا اور کم نہ ہوا۔ اور وہ کاسہ اب میرے پاس ہے اور جناب صاحب الامر اس کاسہ میں سے کھانا کھائیں گے۔ ابن شہر آشوب اور قطب راوندی نے روایت کی ہے۔

منزلت و بزرگی جناب سید کا۔ ایک دن جناب امیر کو قرض لینے کی ضرورت پیش آئی۔ اور چادر جناب فاطمہ کی ایک یہودی کے پاس گروی کی۔ بروایت ابن شہر آشوب اس یہودی کا نام زید تھا۔ اور وہ چادر بالوں کی تھی۔ پس چادر گرد فرما کر تھوڑے تھوڑے جو اس یہودی سے لئے اور اس یہودی نے اس چادر کو لے جا کر کوٹھڑی میں رکھ دیا۔ جب رات ہوئی اور یہودی کی بی بی اس کو کوٹھڑی میں آئی۔ ایک نور اس چادر سے سامعہ دیکھا۔ کہ اس نے تمام کو کوٹھڑی کو روشن کر دیا ہے۔ جب زن یہود نے وہ حالت عجیب و غریب مشاہدہ کی۔ اور اپنے شوہر پاس گئی۔ جو دیکھا تھا بیان کیا۔ وہ یہودی بھی اس نقل سے متعجب ہوا۔ اور بھول گیا۔ کہ چادر جناب سید کا اس کو کوٹھڑی میں ہے۔ جب کو کوٹھڑی میں گیا۔ دیکھا کہ شعاع چادر غور شید فلک عصمت و طہارت ہے کہ اس کی شعاع نے مانند بلد منیر گھر روشن کر دیا۔ یہودی یہ دیکھ کر زیادہ متعجب ہوا۔ اور دونوں اپنے عزیزوں پاس گئے۔ اور انہی نفر یہود کو لائے اور برکت نورانی چادر جناب فاطمہ سے وہ سب بنور اسلام منور ہوئے۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ گردہ یہود میں شادی رچی وہ یہود حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہمارا آپ بدعت ہمسا ئیگی ہے۔ اب ہمارے یہاں شادی ہے۔ لہذا التماس ہے۔ جناب فاطمہ کو شادی میں ہمارے گھر بھیج دیجئے کہ ہمارا موجب مزید عزت و مکرمات و فرحت ہو۔ اور اس بارہ میں یہ بیت اصرار کیا حضرت نے فرمایا۔ وہ علی ابن ابی طالب کی زوجہ ہے اور ان کے حکم میں ہے۔ یہودیوں نے عرض کی آپ علیؑ سے سفارش کر کے اجازت دلا دیجئے۔ اور عرض یہودیوں کی یہ تھی۔ کہ ان کی عورتوں نے خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کیا تھا۔ اور زیور و جاہ لائے فاقرو پہنے تھے۔ اور جناب فاطمہ کو اس وجہ سے بلایا۔ وہ باجاہ لائے کہ ان کی شادی میں آئیں گی۔ اور موجب خواری و ذلت حضرت رسولؐ ہوگا۔ تاکہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور زیور و جاہ لائے بہشت جناب سید کے لئے لائے۔ اور جناب فاطمہ وہ زیور و جاہ لائے بہشت بہن کر یہودیوں کی شادی میں تشریف لے گئیں۔ جب زنان یہود نے وہ عمدہ زیور و جاہ لائے نفیس پہنے دیکھا۔ اور ان کے نور و قیام و صفات مشاہدہ کئے۔ سب جناب فاطمہؑ پاس آئیں اور زمین پر گر کر پائے مبارک چمتے لگیں۔ ان میں سے بہت عورتیں بشرق اسلام مشرف ہوئیں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ یہ قصہ کتابوں میں اس سے بہت زیادہ مذکور ہے مگر چونکہ کتب معتبرہ میں اسی طرح مندرج ہے۔

تفسیر آیات سورہ رحمان۔ میں نے بھی اس قدر لکھا۔ احادیث معتبرہ میں بطریق شیعہ و سنی جناب صادق اور علاوہ حضرت کے دیگر ائمہ طاہرین نے بھی آیہ مبارکہ مروج البحرین یلتقیان کی اس طرح روایت

کی ہے یعنی دودریا کو قحط کیا کہ آپس میں ملتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ مراد اس سے دودریا نے علم میں۔ علیؑ اور فاطمہؑ کہ حق تعالیٰ نے ان دونوں کو باہم کیا۔ بیہما بوزجہ کا بیغیانہ۔ یعنی ان کے درمیان فاصلہ ہے۔ ایک دوسرے پر زیادتی نہ کریں اور وہ فاصلہ حضرت رسولؐ ہیں کہ سبب الفت علیؑ و فاطمہؑ ہوئے۔ یحییٰ ج منکھما اللؤلؤ والمرجان۔ ان دریاؤں سے مروارید و مرجان نکلتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مروارید و مرجان سے مراد حسینؑ و حسینہؑ ہیں۔ کہ ان دودریائے علم سے ظاہر ہوئے۔ کتب معتبرہ اہل سنت میں باسانید بسیار حضرت رسولؐ مختار سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ تمام عالم کی عورتوں سے کوئی بہتر نہیں۔ مگر چار عورتیں مریمؑ دختر عمران۔ آسیہ زین فرعون۔ خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہؑ دختر محمدؐ اور ان سب بہتر فاطمہؑ ہے۔ باسانید بسیار دیگر روایت میں ہے۔ بہترین زنان بہشت یہ چار عورتیں ہیں اور دوسری روایت میں بہترین زنان عالمیان یہ چار عورتیں ہیں۔ اور روایات متواترہ میں بطریق شیعہ و سنی منقول ہے فاطمہؑ بہترین زنان اولین و آخرین ہیں۔ ایضاً۔ اہل سنت نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے جناب سیدہؑ سے فرمایا۔ اے فاطمہؑ بشارت ہو خدا نے تجھے زنان عالمیان سے برگزیدہ کیا ہے اور دوسری حدیث میں وارد ہے۔ بعد از قیامت آسیہ و مریم و دختران عمران و خدیجہ جناب فاطمہؑ کے آگے آگے مانند دربانوں اور خدمتکاروں کے چلیں گی۔ یہاں تک کہ داخل بہشت کریں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب حضرت رسولؐ ارادہ سفر فرماتے۔ سب سے آخر جے وداع کرتے وہ جناب فاطمہؑ تھیں۔ اور جب سفر سے واپس آتے۔ سب سے پہلے جس سے ملاقات کرتے وہ جناب فاطمہؑ تھیں۔ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ وصف بہشت سیدہؑ۔ نے فرمایا جب حق نے مجھے حکم دیا۔ کہ فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کر دوں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ حق تعالیٰ نے ایک بہشت موتیوں سے بنایا ہے۔ اور اس کی دیواریں قطعات مروارید و یاقوت سے بنائی ہیں اور مشک بظلا ہے اور بھت زبرجد بہتر سے بنائی ہے اور اس بہشت میں موتیوں سے طاق نکالے ہیں اور ان کو یاقوت سے مکمل و آراستہ کیا ہے اور اس بہشت میں غرنے پیلے گلے ہیں۔ اودان کو سونے چاندی۔ موتی۔ یاقوت۔ زبرجد کی ایک ایک اینٹ سے بنایا ہے اسان غرفوں میں چٹے جاری کئے ہیں کہ دیبچوں کے اطراف سے جاری ہیں اور ان دیبچوں کے گرد نہریں جاسی کی ہیں۔ اودان نہروں پر قہر ہائے مروارید بنائے ہیں اودان قبول کو سونے کی زنجیروں سے باندھ رکھے ہیں اور ان کے گرد اگر دو درختان میوہ دار آگے ہیں۔ اور بالائے ہر شاخ قہر بنایا ہے اور قہر میں سفید موتی کا ایک تخت رکھا ہے اور ان تختوں کے سامنے حریر نازک پردے لٹکائے ہیں اور فرش زمین زعفران سے ہے اور ان تختوں کو مشک و عنبر سے معطر کیا ہے۔ اور ہر قہر میں ایک حوریہ ہے اور اس قہر کے ایک تلوار دانہ ہے اور ہر دروازہ پر دو

کیزیں کھڑی ہیں۔ اور گرد اس قبر کے آیتہ الکرسی نقش ہے۔ پس میں نے کہا۔ اے جبریلؑ! اس قبہ کو کس لئے پیدا کیا ہے۔ جبریلؑ نے کہا۔ علیؑ اور فاطمہؑ کے لئے بنایا ہے اور یہ تحفہ حق تعالیٰ نے ان کو دیا ہے۔ بغیر اہل بیتؑ کے جو ان کے لئے پیدا کئے ہیں۔ خاص اس واسطے کہ آپؐ کی آنکھیں روشن اور دل شاد ہو جائے۔

ابن شہر آشوب نے حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ جب تک جناب سیدہ کو بیار نہ کر لیتے نہ سوتے تھے اور اپنا روئے مبارک سینہ جناب سیدہ پر رکھتے اور ان کے لئے دعا فرماتے تھے۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے حضرت سے معنی حی علی خیر العمل کے پوچھے حضرت نے فرمایا۔ کہ تار و قیامت فاطمہؑ اور اس کے فرزندوں کی طرف یہ نیکی رزق کر دے یہ بہترین اعمال ہیں۔

گھوارہ جنبانی ملائکہ۔ ثعلبی اور دیگر مفسرین اہل سنت نے روایت کی ہے کہ جب اہل بہشت بہشت میں ساکن ہوں گے۔ اس وقت بہشت میں ایک نور مشاہدہ کریں گے کہ اس نور سے تمام بہشت روشن ہو جائیگا اس وقت اہل بہشت عرض کریں گے۔ پروردگار! تو نے قرآن میں فرمایا ہے اہل بہشت سورج نہ دیکھیں گے یہ نور کیسا ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ پس منادی ندا کرے گا۔ یہ نور چاند سورج کا نہیں بلکہ علیؑ و فاطمہؑ ہستے ہیں۔ اندر نور ان کا ہے۔ ایضاً روایت کی ہے۔ اکثر ایسا سوتا ہے۔ جناب فاطمہؑ مشغول عبادت ہوتی تھیں اور کوئی بچہ جناب سیدہؑ کا بھولے میں رہتا تھا پس حق تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرماتا۔ کہ وہ آکر بھولا ہلاتے تھے۔ یہاں تک کہ جناب فاطمہؑ نماز سے فارغ ہوتیں تھیں۔ کتاب کشف الغمہ میں بسند معتبر حضرت امام علیؑ سے روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ و حواؑ کو پیدا کیا۔ انہوں نے بہشت میں فرمایا۔ آدمؑ نے حواؑ سے کہا۔ خدا تعالیٰ نے کوئی مخلوق تم سے بہتر نہیں پیدا کی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبریلؑ کو حکم فرمایا۔ کہ آدمؑ و حواؑ میرے دونوں بندوں کو فردوس اعلیٰ کی طرف لے جاؤ۔ جب آدمؑ و حواؑ داخل فردوس اعلیٰ ہوئے۔ دیکھا ایک لڑکی تخت پر تختہائے بہشت سے بیٹھی ہے اور ایک تاج نور سر پر رکھا ہے۔ اور دونوں کانوں میں دو گوشوارے نور کے ہیں۔ اور تمام بہشت اس کے نور سے روشن ہو گیا۔ جبریلؑ نے کہا۔ یہ فاطمہؑ دختر محمدؐ ہے اور وہ ایک پیغمبر آپس کے فرزندوں میں ہے کہ زماۃ آخر میں پیدا ہوگا۔ آدمؑ نے کہا۔ یہ تاج جو سر پر ہے کیا چیز ہے۔ کہا۔ یہ تاج اس کا شوہر علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ آدمؑ نے پوچھا یہ دونوں بندے اس کے کان میں کیسے ہیں۔ جبریلؑ نے کہا۔ یہ اس کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ آدمؑ نے کہا۔ اے حبیب من۔ اے جبریلؑ! آیا یہ مجھ سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ جبریلؑ نے کہا۔ یہ علم پہاں حق تعالیٰ میں چار ہزار سال قبل آپ کی پیدائش کے تھے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے کہ عائشہؓ کہتی تھی۔ محبوب ترین زنانِ رسول خداؐ فاطمہؑ تھیں۔ اور محبوب ترین مردانِ رسول خداؐ جناب امیر شہر فاطمہؑ تھے۔ ایضاً۔ عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ سچا زیادہ کسی کو میں نے فاطمہؑ سے نہیں دیکھا۔ سوئے اس کے باپ کے۔ ابن بابویٰ نے بسند معتبر

حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ بہشت چار عورتوں کی مشتاق ہے مگر تم دختر عمرانؑ آسیہ زنی فرعون کہ بہشت میں زوجہ رسولؐ خدا ہونگی۔ و خدیجہ زوجہ آنحضرتؐ دنیا و آخرت میں اور فاطمہؑ دختر محمدؐ کشف الغم میں بطریق مخالفین روایت ہے۔ ایک دن رسول خداؐ گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور جناب سیدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے تھے اور فرماتے تھے جو اسے پہنچاتا ہے پہنچانے اور جو نہیں پہنچاتا۔ وہ پہچانے کہ یہ محمدؐ کی بیٹی ہے اور میری پارہ تن ہے اور یہ میری دل و جان ہے۔ میرے دونوں پہلو کے درمیان ہے جس نے اس کو آزار دیا۔ اس نے مجھ کو آزار دیا۔ اس نے خدا کو آزار دیا۔ ایضاً بطریق مخالفین ام سلمہ سے روایت ہے۔ فاطمہؑ شہیدہ ترین مردم صورت اور خلعت اور سیرت میں رسول خداؐ سے تھیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے جناب رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا۔ جو کوئی تم پر درود بھیجے گا۔ خدا اس کے گناہوں کو بخش دیگا۔ اور اس کو بہشت میں جس جگہ میں ہونا چاہے دے گا۔ اور کتاب بشارة المصطفیٰ میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے ایک دن جناب رسول خداؐ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ محراب میں بیٹھ گئے۔ اور اصحاب گرد جمع تھے۔ ناگاہ ایک مرد پیر مہاجرین چھٹے پرلے کپڑے پہنے حاضر ہوا۔ اور بڑھاپے سے آپے میں نہ تھا۔ اس کی طرف حضرت متوجہ ہوئے۔ اور حال پوچھا۔ اس بوٹھے نے عرض کی۔ یا حضرت میں بھوکا ہوں۔ مجھے کھانا دیجئے۔ میں تنگاہوں مجھے کپڑا عنایت کیجئے۔ فقیر ہوں بے نیاز کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ تیرے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔ لیکن خیرات کا بتانے والا مثل خیرات کرنے کے ہے۔ اس شخص کے گھر جا۔ جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے تھے اور رضائے خدا اپنی جان پر اختیار کرتا ہے۔ اے شخص فاطمہؑ کے گھر جا۔ اور جناب فاطمہؑ کا گھر جو رسالت مآبؑ سے متصل تھا۔ اور حضرت کو منظور ہوتا کہ ازواج سے علیحدہ رہیں۔ اس مجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا اس مرد پیر کو فاطمہؑ کے گھر لے جا۔ جب وہ مرد پیر دروازہ فاطمہؑ پر پہنچا۔ باواز بلند ندا کی۔ السلام علیکم یا اهل بیت النبوة و مختلف الملائكة و مہبط جبرئیل الروح الامین بالتنزیل من عند رب العالمین۔ تم پر سلام پہلے اہل بیت پیغمبرؐ و محل آمد و رفت ملائکہ اور محل نزول جبرئیلؑ روح الامین باقرؑ پر درود گارحمید کی جانب سے پس جناب فاطمہؑ نے کہا۔ تم پر سلام ہو تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں مرد پیر عرب ہوں تمہارے والد پاس آیا ہوں۔ بہت دور سے اے دختر پیغمبرؐ میں تنگا اور بھوکا ہوں۔ اپنے مال سے میری دستگیری کرو۔ کہ خدا تم پر رحم فرمائے اور یہ وقت تھا۔ کہ جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ اور جناب رسول خداؐ نے تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اور حضرت رسولؐ ان کی حالت سے خوب واقف تھے۔ جناب فاطمہؑ کے گھر میں ایک پوست کو سفند تھا کہ حسینؑ اس پر آرام کرتے تھے وہ پوست کو سفند اس مرد پیر کو دے دیا۔ اور فرمایا۔ اے لے شاید حق تعالیٰ تیرے لئے اس سے بہتر کر دے۔ اعرابی نے کہا۔ اے دختر پیغمبرؐ مجھے بھوک کی

شکایت ہے۔ اور آپ پوست کو سفید دیتی ہیں۔ اسے میں کیا کر دیں کیونکہ میں بھوکا ہوں۔ جب سائل سے یہ سنا۔ اس وقت جناب تیرہ نے اپنا گردن بند جو فاطمہ دختر حمزہ نے بطور تحفہ دیا تھا۔ اپنی گردن سے اتار کر اعرابی کو دے دیا۔ اور فرمایا۔ اس گردن بند کو لے اور فروخت کر دے شاید حق تعالیٰ اس کے عوض تجھے بہتر عطا فرمائے۔ اس اعرابی نے گردن بند لے لیا۔ اور مسجد میں حاضر ہوا۔ حضرت رسولؐ ہنوز صبح اصحاب بیٹھے تھے۔ اس اعرابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ فاطمہ نے یہ گردن بند مجھے دی ہے اور کہا ہے فروخت کر شاید حق تعالیٰ اس سے بہتر میسر کرے۔ حضرت رسولؐ نے جب یہ سنا رونے لگے اور فرمایا۔ حق تعالیٰ تیرے لئے اس سے بہتر کیونکر میسر کرے۔ نہ کرے گا۔ حالانکہ بہترین دختر محمدؐ فاطمہ بہترین دخترانِ فرزندانِ آدمؑ نے تجھے دیا۔ اس وقت عمار بن یاسرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ یا حضرت آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس گردن بند کو خریدوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے عمار خرید لو۔ تحقیق اگر تمام جن دانس اس گردن بند میں شریک ہوں۔ تو حق تعالیٰ ان سب کو آتش دوزخ سے عذاب نہ کرے گا۔ عمار نے اعرابی سے کہا یہ گردن بند کتنے کو بیچتے ہو۔ اعرابی نے کہا اس قدر گوشت روٹی جس سے سیر ہو جاؤں اور ایک چادر بھی جس سے اپنا بدن چھپاؤں۔ اور اس سے اپنے پروردگار کی تمنا کر لوں اور ایک دینار طلا کہ راہ میں خرچ کرتا ہوں اپنے اہل و عیال تک پہنچ جاؤں اس وقت عمار نے اپنا حصہ غیر کی قیمت کا بیچا تھا۔ اور علاوہ اس کے کچھ نہ تھا پس عمار نے کہا اس گردن بند کو میں قیمت ذیل میں تجھ سے لیتا ہوں۔ میں دینار طلا اور دو سو درہم بھری اور ایک چادر بھی اور ایک اونٹ جو میرے پاس ہے اس لئے کہ تیرے عیال تک پہنچاؤں۔ اور اس قدر گیمہوں کی روٹی اور گوشت جس تو میرے ہو جائے اعرابی نے کہا۔ اے مرد اپنے مال پر تو اس قدر جوان مرد ہے۔ عمار اپنے ساتھ اس اعرابی کو لے گئے۔ اور جو کچھ تھا سب اس کو دے دیا۔ پھر وہ اعرابی حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی سیر ہوا۔ اور کپڑا پہنا۔ اعرابی نے عرض کی۔ ہاں یا حضرت میرے مال باپ آپ پر قربان میں مستغنی اور بے نیاز ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہ کو دعا دے جو اس نے تیرے ساتھ سلوک کیا۔ اعرابی نے کہا۔ خداوند ا تو ہی وہ پروردگار ہے میں جسے حادث نہیں جانتا۔ بلکہ تو ہمیشہ سے ہے اور تو ہی وہ خدا ہے کہ دوسرا معبود۔ مجز قیرے نہیں۔ اور تو ہی مجھے ہر حال میں روزی دینے والا ہے۔ خداوند فاطمہ کو وہ عطا کر جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا۔ اور کسی کان نے نہ سنا۔ پھر حضرت رسولؐ نے دعائے اعرابی پڑھیں کہی۔ اور اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ حق تعالیٰ نے دنیا میں فاطمہ کو وہ عطا کیا۔ جو اعرابی نے آخرت میں اس کے لئے طلب کیا۔ اس لئے میں اس کا باپ ہوں۔ اور کوئی تمام عالم میں مثل میرے نہیں۔ اور علیؑ اس کا شوہر ہے اور اگر علیؑ نہ ہوتا۔ تو فاطمہ کے مانند اور مثل شوہر نہ ہوتا۔ اور حق تعالیٰ حسینؑ فاطمہ کو عطا فرمائے کہ تمام عالم میں خدا نے ایسے فرزند

کسی کو نہیں دیئے۔ حسینؑ بہترین فرزند گان پیغمبران عالم اور بہترین جوانان بہشت ہیں۔ اس وقت حضرتؑ نزدیک سلمانؓ، مقدادؓ اور عمارؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ چاہتے ہو اس سے زیادہ بیان کروں عرمن کی ہاں یا رسول اللہ! ارشاد فرمائیے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ جب فاطمہؑ دنیائے حلت فرمائیگی۔ اور ان کو دفن کر چکیں گے۔ اس وقت دو فرشتے ان کی قبر میں آئیں گے۔ اور سوال کریں گے تمہارا پروردگار کون ہے۔ جواب دیں گی۔ خداوند عالمیان میرا پروردگار ہے پھر کہیں گے پیغمبر تمہارا کون ہے۔ جواب دیں گی میرا باپ میرا پیغمبر ہے۔ پھر کہیں گے۔ دلی تمہارا کون ہے۔ جواب دیں گی۔ یہ مرد جو قبر کے کنارے کھڑا ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا۔ فاطمہؑ کے اور فضائل بیان کر دیں تحقیق حق تعالیٰ نے بہت سے فرشتوں کے گرد فاطمہؑ پر مٹول کئے ہیں کہ پیش رو اور پشت سر اور دہانے بائیں جانب سے حالت حجاب میں حفاظت کرتے ہیں۔ اور بعد وفات نزدیک قبر رہیں گے اور درود بکثرت فاطمہؑ اُس کے باپ اور شوہر اور فرزندوں پر بھیجتے ہیں جو کوئی اس کے بعد میری قبر کی زیارت کرے۔ ایسا ہے گویا میری زیارت میری زندگی میں کی۔ اور جس نے فاطمہؑ کی زیارت کی۔ اس نے میری زیارت کی۔ اور جس نے علیؑ کی زیارت کی۔ اس نے فاطمہؑ کی زیارت کی۔ اور جس نے حسینؑ کی زیارت کی۔ اس نے علیؑ کی زیارت کی اور جس نے ان کے فرزندوں یعنی باقی نو اماموں کی زیارت کی۔ اس نے ان کی زیارت کی۔ عمارؓ نے اس گردن بند کو مشک سے خوشبو غلام کا آزاد ہو میرکت گردن بند کر کے چادری میں لپیٹ کر اپنے غلام کو جس کا نام سہم تھا۔ اور حصۃ غنیمت خیبر سے اس کو خرید کیا تھا۔ دیا اور کہا۔ اس کو حضرتؑ کی خدمت میں لے جا۔ اور تجھے بھی میں نے حضرتؑ کو بخش دیا۔ جب وہ غلام حضرتؑ رسولؐ کی خدمت میں آیا۔ اور عمارؓ کی گزارش عرض کی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ فاطمہؑ پاس جاؤ اور یہ گردن بند فاطمہؑ کو دے دو اور میں نے بھی تجھ کو فاطمہؑ کو بخش دیا جب وہ غلام جناب سیدہؑ کی خدمت میں آیا۔ اور پیغام حضرتؑ کا بیان کیا۔ جناب فاطمہؑ نے گردن بند لے لیا اور غلام کو آزاد کر دیا۔ اس وقت وہ غلام ہنسنے لگا۔ جناب فاطمہؑ نے پوچھا۔ کیوں ہنستا ہے۔ اس نے کہا۔ اس گردن بند کی برکت سے میں ہنستا ہوں کہ مجھ کو کھانا کھلایا اور ننگے کو کپڑے پہنائے فقیر کو غنی کیا۔ اور غلام کو آزاد کسب کیا۔ اور پھر اپنے مالک کے پاس آگیا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے ایک دن جناب رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا۔ اٹھو اور وہ کا سہ لاؤ پس جناب سیدہؑ اٹھیں اور وہ کا سہ لائیں۔ اس کا سہ میں کچھ گوشت اور نان غورٹس گرا گرم تھی جس سے بھاپ اُٹھ رہی تھی اسی وقت آسمان اتر اٹھا۔ حضرت رسولؐ جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ جناب حسینؑ تیرہ روز تک اس سے تناول فرمایا کئے۔ ام امینؑ نے ایک دن دیکھا۔ کہ امام حسینؑ اس میں سے تھوڑا سا ہاتھ میں لئے تناول فرما رہے ہیں۔ ام امینؑ نے پوچھا۔ کہاں سے لئے۔ امام

حسینؑ نے فرمایا کئی روز سے ہم اس سے کھا رہے ہیں۔ ام المین جناب فاطمہؑ پاس آئیں۔ اور کہا۔ جب کوئی چیز ام المین کو دستیاب ہوتی ہے وہ گویا۔ آپ کی اور آپ کے بچوں کی ہوتی ہے۔ اور جب کوئی چیز آپ کو دستیاب ہو اس میں ام المین کا حصہ نہ ہو۔ یہ سن کر جناب سیدہؑ وہ کاسہ لائیں اور ام المین نے اس سے کھایا۔ اور اس سبب سے کھانا اس کاسہ سے غائب ہو گیا۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ اگر فاطمہؑ اس کاسہ سے کھانا کسی کو نہ دیتیں۔ تو قیامت تک تمہارے فرزندوں کے لئے باقی رہتا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ وہ کاسہ اب ہمارے پاس ہے اور قائم آل محمدؑ اس کو ظاہر کریں گے۔ ایضاً۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔

نواب تیسخ جناب سیدہؑ۔ حق تعالیٰ۔ تمجید و تعظیم کسی چیز سے عبادت نہیں کیا گیا۔ جو کہ تیسخ جناب سیدہؑ سے بہتر ہو۔ اگر جناب فاطمہؑ کی تیسخ سے اور کوئی بہتر ہوتی۔ بیشک حضرت رسولؐ ان کو عطا فرماتے۔ اور فرات بن ابراہیمؑ نے اپنی تفسیر میں حضرت امام صادقؑ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جابر انصاری نے میرے پدر بزرگوارؑ سے فضائل جناب سیدہؑ پوچھے۔ حضرت نے کہا۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا۔ جب قیامت ہوگی۔ میرے اور رسولوں کے لئے منبر ہائے نور نصب کئے جائیں گے۔ اور میرا منبر ان سب کے منبروں سے بہت اوجھا ہوگا۔ اس وقت حق تعالیٰ مجھے ندا فرمائے گا۔ اے محمدؐ خطبہ پڑھو۔ میں ایسا خطبہ پڑھوں گا۔ کہ کسی پیغمبر اور رسولؐ نے ایسا خطبہ نہ سنا ہوگا۔ اس کے بعد پیغمبروں کے اوصیا کے لئے نور کے منبر نصب کئے جائیں گے۔ اور میرے وصی علی ابن ابی طالب کے لئے ان منبروں میں سب سے اوجھا منبر نصب کیا جائے گا۔ اور حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے علیؑ خطبہ پڑھو۔ پس علیؑ ایسا خطبہ پڑھیں گے۔ کہ کسی وصی نے ایسا خطبہ نہ سنا ہوگا۔ بعد اس کے منبر ہائے نور فرزند ان پیغمبران کے لئے نصب کئے جائیں گے پس میرے دو گلی بوستان اور فرزندان حسنؑ حسینؑ کے لئے دو منبر نصب کریں گے حق اللہ ان کو حکم فرمائے گا۔ خطبہ پڑھیں گے۔ اور یہ خطبہ ایسے پڑھیں گے کہ اور کسی پیغمبر کی اولاد سے ایسا خطبہ ادا نہ ہوگا۔ اس وقت جبرئیلؑ ندا کریں گے۔ فاطمہؑ دختر محمدؑ و خدیجہؑ دختر خویلد۔ مریم بنت عیسیٰ۔ کلثوم خواہر موسیٰ مادر یحییٰ کہاں ہیں۔ یہ سن کر وہ اٹھ کھڑی ہوں گی۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے اہل عشر آج کے دن بزرگوار کی کو کس کے لئے ہے۔ محمدؑ و علیؑ۔ حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ کہیں گے۔ مخصوص خداوند یگانہ تھا کہ لئے۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے اہل عشر آج کے دن بزرگوار کی و کرم محمدؑ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ کے لئے میں نے مقرر کی۔ اے اہل عشر سر نیچے کر لو۔ آنکھیں بند کر لو۔ فاطمہؑ بہشت میں جاتی ہیں۔ پس جبرئیلؑ ایک ناقہ ناقہائے بہشت سے فاطمہؑ کے لئے لائیں گے۔ اس کے پہلوؤں کو دیبائے بہشت چڑھ کر تین کیا ہوگا۔ اور ہمار اس کی مراد یہ تر سے اور کجاہ مرجان کا ہوگا۔ اس اونٹ کو جناب فاطمہؑ پاس بٹھادیں گے۔ اور جناب سیدہؑ اس اونٹ پر سوار ہوں گی۔ حق تعالیٰ سو ہزار فرشتے بھیجے گا۔ کہ داہنی جانب چلیں اور سو ہزار فرشتے بائیں جانب

چلیں اور سو ہزار فرشتے اپنے پرول پر اٹھا کر جانب بہشت پر دروازہ کرس۔ جب دروازہ بہشت پر پہنچیں گی۔ جانب عقب نظر کریں گی۔ حق تعالیٰ نے ناکرے گا۔ اسے دختر حبیب من کسب دیکھتی ہے۔ حالانکہ میں نے حکم کیا ہے۔ تجھے بہشت میں لے جائیں۔ جناب فاطمہ عرض کریں گی۔ اے میرے پروردگار میں چاہتی ہوں کہ میری قدر و منزلت جو تیرے نزدیک ہے۔ وہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے دختر حبیب من جانب محشر پھر جا۔ اللہ جس کے دل میں اپنی جانب یا اولاد کی محبت پائے اس کو داخل بہشت کرے پس جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ اے جابر انصاری بخدا سو گندہ جناب فاطمہ اس دن اپنے محبوب اور شیعوں کو اس طرح میدان محشر سے اٹھالیں گی۔ جس طرح مرغ اچھے دانا کو بڑے دانا سے الگ کر کے اٹھا لیتا ہے۔ اور جب حضرت کے شیعوں دروازہ بہشت پر پہنچیں گے۔ حق تعالیٰ ان کے دلوں میں ڈالے گا اپنی پشت کی طرف دیکھیں۔ اس وقت حق تعالیٰ تدار کرے گا۔ لے دوستان من تم پیچھے کیوں دیکھتے ہو حالانکہ فاطمہ دختر محمد مصطفیٰ نے تمہاری شفاعت کی ہے۔ یہ سن کر وہ عرض کریں گے۔ اے پروردگار تیرے نزدیک جو ہماری قدر و منزلت ہے وہ آج اہل محشر و عظام ہر و آشکار ہو جائے۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ لے دوستان من جانب محشر پھر جاؤ۔ اور نظر کرو۔ جس نے تم کو بسبب دوستی فاطمہ دوست رکھا۔ اور جس نے کیر بوجہ دوستی کھانا دیا ہو۔ اور جس نے تم کو بسبب محبت فاطمہ پانی دیا ہو۔ اور جس نے بوجہ دوستی فاطمہ تمہاری تم غیبت کو رد کیا ہو۔ اس وقت ان کا ہاتھ پکڑو اور داخل بہشت کرو۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا بخدا سو گندہ صحرائے محشر میں سوائے شک کنندہ یا کافر یا منافق اور کوئی باقی نہیں رہے گا۔ جب باقی ماندہ کو طبقات جہنم میں ڈالیں گے۔ وہ کہیں گے۔ فیما بین من شافعین و لا صدیق محکم یعنی ہماری شفاعت کرنے والے نہیں اور یار ہربان نہیں ہیں۔ پس کہیں گے فلوان ماکوتہ فتکون من المومنین کیا اچھا ہونا اگر ہماری بازگشت دنیا میں ہوتی۔ پس ہم مومنین میں سے ہو جاتے۔ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا بیسیات بیسات اس دن ان کی آرزو ان کو کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اور اگر دنیا کی طرف پھر جائیں پھر وہ ہی عمل کریں گے۔ جن سے ان کو منع کرتے تھے۔ تحقیق یہ جھوٹے لوگوں میں سے ہیں۔ سید ابن طاووسؑ نے بسند معتبر ابو سعید خدریؑ سے روایت کی ہے کہ بادشاہ حبشہ نے حضرت کے لئے قصہ رسولؐ مع ہاجرین و انصار۔ سے روایت کی ہے کہ بادشاہ حبشہ نے حضرت کے لئے ایک چادر زرتارہ ہدیہ بھیجی۔ حضرت نے فرمایا۔ البتہ اس چادر کو اس شخص کو دے دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جب اصحاب نے یہ سنا۔ سب نے گردنیں اٹھائیں۔ کہ شاید ان کو دیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں عمارؓ نے جب بیسنا۔ جناب امیرؓ کے گھر کی طرف دوڑتے ہوئے آئے اور جناب امیرؓ سے بیان کیا۔ جب جناب امیرؓ تشریف لائے حضرت رسولؐ نے

وہ چادر عطا فرمائی۔ اند کہا۔ یا علیؑ۔ تم ہی اس چادر کے مناد اور ہو۔ جناب امیرؑ اس چادر کو لیکر جانبِ سوتی الیل گئے اور تار تار اس کے جدا فرما کر سوتا اس کا ہماجرین و انصار پر تقسیم کیا۔ اور جب گھر میں واپس تشریف لائے۔ کوئی چیز اس چادر کے ہمراہ نہ لائے۔ دوسرے دن جناب رسولؐ گھڑائے ملاقات کر کے کہا اے علیؑ کل تمہیں ہمیں ہزار مشقلِ طلا ملا ہے۔ لہذا میں اور جمیع ہماجرین و انصار تمہارے گھر چاشت کھائیں گے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یا حضرت ایسا ہی ہو گا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ جمیع ہماجرین و انصار آئے۔ کنڈی کھٹکھٹائی۔ جناب امیرؑ باہر تشریف لائے۔ اور جب نظر مبارک ان پر پڑی۔ جیسا سے عرق ہو گئے۔ اس لئے گھر میں تھوڑی بہت چیز کا بھی گمان نہ تھا۔ بعد اس کے سید مختار علیؑ ہماجرین و انصار تشریف لائے۔ اور بیٹے جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ پاس گئے۔ تاکہ ایک بہت بڑا کاسہ دیکھا۔ کہ روٹی سے بھرا ہوا تھا۔ اند ایک پارچہ گوشت اس پر رکھا تھا۔ جس سے بونے مشک آ رہی تھی۔ جناب امیرؑ نے چاہا۔ اس کاسہ کو اٹھائیں۔ مگر نہ اٹھا سکے جناب سیدہؑ نے بھی مل کر اٹھایا۔ اور اٹھا کر جناب رسولؐ خدا کے پاس رکھ دیا جب حضرت نے وہ کھانا دیکھا جناب فاطمہؑ پاس آئے۔ اور کہا۔ اے بیٹی یہ کھانا کہاں سے آگیا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اے پدر بزرگوار خدا نے بھیجا ہے تحقیق خدا جسے چاہتا ہے جہاں سے جہاں سے روزی دیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا۔ حمد اپنے پروردگار کی کرتا ہوں۔ جس نے مجھے دنیا سے نہیں اٹھایا۔ یہاں تک میں نے اپنے دختر میں دیکھا جو زکریاؑ نے دیکھا۔ مریم بنت عمرانؑ نے دیکھا۔ ابن بابویرؑ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب فاطمہؑ کو اس لئے محدث کیا گیا ہے کہ فرشتے آسمان سے آتے اور ندا کرتے تھے ان کو جس طرح مریم دختر عمرانؑ کو ندا کرتے تھے فرشتے کہتے تھے۔ فاطمہؑ خدا نے مجھے برگزیدہ اور مظهر و معصوم کیا ہے اور تمہیں زنانِ عالمیان پر اختیار کیا ہے۔ اے فاطمہؑ اپنے پروردگار کے لئے عبادت کرو اور خضوع کرو اور رکوع و سجود کرو کرنے والوں کے ہمراہ پس جناب سیدہؑ ملائکہ سے باتیں کرتی اور ملائکہ جناب فاطمہؑ سے باتیں کرتے۔ ایک دن ملائکہ سے کہا۔ آیا مریمؑ دختر عمرانؑ برگزیدہ زنانِ عالمیان سے نہیں فرشتوں نے کہا۔ مریمؑ اپنے زمانے میں زنانِ عالمیان سے بہتر تھی۔ اور حق تعالیٰ نے تم کو تمہاری زنانِ زمان اور زنانِ زمانِ مریمؑ اور زنانِ اولین و آخرین سے بہتر کیا ہے۔

فصل چہارم بیان مکارم و اخلاق سیدہ

بعض سیرت و مکارم جناب فاطمہؑ کا بیان قریب الاسناد میں بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ انتظام فرمایا تھا۔ کہ خدمتِ باہر کی مثل کلڑی پانی لانے کی جناب امیرؑ کریں۔

اور خدمت گھر کے اندر کی مثل بجلی پیسے۔ کھانا پکاتے۔ جھاڑو دینے کی جناب فاطمہ کریں۔ ابن بابوٹ نے بند معتبر جناب امام صلی سے روایت کی ہے۔ امام صلی نے فرمایا۔ شب جمعہ میری مادر گرامی محراب عبادت میں کھڑے ہو کر مشغول عبادت ہوتیں۔ اور ہمیشہ تا طلوع صبح رکوع و سجود و قیام و دعا فرمائیں۔ میں نے سنا۔ ہمیشہ واسطے مومنین اور مومنات کے دعا کرتیں۔ اور ان کے نام لیتیں۔ اور بہت دعا ان کے لئے فرماتیں اور اپنے لئے دعا نہ کرتیں۔ میں نے کہا اے مادر آپ نے مثل اودوں کے اپنے لئے کیوں دعا نہ فرمائی۔ جناب سیدہؓ نے فرمایا۔ اے فرزند پہلے ہمسایہ کا خیال چاہئے بعد اہل بیت بیان امور خانہ داری سیدہؓ کے اپنا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب امیرؓ سے روایت ہے۔ جناب فاطمہ حضرت رسولؐ کو محبوب ترین مردم تھیں اور اس قدر خشکیزے پانی کے اٹھائے کہ سینہ مبارک سے اثر ایزدا ظاہر ہوا۔ اور اس قدر بگی پیسی۔ ہاتھ جروح ہو گئے۔ اور اس قدر گھر جھاڑو دی کہ کپڑے گرد آلود ہو گئے۔ اور اس قدر کھانے پکائے اور آگ سلگائی کہ کپڑے سیاہ ہو گئے۔ لہذا کثرت کا وہاں جناب سیدہؓ کو سخت تکلیف ہوئی۔ میں نے ایک روز کہا۔ اپنے پدر بزرگوار پاس جاؤ۔ اور عرض کرو۔ مجھے کام کاج کے لئے ایک کنیز مولے دیجئے۔ جناب فاطمہؓ جناب رسولؐ غلام پاس گئیں۔ لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ کہ حضرت سے باتیں کر رہے ہیں۔ اس وقت حسب مانع ہوئی کہ حضرت سے باتیں کریں۔ گھر میں پھر آئیں۔ جناب رسولؐ خدا نے خیال فرمایا۔ اور جانا۔ فاطمہؓ کسی کام کو آئی تھیں۔ دوسرے دن صبح کو حضرت پاس آئے۔ اور ہم دونوں ایک محاف میں تھے۔ دوسرا کپڑا نہ تھا۔ کہ اسے اوڑھ کر باہر آتے۔ حضرت نے فرمایا۔ السلام علیکم میں شرم آئی کہ اس حالت میں حضرت کے سلام کا جواب دیں۔ دوسری مرتبہ حضرت نے سلام کیا۔ اور ہم نے جواب جیسے نہ دیا۔ تیسری مرتبہ حضرت نے سلام کیا۔ ہم دلیے اگر ہم جواب نہ دیں گے تو حضرت پھر جائیں اور عادت حضرت کی یہی تھی۔ تین مرتبہ سلام کہتے تھے اگر جواب نہ ملتا۔ واپس تشریف لے جاتے تھے۔ میں نے کہا۔ وعلیک السلام یا رسول اللہ تشریف لائیے۔ پس حضرت تشریف لائے۔ سر ہانے بیٹھے اور فرمایا۔ اے فاطمہ کل میرے پاس۔ جو آئی تھیں۔ جب جواب سیدہؓ نے مارے شرم کے نہ دیا۔ میں ڈرا اگر جواب نہ دوں گا۔ تو حضرت اٹھ جائیں گے۔ اس وقت میں سر محاف سے نکالا۔ اور مطلب جناب فاطمہؓ کا عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا میں تم کو اس چیز کی خبر دوں۔ جو کہ کنیز سے تمہارے لئے بہتر ہو پس فرمایا۔ جب بستر خواب پر جاؤ۔ تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس الحمد للہ اور چونتیس کریمہ اللہ اکبر کہو۔ اس وقت جناب فاطمہؓ نے محاف سے منہ نکال کر تین مرتبہ فرمایا۔ میں خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں۔ کتاب بیان تقسیم پارچا ہائے وغیرہ۔ مکارم الاخلاق میں بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے جب جناب رسولؐ خدا سفر کا ارادہ فرماتے۔ سب سے آخر جناب فاطمہؓ کو رخصت کرتے اور ان کے گھر سے متوجہ سفر ہوتے۔ اللہ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے جناب فاطمہؓ سے ملاقات کرتے۔ جناب امیرؓ نے کوئی چیز

مال غنیمت میں کسی لڑائی میں پائی تھی اور وہ جناب سیدہؓ کو دے دی تھی۔ جب جناب رسول خداؐ سفر میں گئے۔ جناب فاطمہؓ نے اس مال غنیمت سے دو چاندی کے کٹے بنوائے ہاتھ میں پہنے اور روزانہ پر کپڑا لیکر پردہ ڈالا جبکہ حضرت رسولؐ سفر سے واپس آئے اور داخل خانہ نہر ہوتے جناب فاطمہؓ خوش خوش استقبال کو آئیں حضرت نے جب کپڑے اور پردہ دیکھا۔ پھر آئے اور مسجد میں جا کر بیٹھے۔ جناب سیدہؓ کو اس بات سے بہت رنج ہوا۔ اور نہ کو فرمایا لگیں۔ اس سے پہلے کبھی حضرت نے ایسا نہیں کیا۔ پس جناب حسنؓ اور جناب امام حسینؓ کو بلایا۔ اور پردہ کھول ڈالا۔ ایک صا جزا دے کو کٹے اور دوسرے کو پردہ دیا۔ اور فرمایا۔ ان کو میرے پردہ بزرگوار کے پاس لے جاؤ اور میرا سلام کہو۔ اور کہو بعد آپ کے تشریف لے جانے کے سوائے اس کے میں نے اور کوئی کام نہیں کیا۔ جو باعث آپ کے غضب و خصلت کا ہو۔ آپ ان چیزوں کو جو چاہیں فرمائیں جب دونوں شاہزادوں نے پیغام اپنی ماد بزرگوار کا پہنچایا حضرت نے دونوں قرزندوں کو گود میں لیا۔ اور پیرا کر کیا۔ دونوں کو اپنے زانوؤں پر بٹھایا پھر حکم دیا۔ ان کروں کو توڑ کر نقرائے ہماجرین اہل صفہ کو کہہ لوگ کوئی مکان و منزل نہ رکھتے تھے بلکہ تقسیم کر دو اللہ پردہ بقدر تنگیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور ان لوگوں جن کے پاس کپڑا ستر پوشی کو نہ تھا تقسیم فرما دیا۔ کہ بجائے ننگ باندھتے تھے اور وہ پردہ چونکہ عرض میں تھا۔ سجدہ میں ستر عورتیں نہ کر سکتے تھے۔ اس وجہ سے حضرت نے فرمایا۔ کہ نماز جماعت میں مرد عورتوں سے پہلے سر اٹھائیں۔ عورتوں کی نظر ان کی شرمگاہ پر نہ پڑے اور یہ سنت مقرر ہوئی۔ حضرت نے فرمایا خدا فاطمہؓ پر رحمت نازل کرے۔ اور اس کو بعض اس کپڑا کے جاہائے بہشت پہنائے۔ اور بعض اس زیور بہشت سے آراستہ کرے۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے بطریق غافین روایت کی ہے۔ کہ حسن بصری نے کہا۔ جناب فاطمہؓ عابدترین بقیں اور عبادت حق تعالیٰ میں اس قدر کھڑی ہوتی تھیں کہ پاؤں درم کرتے۔ **بیان خواب جناب سیدہؓ**۔ تھے۔ ایضاً۔ بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ خدا حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور فاطمہؓ اونٹ کی کھال کا جام پہنے اپنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں۔ اور ساتھ فرزند کو دودھ پلا رہی تھیں۔ جب جناب رسول خداؐ آتے فاطمہؓ کو اس حال میں دیکھا آنسو شہائے مبارک سے رواں ہوئے اور فرمایا اے دختر گرامی تلخ ہوائے دنیا کو حلاوت ہائے آخرت کے لئے آج چکھو۔ یہ سن کر جناب سیدہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اپنے خدا کی ان نعمتوں پر حمد کرتی ہوں۔ اور اس کی کرامتوں پر اس کا شکر کرتی ہوں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمایا۔ **وَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ**۔ حق اللہ بزرگوار قیامت اس قدر عطا کرے گا کہ تو راضی ہو۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جناب فاطمہؓ ہر ہفتہ کی صبح کو حضرت حمزہؓ اور دیگر شہدا کی قبروں کی زیارت کو جاتی۔ اور ترم و استغفار حضرت حمزہؓ کے لئے فرماتی۔ علیؑ بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے ایک شب جناب فاطمہؓ نے خواب میں دیکھا۔

جناب رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ اور حسنینؑ کو مدینہ سے لے کر باہر گئے جب باغملے مدینہ سے گزے دور سے ان کو
 ملے۔ حضرت رسولؐ داپٹے راستے پر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک موضع میں پہنچے وہاں پانی میٹھا اور خرامے خست
 تھے۔ حضرت نے ایک گوسفند مول لیا۔ اور اس کے کان میں نقطہ ہائے سفید تھے۔ اور حکم دیا اس کو ذبح کر کے پکاؤ۔
 جب تناول کیا سب مر گئے۔ جناب فاطمہؑ خواب سے گریاں و ترساں میدار ہوئیں۔ اور حضرت رسولؐ کو
 اطلاع فرمائی جب صبح ہوئی۔ حضرت نے پھر منگایا۔ اور اس پر جناب فاطمہؑ کو سوار کیا۔ اور جناب امیرؑ کو
 حکم دیا۔ حسنینؑ کو مدینہ سے باہر لے جاؤ۔ جب باغستان نہاے مدینہ سے گزر گئے۔ دوراہہ ملا حضرت داپٹی
 جانب جس طرح جناب فاطمہؑ نے دیکھا تھا۔ خواب میں متوجہ ہوئے یہاں تک کہ ایک موضع میں پہنچے اور
 وہاں پانی اور درختان خرم بھی تھے۔ حضرت نے ایک گوسفند مول لیا۔ اسی شکل کا جیسا فاطمہؑ نے خواب میں
 دیکھا تھا۔ اور حکم دیا اُسے ذبح کر کے پکائیں جب تناول کریں۔ جناب فاطمہؑ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور کھائے جا
 کر اس خوف سے جو خواب میں کیفیت دیکھی تھی روئے قلبیں حضرت نے بلایا اور جب فاطمہؑ کو روتا پایا۔ پوچھا۔
 اے دختر گرامی تیرے رونے کا کیا سبب ہے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ یا حضرت ابن تکب جو کیفیت گزری سب
 میں نے خواب میں دیکھی تھی اور اب جو میں خواب میں سے الگ چلی گئی۔ اس سے مطلب یہ تھا بعد اس کے جو
 کیفیت میں نے خواب میں دیکھی تھی وہ نہ دیکھوں۔ یہ سن کر حضرت اُٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی بعد فراغت نماز
 بارگاہ بے نیاز میں مناجات فرمائی۔ ناگاہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا۔ یا حضرت فاطمہؑ کا خواب ایک شیطان سے
 ہے جس کا نام دھار ہے اور وہ خواب ہائے مومنین میں آتا اور ان کو آزار و تکلیف دیتا ہے اور خواب ہائے
 پریشان ان کو دکھاتا ہے وہ اندوہ گیں ہوتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ اس شیطان کو حضرت کی خدمت میں لائے۔
 حضرت نے پوچھا۔ تو میں نے یہ خواب فاطمہؑ کو دکھایا۔ اس نے کہا۔ ہاں یا محمدؐ۔ پس حضرت نے تین مرتبہ آب
 دہان مبارک اس کی طرف ڈالا۔ اور اُس کے سر کو تین جگہ سے غروب کیا۔ جبرئیلؑ نے عرض کی یا حضرت جس وقت
 کوئی مومن یا آپؐ خواب میں ایسی باتیں دیکھیں کہ اچھی معلوم نہ ہوں۔ تو یہ دعا پڑھیں اَعُوذُ بِمَا عَادَتْ بِهِ
 مُلَائِكَتُكَ اللّٰهُ الْمَقْرُؤُونَ وَأَنْبِيََاءُ اللّٰهِ الْمُرْسَلُونَ وَعِبَادُ اللّٰهِ الْمُتَحَنِّنُونَ

سے شیاطین انبیاء اور ائمہ معصومین نیز جناب تیرہ معصوم کے پاس پہنکانے کے نہیں آسکتا اور نہ دوسرے بیدار کرتا ہے۔ کیونکہ
 اس نے فرمایا ہے وعدہ کیا ہے الاعداء منهم المخلصین۔ لیکن بعض اوقات یہ ملعون انبیاء اور دیگر ائمہ معصومین کو
 فرامین خدا میں عمل کرتے ہوئے ان کے خیال کو دوسری طرف بدلنے کے لئے آسکتا تھا اور آتے جس کا امام زین العابدینؑ کے پاس حالت
 نمازیں سائب بن کر کبھی ضعیف انسان بن کر اسی طرح حقیقت میں خواب آ رہا تھا یہ ملعون آگیا۔ لہذا عفت فاطمہؑ پر اس کے کرنے سے
 کوئی حرف نہیں آیا۔ (کوثر بھریلی)

شَرَّ مَا رَأَيْتُ مِنْ رُؤْيَا هِيَ اَوْرِ سُوْرَهٗ حَمْدٌ وَّ سُوْرَتَيْنِ وَقَدْ هَوَّاهُ اللهُ اَحَدٌ طَرَحِيْنِ اَوْرِ بَاہِيْنِ طَرَفِ بَيْنِ دَفْعِ
آبِ دِہَانِ وَاِیْنِ جِبِّ اِلَیْہَا کَرِیْسِ گئے جو انہوں نے خواب دیکھا ہے وہ ان کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ پس حق تعالیٰ
نے یہ آیہ حضرت پر نازل فرمایا اِنَّهَا الْيَحْيٰى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْكُمَ اِنَّ الْكَافِرِيْنَ اٰمَنُوْا وَاٰلِیْنِ اَصْحٰرُ
هَمَّ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلٰی اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

فصل پانچویں بیان تزویج جناب فاطمہ

شیخ مفیدؒ اور ابن طاووسؒ اور اکثر افاضی علماء نے لکھا ہے یہ زواجیت باسعادت پنجہ شنبہ شب الیسویں
ماہ محرم سال ہجرت کو واقع ہوئی اور شیخ طوسیؒ نے امالی میں روایت کی ہے زفاف جناب امیرؒ و جناب
فاطمہؑ سولہ روز بعد از وفات رقیہ بعد مراجعت جنگ بدر ہوئی۔ اور چند روز ماہ شوال سے گزرے تھے۔
اور بعضوں نے کہا ہے بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ کو ہوا کشف النعمہ میں جناب صادقؑ سے روایت ہے
تزویج جناب امیرؒ ماہ مبارک رمضان میں اور زفاف ماہ ذی الحجہ سال دوم ہجرت میں ہوا۔ اور بعض مخالفین
نے کہا۔ ماہ صفر میں بعد ایک سال ہجرت کے ہوا۔ اور بعضوں نے کہا۔ کہ بعد مراجعت جنگ بدر کے واقع
ہوا۔ اور کتاب اخبار عمیدون الرضا میں بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ حضرت
رسولؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ چند نفر مردان قریش نے فاطمہؑ کے معاملہ میں مجھ سے سختی کی۔ اور کہا۔ ہم سے
آپؐ سے فاطمہؑ کی خواستگاری کی۔ آپؐ نے ہم سے انکار کیا۔ اور علیؑ سے تزویج کر دیا میں نے ان سے کہا بخدا سو گند
میں نے تم سے انکار نہیں کیا۔ اور علیؑ سے تزویج نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تم سے انکار اور علیؑ سے تزویج کر دیا پس جبرئیلؑ
مجھ پر نازل ہوئے اور کہا۔ یا محمدؐ خداوند جلیل فرماتا ہے۔ اگر میں علیؑ کو نہ پیدا کرتا۔ فاطمہؑ تیری دختر کا ہم نسب اور
تہما نا اور اس کا شوہر روئے زمین پر نہ آدم اور نہ غیر آدم کوئی ملتا۔ اور شیخ طوسیؒ نے جناب صادقؑ سے روایت کی
ہے اگر حق تعالیٰ جناب امیرؒ کو جناب فاطمہؑ کے لئے بیدا نہ کرتا۔ تحقیق کہ روئے زمین پر اس کا ہم نسب اور مثل و
نظیر نہ تھا۔ اور یہ مضمون بطریق متبعہ دینی بسند ہائے معتبر متعددہ وارد ہوا ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب امام
رضاؑ سے روایت کی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں نے علیؑ سے فاطمہؑ کو تزویج نہیں کیا۔ مگر جبکہ حق تعالیٰ نے مجھے
ان کے تزویج کا حکم فرمایا۔ ایشاؑ بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ایک فرشتہ
میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے محمدؐ حق تعالیٰ آپؐ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد کرتا ہے میں نے فاطمہؑ کو علیؑ
کے ساتھ تزویج کیا۔ لہذا تم فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کرو۔ اور میں نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا۔ کہ یا قوت

دربارِ اس خوشی میں نثار کر کے اور اس شادی سے اہل آسمان کمال شاداں ہوئے اور بہت جلد ان سے وہ
فرزند متولد ہوں گے کہ بہترین جوانان اہل بہشت ہونگے۔ اور ان سے اہل بہشت زینت پائیں گے اور اے محمدؐ
خوش ہو کہ تم بہترین پیشینیاں و آئیندگان ہو۔ بسند ہائے معبر امام موسیٰ ابن جعفر سے روایت ہے۔ کہ ایک
قصہ محمود فرشتہ۔ دن حضرت رسولؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک فرشتہ ناگاہ حضرت پر نازل ہوا۔
جس کے چوہن منہ تھے حضرت نے فرمایا۔ اے حبیب من جبرئیلؑ ہرگز تم کو میں نے اس صورت سے نہیں دیکھا۔
اس فرشتہ نے عرض کی میں جبرئیلؑ نہیں۔ بلکہ میں محمود ہوں۔ جی تھا لے لے مجھے بھیجا ہے کہ نور کو نور سے پیوند
کرد۔ حضرت نے پوچھا۔ کس نور کو کس نور سے۔ فرشتہ نے کہا۔ فاطمہؑ کو علیؑ سے۔ جب فرشتہ نے پیوٹ
پھیری۔ حضرت نے دیکھا اس کے درمیان دو کف لکھا ہے محمدؐ رسولؐ علیؑ وصیہ
حضرت نے اس سے پوچھا۔ یہ تیرے درمیان دو کف کب سے لکھا ہے۔ فرشتہ نے کہا۔ بائیس ہزار سال قبل پیدائش
آدم۔ در روایت شہر آشوب چوتیس ہزار سال قبل پیدائش آدم اور اہل سنت نے بھی اس حدیث کو متعدد روایت
کیا ہے۔ بروایت اہل سنت نام اس فرشتہ کا ہر صائیل تھا اور اس کے بیس سر تھے۔ اور ہر سر میں ہزار زبانیں
تھیں۔ اور اس کے ہاتھ ہفت آسمان و ہفت زمین سے بڑھتے تھے۔ اور اس کے درمیان دو کف بعد شہادتیں
لکھا تھا۔ کہ علیؑ ابن ابی طالب مقیم الحجة۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند مغیرہ جناب امیرؑ سے روایت کی۔ جناب
امیرؑ نے فرمایا۔ ابو بکر و عمر میرے پاس آئے اور کہا۔ حضرت رسولؐ پاس جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کیوں نہیں
کرتے۔ میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ جب حضرت کی نظر مبارک میری پر پڑی۔ منے اور فرمایا۔ کس کام کو آئے
ہو اے علیؑ اپنی حاجت بیان کر۔ میں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کی اور اپنی
سابقی الاسلام ہونے اور نصرت و مددگاری کہنے کو بیان کیا۔ اور جس قدر جہاد راہ خدا میں کئے ان کو بھی
بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ تم نے سچ کہا۔ اور تم ان سب امور سے جن کا تم نے ذکر کیا زیادہ تر اچھے
ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں استدعا کرتا ہوں۔ فاطمہؑ کو مجھ سے نزدیک فرما دیجئے۔ حضرت نے
فرمایا۔ تمہارے قبل ایک جماعت نے اس کی خواستگاری کی۔ اور جب میں نے ان کا فاطمہؑ سے ذکر کیا۔
آثار کراہت اس کے چہرے سے پائے گئے۔ لیکن تم ٹھہرو میں فاطمہؑ پاس جا کر پھر آتا ہوں۔ جب حضرت رسولؐ
حضرت فاطمہؑ پاس گئے۔ فاطمہؑ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور ردائے مبارک حضرت سے لے کر نعلین پائے مبارک
حضرت سے اتاریں۔ پانی لا کر ہاتھ پاؤں دھوئے اور خدمت میں بیٹھیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ۔ جناب
فاطمہؑ نے عرض کی۔ لبیک یا رسول اللہؐ۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تم علیؑ ابن ابی طالب کی قربت سے
واقف ہو۔ اس کی فضیلت اور سبقت الاسلام اور اس کے حقوق جو دین خدا میں ہیں اسے جانتی ہو۔ اور میں

نے حق تعالیٰ اسے سوال کیا۔ اے فاطمہ تمہیں بہترین خلق خدا۔ اور مقربین کبریا سے تزیین کر دیں۔ اب علیؑ نے تمہاری خواستگاری کی ہے کیا مصلحت ہے۔ جناب فاطمہؑ نے جب یہ سنا خاموش ہو گئیں۔ ولیکن منہ نہ پھیرا۔ اور کراہت نہ کی۔ یہ دیکھ کر حضرت رسولؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اللہ اکبر خاموشی علامتِ رضا مندی ہے اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ فاطمہؑ کو علیؑ سے تزیین کر دیں تعالیٰ نے علیؑ فاطمہؑ کے لئے اور فاطمہؑ علیؑ کے لئے پسند کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرتؑ پس جناب فاطمہؑ کو میرے ساتھ تزیین کیا۔ قصہ تزیینِ جناب سیدہؑ۔ مناقب خوارزمی اور جمیع کتب معتبرہ شیعہ و سنی میں جناب امیرؑ و ام سلمہؑ و سلمان فارسیؑ سے روایت کی ہے۔ جب جناب سیدہؑ حد بلوغ کو پہنچی اکابر و اشراف قریش و صاحبان مال و ثروت و شرف و عزت نے جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کی۔ جو شخص ان میں سے خواستگاری کرتا تھا۔ حضرت رسولؐ مدنی مبارک اس کی طرف سے پھیرتے تھے اور اظہارِ کراہت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ ہر ایک کو معلوم ہو جاتا تھا۔ کہ حضرت ہم سے ارضی نہیں۔ یا آسمان سے وحی ہماری مذمت میں نازل ہوئی۔ اور ان سب میں سے جنہوں نے خواستگاری کی ابو بکرؓ بھی تھے حضرت رسولؐ نے جواب دیا۔ اس کا اختیار خدا کو ہے بعد اس کے عمرؓ نے خواستگاری کی۔ اور حضرت نے وہی جواب دیا۔ ایک دن ابو بکرؓ و عمرؓ و سعد بن معاذؓ مسجد حضرت رسولؐ میں بیٹھے تھے۔ آپس میں مزاحمت جناب فاطمہؑ کا ذکر رہے تھے۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ اشراف قریش نے فاطمہؑ کی خواستگاری حضرت سے کی۔ اور حضرت نے ان کو جواب دیا۔ کہ اس کا اختیار پروردگار کو ہے اگر اس کو تزیین کرنا چاہے۔ تو تزیین کر سکتا ہے اور علیؑ ابن ابی طالبؑ نے اس بارہ میں ان سے کچھ نہیں کہا۔ اور نہ کسی نے ان کی طرف سے کہا۔

سہ یہ روایت اہل سنت سے ہے خوارزمی۔ طبری۔ اسد الغابہ وغیرہ کہ ابو بکرؓ نے فاطمہؑ سے نکاح کی خواستگاری کی اور حضرت نے اظہارِ کراہت فرمایا۔ جب فاطمہؑ ہر اکا نکاح رسولؐ اور خدا کو عمرؓ کے ساتھ ہونا منظور نہ تھا تو دختر فاطمہؑ کا نکاح شریعت محمدیؐ میں عمرؓ کے ساتھ ہونا منظور ہو گیا یہ مسلمانوں کی جہات ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ام کلثومؑ بنت فاطمہؑ کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا فقط عزت رسولؐ برباد کرنا ہے۔ حضرت عمرؓ جناب ام کلثومؑ کے نام لگتے تھے حفصہؓ کے باپ ہونے سے مولوی صاحبان سخت توہین عمرؓ کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے تو اسی سے نکاح کرایا۔ حالانکہ کسی شریعت پر جائز نہیں تھا۔ اور جس ام کلثومؑ کا نکاح عمرؓ سے ہوا وہ ام کلثومؑ اسماء کے بیٹ کی بیوی۔ محمد بن ابوبکرؓ کی بہن اور ابوبکرؓ کی لاڈلی سوتیلی ماں تھی جس سے عمرؓ نے مرضی عاتشہؓ حاصل کر کے کم سنی یعنی نابالغی میں نکاح دے دیا۔ ان سے زیدؓ پیدا ہوا۔ اور دونوں ماں بیٹا معاویہؓ کے پاس مر گئے۔ اور معاویہؓ سے ہی مدینوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے برعکس فاطمہؑ سلام اللہ علیہا کی بیٹیاں جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ بیہ معاویہؓ واقعہ کر بلا میں زندہ تھیں۔ جن کی کراؤ و شام کی زندگی جمع ان دشمن ملاؤں کی خرافات کی بغیر کسی حوالہ کے اس بات کی تردید کر دی ہے کہ مسلمانوں نے عصمتِ اہل بیتؑ پر ہرگز ہاتھ نہ ڈالا ہے۔ (کوثر مہدیؒ کی عفی عنہ)

اور میں گناہی ہی ہے سوائے تنگدستی کے کوئی بات ان کو مانع نہیں ہے۔ اور جو کچھ ہم جانتے ہیں، خدا اور رسول خدا
 نے بیشک فاطمہ کو علیؑ کے لئے رکھا ہے پس ابو بکر نے عمر اور سعد بن معاذ سے کہا، اٹھو علیؑ کے پاس چلیں۔ اور ان سے
 کہیں فاطمہ کی خواستگاری کرو۔ اگر تنگدستی مانع ہے تو ہم ان کی مدد کریں، سعد بن معاذ نے کہا بہت ٹھیک
 ہے یہ کہہ کر اٹھے اور جناب امیرؑ کے گھر گئے حضرت کو دہاں نہ پایا۔ اس وقت حضرت اپنے اونٹ کو بے گئے
 تھے۔ اور باغ میں ایک موانعاری کی اجوت پر آب کشی کر رہے تھے۔ یہ لوگ اس باغ میں گئے جب جناب
 امیرؑ کی خدمت میں پہنچے حضرت نے فرمایا کیوں آئے ہو ابو بکر نے کہا اے علیؑ کوئی خصلت خصلت
 نیک سے نہیں۔ مگر یہ کہ تم اند لوگوں پر اس خصلت میں افضل ہو۔ تمہارے اور حضرت رسولؐ کے درمیان
 جو واسطہ بیگانگی و مصاحبت دائمی و نصرت و مددگاری اور جبر وابطاع معنوی ہیں۔ وہ معلوم ہیں۔ جمیع
 قریش نے فاطمہ کی خواستگاری کی۔ مگر حضرت نے قبول نہ کی اور جواب دیا۔ اس کا اختیار پروردگار کو ہے۔
 اے علیؑ آپ کو کون سی چیز فاطمہ کی خواستگاری سے مانع ہے ہم کو گمان یہ ہے خدا اور رسولؐ نے فاطمہ کو
 آپ کے لئے رکھا ہے۔ باقی اور لوگوں سے منع کیا ہے۔ جب جناب امیرؑ نے ابو بکر سے یہ کلام سنا، اس نے فرمایا
 مبارک سے جاری ہوئے اور فرمایا میرا اندوہ تم نے تازہ کیا۔ اور جو آرزو میرے دل میں نہاں تھی، اس کو تم نے
 نیز کو دیدہ کون ایسا جو گا۔ جو فاطمہ کی خواستگاری نہ چاہتا ہو گا لیکن مجھے تنگدستی اس امر کے اظہار سے منہم دلائی ہے۔
 ان لوگوں نے جس طرح ہذا حضرت کو راضی کیا۔ کہ جناب رسول خداؐ پاس جا کر فاطمہ کی خواستگاری کریں جناب
 امیرؑ نے اپنا اونٹ کھولا۔ اور گھر میں لا کر باندھا۔ اور نعلین پہن کر منوجہ خانہ حضرت ہوئے۔ اس وقت حضرت
 حجرہ ام سلمہ میں تشریف رکھتے تھے۔ جب جناب امیرؑ نے کنڈی کھٹکائی، ام سلمہ نے کہا، کون ہے پس
 قبل اس کے جناب امیرؑ فرمائیں میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے ام سلمہ اٹھو اور
 دروازہ کھول دو۔ یہ وہ مرد ہے جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے
 ہیں۔ ام سلمہ نے کہا، یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کون شخص ہے آپ جس کے حق میں ایسا
 فرماتے ہیں اور ہنوز آپ نے اسے نہیں دیکھا حضرت نے فرمایا۔ اے ام سلمہ چپ رہو یہ وہ مرد ہے
 جو نہ بد و امن نہیں بلکہ نازک مزاج اور شجاع ہے میرا بھائی اور ابن عم ہے اور مجھے یہ مرد سب خلق سے زیادہ محبوب
 ہے۔ ام سلمہ نے کہا میں اٹھی اور دروازہ کھولنے میں جلدی کی، میرا پاؤں دامن میں الجھا اور نزدیک تھی کہ پڑوں جب
 مدد نہ کھیلا، علی ابن ابی طالب کو دیکھا بخدا سوئے علیؑ گھر میں آئے جب تک نہ جان لیا میں پردہ میں چلی گئی
 ہوں پس داخل ہوئے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب
 رسول خداؐ نے جواب میں فرمایا۔ وعلیک السلام اے علیؑ بیٹو ام سلمہ نے کہا جب جناب امیرؑ خدمت حضرت

بشیر و زبیر میں بیٹھے لگا کھانچا تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کسی کام کو آئے ہیں اور اس کے اظہار سے خرم کرتے ہیں۔ اور حیل سے سر جھکانے ہوئے ہیں جب رسول خدا نے علم نبوت جانا کہ علیؑ کے دل میں کیا ہے۔ اور فرمایا اے علیؑ ایسا معلوم ہوتا ہے تم کسی کام آئے ہو۔ اپنا کام بیان کرو۔ اور جو کچھ دل میں ہے اس کا اظہار کرو۔ تب ہدی حاجتیں میرے پاس مقبول ہیں۔ جناب امیر نے کہا۔ یا حضرت آپ جانتے ہیں کہ آپ نے مجھے ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد سے لیکر عہد طفلی میں مجھ کو پالا۔ آپ نے اپنی غذا سے مجھے غذا دی۔ آپ نے مجھے آداب دیا۔ اور مجھ پر آپ میرے ماں باپ سے زیادہ مہربان رہے۔ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی برکت سے بچاؤں اور بزرگوں کی نگراہی سے ہدایت فرمائی۔ یا رسول اللہ آپ ذخیرہ و شرف میرا دنیا اور آخرت میں ہیں۔ اور سب ان کرامتوں کے جو حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی برکت سے عطا فرمائیں۔ امیدوار ہوں کہ گھر اور زوجہ مجھے ملے۔ اور آپ پاس خواستگارانہ یا ہوں کہ اپنی بیٹی فاطمہؑ سے مجھے تزویج فرمادیجئے اور یا رسول اللہ آپ فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج فرمائیں گے ام نہ کہتی ہیں۔ میں نے دیکھا ان باتوں کے سننے سے روئے مبارک حضرت رسولؐ شکستہ ہو گیا اور حضرت ہمنے لگے بعد اس کے از روئے قسم جناب امیر سے کہا اے علیؑ کچھ تمہارے پاس ہے۔ کہ میں فاطمہؑ کو تم سے تزویج کروں۔ جناب امیر نے عرض کی میرے ماں باپ پر قربان بخدا سو گند آپ پر میرا کوئی امر مخفی نہیں میرے پاس ایک شمشیر اور ایک درہ اور ایک لونٹ ہے جس کے اوپر پانی پہونچاتا ہوں اور اس کے سوا کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے حضرت نے فرمایا ایک بشیر اس سے تمہیں احتیاج جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کہ دشمنان خدا سے مقابلہ کرو! وٹ اس سے اپنے مخالفان کے لئے پانی کھینچتے ہو۔ اور اپنا اسباب وغیرہ سفر میں اس پر باندھتے ہو۔ اچھا تمہارے پاس جو ایک درہ ہے میں اسی پر ماضی ہوں۔ اور فاطمہؑ کو تم سے تزویج کرو دو ماہ کا احسن چاہتے ہو میرا تم کو بشارت دوں۔ جناب امیر نے کہا۔ ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بشارت دیجئے۔ آپ پر وہ خدا جو آپ ہمیشہ بابرکت و سعادت و یمینت و فیوضی گنبداد کر رہا ہے سبے جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے ابوالحسن! تم کو بشارت ہو۔ حق تعالیٰ آسمان پر فاطمہؑ کو تم سے تزویج کر چکا ہے قبل اس کے میں زمین پر تم سے تزویج کروں۔ اور اسی جگہ قبل تمہارے آنے کے ایک فرشتہ مجھ پر نازل ہوا جس کے منہ لور ہاتھ بے شمار تھے۔ اور اس کے پہلے میں نے ایسا فرشتہ دیکھا تھا۔ جب وہ فرشتہ آیا کہنا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! اے محمدؐ آپ کو بشارت ہو۔ اجتماع اہل و پاکیزگی نسل سے میں

شعہ تاجدار و عالم اور جناب علیؑ آپس میں مجاہد بھائی تھے لہذا جو رسول کے سب رشتہ دار تھے وہی حضرت علیؑ کے لئے ایسا جناب علیؑ کا بزرگوں سے شاہ ابو لبیب۔ ابو جہل۔ ابوسفیان اور دیگر مشرک و کافر قریشیوں کی طرف ہے۔ (کوثر بیرونی معنی منہ)

نے کہا۔ اے ملک کیسی بشارت ہے جو تو مجھے دیتا ہے۔ اس نے کہا یا محمد میرا نام سبطائیل ہے اور میں ایک قائلہ عرش الہی پر مہکمل ہوں۔ میں نے اپنے پروردگار سے امانت لی کہ آپ کو بشارت دوں اور جبرئیل بھی آئے ہیں۔ وہ آپ کو کراہتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ جو آپ پر مبذول ہیں۔ ان کی خبر دینگے۔ ابھی کلام اس فرشتہ کا تمام نہ پڑا تھا کہ جبرئیل امین آپہنچے۔ اور کہا السلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا نبی اللہ! پس ایک حریر عزیز حریراٹے بہشت سے میرے ہاتھ میں دیا۔ اور اس حریر پر دو سطر نور سے لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا اے حبیب من جبرئیل یہ حریر اور نذرۂ کیا ہے جبرئیل نے کہا یا محمد چونکہ حق تعالیٰ اپنے علم سے احوال جمیع مخلوق پر مطلع تھا۔ پس آپ کو جمع خلق سے برگزیدہ کیا۔ اور برسات بھیجا اور بعد آپ کے جمیع خلق سے آپ کے لئے آپ کے بھائی اوسد و زیر اور صاحب اور داماد کو برگزیدہ کیا۔ پس آپ کی دختر فاطمہ کو اس سے نزدیک کیا۔ میں نے کہا اے حبیب من جبرئیل وہ کون شخص ہے۔ جبرئیل نے کہا یا محمد وہ آپ کا بھائی دنیا میں اور آپ کا ابن عم نسب میں یعنی علی ابن ابی طالب۔

بیان سامان نزویج جناب فاطمہ بالائے آسمان۔ حق تعالیٰ نے جمیع اہل بہشت کو وحی فرمائی کہ مرتزق ہو جاؤ۔ پس وہ حضرات جنان مرتزق ہو گئے۔ پھر درخت طوبی کو حکم فرمایا۔ زیور اور اسباب زینت سے آکامتہ ہو۔ حمدان بہشت نے بناؤ سنگا کید اور حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آسمان چہارم پر نزدیک بیت المعمور جمع ہوں۔ پس ہر فرشتہ جو آسمان پر تھا بیت المعمور پاس آکر موجود ہوا۔ اور ہر جو فرشتہ آسمان چہارم سے نیچے تھے سب پر ہو گئے۔ اور حق تعالیٰ نے رفوان خزانہ دار بہشت کو حکم فرمایا کہ منبر کرامت نزدیک بیت المعمور نصب کرے۔ اور وہ منبر وہ ہے حضرت آدم نے جس روز فرشتوں کو تعلیم اسماء کی اس پر خطبہ پڑھا تھا۔ اور وہ منبر نور کا ہے۔ پس حق تعالیٰ نے ایک ملک کو ملائکہ جب سے جس کا نام راجیل ہے وہی فرمائی۔ اس منبر پر جا کر حق تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور اس کو بجا لے۔ یہ ہر گئی یاد کرے۔ اور حق تعالیٰ کی تعریف کرے جس کا وہ مزامر ہے۔ اور وہ میان ملائکہ اس فرشتہ سے خوش بیان۔ نیکیو میان زبیدہ کوئی فرشتہ نہیں یہ سن کر وہ فرشتہ منبر پر آیا اور حمد حق تعالیٰ کی ان محامد سے بیان کی۔ جو مزاوار عظمت و جلال ایزد متعال ہے اور سب آسمانوں سے حمدائے لوح و سواد آتی۔ اور جمیع اہل مساوات نور پسند و شاد ہو گئے۔ اور ایک روایت میں ہے اس فرشتہ نے یہ خطبہ پڑھا۔

خطبہ ملک۔ حمد و سپاس اس خدا کو مزا دار ہے۔ جو سب پہلوں کی اویست سے ہے اور بعد فائے عالمین کے باقی ہے۔ اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو ملائکہ روحانیات کیا۔ اور ہم کو اپنے پروردگار کا اقرار کرنے والا کیا۔ اور ان نعمتوں پر جو ہم کو عطا ہوئیں۔ شاکر کیا۔ ہم کو کمان سے شہرب اور بیہوش سے مغرور کیا۔ ہم کو عنوت میں مائل کیا۔ اور مغرب ہر اوقات فرمایا۔ ہم نے حرص شہادت زائل کی۔ اور حرص و خواہش ہماری اپنی قسبح و تقدیس میں قرار دی۔ وہ خدا جس نے اپنی رحمت و وسیع کی نعمتوں کا بخشش والا ہے اس سے جلیل تر

ہے جس سے مشرکین اس کو منسوب کرتے ہیں اور جوہر اپنی عظمت و جلال کے ان افتراؤں سے باز رہتے ہیں۔ جو اس پر محمد بن قرقاد دیتے ہیں۔ بعد اس حمد و ثناء کے بیان کیا۔ خداوند جبار نے اپنے برگزیدہ گرامی اور پسندیدہ کو اپنی کینز کے لئے اختیار کیا۔ کہ بہترین زنان اور بہترین دختران پیغبران و اشرف مرسلان ہے۔ اس پیغمبر کے رشتے کو اس کے ایک مرد اہل بیت کے رشتے سے پیوند کر دیا۔ کہ وہ مرد اس کا مصاحب اور اس کی دعوت کی تصدیق کرنے والا۔ اور اس کے دین و ملت کی طرف مبادرت کرنے والا۔ اور وہ مرد علی ابن ابی طالب ہے جس نے دختر رسول یعنی فاطمہ بتول سے پیوند پایا و بروایت اول جبریل نے کہا حق تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی کہ ان کا عقد نکاح باندھوں کیونکہ میں نے اپنی کینز فاطمہؑ اپنے حبیب محمدؐ کی دختر کو اپنے بندے علیؑ ابن ابی طالب سے تزویج کیا۔ میں نے اس میں سے عقد نکاح باندھا اور ملائم مقربین کو گواہ کیا۔ اور ان کی گواہی اس حریر پر لکھی ہوئی۔ اور مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا کہ یہ نامہ آپ کو دکھاؤں اور مشک سے اس پر چہرہ کروں اور روضان خزینہ طہر بہشت کے سپرد کروں۔ اور جب حق تعالیٰ نے ملائکہ کو تزویج علیؑ پر فاطمہؑ کے ہمراہ گواہ کیا۔ درخت طوبیٰ کو حکم دیا کہ کچھ دیو اور حلتے تجھ پر ہیں۔ سب گروہ اور ان پر شاہد کر ملائکہ اور حور العین نے وہ شاہد سمیٹ لیا اور اس شاہد کا حوریں ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجتی ہیں۔ اور اس سے محروم مہبات قیامت تک کرتی ہیں۔ اسے محمد حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں آپ کو حکم دوں فاطمہؑ کو علیؑ سے دین پر تزویج فرما دیجئے۔ اور ان کو بشارت دیجئے کہ حق تعالیٰ ان کو دو فرزند عطا کرے گا۔ وہ پاکیزہ نجیب طیب طاہر باخیر صاحب فضیلت و نیلوا آخرت میں ہونگے۔ بیان تزویج فاطمہؑ برزخین۔ اسے اللہ احسن وہ فرشتہ بخند اسو گند ابھی میرے پاس سے گیا تھا۔ کہ تم نے دروازہ کھٹکھا دیا۔ واضح ہو کہ میں تمہارے مقدمہ میں امر یہ درکار جاری کروں گا۔ اسے اللہ احسن تم جاؤ اور میں تمہارے عقب میں مسجد میں جاتا ہوں۔ اور سب لوگوں کے سامنے فاطمہؑ کو تم سے تزویج کرتا ہوں اور تمہاری ایسی فضیلت بیان کروں گا۔ وہ تہلہ می اور تمہارے دوستوں کی و نیلوا آخرت میں باعث رونمائی چشم ہوگی۔ جناب امیرؑ نے فریاد میں خدمت بابرکت حضرت رسالت سے اٹھ کر جلدی مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ اور مجھے اس درجہ خوشی تھی کہ بیلن سے باہر بنے۔ ادھر ابوبکر و عمر منتظر جناب امیرؑ تھے۔ اس لئے کہ امتحان تاج امیرؑ کو جناب رسول خداؐ اس بھیجا جب جناب امیرؑ کو آتے دیکھلے راہ ہی میں حضرت کو ٹوکا۔ اور پوچھا۔ کہو کیا ہوا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج کر دیا اور مجھے خبر دی کہ حق تعالیٰ نے آسمان پر فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج کبیلہ اور حضرت رسولؐ تشریف لائے ہیں کہ سب لوگوں کے سامنے فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج فرمائیں جب انہوں نے یہ خبر سنی بظاہر خوش خوش مسجد میں گئے۔ جناب امیرؑ

نے فرمایا میں ہنوز مسجد کے اندر تک نہ گیا تھا کہ جناب رسول خدا تشریف لائے اور انفرشادی و خود می روئے مبارک سے ظاہر تھے اس وقت بلال کو حکم دیا کہ ہاجرین و انصار کو ندا کرے کہ سب جمع ہوں جب سب جمع ہوئے حضرت منبر کے پہلے زمین پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے حق تعالیٰ ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا اے گروہ مسلمانان آج جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی میرے یہ ورد و کار نے ملائکہ کو بیت المعمور میں جمع کیا۔ اور سب کو اس پر گواہ کیا کہ میں نے اپنی کینز فاطمہ و دختر رسول کا عقد اپنے بندے علی ابن ابی طالب سے کیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ زمین پر فاطمہ کو علی سے تزویج کروں۔ اور میں تم کو اس پر گواہ کرتا ہوں یہ فرما کر بیٹھ گئے اور جناب امیر سے فرمایا۔ اے ابو الحسن اٹھو اور فاطمہ کی اپنے لئے خواستگاری کرو۔ جناب امیر اٹھے۔ اور خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور بعض الفاظ اس خطبہ کے یہ ہیں میں اپنے حق تعالیٰ کی اس کی نعمتوں اور شکر و احسان پر حمد کرتا ہوں۔ اور وہ گواہی خدا کی و عدانیت پر ویتا ہوں جو موجب صامندی اور خوشنودی حق تعالیٰ ہو۔ اور محمد و آل محمد پر درود بھیجتا ہوں جو باعث اس کے مزید قرب و منزلت کا ہو اور واضح ہو کہ نکاح منجملہ ان چیزوں کے ہے جن کا خداوند عالمیان نے حکم دیا۔ اور اسے پسندیدہ فرمایا۔ اور یہ مجلس و مجمع ہفتاد و قدر حق تعالیٰ یہاں ہوا۔ اور تحقیق جناب رسول خدا نے اپنی دختر فاطمہ زہرا کو مجھ سے تزویج فرمایا۔ اور مہران کا یہ میری زندہ قرار دی۔ بروایت دیگر پانچ سو دس مہر مقرر کیا۔ اور میں اس سے راضی ہوا۔ تم سب رسول خدا سے دریافت کرو۔ اور گواہ ہو۔ یہ سن کر اصحاب نے رسول خدا سے دریافت کیا۔ یا حضرت آپ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو علی سے تزویج کیا حضرت رسول نے فرمایا ہاں میں نے تزویج کیا اصحاب نے کہا۔ خدا ان کو برکت دے اور ان کی جانی کو مبدل پر یکجائی کرے۔ بعد اس کے حضرت رسولؐ اپنے اذماج کے گھر تشریف لے گئے۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت صادق قمضیل شادویؒ جناب فاطمہؑ سے روایت کی ہے۔ جب حضرت رسولؐ نے جناب فاطمہ کو علیؑ ابن ابی طالب سے تزویج کیا۔ اور فاطمہؑ پاس تشریف لائے۔ دیکھا اور وہی ہیں۔ حضرت نے رونے کا سبب پوچھا۔ اور ارشاد کیا اگر میرے اہل بیت میں کوئی اس سے بہتر ہوتا تو میں اس کے ساتھ تزویج کرتا۔ اور میں نے اسے فاطمہ تجھے علیؑ سے تزویج نہیں کیا لیکن حق تعالیٰ نے تجھے علیؑ سے تزویج کیا۔ مال فتنے اور خس کو جب تک زمین و آسمان باقی ہیں۔ تمہارا مہر مقرر کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت رسولؐ نے مجھ سے ارشاد کیا۔ اے علیؑ اٹھو اور اپنا زہر بیج ڈالو۔ یہ سن کر میں گیا۔ اور زندہ فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور روپے حضرت کے دامن میں رکھ دیئے۔ حضرت نے مجھ سے نہ پوچھا۔ کہتے روپے ہیں۔ اور میں نے بھی کچھ نہ کہا۔ بعد اس کے ان میں سے ایک مٹھی مدہ پیہ لیا۔ اور بلال کو بلا کر دیا۔ اور فرمایا فاطمہ کے لئے عطر و خوشبو لے آؤ۔ پھر ان میں سے

روٹیاں البکر کے دیں۔ بازار میں جا اور کھڑا وغیرہ جو کچھ اثاثات البیت درکار ہے لے آئے۔ پھر عہد بن یاسر کو اور ایک عہد
 صحابہ کو البکر کے بعد بھیجا۔ اور سب بلاد میں پھر پچھان میں سے جو شخص چیز لیتا تھا البکر کے مشورہ سے لیتا تھا ایک
 ہزار بن سات درہم کو اور ایک مقررہ چارہ درہم اور ایک چارہ سبیلہ خمیری اور ایک کرسی جس کے دونوں پلٹ خرمے کی
 چھال سے جڑے ہوئے تھے۔ اور دو تو شک جاہلے مصری۔ ایک خرمہ کی چھال سے بھرا ہوا۔ اور دوسرا پٹم کوغز
 سے اور چاند تکھڑے ست طاقت کے جن کو گناہ اندر سے بھرا تھا۔ اور ایک پردہ پٹم اور بونے یسے سحری اور چکی اور
 بادبسی اور ایک ڈول پر طے کا اور کاسہ چرمین درودہ کے لئے اور ایک مشک پانی کے لئے اور ایک آفتابہ روغنی
 اور ایک سوسے سبز اور کوزہ ہلے سفالین نرید کے۔ جب سب اسباب خرید چکے۔ البکر انہ سب اصحاب مذکورہ لے
 کر حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت ہر ایک چیز دست مبارک میں لے کر ملاحظہ فرماتے اور کہتے تھے خداوند امان
 بیان ترفیع فاطمہ زہراؑ کو میرے اہل بیت پر مبارک کرے ہر دایت و گیرا توشہا ہے مبارک سے وان
 ہوئے اور سر بجانب آسمان بلند کر کے فرمایا خداوند امان اس گروہ کو برکت دے جس کے نفوذ زیادہ تر سفالین ہوا۔
 جناب امیر نے فرمایا۔ بعد اس کے میں ایک بیٹے تک ہمراہ حضرت کے مسجد میں نماز پڑھتا اور اپنے گھر پھر
 جاتا۔ اور جناب فاطمہ کے بارے میں کچھ نہ کہتا۔ ازواج جناب رسول خداؐ نے مجھ سے کہا۔ تمہیں منظور ہے کہ نقد
 مراد حبت میں حضرت رسولؐ سے ام کہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ یہ سن کر ازواج حضرت رسولؐ پاس گئیں۔
 ام المین نے کہا یا رسول اللہ اگر تمہیں زندہ ہوش نعل فاطمہ سے ان کی آنکھیں روشن ہوتیں۔ علیؑ اپنی ذومبر کے
 خواستگار ہیں۔ لہذا دیدہ فاطمہ کو اس کے شوہر سے روشن کیجئے۔ اور ان دو زندگوار کو جمع فرمائیے اور ہماری
 آنکھیں اس مراد حبت سے روشن فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا۔ علیؑ اپنی ذومبر کو مجھ سے کیوں نہیں طلب کرتے۔
 میں ان کے طلب کرنے کا منتظر ہوں۔ جناب امیر نے کہا۔ یا حضرت مجھے حیا مانع ہوتی ہے حضرت ازواج
 کی طرف مخاطب ہونے۔ کون کون میرے ازواج سے یہاں حاضر ہے۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا حضرت میں اور زینب
 اور فکلاں فکلاں حاضر ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے مجروں میں سے ایک حجرہ میری بیٹی فاطمہ اور میری سہیلی
 علی ابن ابی طالب کے لئے چھاڑا ہوا کر صاف کرو۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا حضرت کون سا حجرہ۔ فرمایا۔ تم اپنا حجرہ دست
 کرو اور اپنی ازواج کو حکم دیکر فاطمہ کو آراستہ کریں۔ اور جو کچھ فاطمہ کو درکار ہو۔ ہمیں کریں۔ ام سلمہ نے کہا میں
 نے فاطمہ سے پوچھا تھا ہے پاس کچھ خوشبو ہے۔ جناب فاطمہ نے کہا۔ ہاں۔ پھر ایک شیشہ وٹس اور اس میں
 سے تھوڑا میری پھیلی پر دیا مجھے ایسی خوشبو آئی کہ کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی تھی۔ میں نے پوچھا۔ اے فاطمہ
 یہ خوشبو کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ حبیہ کلبی جب کہیں میرے پردہ پر گواہ کی خدمت میں آتے۔
 حضرت فرماتے اپنے چپا کے لئے مکہ لاکر رکھو۔ میں مکہ لاتی اور حبیہ کلبی مکہ کر کے بیٹھتی اور جب اٹھتی

جو کچھ ان کے کپڑوں میں سے گرتا حضرت فرماتے اس کو جمع کر لو۔ جناب امیرؓ نے حضرت رسولؐ سے یہ بچا یا منتظر کیا چرگز گرتی تھی حضرت نے ارشاد کیا وہ جبرئیل تھے جو بصورت وحیہ کلبی آتے اور یہ غیر ہے جو ان کے بدن سے جھڑتا تھا۔ بروایت دیگر جناب فاطمہؓ گلاب بھی لائیں۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں ہرگز میں نے ایسا خوشبو گلاب نہ منگھا تھا۔ ام سلمہؓ نے پوچھا یہ گلاب کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہؓ نے کہا جب حضرت رسولؐ استراحت فرماتے ہیں پسینہ حضرت کا لے کر اس شیشہ میں دھن کر دیتی تھی۔ اور یہ گلاب انہیں پسینہ حضرت ہے جناب امیرؓ نے فرمایا حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا اے علیؓ اپنے اعزہ کے لئے عمدہ کھانا تیار کرو۔ اور فرمایا گوشت روٹی ہیں لاتا ہوں۔ تم خرما اور مدغن لاؤ۔ حسب الامر میں خرما اور مدغن لے کر آیا۔ حضرت رسولؐ نے لہجہ دست مبارک سے کپڑے میں مدغن ڈالا۔ اور خرما توڑ کر اس میں ملے۔ گوشت مدغن اور بہت سی روٹیاں بھی منگالیں۔ جب کھانا تیار ہوا غریب لائے علیؓ کھاؤ اور جس کو چاہو ملاؤ۔ حبیب میں مسجد میں آیا۔ تمام مسجد اصحاب سے بھری ہوئی تھی۔ مجھے شرم و حیا دامگیر ہوئی۔ کہ ان میں سے بعض کو بلاؤں اور بعض کو نہ بلاؤں۔ پس میں نے بلند سی پر آکر آواز دی کہ ولیمہ لاؤ۔ میں سب لوگ تکلیف کریں۔ یہ سن کر مجمع حاضرین مسجد اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے گھر چلے۔ مجھے کثرت مردم اور قلت طعام سے شرم و حیا آتی تھی۔ جب حضرت نے مجھے تشکر و شرمندہ پایا فرمایا میں دعا کروں گا۔ حق تعالیٰ اس کھانے میں برکت فرمائے گا۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ بربرکت دعائے حضرت رسولؐ میں اوصاف نے وہ طعام کھایا اور پانی پیا۔ اور میرے لئے دعائے برکت کی۔ اور میرے کہہ کر باہر گئے۔ اور یہ لوگ چاہتے رہے زیادہ تھے۔ اور اس کھانے میں کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ سے لاؤ۔ حبیب یہاں لائے۔ وہ کھانا ان میں بھرا اور اپنی ازواج کے گھر بھرا۔ پھر ایک کاسہ اور طلب کیا۔ اس میں کھانا بھرا۔ اور ارشاد فرمایا یہ علیؓ و فاطمہؓ کا حصہ ہے۔ جب آفتاب غروب ہوا۔ حضرت نے ام سلمہؓ سے فرمایا۔ فاطمہؓ کو لاؤ۔ ام سلمہؓ جناب فاطمہؓ کو لائیں۔ دامن زمین پر نکلے۔ اور فرط حیا سے عرق چمکتا تھا۔ نہایت شرم و حیا سے سر نہ ہٹائے تشریف لائیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا۔ حق تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں لغزش کی نگاہ سے محفوظ رکھے۔ جب جناب فاطمہؓ حضرت رسولؐ کے سامنے کھڑی ہوئیں۔ حضرت نے نقاب روئے منور جناب فاطمہؓ سے اٹھا دی کہ علیؓ نے عورت شیعہ جمال بمثال مشابہ فرمایا۔ پھر جناب سیدہ کا ہاتھ پکڑ کے جناب امیرؓ کے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا۔ اے علیؓ خدا مواصلت و خیر رسولؐ خدا کو تھا ہے ساتھ مبارک کرے۔ اے علیؓ فاطمہؓ نیک زوجہ ہیں اور اے فاطمہؓ علیؓ نیک شوہر ہیں اپنی منزل میں جاؤ اور میرے آئے کا انتظار کرو۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ فاطمہؓ دہرا کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں تمام کر اپنے گھر لے گیا۔ اور ایک گوشہ میں بٹھا کر دوسرے گوشہ میں بٹھا۔ ہم دونوں شرم و حیا سے سر جھکائے ہوئے تھے ناگاہ حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور فرمایا یہاں کون ہے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت آپ کو

مرحبا آپ زیارت کرنے والے اور تشریف لانے والے۔ یہ سن کر حضرت تشریف لائے اور فاطمہؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمایا: اے فاطمہؑ پانی لاؤ جب فاطمہؑ لاکھ کر پانی کا کاسہ ابھر لائیں۔ حضرت نے ایک گھونٹ اس میں سے دھان مبارک میں لیکر مصفوفہ فرمایا۔ اور اسی کاسہ میں ڈال دیا اور تھوڑا پانی اس میں سے لے کر جناب فاطمہؑ کے سر پر چھڑکا۔ اور فرمایا: پشت میری طرف کرو۔ پھر تھوڑا پانی دونوں شانوں کے درمیان چھڑکا اور فرمایا: خداوندایہ میری بیٹی ہے اور مجھے محبوب ترین خلق ہے۔ خداوند! اس کو اپنا ولی اور طاعت کنندہ اور اس کے اباں کو اس کے لئے مبارک فرما بعد اس کے ارشاد کیا۔ اے علیؑ اپنی زوجہ باس جاؤ۔ خدا تم کو برکت دے اور اے اہل بیت تم پر رحمت خدا و برکات ہو۔ بد رستیکہ خدا پر گوارہ و مستحق حمد ہے اور دوسری روایت سے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ شب زفاف حضرت رسولؐ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے بنام خدا اور کہو برکت خدا جاتا ہوں اور جو کچھ خدا چاہتا ہے واقع ہوتا ہے اور کاموں میں سوائے مدد خدا قوت نہیں اور میں نے تو کل خدا پر کیا۔ پس مجھے جناب فاطمہؑ پاس لاکر بٹھادیا۔ اور فرمایا: خداوندایہ دونوں مجھے حبیب ترین خلق میں۔ تو ان کو دوست رکھ۔ اور ان کے فرزندوں میں برکت دے۔ اپنی طرف سے حفاظت کرنے والا فرما۔ اور میں ان کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ اور ان کی ذریت کو شیطان و جیم سے تیری حفاظت و حراست میں رہتا ہوں۔ کتب معتبرہ فریقین میں جناب امیر سے روایت کی ہے۔ جب حضرت نے عجم اصحاب میں فاطمہؑ کی مجھ سے تشریح کی کہ اس کے بعد ایک مہینہ تک میں نے صبر کیا۔ اور بوجہ شرم و حیا فاطمہؑ کے متعلق میں نے رسالت مانگ سے کچھ ذکر نہ کیا۔ لیکن جب میں حضرت کے ساتھ حلیہ میں بیٹھتا۔ مجھ سے فرماتے: اے ابو الحسن تہادی دو مجھ کو ایک بنے۔ اے ابو الحسن شاد و خوش رہو کہ تم سے میں نے بہترین زمان عالمیان کو ترجیح کیا جب ایک مہینہ گزرا گیا۔ میرے پاس میرے بھائی عقیل آئے۔ بروایت دیگر جعفر و عقیل آئے اور کہا۔ اے برادر ہم کسی چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوئے جس قدر تمہارے فاطمہؑ کے ساتھ ترویج ہونے سے خوش ہوئے۔ اے برادر کس لئے تم حضرت رسولؐ سے سوال نہیں کرتے کہ فاطمہؑ تمہیں عطا کریں۔ اور تمہارے زفاف سے ہماری آنکھیں روشن ہوں جناب امیر نے فرمایا: بخدا سو گند میں بھی بھی چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے شرم و حیا مانع ہے کہ اس بات کو حضرت سے عرض کروں۔ یہ سن کر عقیل مجھے قسم دلا کہ اپنے ہمراہ لے گئے۔ اُنٹلے راہ میں ام ایمن سے ملاقات ہوئی۔ ام ایمن نے کہا۔ میں جا کر اس بارہ میں حضرت سے گفتگو کرتی ہوں۔ عورتوں کی باتیں اس مقدمہ میں بہت مفید ہوتی ہیں۔ پھر ام ایمن پھر کرام سلمہ پاس گئیں۔ اور اس بارہ میں مصلحت کی۔ ام سلمہ نے حضرت کی سب ازواج کو طلب کیا اور سب مل کر حضرتؐ پاس گئیں۔ اور حضرت اس وقت جو عافشہ میں تھے سب نے حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ ہم اس بات کے لئے خدمت میں جمع ہوئے

میں اگر آج خدیجہ زندہ ہوتیں تو ان کی آنکھیں اس سے روشن ہوتیں۔ ام سلمہ نے کہا: جب ہم نے خدیجہ کا نام لیا۔ حضرت رسول نے لگے اور فرمایا: مثل خدیجہ کے کون ہے۔ میری اس نے اس وقت تصدیق کی۔ جس وقت سب لوگ تکیہ کر رہے تھے۔ میری اس نے نصرت دین خدا پر کی۔ اس نے اپنے مال سے میری امانت کی۔ مجھے حق تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ میں خدیجہ کو شہادت دوں کہ حق تعالیٰ نے ایک گھر فقہ ہائے زمرہ سے بتایا ہے۔ اس گھر میں تعویذ و شفقت ہیں۔ ام سلمہ نے کہا: میں نے عرض کی۔ ہمارے بابا آپ پر قربان یا رسول اللہ آپ کے فضائل خدیجہ کے ہم سے بیان فرمائیے۔ سب حق ہوئے اور وہ واصل رحمت پروردگار ہوئیں۔ اور کہ امتہائے حق تعالیٰ میں پہنچیں۔ خدا کہ امتیں انہیں گواہ کرے اور اپنی رحمت سے ہمارے آدمی کے درمیان ہیشت میں جمعیت عطا فرمائے۔ اب آپ کا بارود نیا و آخرت میں اور آپ کا پسرم سب میں علی بن ابی طالب نے مسئلہ بنے کہ اس کی ذمہ داری عطا فرمائیے حضرت نے فرمایا: اے ام سلمہ! میں نے خود مجھ سے کیوں سوال نہ کیا۔ ام سلمہ نے عرض کی یا حضرت! انہیں شرم و حیا مانگ رہے ہیں۔ ام المین کہتی ہیں۔ حضرت نے کہا مجھ سے جادو اور علی کو لے آؤ۔ جناب امیر نے فرمایا: جب ام المین نے مجھے بلایا۔ اور میں حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت کی ازواج ائمہ کرام ہی جو نہیں اور میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا۔ اور شرم و حیا سے میں نے سر جھکا لیا۔ حضرت نے فرمایا: چاہتے ہو میں تمہیں ذمہ تسلیم و عطا کروں۔ میں نے شرم سے سر جھکا کر لیا۔ اور میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: آج کی رات یا کل کی رات انشاء اللہ فاطمہ کو تمہیں سپرد کر دوں گا۔ یمن کو میں حضرت کی خدمت سے خوش خوش باہر آیا۔ حضرت نے اپنی ازواج کو طلب کیا۔ اور فرمایا: فاطمہ کو آواز دے کہ وہ خوشیوں کا ڈھیر میں فرش بچھاؤ۔ اور قیرت زدہ سے جو ام سلمہ کے سپرد کی تھی اس میں سے دس دہم لے کر مجھے دیئے اور فرمایا: اے علی! جادو۔ خرمہ۔ روغن۔ پیسہ مول لے آؤ۔ میں مول لے کر حضرت کی خدمت میں بلایا۔ حضرت نے دستک دی اور دسترخوان پر دست مانگا۔ اور اپنے دست مبارک سے خرمہ۔ پیسہ۔ روغن باہم ملا کر مثل چٹکل بنایا۔ اور فرمایا: اے علی! جس کو چاہو بلاؤ۔ میں مسجد میں گیا۔ اور اس وقت اصحاب حضرت کے سب کے سب مسجد میں جمع تھے۔ میں نے کہا: تم کو حضرت نے بلایا ہے۔ سب ائمہ کرام گھر سے ہوئے اور حضرت کے مکان کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ میں جلدی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی: بہت لوگ آئے ہیں۔ حضرت نے: مال دسترخوان پر ڈال دیا۔ اور فرمایا: دس دس آدمیوں کو بلاؤ۔ کھانا کھاؤ۔ اور باہر جائیں پس لوگ اس طرح آئے اور کھانا کھا کر باہر جاتے تھے۔ کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ملت سرورد و عودت نے برکت آنحضرت اس میں سے کھانا کھایا۔ وبراہیت دیگر جناب امیر کی آواز باجاء جمیع اہل مدینہ اطراف مدینہ کے پہنچتی اور سب کے سب اپنے اپنے باغوں و تہستانوں سے متوجہ خانہ حضرت ہوئے اور

ان کے لئے مسجد میں فرض پڑھیں بچایا۔ اور سب نے اس کھانے سے کھایا۔ اور میرے ہونے اور یہ لوگ چار ہزار سے زیادہ تھے۔ بعد میں تین روز تک لوگ آتے اور اس کھانے سے کھاتے تھے اور کھانا کچھ کم نہ ہوتا تھا۔ اہم لکھنے لکھنے حضرت رسول نے علیؑ و فاطمہؑ کو بلایا۔ علیؑ کو دہن سے ہاتھ اور فاطمہؑ بائیں ہاتھ سے پکڑ کر دونوں کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور پیشانی کے ریسے لے کر فاطمہؑ کو علیؑ کے سپرد کیا۔ اور فرمایا: اے علیؑ نیک بی بی تہا بی بی بی بی بے اور پھر جناب فاطمہؑ سے مخاطب ہوئے اور کہا: اے فاطمہؑ نیک شوہر تہا را عنکو ہر بے یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے ہمرہ لے گئے۔ یہاں تک ان کو ان کے گھر میں جو ان کے لئے خالی کیا تھا پہنچا کر آپ باہر چلے گئے اور دونوں پٹ دروازے سے پکڑ کر اپنے دست مبارک سے ارشاد کیا: خدا تم کو مہل کرے اور تہا بی بی نسل کو پاک و پاکیزہ کرے۔ میں اس کا دوست ہوں جو تہا را دوست بخواد میں اس سے ہر سرچنگ ہوں جو تم سے ہر سرچنگ بے میں تم کو خدا کو سونپتا ہوں۔ اور خدا انکم پر اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں بوجہ اہل بیت و دیگر فرمایا۔ مرحبا دو دریائے نے آپس میں ملاقات کی اور مرحبا درخت آسمان سعادت و شرف کو کہ آپس میں نزدیک ہوئے۔ جناب امیر نے فرمایا حضرت یمن روز تک ہمارے پاس نہیں آئے۔ جب چھ تھے دن صبح ہوئی حضرت نے ہمارا کھانا تشریف لائے کہ: سمانیت عیس کو دیکھا۔ دروازے کے باہر کھڑی ہیں۔ فرمایا: کیوں یہاں کھڑی ہو۔ کہ مرد اس مجھ میں ہے۔ اسماء نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ جب دہن شوہر کے گھر جاتی ہے۔ تو جو عورت اس کے ہمرہ آتی ہے۔ وہ اس کی خدمت کرتی ہے۔ اور میں حضرت فاطمہؑ کی خدمت کے لئے کھڑی ہوں۔ جناب رسول خدا نے ارشاد کیا۔ اے اسماء حق تعالیٰ تہا سے حوائج دنیا و آخرت بر لائے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اس وقت نہایت سردی تھی۔ میں اور فاطمہؑ ایک عبا میں سر گئے تھے۔ جب حضرت کی آواز ہم نے سنی حالاً انہیں جناب رسول خدا نے قسم دلائی کہ تم کو قسم ہے جو تم بے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نکلوں پس ہم اسی طرح منتظر رہے یہاں تک کہ حضرت ہمارے سر لے آکر ہمارے سر کے نزدیک بیٹھے گئے۔ اور پاؤں مبارک ہماری حبا میں پھیلا دیئے اور دھنا پاؤں حضرت کا میں نے اپنے منہ سے اور بائیں حضرت کا فاطمہؑ نے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور حضرت کے پاؤں گرم کر دیئے۔ جب حضرت کے پاؤں گرم ہو گئے فرمایا: اے علیؑ کونہ آب ہاتھ جب میں کونہ آب لایا تین مرتبہ حضرت نے آپ دہن مبارک اس میں ڈالا۔ اور چند آیت قرآن اس پر پڑھے۔ پھر فرمایا: اے علیؑ اس کو پی لو۔ اور تھوڑا سا پانی سہنے دو۔ جب میں پانی چکا۔ تھوڑا سا پانی میرے سر اور سینے پر چھڑکا۔ اور ارشاد کیا: اے اللہ بحسن حق تعالیٰ ہر بے کو تم سے دور رکھے اور تم کو گناہوں اور عیبوں سے پاک کرے۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ پھر فرمایا۔ اور پانی لاؤ۔ جب میں پانی لایا تین مرتبہ آپ دہن مبارک اس میں ڈالا۔ اور آیات قرآن اس پر پڑھ کر جناب فاطمہؑ کو دیا اور فرمایا۔

اے فاطمہؑ! لو اور تھوڑا سہتے وہ۔ باقی ماندہ پانی سر وسینہ فاطمہؑ پر پھڑکا۔ اور فرمایا۔ خدا میری سے تم کو وہ کرے اور
 یہیں اندگناہوں سے تم کو پاک کرے جو خن پاک کرنے کا ہے۔ یہ فرمایا کہ مجھے گھر کے باہر بھیج دیا۔ فاطمہؑ سے تخلید
 میں فرمایا اے فاطمہؑ! کیا حال ہے اور شوہر تیرا کیسا ہے۔ جناب سیدہ نے کہا۔ پسند نہ گوارا شوہر میرا ایک ہے لیکن نہاں
 قریش میرے پاس آئیں اور کہا کہ حضرت رسولؐ نے تمہیں ایسے شخص سے تزویج کیا ہے جو پریشان حال اور کچھ مال اس
 کے پاس نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر تیرا باپ اللہ تیرا شوہر پریشان حال نہیں۔ واضح ہو کہ خزانہ ہائے زمین میرے
 لئے پیش کئے گئے اور میں نے قبول نہ کئے۔ بلکہ ثواب آخرت اختیار کیا۔ اسے دختر اگر تو مانے جو تیرا باپ جانتا ہے
 تو دنیا کی تیری نظروں کچھ قدر نہ ہوئی۔ بخدا سو گند لے۔ دختر تیری خیر خواہی میں میں نے تقصیر نہیں کی۔ اور تجھے
 اس سے تزویج کیا جس کا اسلام سب سے پہلے اور صحن کا علم و علم سب سے زیادہ۔ اے دختر حق تعالیٰ نے مجھ
 اہل زمین سے وہ شخص اختیار کئے۔ ایک تیرا باپ اور ایک تیرا شوہر۔ اے دختر تیرا شوہر نیک شوہر ہے کسی نام میں
 اس کی مخالفت جائز نہ رکھا۔ پس مجھے آواز دی۔ اور طلب فرمایا۔ میں نے کہا۔ لبیک یا رسول اللہؐ فرمایا۔ اپنے گھر
 میں آؤ اور اپنا خزانہ میرے شفقت و مہربانی کرو۔ اس لئے کہ فاطمہؑ میری پارہ تن ہے جو اسے آذرہ وہ کرے وہ مجھے
 آذرہ کہتا ہے اور جو اسے شاد کرے وہ مجھے شاد کرتا ہے میں تم کو خدا کو سونپتا ہے اور خدا کو تم پر خلیفہ کرتا ہوں۔
 جناب امیرؑ نے فرمایا بخدا سو گند جب تک فاطمہؑ میرے پاس فندہ ہم میں میں نے اس کو بچیدہ نہ رکھا۔ اور ہرگز
 کوئی امر جو ان کی طبع اقدس پر گراں ہوا۔ مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔ وہ ہرگز مجھے غیظ و غضب میں نہ لائیں اور کسی
 امر میں میری نافرمانی نہیں کی۔ جب میں ان پر نظر کرتا۔ تمام مال و نعم و غنیمت مجھ سے دور ہو جاتے۔ جب حضرت
 رسولؐ نے چاہا باہر نکلنے لے جائیں۔ جناب فاطمہؑ نے کہا اے بابا مجھ میں طاقت خانہ داری کی نہیں۔ کوئی
 خادمہ میرے لئے حمایت ہو۔ وہ میری خدمت اور امور خانہ داری میں میری اعانت کرے۔ حضرت نے فرمایا
 اے فاطمہؑ! تمہیں وہ چیز نہیں منظور جو خادمہ سے بہتر ہو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے کہدو منظور ہے۔ پس جناب
 فاطمہؑ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہؐ جو چیز خادمہ سے بہتر ہو منظور ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہر روز تفتیس مرتبہ
 سبحان اللہ اور تفتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ یہ زبان پر ایک سو تیس بچے اور

لے رسولؐ پاکؑ کا فاطمہؑ نہرا کہ یہ فرمایا اس لئے تھا کہ لوگ عظمت علیؑ سے غرور وادار کا گاہ ہو جائیں۔ وہ نہ فاطمہؑ زہراؑ کو وارث علم نبوتؐ
 نامت علیؑ اہل ان بچوں کی ماں تھی جو کہ رسولؐ میں بیٹے کی روح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ان الفاظ سے شان و سبب میں
 کوئی کمی نہیں ہے تو دلچسپی ہے۔ جیسا کہ پنجابی زبان میں مثال ہے۔ آکھاں دسی نوں سنداں نوں نہ نوں۔ لہذا فی
 کریمؑ کا فاطمہؑ زہراؑ کو شہداء کو تانا و کیسا نام مقصود تھا۔ (دکتر بھری علی عفی عنہ)

میزان میں اس کا ثواب ایک ہزار ہے۔ اے فاطمہ اگر ہر روز صبح کو یہ تسبیح پڑھو گی۔ حق تعالیٰ کفایت امور دنیا و آخرت کرے گا۔ ابن ماجہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے مجھ میں اور علیؑ میں برادری قائم کی۔ اور ساتویں آسمان پر میری دختر فاطمہ کو علیؑ کے ساتھ نزدیک کیا۔ اور ملائکہ مرتبین کو اس کے تزویج پر گواہ کیا۔ اور علیؑ کو میرا وزیر اور خلیفہ مقرر کیا۔ پس علیؑ مجھ سے ہے۔ اور میں علیؑ سے ہوں۔ اس کا دوست میرا دوست اس کا دشمن میرا دشمن۔ ملائکہ بوجہ محبت و دوستی علیؑ حق تعالیٰ سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔ ایضاً بسند صحیح جناب صادق سے روایت ہے کہ ایک دن ام المینؑ حضرت رسولؐ پاس آئیں۔ اور اپنی چادر میں کچھ لئے ہوئے تھیں حضرت نے فرمایا۔ اسٹام امین تمہارے پاس کیا ہے۔ ام امین نے کہا۔ میں غلام عہد کی شادی میں گئی تھی۔ اس پر حوشادہ کیا۔ یہ اُس میں ہے۔ یہ کہہ کر ام امین رونے لگیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہؐ آپ نے فاطمہ کی شادی فرمائی اور ان پر کچھ ثناء نہ کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ام امین کیوں بھوٹ بولتی ہو۔ واضح ہو کہ جب حق تعالیٰ نے فاطمہ کو علی سے نزدیک کیا۔ درختان بہشت کو حکم دیا کہ اہل بہشت پر اپنے زبیر اور حلقوں اور موتیوں اور حریر و زمرود کو ثناء کہے۔ پس اس قدر ثناء حاصل کیا کہ اس کا وصف نہیں کر سکتے۔ اور حق تعالیٰ نے درخت طوبی فاطمہ کے ہر میں دیا اور اس درخت کو علیؑ ابن ابی طالب کے گھر میں قرار دیا۔ علی بن ابی اسیم نے بسند معتبر فضائل علیؑ زبانی رسولؐ سے روایت کی ہے۔ جو شخص جناب فاطمہ کی خواستگاری حضرت رسولؐ سے کرتا۔ حضرت اپنا منہ اس کی جانب سے پھیر لیتے۔ اور ظاہر کرامت فرماتے جب ارادہ تزویج ہمراہ علیؑ ہوا۔ جناب فاطمہ سے پوشیدہ بیان کیا۔ جناب فاطمہ نے کہا۔ میرا اختیار آپ کو ہے۔ لیکن ننان قریش کہتی ہیں۔ علیؑ بزرگ شکم اور بلند دست ہیں اور بندہ بڑے استخوان گندہ ہیں۔ آگے سر کے بال نہیں۔

لہٰذا روایت کہ حضرت علیؑ بڑے پیٹ والے تھے جناب سیدہؑ نے کہہ مخالفین نے بنائی ہوئی ہے اور طبری۔ ابن العباد اس کے ناقل ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ جیسا کہ اکثر احادیث میں ہے کہ فاطمہؑ با علمت عورت ہیں کہ خدا نے خود عہد کیا اور حضرت علیؑ کی اس سے بزرگی بطور گئی۔ لہٰذا ایسے واقعات اجماعی مشینوں میں بنے تاکہ لوگ یہ معلوم کریں کہ یہاں عادت فضیلت علیؑ و فاطمہؑ والی ویسی ہی ہے۔ بلکہ فاطمہؑ تو ناراض تھیں نکاح سے۔ رسولؐ نے مواظبت زبردستی کر دیا مگر سچ ہے جو دشمن آل رسولؐ ہو کہ عقل سے کہہ رہا ہو گا۔ اور جو عقل مند ہو گا دشمن آل رسولؐ نہ ہو گا۔ لہٰذا اس میں بھی جواب رسولؐ میں وہ باتیں صادر ہوئیں جو حق تھیں اور عظمت علیؑ و فاطمہؑ کو اور دوبارہ کہیں۔ سچ ہے ۵

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشنودہ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے
دکتر مہر علیؑ عمنہ

آنکھیں پٹی اور ہمیشہ خنداں و ہان اور مفلس ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ کیا تم کو معلوم نہیں حق تعالیٰ
جانب دنیا متوجہ نہا۔ اور مجھ کو جس مردان عالمیان سے اختیار کیا۔ پس پھر دوسری دفعہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔
اور علیؑ کو مردوبین عالمیان سے اختیار کیا۔ پھر تیسری دفعہ دنیا کی طرف متوجہ نہا۔ اور مجھے زمان عالمیان سے
اختیار کیا۔ اے فاطمہ جس رات مجھے آسمان پر لے گئے۔ میں نے دیکھا۔ سنگ بیت المقدس پر لکھا تھا۔ لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ، بوزیر و نصیر و بوزیر یعنی محمدؐ کی میں نے اس
کے وزیر سے تقویت کی اور اس کے وزیر سے اس کی نصرت کی اس وقت میں نے جبریل سے پوچھا میرا وزیر
کون ہے۔ جبریل نے کہا۔ علی بن ابی طالب آپ کے وزیر ہیں۔ اور جب سدرۃ المنہج پر پہنچا۔ وہی حکم اس پر
بھی لکھا دیکھا۔ اور جب عرش پر پہنچا۔ وہاں بھی وہی لکھا دیکھا۔ اور جب داخل بہشت ہوا۔ اور رخت طوبی
کو علیؑ کے گھر میں دیکھا۔ اور بہشت میں کوئی قصر و منزل نہیں۔ مگر یہ کہ رخت طوبی کی اس میں ایک شاخ ہے۔
اور اس درخت کا سب سے اعلیٰ و اعلیٰ درجہ ہے۔ اور ہر مومن کے لئے ہزار ہزار سید ہیں اور ہر سید میں سو
ہزار سید ہیں اور ایک جگہ دوسرے کے شجرہ نہیں رکھتا۔ ہر ایک کا رنگ جدا۔ اور جابہائے اہل بہشت انہی
جگہوں سے ہیں۔ اور اس درخت کے درمیان ایک لکڑی شید ہے۔ اور ہمیشہ کامن شل میوز اور آسمانوں کے
تہ۔ اور وہ ان لوگوں کے لئے فروغ کرتی ہے۔ جو ایمان خدا اور رسول پر لائے ہیں۔ اگر سوار اس درخت کے سایہ
میں سو ہزار سال گھوڑا دوڑائے۔ اس درخت کے سایہ سے باہر نہیں جاسکتا۔ اور یہی ہے مراد قول اللہ تعالیٰ
سے وہ فرماتا ہے وظل محمد و ذل اور اس درخت کے نیچے میوہ ہائے اہل بہشت ہیں۔ اور طاعناہائے بہشت
ان کے ہر گھر میں لٹکا ہے اور اس درخت کی شاخ میں سو قسم کا میوہ ہے جن کی شبیہ دنیا میں دیکھی اور جنگی
نہیں بھی دیکھی۔ اور جنہیں بنا اور جن کو نہیں بھی سنا۔ اور جو میوہ اس درخت سے جدا ہوتا ہے۔ اسی وقت
پھر وہی ایسی میوہ اس میں لگ جاتا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ لا تسفدوا ریحۃ ولا عتیقۃ
اور اس درخت میں ایک نہر جاری ہے اس نہر سے چار نہریں نکلتی ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ پہلی نہر
اس پانی کی ہے جس کا پانی بزرگ رنگ نہیں بدلتا دوسری نہر دودھ کی ہے جس کا مزہ متغیر نہیں ہوتا تیسری
نہر شرب کی ہے کہ پینے والوں کو لذت بخشی ہے۔ چوتھی نہر غسل مصفیٰ کی ہے۔ اے فاطمہ خالق نے علیؑ کے
حق میں مجھے سات غلغلیں عطا کیں۔ علیؑ ان میں سے پہلا ہے جو میرے ساتھ قرے باخبر آئے گا۔ اور جو سب سے
پہلے مرا طر پر میرے ساتھ کھڑا ہوگا۔ اور آتش جہنم کو محکم کرے گا۔ کہ اسے کھڑے اور اس کو چھوڑ دے پہلا ان میں
سے ہے جو میرے ساتھ لباس پہنے کھڑے ہو گئے۔ اور پہلا ان میں سے ہے جو دہائی طرف عرش کے میرے ساتھ
کھڑا ہو۔ اور پہلا ان میں سے جو میرے ساتھ دروازہ بہشت کھولیں۔ اور پہلا ان میں سے ہے جو پہلے میرے ساتھ

علیین میں ہونگے۔ اور پہلا ان میں سے جو میرے ساتھ بہشت میں شریعت نوش کرے گا۔ اس میں چاہیے کہ رغبت کرنے والے رغبت کریں۔ اسے فاطمہ حق نے علی کو قیامت میں یہ یاد کرائی ہو گی۔ اور رسول کے لئے بہشت میں فراہم فرمائی ہیں۔ اگرچہ دنیا میں اس کے پاس مال نہیں۔ مگر آخرت میں اس کے لئے عظمت و جلال ہے۔ لیکن اسے فاطمہ جو تم نے کہا۔ جو تم نے کہا۔ یہاں اس کا بزرگ ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کو علم سے ملبو فرمایا۔ اور اس کو میری امت میں میرے علم سے مخصوص کیا۔ لیکن یہ جو تم نے کہا کہ سرپاگے بال نہیں اور آنکھیں ٹھری ہیں۔ واقعہ یہ کہ حق تعالیٰ نے علی کو بعثت و صورت آدم پیدا کیا لیکن ہاتھ کی بلندی۔ حق تعالیٰ نے اس لئے علی کے ہاتھ بلند کئے ہیں کہ خدا دشمنوں اور میرے دشمنوں کو قتل کرے گا۔ اور حق تعالیٰ علی کی برکت سے میرے دین کو سب دینوں پر غالب کرے گا۔ ہر چند مشرکین نہ چاہیں۔ حق تعالیٰ اس کی فتوحات کرامت کرے گا۔ اور علی تنزیل قرآن پر کافروں اور مشرکوں سے مقابلہ کرے گا۔ منافقوں اور باغیوں اور جیت توڑنے والوں اور دین سے خارج ہو جانے والوں کے ساتھ تاویل قرآن لڑائی کرے گا۔ اور حق تعالیٰ بہشت علی سے دوسیدہ جہان بہشت پیدا کرے گا۔ جن سے قیامت میں عرش کو زینت دے گا۔ اسے فاطمہ حق تعالیٰ نے کسی پہنچ کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے صلب سے فرزند قراہ دے گا۔ اور میری ذریت کو صلب علی سے ظاہر کرے گا۔ اگر علی نہ ہوتا تو میری ذریت زمین پر نہ پڑتی۔ یہ سن کر جناب فاطمہ نے فرمایا۔ میں ان پر کسی اہل زمین کو اختیار نہیں کرتی۔ پس حق تعالیٰ نے فاطمہ کو علی کے ساتھ نزوح کیا۔ ابن ابیہ نے سب سے معتبر امام زین العابدین امام جعفر صادق و امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیر نے فرمایا۔ میں نزوح جناب سیدہ کا خیال دل میں رکھتا تھا۔ اور شب روز ہی خیال تھا۔ مگر حرات دہڑتی تھی۔ کہ حضرت رسول سے عرض کروں۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت کی خدمت میں گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ علی تم کیا چاہتے ہو میں تمہارا عقد کروں۔ میں نے عرض کی۔ آپ میری مصالحت بہتر مانتے ہیں۔ اور مطلب حضرت کا یہ تھا۔ کہ کسی دن قریش کو مجھ سے نزوح فرمائیں اور مجھے یہی خوف تھا۔ کہ کہیں ام جناب فاطمہ میرے ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ ایک روز میں بے خبر بیٹھا تھا ناگاہ ایک شخص حضرت رسولؐ پاس سے آیا۔ اور کہا کہ حضرت آپ کو بلا رہے ہیں۔ عبادت خیرین لے چلیے۔ جناب امیر نے فرمایا میں جلد حاضر خدمت ہوں گا۔ اور حضرت کو میں نے کبھی اس درجہ خوش نہ پایا تھا۔ حجۃ ام سلمہ میں حضرت و نقیہ اور زینب تھے جب نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ اثر خوشی مہین جبین سے ظاہر ہوا۔ اور شگفتہ ہو کر اس قدر خندان ہوئے کہ دنیا نہاٹے مبارک کا نور ساطع ہوا۔ پھر فرمایا۔ اسے علیؑ جس چیز کا اہتمام تمہاری نزوح میں مجھے لاحق تھا۔ حق تعالیٰ نے اس کی کفایت فرمائی۔ میں نے کہا۔ یا حضرت کیونکہ فرمایا جبریل میرے پاس آئے۔ اور سنبل و قرنفل بہشت لہنے ہلہ لہنے میں نے ان سے لیکر سونگھا۔ اور پوچھا اس سنبل و قرنفل لائے کا کیا سبب ہے۔

جبرئیل نے کہا حق تعالیٰ نے ساکنانِ جہنم کو ملائکہ وغیرہ سے جو بہشت میں ہیں حکم دیا کہ راستہ ہو جائیں اور کھجور باغستان بہشت کو معہ زمینوں اور درختوں اور میوؤں کے ذمیت کریں۔ اور قصروں کے اور بہشت کی بھاؤں کو حکم دیا کہ انواع مانے پہننے لگیں۔ اور حورانِ بہشت کو حکم دیا کہ سورہ مکہ و طہس و یسب و حجتِ حسیق کی تلاوت کریں۔ اس وقت ایک منادی نے عرش کے نیچے سے ندا کی کہ آج علی ابن ابی طالب کا ولید ہے۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں۔ میں نے فاطمہ و خیر محمد کو علیؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ اس لئے کہ میں نے ان کو ایک دوسرے کے لئے پسند کیا ہے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ایک ابرہہ بنیہ بھیجا کہ اس ابرہہ نے ان پر یاقوت و مروارید و زبرجد برسائے اور ملائکہ نے اوپر کر سنبل و قز نقل بہشت نچا اور کیا۔ اور یہ ملائکہ ملائکہ سے بنے۔ جو میں آپ کے لئے لایا ہوں۔ حق تعالیٰ نے ایک ملک کو ملائکہ سے جس کا نام راحیل ہے اور درمیانِ ملائکہ **کلام راحیل فرشتہ**۔ اس سے زیادہ فیض و بخشش کوئی فرشتہ نہیں جسکے فرمایا کہ خطبہ پڑھے۔ اس فرشتہ نے ایسا خطبہ دیا کہ اس کے مثل کسی اہل آسمان و زمین نے سنا نہ سکا۔ ایک منادی نے جانب حق تعالیٰ سے ندا کی۔ اے میرے ملائکہ اور اے میرے ساکنانِ بہشت علی ابن ابی طالب پر برکت بھیجو۔ وہ عجیب اور دوست محمدؐ کا ہے اور فاطمہؑ و خیر محمدؐ پر بھی بھیجو۔ غنیمت کریں کہ میں نے ان پر برکت بھیجی۔ میں نے اپنے محبوب ترین زنان کو اپنے محبوب ترین مردان سے بعد غیر آخر الزمان کے تزویج کیا۔ راحیل نے کہا۔ وہ برکت جو ان پر بھیجی۔ اس کے ذرا دور ہم نے آج مشاہد کی۔ اور انکی کرامتیں آج نے ظاہر کیں۔ اس سے زیادہ کیا ہو گا۔ حق تعالیٰ نے ندا فرمائی اے اجل ان میری برکت سے یہ ہے کہ میں الفت و محبت نیک پر باہم جمع کرتا ہوں۔ اور ان کو خلق پر اپنی محبت کرتا ہوں۔ اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ میں ان سے ایک خلق پیدا کروں گا۔ اور وہ انکی ذریت ہو گی۔ اور انکو پانچویں درجہ زمین پر اور اپنا معدن اے علم کروں گا۔ اور یہ کہ میرے دین کی طرف دعوت کریں گے۔ اور میں ان کے وسیلہ سے بعد پیروں کے خلق پر اپنی محبت تمام کروں گا۔ پس اے علیؑ تم کو بشارت ہو کہ حق تعالیٰ نے تم کو وہ کرامت عطا کی جو کسی شخص کو اپنی خلق سے کرامت عطا نہیں کی۔ اور میں نے اپنی دختر فاطمہؑ کو جس طرح خدا نے تزویج کیا۔ اسی طرح تم سے تزویج کیا۔ اور میں فاطمہؑ کے واسطے امنی ہوا جس طرح خدا اس سے راضی ہوا پس تم کو مجھ سے اپنی زوجہ کو کہ تم اس کے مجھ سے زیادہ سزاوار ہو۔ جبرئیل نے مجھے خبر دی۔ بہشت بسوئے علیؑ و فاطمہؑ مستثنیٰ ہے اور اگر یہ نہ ہوتا جو حق تعالیٰ نے مقدر کیا ہے کہ علیؑ و فاطمہؑ سے اپنی جہتیں خلق پر ظاہر کرے و تو بیشک دماغے بہشت و اہل بہشت تمہارے حق میں مستجاب کرتا۔ اور تم کو بہت جلد ان تک پہنچانا پس تم نیک داماد اور برادر و صاحب میرے ہو اور تم کو خوشنودی خدا اور ان کی خوشنودی سے کافی ہے۔ جناب امیر نے کہا۔ آیا میری قدرت اس درجہ ہے کہ مجھے بہشت میں یاد کریں۔ اور حق تعالیٰ مجھے وہ میان ملائکہ تزویج فرمائے حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب حق سبحانہ تعالیٰ اپنے ولی اور دوست

کو گراہی فرماتا ہے۔ ایسا اگر اسی فرما رہا ہے کہ آنکھوں نے نہ دیکھا اور کانوں نے نہ سنا ہے۔ یا علیؑ یہ کہ امتیں جس جنت میں
 نے نہیں عطا کیں ہیں۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ رب اوزعنی ان شکرتک لعمریٰ والدی
 ان اعمل صالحا ترضاه واصحابہ لی فی ذلک منی۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ امین یا رب العالمین یا خیر الناس
 بیان زفاف فاطمہؑ۔ کتاب قرب الاسناد میں بسند معتبر جناب صادقؑ سے منقول ہے۔ شب زفاف جناب
 فاطمہؑ و جناب امیرؑ فرشتہ جو ان کے نیچے بچھا تھا۔ وہ پوست گوشت تھا۔ جب اس پر امامؑ کرنا چاہتے پھر کرالین کالا
 من بچھا لیتے۔ اور اس پر سو رہتے اور تکیے پوست کے تھے۔ ان میں خرمے کی چھال بھری تھی اور ہر حضرت کا آہنی
 ذرہ تھی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؒ سے روایت کی ہے۔ جب جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ
 کو جناب امیرؑ سے تزویج کیا۔ ایک جماعت قریش نے حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپؐ نے فاطمہؑ کو ہر
 قلیل ہر تزویج کر دیا۔ حضرت نے کہا۔ میں نے اپنی بیٹی علیؑ سے تزویج نہیں کی۔ بلکہ خدا نے فاطمہؑ کو علیؑ سے
 شب مہر لے کر جب مجھے آسمان پر بلایا۔ نزدیک سدرۃ المنتہیٰ تزویج کیا۔ حق تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ پر وحی کی۔
 جو میرے پاس ہے وہ شاہد کہ سدرۃ المنتہیٰ نے معان و مرد و امید و انواع جو اہر کو شمار کیا۔ اور حوران مہشتی وہ
 جو اہر جن کے ایک دوسرے کو یہ بھیجتے اور فخر کرتے ہیں۔ یہ فاطمہؑ و خضر محمدؑ کے شہد سے ہیں۔ اور جب شب زفاف
 فاطمہؑ ہوئی حضرت نے اپنا استر شہب منگایا اور ایک چادر اس پر ڈال کر فاطمہؑ کو سوا کر دیا اور سلمانؑ کو
 حکم دیا کہ استر کھینچیں حضرت رسولؐ استر کے نیچے بچھے جاتے تھے۔ آٹھ راہ میں آوازیں بکرت تھیں۔
 ناگہا جبریلؑ و میکائیلؑ و ترشتر فرشتوں کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ حضرت نے پوچھا کس لئے آئے ہو۔ جبریلؑ و میکائیلؑ
 نے تکبیر کہی۔ لو مان سب فرشتوں نے بھی تکبیر کہی۔ اور عروم کی۔ جناب علیؑ و فاطمہؑ کے زفاف کی تہنیت کے
 لئے حاضر ہوئے ہیں۔ تب حضرت نے بھی تکبیر کہی۔ اس سبب سے شب عروہ تکبیر کہا سنت مقرر ہوا۔
 بیان مہر فاطمہؑ۔ ایضا بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی۔ حق تعالیٰ نے عہد چارم دنیا و
 بہشت و دوزخ ہر جناب فاطمہؑ کا مقرر ہوا۔ کہ اپنے دشمنوں کو ماحل بہنم اور دوستوں کو ماحل بہشت کرے گی۔
 اور وہ صدیقہ کبریٰ ہیں۔ اور جمیع پیران گذشتہ جناب سیدہ کی ولادت و معرفت پر مبعوت ہوئے ہیں۔
 قرب الاسناد میں بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ ہر جناب فاطمہؑ کا ایک قیمتی ذرہ تھیں و دم
 کی بقی روغت فرماتے ہیں۔ ائمہؑ کہ ہر جناب فاطمہؑ کا پاسود دم تھا کہ اس زمانے کے صاب سے تین
 تمان اور ایک ہزار پاسود دینا ہوتے ہیں۔ اور قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے وقت ولیمہ جناب فاطمہؑ
 جبریلؑ آسمان سے ایک ہلے وئے اور وہ ایک طرف تھا جس میں مدنیؑ اور منقہ بہشت کے تھے اور ایک یہی
 میوہ لے بہشت سے لائے تھے جناب رسول خداؐ نے اپنے دست بملک سے روکھٹے سے روکھٹے سے روکھٹے علیؑ

کو اور نصف جناب فاطمہؑ کو عطا فرمایا اور فرمایا یہ تیرا حصہ ہے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جبریلؑ آسمان سے ایک حد بہشت سے لائے جس کی قیمت دنیا کے برابر تھی۔ اور حبیب جناب سیدہؑ نے وہ حد پہنچائی۔ زمان قریش مل کر بولیں۔ اس لئے کہ وہ بیکھڑا تھا۔ اور کہا۔ یہ کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ یہ حد خدا کی جانب سے آیا ہے۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ کو دسی فرمائی کہ فاطمہؑ سے کہو علیؑ کی نافرمانی نہ کرے۔ کیونکہ جب وہ غیظ و غضب میں آتا ہے۔ میں اس کے غیظ و غضب سے غیظ و غضب میں آتا ہوں۔ بسند معتز نام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ سے فرمایا۔ میں نے علیؑ کی طرف سے پانچواں حصہ دیا اور تیسرا حصہ بہشت کا فاطمہؑ کو بخشا۔ اور اس کے لئے دنیا میں چار نہریں مقرر کیں۔ نہر فرات و نیل و مصر و نہر دان و نہر بلخ۔ اور تم فاطمہؑ کو نہ میں پر پانسو دہم میں نہ بیچ کر وہ تہلہ ہی امت کے لئے بہشت جاری رہے۔ بروایت دیگر حضرت رسولؐ نے کہا۔ یا علیؑ میں نے فاطمہؑ کو تم سے حصہ پہنچا دیا۔ اور چار سو اسی دہم پر بیچ کر حق تعالیٰ تیرا بیچ کیا۔ ایضاً۔ جابرہ انصاریؑ سے روایت کی ہے۔ جب شب زفاف جناب فاطمہؑ ہوئی۔ حضرت رسولؐ آگے آگے اور جبریلؑ و اسنی جانب و میکائیلؑ بائیں طرف اور شہر ہزار شہتے پیچھے پیچھے حضرت رسولؐ کے تھے۔ اور تیسری و تقدیس حق تعالیٰ تا طلوع صبح کرتے تھے۔ بروایت دیگر حضرت نے دختران عبدالمطلب کو حکم دیا۔ کہ براہ فاطمہؑ جائیں۔ اور خوشی کریں۔ رجز پڑھیں۔ تیکر و تیکر حق تعالیٰ بجالائیں۔ اور خدا جس چیز کو پسند نہیں کرتا وہ نہ کریں۔ جابرؑ نے کہا۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے جناب سیدہؑ کے پسے نافر پر اور بروایت دیگر اپنے اشتر اہلب پر سوار کیا۔ سلمان نے کہا۔ کھڑی۔ اور گرو جناب فاطمہؑ کے ستر حد یہ جاتی تھیں۔ اور حضرت رسولؐ و حمزہ و عقیل و جعفر و اہل بیتؑ پیچھے پیچھے جلتے تھے اور ننگی تلواریں اٹھوں میں تھیں۔ زمان رسولؐ آگے آگے جاتیں۔ اور رجز پڑھتی تھیں۔ یہاں تک کہ جناب فاطمہؑ اور جناب امیرؑ کو حجرہ عزت و شرف و سعادت تک پہنچا دیا۔ جب صبح ہوئی۔ حضرت رسولؐ ان کے پاس آئے۔ اور ایک کاسہ شیر لائے۔ جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ تیرا بپ بچہ پر قربان۔ اس کاسہ میں سے دو دھو لی۔ اور جناب امیرؑ سے فرمایا۔ تیرا ہر علم تجھ پر فدا۔ اس میں سے دو دھو لی۔ کتاب کشف الغمہ میں اس امر مت عیس سے روایت کی ہے۔ مٹائیں نے جناب فاطمہؑ فرمائی تھیں کہ جس بات کو جناب امیرؑ میرے بستر پر تشریف لائے۔ میں نے سنا کہ زمین جناب امیرؑ سے باتیں کرتی ہے۔ میں ڈر گئی۔

کلام زمین از جناب امیرؑ جب صبح ہوئی اور حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور مجھے گھبراہٹ میں پایا۔ میں نے وہ قصہ حضرت سے بیان کیا۔ سن کر حضرت سجدہ میں گئے۔ اور شکر حق تعالیٰ بجالائے۔ پھر سر سجدہ سے اٹھا کر فرمایا۔ اے فاطمہؑ تمہیں فرزند ان طیب کی بشارت ہو۔ حق تعالیٰ نے تمہارے شوہر کو جمیع خلق پر فضیلت دی ہے۔ اور زمین کو حکم دیا ہے۔ جو کچھ اس میں مشرق و مغرب میں گزرتا ہے۔ سب علی ابن ابی طالب

سے بیان کرے۔ قلب راوندی اور شہر ابن آشوب نے روایت کی ہے ایک دن حضرت رسولؐ دولت برسنے پہنچے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور روئے مبارک سے نور مثل ماہ تاباں ساحل تھا پس عبدالرحمن بن حوف نے اٹھ کر عرض کی۔ یا رسول اللہؐ یہ نور کیسا ہے جو آپ کے روئے اقدس پر مشاہدہ کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ نور اس بشارت کی وجہ سے ہے۔ جو درباب برادر و سپہر علم علی ابن ابی طالب و دختر من فاطمہ مجھے پہنچی ہے واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے فاطمہ کو علیؑ سے نزوح کیا ہے۔ اور رضوان خمینہ داد بہشت کو حکم دیا کہ درخت طوبیٰ کو حرکت دے۔ اور اس میں بعد و عثمان اہل بیت رسولؐ نوشتہ جات لگیں اور اس درخت کے نیچے چند فرشتے نور سے پیدا کئے۔ اور ہر فرشتہ کو ان نوشتوں میں سے ایک نوشتہ دیا۔ حسب قیامت پر پابندی وہ فرشتہ درمیان خلائی نثار کریں گے۔ اس دن کوئی دوست و مستان اہل بیت سے باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ ایک نوشتہ ان نوشتوں میں سے ہر ایک کو دیں گے۔ اس نوشتہ میں یہ دوح ہو گا۔ کہ وہ آتش جہنم سے آزاد ہے۔ اے عبدالرحمن بروز قیامت برکت برادر و سپہر علم علی ابن ابی طالب و دختر من فاطمہ بہت سے بندے آتش جہنم سے آزاد ہو جائیں گے۔ کتاب کشف الغمہ میں اہل سنت سے سبند ہونے بسبب روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا جو کوئی مجھ سے فاطمہ کی خواستگار ہو کر تادم میں اس کا جواب نہ دیتا۔ اور منتظر موعود ہو گا۔ تھا یہاں تک کہ ماہ مبارک رمضان کی چوبیسویں تاریخ شب کو جبریل میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ اے محمدؐ خداوند علیؑ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ملائکہ کہتے ہیں و روحانیت کو اس جگہ میں جسے افیج کہتے ہیں۔ درخت طوبیٰ کے نیچے جمع کیا۔ اور فاطمہ کو جناب علیؑ سے تزویج کیا۔ میں خطبہ کنندہ اور خداوند عالمیان ولی فاطمہ تھا۔ درخت طوبیٰ کو حکم دیا کہ زیور اور حلقے اور مرادید و یاقوت اٹھائے اور ان پر نثار کرے۔ پس حوران بہشت نے وہ نثار چن لیا۔ جس نے زیادہ اور عمدہ اٹھایا وہ اوروں پر نثار کیا۔ اور کہتی ہے یہ نثار فاطمہؑ ہے۔ اور جب شب زفاف آئی۔ جبریل و میکائیل و اسرافیل مع ستر ہزار فرشتوں کے زمین پر آئے۔ اور دلدل جناب فاطمہ کے لئے لائے جبریل نے لکام اس کی پکڑی۔ اور اسرافیل نے دکانب قحامی اور میکائیل پہلوئے دلدل میں تھے۔ اور حضرت رسولؐ جاہلانے فاطمہ دست مبارک سے قحامے ہوئے تھے۔ پس جبریل و میکائیل و اسرافیل و جیس ملائکہ نے تکبیر کہی اور تکبیر کہنا سنت شب زفاف ہوا۔

بیان نثار فاطمہؑ در بہشت۔ کتاب خزائن الاخبار نے مشاہیر اہل سنت سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے علی ابن ابی طالب سے فرمایا اے علیؑ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو تم سے نزوح کیا اور زمین اس کے بہر میں عطائی۔ پس جو کوئی زمین پر راہ چلے اور تہا دانشن ہو۔ وہ زمین پر حرام ماہ چلا ہے۔ کتاب کشف الغمہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب فاطمہؑ نے جناب رسول خدا

سے جناب امیرؑ کی شکایت فرمائی۔ کہ جو کچھ پیدا کرتے ہیں۔ وہ فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں حضرت نے فرمایا
 اے فاطمہؑ تم چاہتی ہو۔ مجھے درباب برادر ابن عم علیؑ سے شٹناک کرو۔ تحقیق کہ ختم علیؑ میرا ختم اور میرا ختم خدا کا
 ہے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے کہا میں غضب خدا اور رسولؐ سے پناہ مانگتی ہوں۔ محمد بن یعقوب کہیں نے سید مختار
 امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے۔ جناب امیرؑ نے ایک چادر کہنے اور ایک درہ قیس درہم کی اور
 ایک کچھ ناپوست گوشت کہ جب اس پر کراہ کرنا مقصود ہوتا۔ تو اس کو الٹ کر لیتے تھے۔ اور اس کے بالوں پر
 سوراہتے تھے جناب فاطمہؑ کو مہر میں دیا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک دن حضرت رسولؐ جناب
 فاطمہؑ کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا۔ جناب سیدہؑ رو رہی ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ کیوں روتی ہو۔
 تم یقین جانو۔ اگر میرے اہل بیت میں کوئی علیؑ سے بہتر ہوتا تو میں اس سے تجھے ترویج کر دیتا۔ اور میں نے تجھے
 اس سے نزدیک نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تجھے اس سے نزدیک کیا۔ اور جب تک آسمان و زمین باقی ہیں پاپڑاؤں معصہ
 دنیا کا تیرے مہر میں دیا۔ ایضاً بسند حسن جناب صادق سے روایت کی ہے کہ حلال چیز بیان کرنے میں غیرت
 نہیں کرنا چاہئے۔ کیوں کہ جناب رسولؐ نے شب زفاف جناب علیؑ اور جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ جب تک میں دُلاؤں۔
 کام دکرنا جب حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ دونوں پاؤں دونوں صاحبوں کے رخت خواب میں دراز فرمائے۔
 ایضاً روایت کی ہے کہ مبارکباد و شب زفاف فاطمہؑ میں لوگ بالرفاء و البینین جس طرح ان میں تعارف تھا
 یعنی یہ مزاجت مقرون بائفلاق و کثرت اولاد ہو۔ ابن شہر آشوب نے جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ
 نے جناب امیرؑ پر حمایت جناب فاطمہؑ میں اور عورتیں حرام کی تھیں۔ اس لئے جناب سیدہؑ ظاہر تھیں اور کبھی
 حاضر و ہوتی تھیں اور جوئے محققین نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے سورہ ہٰی اٰتیٰ میں انوارِ نعمت مانے بہشت کو
 بیان فرمایا۔ مگر حوزوں کو نہ نہیں کیا۔ شاید وجہ یہ ہو۔ چونکہ یہ سورہ اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے اس لئے حق
 تعالیٰ نے برعایت جناب فاطمہؑ حوروں کا ذکر نہ کیا۔ ابن ابیہ نے بسند محض الغین ابو ہریرہ سے روایت کی ہے
 فاطمہؑ و علیؑ کا آپس میں سلوک۔ اس نے کہا۔ ایک روز حضرت رسولؐ نماز صبح ہلکے ساتھ

لے نڈاڑا کرے اس اجتماعی شہزادی کا جس نے مسلمانوں کو درغلانے کے لئے غلط حدیثیں تیار کر دی تھیں۔ یہ روایت بھی ابو ہریرہ
 کی بیان کردہ ہے اور وہ بنی امیہ میں یہ زبان ابو ہریرہ سے نکلی بمقتضیٰ یہ تھا کہ ابو ہریرہؓ غرضتہ اگر سیدہؑ دنیا سے ناماں گئیں۔
 تو علیؑ سے بھی ندامت رہتی تھیں۔ لیکن یہ روایت ایک تو بنی ہاشمی ہے دوسرے خواہ کسی ہی ہے فاطمہؑ زوجہ تھیں اور علیؑ
 شہر بہذا آپ جیسی فقیر۔ علیہ۔ زاہد سے بالکل یہ ناممکن ہے کہ شہر ہر شکایت کرے۔ اور نیکیوں سے شہر کو منہ کرے۔
 جناب سیدہؑ اور حضرت علیؑ ہمیشہ ایسی باتوں سے پاک اور معصوم تھے۔ (کوثر پیر پوری ص ۱۷۷)

پڑھ رہے تھے اور اثرِ حزن و ملال حضرت کے رونے مبارک سے ظاہر تھا۔ ناگاہ اللہ کھڑے ہوئے۔ اور جناب فاطمہؑ کے گھر کی طرف تشریف لے چلے۔ اور ہم بھی حضرت کے پیچھے پیچھے چلے۔ دروازے پر پہنچے دیکھا۔ مناب امیرؑ نہ ہاتھ کے نیچے میں خاک بہہ رہے ہیں۔ حضرت جناب امیرؑ پاس بیٹھ گئے۔ اور خاک جناب امیرؑ کی پیڑ سے جھاڑنے لگے۔ اور فرمایا: اے ابو ترابؑ میرے منہ پر تم پر قربان اٹھو۔ پس ہاتھ جناب کا پکڑ کر داخل خانہ فاطمہؑ ہوئے۔ اور ہم ایک ساعت دو ہاتھ کے باہر کھڑے رہے۔ پس اتنے میں صدائے قہقہہ آئی۔ اور فوراً حضرت شہنشاہ تازہ و خوشحال باہر تشریف لائے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہؐ آپ اندھنک گئے اور فرحناک باہر تشریف لائے۔ تو حضرت نے فرمایا: کس طرح میں شاد نہ ہوں۔ حالانکہ ان دو محبوب کے درمیان جو محبوب ترین اہل جہاں وہاں آسمان ہیں میں نے اصلاح کی۔ بروایت دیگر حبیب حضرت گھر میں اٹل ہوئے کچھ نا حضرت کے لئے بچھایا اور حضرت اُس پر لیٹے۔ جناب فاطمہؑ ایک طرف اور جناب امیرؑ دوسری طرف بیٹھے۔ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے شکم مبارک پر رکھا۔ اور جناب فاطمہؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا اور دیر تک ان سے باتیں کیں۔ یہاں تک کہ اصلاح فرمائی۔ اور جب خوش و خرم باہر آئے۔ فرمایا: میں کیونکر خوشی اور شاد نہ ہوں۔ حالانکہ میں نے ایسے دو محبوب کے درمیان صلح کی جو محبوب ترین زمین میں ملوث فرمائے ہیں۔ ابن ابی بکرؓ نے کہا: یہ مندرجہ بالا حدیث میرے نزدیک معتد و معتبر نہیں۔ اس لئے کہ جناب امیرؑ سید اوصیاء اور فاطمہؑ سیدہ نساء ہیں اور ان دو درگاہ کے نزدیک رجحان نہیں۔ کتاب علل الشرائع و ایشاء المصطفیٰؐ و خواہش میں پسند ہائے معتبر روایت کی ہے۔ الوند اور ابن عباس سے جب جعفرؑ مدینہ میں آئے۔ ایک کینز کو بلکہ خوف اپنے بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ پاس بھیجا۔ اور وہ کینز جناب امیرؑ کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن جناب فاطمہؑ گھر میں آئیں۔ اور دیکھا۔ ہر جناب امیرؑ کا اس کینز کے دامن میں ہے۔ جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی تنفیر ہو گئیں۔ اور پوچھا: اس کینز کے ساتھ کیا تم نے کوئی تعلق کیا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا: بخدا سو گند اسے دختر محمدؐ میں نے اس کے ساتھ کوئی کوئی تعلق نہیں قائم کیا۔ اب جو کچھ تم کو متعلقہ ہو بیان کرو۔ میں بجالاؤں۔ جناب سیدؑ نے کہا: مجھے میرے پردہ بزدگار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا: میں نے اجازت دی۔ پس جناب فاطمہؑ نے چادر سر پہاڑی اور اپنے باپ کی خدمت میں پہنچیں۔ جبرئیلؑ انہاں خداوند جلیل نازل ہوا اور کہا: حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد کرتا ہے: اس وقت فاطمہؑ تمہارے پاس علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہے۔ تم حق علیؑ میں فاطمہؑ کی کوئی شکایت قبول نہ کرنا۔ جب جناب فاطمہؑ داخل دولت سرے پردہ بزدگار ہوئیں حضرت رسولؐ نے فرمایا: فاطمہؑ علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب فاطمہؑ نے کہا: ہاں۔ ہر کعبہ حشرت رسولؐ نے فرمایا۔ علیؑ پاس پھر جاؤ۔ اور کہو میں تم سے راضی ہوں۔ پس جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ پاس آئیں۔ اور دین مرتبہ فرمایا۔

میں تم سے راضی ہوں جس میں تمہاری رضا ہے جناب امیر نے فرمایا تم نے میری شکایت میرے دوست سید حبیب اور میرے والد رسول خدا سے کی۔ سو اتنا تاہ افسوس میری شرمندگی پر حضرت رسول خدا کے سامنے لے فاطمہ میں خدا کی گواہ کرتا ہوں۔ اس کنیز کو محض برص نے حق تعالیٰ میں نے آزاد کیا اور چارہ سو درہم جو میری عطا سے زیادہ آتے ہیں۔ میں فقرائے مدینہ میں صدقہ فی کرتا ہوں۔ یہ کہا اور متوجہ رسول خدا ہوئے۔ سجادہ فاطمہ نے ہاتھ پیر چڑھ کر نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا محمد حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور بادشاہ کرتا ہے کہ علی سے کہ کنیز آزاد کرنے سے اور فاطمہ کو تمہیں خوش کرنے سے میں نے بہشت تم کو عطا کیا۔ اور بوض چارہ سو درہم جو تم نے تصدق کئے اختیار جہنم تم کو دیا۔ میری رحمت سے جس کو تم چاہو داخل بہشت کرو یا داخل جہنم۔ اور جس کو چاہو میرے بھروسے جہنم سے نکال لاؤ۔ اس وقت جناب امیر نے فرمایا۔ میں قسمت کنندہ جنت و دوزخ ہوں۔ نعمت فرماتے ہیں۔ کار ہائے بزرگان دین و بارگاہ رب العالمین میں فکر نہ کرنی چاہیئے۔ اور جو کچھ ان سے خبر پہنچے اس پر مقام رزنا و انقیاد میں رہنا چاہیئے۔ اور اکثر ایسا جو تاپہ ہے کہ ایسے امور سبب ظاہر معاصات ہوتے ہیں۔ اور موافقہ میں مشتمل مصالح نامتناہی ہوتے ہیں اور جو سکتا ہے یہ امر اس لئے ہوں کہ جلالت و منزلت انکی اور لوگوں پر ظاہر ہو۔ ابن بابویہ بیان پانچ اشخاص کے گریہ و رکا کا کہ۔ نے بسندائے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ بہت رونے والے پانچ شخص تھے۔ آدم۔ یعقوب۔ یوسف۔ فاطمہ و خضر محمد اور علی ابن ابی طالب۔ لیکن آدم مفارقت بہشت میں اس قدر رونے لگا کہ وہ دوزخ میں پڑا۔ یوسف مانتہ نہروں کے جاری رہتے تھے۔ اور یعقوب مفارقت یوسف پر اس قدر رونے لگا کہ نابینا ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کہا۔ بھلا یوسف کی یوسف کو آپ اس قدر یاد کرتے ہیں کہ مشقت عظیم اٹھاتے ہیں اور ہلاک ہو جائیں گے۔ لیکن یوسف مفارقت یعقوب پر اس قدر رونے لگا کہ اہل زندان ان کے رونے سے عجیب ہو گئے اور ان سے کہتے رات کو روئیے اور دن کو چپ رہیے کہ ہمیں آرام ملے یا دن کو گریہ کیجئے اور رات کو چپ رہیے کہ ہمیں آرام ملے۔ حضرت یوسف نے زندانیوں سے کہا۔ اچھا رات کو رونے لگایا دن کو۔ لیکن جناب فاطمہ ذات سرور کائنات پر اس وجہ روئیں کہ اہل مدینہ ان کے رونے سے تنگ آ گئے۔ اور بچپن جو کران سے کہا۔ تم کو تم نے زیادہ رونے سے تکلیف و آزار دیا۔ پس جناب فاطمہ مقبرہ شہدائے احد پر تشریف لے جاتیں اور جس قدر سچا ہتھیں لواتیں اور پھر مدینہ تشریف لے آئیں۔ لیکن علی ابن ابی طالب اپنے پدے بزرگوار پر میں سل برزائیت دیکھ چالیں سل روئے اور کبھی گونگون کے سامنے نہیں آیا۔ کہ اسے دیکھ کر نہ روتے ہوں اور ہرگز پانی نہیں پیا۔ کہ ماپ کی پیاس کو یاد کر کے نہ روتے ہوں۔

فصل چھٹی بیان کیفیت معاشرت جناب امیر جناب فاطمہؑ

ابن ہالون نے بسند بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا ایک روز حضرت رسولؐ نماز میں جاکے ساتھ چڑھ رہے تھے اور ماثر بن حزن دلال روئے مبارک آنحضرتؐ سے عاہر تھا۔ ناگاہ اللہ کھڑے ہوئے اور خانہ قاطر کی طرف چلے۔ اور ہم بھی حضرتؐ کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب دروازے پر پہنچے دیکھا جناب امیرؑ دروازے کے بیچ میں خاک پر سو رہے ہیں۔ حضرت جناب امیرؑ پاس بیٹھ گئے اور خاک جناب امیرؑ کی پیٹھ سے جھاڑنے لگے اور فرمایا۔ اے ابو تراب میرے نائب تم پر قرآن اٹھو۔ پس جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر داخل خانہ قاطر ہوئے اور ہم ایک سائت باہر دروازہ کے کھڑے رہے۔ پس اتنے میں صدائے قہقہہ آئی۔ اور فوراً حضرت شگفتہ و شاد و خوشال باہر تشریف لائے۔ ہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ اندھ ہناک گئے۔ اور فرحناک باہر تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا کس طرح میں شاد نہ ہوں۔ حالانکہ ان دو محبوب کے درمیان جو محبوب ترین اہل زمین جناب آسمان ہیں۔ میں نے اصلاح کی۔ بروایت دیگر حبیب حضرت گھر میں گئے۔ بچھونا حضرت کے لئے بچھایا۔ اور حضرت اس پر بیٹھے جناب امیرؑ ایک طرف اور جناب فاطمہؑ دوسری طرف تھے۔ اور حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے شکم پر رکھا۔ اور جناب فاطمہؑ کا ہاتھ بھی اپنے شکم مبارک پر رکھا۔ اور دیر تک ان سے باتیں کیں۔ یہاں تک کہ اصلاح فرمائی۔ اور خوش و خرم باہر آئے۔ فرمایا۔ میں کیونکر خرم و شاد نہ ہوں۔ حالانکہ میں نے ایسے

۱۷ روایت ابو ہریرہ کی تیار کر دی ہے۔ عبد اللہ مصنف علیہ الرحمۃ نے سند میں لکھا ہے۔ حزب اقتدار کی اجتماعی شینری جو رسولؐ اور اہل بیت کے متعلق حدیثیں گردھی تھیں اس کی سب سے بڑی کل دور بنی اُمیہ میں ابو ہریرہ تھے۔ محدثین نے جو حزب اقتدار کے حامی تھے ابو ہریرہ کو صادق اور حزب انکساف اہل بیت کو معاذ اللہ کاذب جانتے تھے۔ علامہ ذریعہ میزان الاعتدال جلد سوم ص ۱۹ پر رقمطراز ہیں کہ جناب محمد بن اسمعیل صاحب صحیح بخاری امام جعفر صادق سے اس لئے مروی احادیث نہیں تحریر کرتے تھے کہ ان کو کاذب جانتے تھے اور اس کے برخلاف بخاری و مسلم نے حزب اقتدار کے صادق ابو ہریرہ سے اپنی ہزار تین سو احادیث تحریر کیں۔ (علامہ تہذیبی، اور باب مدینہ العلم جناب تاجدار منبر سلونی حضرت علیؑ سے ۲۵ حدیثیں بخاری و مسلم نے تحریر کیں۔ ان میں بھی وہ صحیح باقی ضعیف لکھی ہیں۔ جب حال یہ تھا۔ حکومت اور علماء کا پھر اہل بیت کے خلاف احادیث کیونکہ تیار نہ ہوئیں اور لکھی نہ جائیں یہ حدیث بھی اس مقصد کے لئے کھڑی گئی۔ ان دو صدیوں میں بخش و کھائیں۔ ہذا سلف و موصوف نے بھی اس حدیث موضوع مانا ہے۔ ذکر تہذیبی صفحہ ۱۷۱)

و محبوب کے درمیان اصلاح کی جو محبوب ترین زمین ہیں۔ نوافذ فرماتے ہیں کہ ابن بابویہ نے کہا۔ یہ حدیث میرے نزدیک معتبر و مستند نہیں۔ اس لئے کہ جناب امیر سید اوصیاء فاطمہ سیدہ نسا ہیں اور ان وہ بزرگوار کے درمیان رنجش جابر نہیں۔ کتاب طلل الشرائع و بشارات المصطفیٰ و مناقب خرازمی میں بسند لکھے معتبر ابوہریرہ و ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب حبیب طیار حبشہ میں تھے ان کے لئے ایک کنیز کسی نے ہدیہ بھیجی جس کی قیمت چار ہزار دھم تھے۔ حبیب حبیب طیار مدینہ میں آئے۔ اس کنیز کو بلکہ یہ اپنے بھائی علی ابن ابی طالب پاس بھیجا۔ اور وہ کنیز جناب امیر کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن جناب فاطمہ گھر میں آئیں دیکھا۔ سر جناب امیر کا اس کنیز کے دامن میں ہے۔ حبیب یہ حالت ملاحظہ فرمائی متغیر ہو گئیں۔ اور پوچھا کیا تم نے کوئی تعلق اس کنیز سے کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ قسم بخدا اسے دختر محمد میں نے اس کنیز سے کوئی تعلق قائم نہیں کیا۔ اب جو کچھ تمہیں منظور ہو۔ بیان کرو میں بجا لاؤں۔ جناب سیدہ نے کہا۔ مجھے میرے والد بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیر نے فرمایا۔ میں نے اجازت دی۔ پس جناب فاطمہ نے پادہ سر سے اوڑھی اور اس پر مہر بوج ڈال کر متوجہ خانہ پدہ بن گئی۔ ہوئی اور قبل اس کے کہ جناب فاطمہ اپنے باپ کی خدمت میں پہنچیں۔ جبرئیل اذ جانب خداوند جمیل حاضر ہوئے۔ خدمت حضرت رسول میں حضور کہہ دیں تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے اس وقت فاطمہ تمہارے پاس علی ابن ابی طالب کی شکایت کہنے آئی ہیں تم حق علیٰ میں کوئی شکایت فاطمہ کی قبول نہ کرنا۔ جب فاطمہ داخل دولت مرا لے پلہ بزرگوار ہوئیں۔ حضرت رسول نے فرمایا۔ اے فاطمہ علیٰ کی شکایت کہنے آئی ہو۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ ہاں ہر ب کعبہ حضرت رسول نے فرمایا۔ علیٰ پاس پتھر پڑاؤ اور کہو میں تم سے راضی ہوں۔ پس جناب فاطمہ جناب امیر پاس تشریف لائیں اور تین مرتبہ کہا میں تم سے راضی ہوں۔ جس میں تمہاری رضا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ تم میری شکایت میرے دوست میرے حبیب میرے یاد رسول خدا سے کی سوا سوا۔

۱۔ یہ حدیث صحیحہ اجماعی مشہوری کی تیار کر رہے تھے۔ شہر کو نیکاموں خیرات و صدقات سے وہ ذوجہ منکر سکتی ہے۔ جو حال ہو۔ جہاں اپنے حقوق ملک کا بھی علم نہ ہو۔ اور حمد جانتی ہے کہ طہر پر ہی ہر حرکت کا ملک ہے اگر میں عبادت نافذ ہیں ادا کروں تو عبادت شہر ہو ورنہ نہیں۔ ایسی زوجہ جبکہ عبادت ادا کرنے کیلئے شرعاً شہر کی حب خود مختار ہے تو اس کو نیک فعل سے روک کر اس پر اپنا رعب بھارے گا کہ کسی گنہگار ہونے کے لئے کیسے منع کر سکتی ہے پھر سیدہ فاطمہ فاضلہ و وہ دختر رسول جیسی عورت۔ عواذ اللہ۔ بعد رسول حزب قرار نہ حزب اختلاف اہل بیت اور رسول پاک کی نظر ایسی عداوت مطلوب کہیں تاکہ عزت اہل بیت لوگوں کی نظر میں گر جائے۔ مگر

فانوس ہن کے جس کی مخالفت نقصا کرے وہ منہج کیوں نہ تھے جسے روشن خدا کرے
دگر تو بھولیدی معنی خدا

انہوں میری شرمندگی پر حضرت رسولؐ کے سامنے اے فاطمہؑ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ اس کینز کو میں نے بڑے حق تعالیٰ زاد کیلئے اور چار سو درہم جو میری عطاستہ زیادہ آتے ہیں۔ فقراے مدینہ میں تصدق کرتا ہوں یہ کہا اور ہمارے ہمیں پہنکے متوجہ حضرت رسولؐ ہوئے۔ پھر جبریلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا: یا محمدؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور شاہد کرتا ہے کہ علیؑ سے کہو کینز آزاد کرنے اور فاطمہؑ کو خوش کرنے سے میں نے تم کو بہشت عطا کیا اور جو چار سو درہم جو تم نے تصدق کئے انقیاد جہنم تم کو دیا۔ جس کو چاہو تم داخل بہشت کرو اور جس کو چاہو جہنم میں ڈال دو۔ بسبب میری رحمت۔ اس وقت بنسبا میرے نے فرمایا۔ میں قسمت کنندہ بہشت مدفن ہوں۔ موفقت فرماتے ہیں کہ ان بزرگان دین و مقربان بادشاہ رب العالمین میں فکر نہ کرنی چاہیے۔ اور جو کچھ ان سے خبر پہونچے اس پر مقام تسلیم و انقباد میں رہنا چاہیے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسب ظاہر غوار ضماٹ معلوم ہوتے ہیں اور حقیقت میں مشتمل مصالح نامتناہی ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ اس لئے ہوں۔ کہ جلالت و منزلت ان کی اور لوگوں پر ظاہر ہو۔

فصل ساتویں۔ بیان کنیت و شہادت فاطمہؑ اور بیان ان ظلم و جور کا جو منافقان امت کے پہونچے بیان پنج روزے والوں کا

ابن ابیہ نے بسند اپنے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بہت روزے والے پانچ شخص تھے۔ آدمؑ و یعقوبؑ، یوسفؑ و فاطمہؑ بنت محمدؑ اور علیؑ بن الحسینؑ۔ لیکن آدمؑ پس مفارقت بہشت میں اس قدر روئے کہ وہ دنوں و راتوں پر انہماک و دہنوں کے مادی رہتے تھے اور یعقوبؑ وہ مفارقت بہشت میں اس قدر روئے کہ نایبنا ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کہا: بخدا سو گندیدہ سب کو آپ اس قدر یاد کرتے ہیں کہ مشقت عظیم اٹھائیے گا۔ یا ہلاک ہو جائیے گا۔ لیکن یوسفؑ وہ مفارقت یعقوبؑ پر اس قدر روئے کہ اہل زندان ان کے دہنے سے بچیں ہوئے اور ان سے کہتے: ات کو روپیہ اور دن کو پیسے سے رہیے۔ یا دن کو گریہ کیجئے اور رات کو خاموش رہیے۔ پس حضرت یوسفؑ نے زندانیوں سے کہا: اچھا رات کو رو دوں گا یا دن کو۔ لیکن جناب فاطمہؑ پس وفات سرور کائنات پر اس قدر روئیں کہ اہل مدینہ ان کے روئے سے تنگ آ گئے۔ اور بے چین ہو کر ان سے کہا: کہ تم نے زیادہ روئے سے تکلیف نازا دیا۔ پس جناب فاطمہؑ مقبرہ ہائے شہدائے اور میں جائیں اور جس طرح چاہیں روتیں اور پھر مدینہ میں تشریف لاتی

تھیں۔ لیکن علیؑ ابن حسینؑ اپنے بزرگوار امام حسینؑ کی مصیبت پر بیس سال اور ہر ایت دیگر چالیس سال روئے اندکھی ان کے سامنے نہیں آیا کہ نہی۔ اور سرکبا وغیرہ کا اور ہرگز پانی نہیں پایا کہ اسے دیکھ کر نہ روئے ہوں۔ یہاں تک کہ حضرت کے ایک غلام نے جو آواز کو یہ تھا عرض کیا میں آپ پر قربان یا ابن رسول اللہؐ میں ٹڈتا ہوں کہ آپ دو تے دو تے آپ کو ہاک کر دیں گے حضرت نے فرمایا میں اپنے اندر وہ غم و مصیبت کی شکایت خدا سے کرتا ہوں اور میں خدا کی جانب سے مانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ میں جب فرزند ان فاطمہؑ زہرا کو بلا کرتا ہوں۔ گریہ میرے گلہ گوئیوں جاتا ہے۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر میں عہد اس سے روایت کی ہے جب وقت وفات سردگان ہوا حضرت اس قدر روئے کہ آنسو پیش مبارک پرواں ہوئے۔ لوگوں نے عرض کی کہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا میں اپنے فرزندوں کے لئے وقتا ہوں۔ اور جو کچھ ان سے بد لوگ بعد میرے ہو کر سنے کو یا میں اپنی دختر فاطمہؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس پر بعد میرے غم و ستم ہو رہے ہیں اور وہ چلا رہی ہے۔ کہ یا اتباہ یا اتباہ اور میری امت سے کوئی اس کی نصرت و مدد نہیں کرتا۔ جب جناب فاطمہؑ نے شمار دے لگیں حضرت نے فرمایا اے دخترائے فاطمہؑ زہرا جناب فاطمہؑ نے عرض کی میں ان ستموں پر نہیں روتی۔ جو آپ کے بعد مجھ پر ہو گئے لیکن یا حضرت میں آپ کی مفارقت بردہ روتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ بشارت ہو تو سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہوگی۔ اور تو ان میں سے سب سے پہلی ہوگی۔ جو اہل بیت سے مجھ سے ملحق ہوں۔ قطب روندیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مرض آخر حضرت رسولؐ میں حضرت فاطمہؑ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا میری خبر مرگ مجھے دیا گئی ہے میں نے جناب فاطمہؑ روئے لگیں حضرت نے فرمایا یہ نہ کرو۔ میرے بعد دنیا میں بہتر اور نصف روز سے زیادہ نہ رہو گی کہ مجھ سے ملحق ہوگی۔ جب تک کہ میرے ہائے ہیئت تہا رہے لئے دلائل۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ خوش ہو گئیں۔ کلینیؒ وغیرہ نے بسند **بیان مصحف جناب فاطمہؑ** صحیح روایت کی ہے کہ جناب فاطمہؑ اپنے پلہ بزرگوار کے بعد پچھتر روز دنیا میں رہیں۔ اور مفارقت والد سے ہمیشہ مخزون مغوم رہیں۔ جبرئیلؑ آئے اور جناب فاطمہؑ کو تسلی و دلاست دے اور ان کا دل بہلاتے اور حضرت رسولؐ ان کے مکان کی خبر بیان کرتے۔ اور جو کچھ بعد ان کے فرزندوں پر گئے گھاس کی غم دیتے تھے۔ جناب امیراں باخدا و احکام کو لکھتے تھے۔ اور یہ مصحف فاطمہؑ ہے بسند صحیح دیگر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب سیدہؑ بعد اپنے پلہ بزرگوار کے پچھتر روز دنیا میں رہیں۔ اہل بیت میں جناب فاطمہؑ کو کسی نے ہنسنے نہیں دیکھا۔ اور مہفتہ میں دو وغیرہ روز و شبہ و خمبہ و بدلت قبہ شہدائے امد کو ماتیں اور نماز و دعا گریہ فرماتیں اور ہمیشہ ہی حال تھا یہاں تک کہ دنیا سے رملت فرمائی۔ بعض کتب معتبر میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا میں نے حضرت

رسولؐ کو ان کے میراہن میں غسل دیا۔ اور فاطمہؑ ہمیشہ کہتی تھیں وہ میراہن مجھے دیکھا وہ جب وہ میراہن دیتا اسے نہ دیکھ کر بیہوش ہو جاتیں۔ اس لئے میں نے وہ میراہن پھسپھا ڈالا۔ اور پھر نہ دیا۔ ابن ابیہ نے روایت کی ہے جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ بلالؓ ۲؎ مودن آنحضرتؐ نے اذان دینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ میں لحد حضرت رسولؐ اذان نہ دوں گا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ میں چاہتی ہوں۔ اپنے باپ کے مودن کی آمادہ سنوں۔ جب یہ خبر بلالؓ کو پہنچی۔ اذان دینی شروع کی۔ جب بلالؓ نے اللہ اکبر کہا فاطمہؑ اپنے چہرہ پر غم اور ایام معاشرت آنحضرتؐ کو یاد کر کے صبطہ گریہ نہ کر سکی جب بلالؓ نے اشھد ان محمد اس رسولہ اللہ کہا۔ جناب فاطمہؑ ایک نعرہ مار کر منہ کے بل گر پڑیں اور غش آگیا۔ لوگوں نے جاننا کہ سیدہؑ نے دنیا سے رحلت کی۔ اور بلالؓ سے کہا۔ اذان ترک کرو۔ کہ وہ فتر محمدؐ نے انتقال کیا پس بلالؓ نے اذان کہنا موقوف کیا۔ اور تمام نہ کی۔ جب جناب فاطمہؑ پیش میں آئیں۔ اور بلالؓ سے کہا۔ اذان ختم کرو۔ بلالؓ نے انکار کیا۔ اور کہا۔ اے بہترین نفل عالمیان میں ڈو تاہوں کثیری آواز سن کر آپ جاں بحق نہ ہو جائیں۔ پس جناب فاطمہؑ نے بلالؓ کو اذان سے موقوف رکھا۔ ابن ابیہؑ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی۔ جب حضرت رسولؐ کو معراج ہوئی یعنی تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا تین چیزوں میں امتحان کروں گا۔ دیکھوں صبر تمہارا کیسا۔ حضرت نے فرمایا اے میرے بہو مدگاد مجھے حکم تیرا قبول ہے اور مجھے طاقت و قوت نہیں۔ مگر تیری جانب سے وہ تین چیزیں کون ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا پہلے ان میں سے یہ ہے کہ آپ اور عیال کو اپنے اہل کہ بھوکا کھو اور فقیران محتاجان امت کو اپنے اور اپنے اہل پر اختیار کرو۔ حضرت نے فرمایا۔ اے میرے بہو مدگاد میں نے اختیار و قبول کیا اور راضی ہوا۔ اور پھر سے توفیق و صبر کا طالب ہوں۔ اور حق و تعالیٰ نے فرمایا دو سرا میرے ہے کہ امت کی تکذیب کرنے اور ان سے رسالت ترس و خوف میں صبر کرو۔ اور اپنی جان میری راہ رضا میں اختیار کرو۔ اور کافروں سے بچان و مال محاسبہ کرو۔ اور جو کچھ تم کو اہل غنا سے نذیت و نازا دیہو بچو اور جس تمدنخ عالم و بوجہت جنگ میں بہو بچیں ان پر صبر کرو۔ حضرت نے فرمایا۔ پروردگار مجھے قبول ہے۔ میں راضی ہوا۔ اور قبول کیا۔ اور پھر سے توفیق و صبر کا طالب کرتا ہوں۔ پھر حق تعالیٰ نے ارشاد کیا تیسرے وہ جو تیرے بعد تمہارے اہل بیت پر نقل ہونا گذرے گا لیکن تمہارا بھائی علیؑ ابن ابی طالب۔ اسکو تمہاری امت سے سخت کلامی اور بہت تکالیف پہونچیں گی۔ اسکو حق سے محروم کریں گے۔ اور مشقت و تعب میں ڈالیں گے۔ اس پر تم کریں گے اور آقاؐ کا اسے شہید کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے قبول کیا۔ اور سطح و منقاد و فضا تیرا دیا ہوا۔ اور تجھی سے توفیق و صبر ہوا۔ فاطمہؑ تیری دفتر مغلطہ ہوگی۔ اس کو میراث سے محروم کریں گے جو حق تم اس کو دے گے۔ اس کو اس سے غضب کریں گے۔ حد و انہ اس کے پہلو پر چکے وہ عالم ہوگی۔ مگر ادھیے۔ اس کے گھر اور عوم مراہیں بے اذن داخل ہو گئے۔

مذلت و خوارى اسے گھیر لیگی۔ اور کوئی با شقیانے امت کو نظروں اور مستوں سے منع نہ کرے گا۔ اور جو اس حدیث عظیم کے پچھلے میں شہید ہو جائیگا۔ اور خود بھی اس شدت و جراحت سے شہادت پائے گی۔ حضرت رسول نے فرمایا۔
 انا لله وانا اليه راجعون۔ پروردگار! میں نے قبول کیا۔ اور مسطح و منقاد فرمانبردار ہوا۔ اور تجھی سے توفیق و صبر حاصل ہوا۔ پس حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمدؐ تہدی بیٹی فاطمہؑ اور پسر عم علیؑ ابن ابی طالب سے دو فرزند متولد ہونگے۔ ان میں سے ایک کے بزرگوار شہید کریں گے۔ اور دوسرے کو تیری امت کے لوگ جہاد کے لئے طلب کریں گے۔ اور اس کو ظلم و ستم سے شہید کریں گے۔ اس کے بیٹوں۔ بھائیوں اور عزیزوں کے ساتھ قتل کریں گے۔ اس کی حرمت ضائع کریں گے۔ اس کا خیمہ لوٹ لیں گے۔ اور وہ ہر حال میں مجھ سے نصرت و اعانت طلب کیے۔ اور میں نے اس کے امدا اس کے اہل بیت اور اس کے یاروں کے لئے شہادت مقدسہ کی ہے۔ اس کا قتل ہونا۔ تمام اہل ذمین پر محبت ہو جائے۔ جس اہل آسمان و زمین اس پر بحالت بے خبری مگر یہ کریں گے۔ اسی فرزند کی پشت سے ایک فرزند ظاہر کروں گا۔ اور اس پسر سے قبیلہ ہی نصرت کروں گا۔ اور اب بھی صورت و مثال اسکی زیر ویش یکے بعد دیگرے نکلا۔ اس کا عجب لوگوں کے دلوں میں ڈال دوں گا۔ اور اس قدر منافقوں اور کافروں کو قتل کرے گا۔ لوگ کہیں گے اس قدر لوگوں کو کیوں قتل کرتے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ میں نے تیرے حکم قبول کیا۔ اور ملا منی ہوا۔ اور تجھی سے توفیق دےنا اور صبر پر اعانت ہونا ہوں۔ اس وقت ناسخ تعالیٰ کی طرف سے آئے گی۔ کہ اور نظر کرو۔ جب حضرت اور نظر کریں گے۔ ایک شخص کو دیکھیں گے۔ نہایت خرم و صبر اور خیر خواہ اور سر سے پاؤں تک اس کے نور ساطع ہے۔ حضرت اس شخص کو اپنے پاس بلا لیں گے۔ وہ شخص حضرت پاس جا بھاٹے نہ پہنے اور ایسے شان و علوت سے آئے گا۔ اس کی پیشانی سے ہر خیر و سعادت ظاہر ہوگی۔ اس وقت درمیان دو ہم حضرت پر سر لیں گے حضرت دیکھیں گے کہ اس کے گرد سجد فرشتے اطاعت کئے ہیں۔ کہ وہ ان فرشتوں کے بغیر خدا اور کوئی نہیں ملتا۔ یہ دیکھ کر حضرت فرمائیں گے۔ پروردگار! میرا پسر غنیب کر لیا۔ اور کس لئے یہ فرشتے اس نے جمع کئے ہیں۔ جو گرد اس کے ہیں۔ اور حالانکہ تو نے مجھے وعدہ نصرت دیا ہے اور میں تیری نصرت کا منتظر ہوں اور اس جماعت کا جو تو نے حال جان کیا ہے یہ میرے یا اور میرے اہل بیت ہیں اور مجھے ان سنتوں کی خبر دی جو بعد میرے ان پر گندہ رہے۔ اگر تو چاہے تو ان کے حق میں مجھے نصرت ان کے دشمنوں پر پڑے سکتا ہے۔ حالانکہ میں نے تیرے حکم کی فرمانبرداری قبول کی۔ اور راضی ہوا۔ اور تجھی سے رضا اور صبر حاصل ہوا۔ اس وقت مجھے حکم پروردگار ہو گا۔ بھائی تیرا علیؑ ابن ابی طالب اس کی جوامیرے نزدیک یہ ہے کہ بعد میں اس صبر کے جو وہ کرے گا۔ میں جنت المادنیٰ لے آؤں گا۔ اور اس کی محبت کو بروز قیامت تمام مخلوق پر غالب کروں گا۔ اور جو من کو شکر کا اسے اختیار دوں گا۔ کہ تہا کے دوستوں کو اس حوض سے پانی دے۔ اور دشمنوں

کو اس سے منع کرے اور جہنم کو اس پر سرد و سلامت کروں گا۔ کہ جہنم سے جا کر جس کے دل میں اس کی طرف سے بدتر
 میٹھنی قدرہ محبت ہو نکال لائے اور منزل تم سب کی ایک درجہ ہیشت میں قرار دوں گا لیکن تہا سے وہ
 فرزند مقتول و مظلوم و شہیدان سے بروز قیامت میں اپنے عرش کی زینت کروں گا۔ اور بروز قیامت ان
 کو بعد من ان ملاؤں کے جو دنیا میں پہنچیں۔ اس قدر کرامت عطا کروں گا۔ کہ کسی کے دل میں بھی گندی
 ہوگی۔ اور ان کی زیارت کرنے والوں کو بزرگ و گرامی لکھوں گا۔ اس لئے کہ اسے محمد ان کی زیادت کرنے والے
 تہا دی زیادت کرنے والے ہیں۔ اور تہا دی زیادت کرنے والے میری زیادت کرنے والے ہیں اور مجھ پر لہتم
 ہے کہ اپنی زیادت کرنے والوں کو بزرگ و گرامی رکھوں۔ اور جو کچھ مجھ سے مانگیں میں ان کو عطا کروں اور ان کو قیامت
 میں ایسی جزا دوں گا جو دیکھے گا اس کی آرزو کرے لیکن تہا دی بیٹی فاطمہ زہرا پس اس کو قیامت میں نزدیک عرش
 جگہ دوں گا اور ندا کروں گا۔ کہ میں نے تجھے اپنی خلائی پر حاکم کیا۔ پس جس کسی نے تجھ پر یا تیری اولاد پر ستم کئے
 ہیں تو ان کے حق میں جو چاہے حکم کر ان کے حق میں تر سے حکم کو میں اجازت دیتا ہوں۔ پس فاطمہ زہرا عرہ
 محشر میں آکر حکم کریگی۔ جنہوں نے اس پر اور اس کی اولاد پر ظلم و ستم کئے ہیں۔ ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے۔
انجام مصائب زبانی حضرت رسولؐ۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔
 ایک دن جناب رسول خداؐ باجماعت اصحاب مسجد میں رونق افروز تھے۔ ناگاہ امام حسنؑ دروازہ سے آئے جب نظر مبارک
 حضرت رسولؐ امام حسنؑ پر پڑی۔ بہت رونے اور فریاد الی یا بنی میرے پاس آؤ میرے فرزند۔ و لبند من و لے
 انیس دل مستند من جب امام حسنؑ آئے حضرت نے اپنے ہاتھ والوں پر بٹھالیا ہتھوڑی دیر کے بعد جناب امام حسینؑ
 بھی آئے جب حضرت کی نظر مبارک امام حسینؑ پر پڑی قطرات عبرت آنکھوں سے ٹپکا کر فرمایا اے نور دیدہ من
 و لے سو رسیدہ من میرے نزدیک آ۔ جب امام حسینؑ قریب آئے حضرت نے امام مظلوم کو بائیں نالوں پر بٹھالیا۔
 بعد ایک ساعت کے خورشید تن عصمت و جلالت الیہ حور اجاب فاطمہ زہراؑ اہل بیتؑ جب حضرت رسولؐ
 کی نظر جناب سیدہ ہتھوڑی بے اختیار رونے لگی۔ اور فرمایا۔ اے بیٹی میرے پاس آ۔ جب جناب فاطمہؑ قریب
 آئیں۔ حضرت نے برابر اپنے بٹھالیا بعد ایک لمحہ کے حضرت سیدہ و صیالی مرتضیٰ ملتذہ خورشید تاپاں تشریف
 لائے جب حضرت نے جناب امیرؑ کو دیکھا اشک حسرت دیدہ مبارک حضرت سے جاری ہوئے اور کہا اے
 ابن عم و اے انیس دل پر غم میرے نزدیک آ۔ پس ان حضرت اصحاب الیمین کو یعنی امیر المؤمنینؑ کو اپنے دل سے پہلو
 میں بٹھالیا۔ اصحاب نے عرض کی۔ اے سید عالم و اے اشراف اولاد آدم۔ اس کا سبب کیا مقلد کر ان شکوہ من
 فلک عصمت و طہارت کو دیکھ کر آپ رونے لگے حضرت نے فرمایا قسم بخدا جس نے مجھے براستی جانب خلق بھینچا
 جمع خلائی سے برگزیدہ کیا۔ کہ یہ چار گوہر عصمت و طہارت اور پاؤں میں اپنے حق سجاد و قتالی کے نزدیک

گراں ترین خلق ہیں۔ اور ہم سے گراں زیادہ کوئی حق تعالیٰ کے نزدیک نہیں اور کسی کو اپنے خلق سے ان سے زیادہ
 دوست نہیں رکھتا لیکن علی بن ابی طالب میرا بھائی اور دمساز اور میرا شہید ہے اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور
 دنیا میں پیشوا ہے دین و مومنین و راہنمائے متقین ہے میرے اہل بیت اور میری امت میں میری حیات الٰہی
 میری وفات میں میرا وحی و خلیفہ و جانشین ہے۔ علی کا دوست میرا دوست اور علی کا دشمن میرا دشمن ہے۔
 حق تعالیٰ میرے گنہگار ان امت کو ہر گز دوستی علی بن ابی طالب بخش دیگا۔ اور مجرموں کی سیاہ کاری کو بخود بخود
 ولایت محکومے گا۔ اس کے دشمنوں کو لعذاب الیم معذب کرے گا۔ اور میرا علیؑ بے گریہ کا سبب یہ ہے کہ میرے
 بعد میری امت کے جفاکار اس سے غدار مکر کریں گے منصب خلافت کو اس سے غصب کریں گے۔ اس کو
 بے یار و مددگار میان جماعت کلاب اہل نادر و بدترین اشرار تبدیل کریں گے۔ ہمیشہ امت سے محنت مانے شاذ اس کو پہنچے گی۔
 اسی بے گم اہی صبر کرے گا۔ اور ہمیشہ موافق نصیحت کے ہوتا کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک بد بخت ترین امت فزیت فرق
 مہالک سلطان سرے خلافت پر لڑے گا۔ اس کی ریش مہالک اس کے خون سے رنگین ہو جائے گی۔ اہد یہ خدا سے
 اس حال سے وفات کرے گا۔ پھر فرمایا لیکن فاطمہؑ وہ سببہ زنان عالمیان و مہتر و مہتر و شہیناں و پسینیاں
 ہے اور وہ میری پادشہ تہ ہے اور نہ بدشتم من و مبدہ دل من اور میری جان ہے۔ جس وقت فاطمہؑ قدم بیدیت
 محراب عبادت میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اور چہرہ و منہ غلام منور ہوتا ہے اور وہ
 ضرر ملکہ ہفت آسمان کو دیکھ کر تباہ ہے اور اسکی شعاع عرش عظیم کو منور کر دیتی ہے جس طرح ستارے اہل زمین کو نور بخشتے ہیں۔ الٰہ
 حق تعالیٰ عہد دینے میں فرمود بات کرتا ہے میرے لاکھ اس ہندی یعنی فاطمہؑ زہراؑ کا وطن فکر کر۔ جو کہ بہترین خلائق ہے کہ جس طرح بڑا
 خدمت میں کھڑی ہے اور اس کو جمع منافع و اخلاص و خدمت کے جس طرح کا نہ ہے ہیں اور کوئی کول جیسے ماسوئی سے اٹھا کہ میرے
 جناب اقدس میں متوجہ ہے۔ اسے گروہ ملائکہ گوارہ ہو۔ کہ اس کے شیعوں اور محبوں کو آتش جہنم سے میں
 نے بیخوف کیا اور اپنے عذاب سے میں نے ان کو نجات بخشی۔ جب میں نے اپنی جگہ گروہ مشر یعنی فاطمہؑ زہراؑ کو اپنے
 بعد اس کی بے کسی و غریبی اور ان محنتوں پر جو کہ جفاکاران امت اسے پہنچائیں گے۔ دیکھا تو دئے لگا۔ بہت طلبہ
 ایسا ہو گا۔ اس کے گھبر میں جو کہ بہت انزوف عزت و مکرمت ہے بدمذلت و خواہی جائیں۔ اور اس کی حرمت
 کی رعایت ذکر کریں گے۔ کسی کو اس سے شرم نہ آئے۔ فدک کو جو خدا نے اسے دیا۔ اس سے چھین لیں گے۔
 اس کو اس کی میراث سے منع کریں گے۔ جس طرف نظر کرے نہ کوئی یاد رہے جو اس کی یاد رہی کرے اور نہ
 دلسزد کہ اس کی غنوا دی کرے اور اس امت کے ہر عزم اس پر رحم اور اس کی حرمت کا پاس نہ کریں اور وہ فریاد
 کرے کہ یا اباہ یا محمدؐ اہ کوئی اس کی فریاد نہ پہنچے اور جس قدر تعرض و زاری کرے کوئی اس کی نصرت و
 مددگاری نہ کرے۔ ہمیشہ بعد میرے محزون و دلدناک غم ناگ گریہ و زاری نالہ و ہجوا دی کرے کہمیں انقطاع حوی
 کو یلہ کر کے آہ مانوس دل پر غم سے کھینچے اور کبھی میری صحبت کو دل میں یاد کرے۔ اور آتش حسرت اس کے سینہ

سوزاں سے بھڑکے اور جب کان لگائے اور آواز تلاوت قرآن جو میں تہجد میں پڑھتا تھا۔ سنے نہ سنا رہا۔
 اور اپنے ماں باپ کی فدا کی عزت و دولت کو یاد کر کے اپنی مذلت و بیقراری پر نوحہ و بیقراری کہے۔ اس وقت حق تعالیٰ
 ملائکہ کو وہاں ملا اور اعلیٰ و قدسیں عالم بالا کو بلا کو بداداری خاطر بھیجے اور اس کا مونس و مہدم کہے۔ اور اسے غلامانہ
 مریم دختر عمران کہے کہ یا فاطمہ! اقسنتی لس ملک و اسجدی واد کعجی مسح
 المساکین یعنی اسے ڈالہ اپنے پرہیزگار کے لئے قنوت و خضوع کر اور سجدہ رکوع کر پھر رکوع کرنے والوں
 کے اس وقت اس جہانت سے صاحب فرش ہو جائے۔ درد کی شدت ہو۔ اور فرش درہ عالم پر بیگیں و غریب
 پڑی ہو اور حق تعالیٰ ملا و عیسیٰ کو اس کی دلجوئی اور پرستاری کے لئے بھیجنے کہ وہ وحشت و بیگیں میں اسکی
 مونس و ندیم ہو۔ اور مرض و الم میں اس کی تیمار داری کرے۔ اور جب مرض و الم و جفا کے امت سے جنگ آئے
 دست و گلاہ پنے یاز میں بلند کرے اور کہے خداوندائیں تیری مشتاق تھا ہوں، اور زندگی سے سیر ہوتی ہوں ملامتیں
 امت کی جفا سے تنگ آگئی ہوں اور محنت ہائے دنیا سے فدا سے ملوان میں مجھے میرے پیہ بند گوار سے ملحق نہ کر۔ پس
 حق تعالیٰ مجھے رو ضاعت و رضان اور عرفات جنان میں پید بند گوار سے ملحق فرمائے پس حق تعالیٰ اسے مجھ سے ملحق کرے گا۔ اور
 سب سے پہلے جو مجھ سے میرے قابل بیت سے ملحق ہو گا۔ وہ فاطمہ ہے۔ اور جب علیین و مجروح میرے پاس آئے گا میں دست
 نخرج بند گوار تاہنی الحاجات بلز کروں۔ اور فریاد کروں کہ خداوندائے فاطمہ کو اپنے عذاب سے معذب کر۔ اور جس
 نے میری جگر کو شکا حق غضب کیا۔ اس پر اپنے وبال و نکال سے عذاب کر۔ اور جس نے اسے ذلیل و خوار کیا۔ تو
 اسے ذلیل و خوار کر۔ اور اسے ہمیشہ آتش جہنم میں مقیم رکھے۔ جس نے اس کے شکم پر درد ازہ گرایا۔ اور اس کے فرزند
 کو شہید کیا۔ اور جو دعا میں کروں گلو جمع آسمان کے فرشتے آئیں کہیں گے۔ بعد اس کے حضرت نے فرمایا لیکن
 حسن وہ میرا پیارا۔ اور علی بنی ہاشم اور سرور بسند و خرد دل ہے۔ اور سید و جہتر و بہتر جو انان اہل بہشت بنے۔
 اور بعد اپنے پد کے محبت و خلیفہ ہے جمع خلایق پر۔ اس کا کہا میرا کہا۔ اور اس کا کیا میرا کیا ہے۔ جس نے اس
 کی متابعت کی۔ اس نے میری متابعت کی اور جس نے اس کی مخالفت کی۔ اس نے میری مخالفت کی جب
 میں نے حسن پر نظر کی۔ جو قسم اس پر گندیں گے۔ مجھے یاد آئے۔ اور اس کی بے کسی و غریبی و مظلومی پر میں
 رونے لگا۔ اس لئے کہ بعد میرے اس کے اصحاب اسے غریب و بے یار در میان و دشمنان جفاکار ہموڑ دیں۔
 اور وہ ہمیشہ محنت و مشقت و پریشانی میں رہے گا۔ یہاں تک کہ اسے زہر قہر سے شہید کریں اور ملائکہ ارض و
 سما کو وہاں ملا اور اعلیٰ اس پر گریہ و بیقراری اور آسمان و زمین اس کی مصیبت پر ناہ و لاری کریں۔ اور مرغان
 ہوا و ماہیوں دریا اس کی غریبی و بیگی پر نوحہ و فریاد کریں۔ جو کوئی اس کی مصیبت پر اشک خویش آنکھوں سے
 ٹپکائے۔ ہر روز قیامت جبکہ آنکھیں سب کی نمایاں ہوگی۔ اس کی آنکھ روشن رہے اور اس کی تعزیتیں آنکھوں میں

رہے۔ بروز جزا جبکہ دلہائے متعلق غم گیں ہوں۔ اس کا دل شاد و خرم ہوا اور جو کوئی اس امام مظلوم کے روزندہ
 مہلک کی زیارت کرے وہ صراط پر ثابت قدم رہے جس روز کہ قدمائے خلافت صراط پر لڑاں ہوں۔ ولیکن حسین
 پس وہ میرا فرزند و لبند و انیس ول مستند ہے اور وہ بہترین مردمان اور امام مسلمانان ہے بعد اپنے باپ اور
 اہل انبیاء کے فریاد رس و رماندگان اور حجت خداوند عالمیان اور بہترین جو انان اہل جنان ہے۔ درگاہ رستگاری
 و فیروزی امت ہے اس کا حکم میرا حکم اور اس کی اطاعت میری اطاعت، جب میں نے اس کو چشم کو دیکھا۔
 اس کی غریبی دیکھی اور پریشانی پر میں روتے لگا۔ اس لئے کہ اس امت کے بد بخت اس کا قصد قتل کریں۔
 اور وہ مدینہ میں آئے۔ اور میرے حرم محترم و روزندہ مکرم میں پناہ لے اور اسے وہاں بھی امان نہ دیں۔ اور
 میری کسی وصیت میں اس کی رعایت نہ کریں۔ اس کے حرم سے شرم نہ کریں۔ اسے مجبور کریں پس میں خواب
 میں اس سے ملاقات کروں۔ اور اس کا سر اپنے سینے سے نکاؤں اور اسے حکم کروں کہ میرے روزندے سے ہجرت
 کرے۔ اور اسے بشارت دوں کہ اس امت کے جفاکار۔ تجھے شہید کریں گے۔ اور تو بسماعت شہادت شرف
 ہو گا یہ سن کر وہ جگر گوشہ من با چشم گریاں و دل بربایاں میری مرقہ مطہر سے مفادقت کرے اور جانب زمین
 کر بلا محنت و عناد مقتل شہیدان آل عباس تو مجھ پر ہوا اور کئی ہزار میری امت کے بد بخت اس پر تیغ بید کھینچیں۔
 اور ایک گروہ مسلمانان اس کی نصرت و مددگاری کرے کہ وہ گروہ بروز قیامت بہترین شہیدان امت ہوا۔ اور
 ایک گروہ اشتیاق اس مظلوم کی بلا کو گھیرے اور تیر و پاں کرے اور حبس میرا وہ نور و دیدہ گھوڑے سے ذہن پر گر
 پڑے وہ وسیعہ اس کا سر مبارک مثل گوشت کاٹ لیں۔ یہ حضرت نے فرمایا۔ اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر
 رونے لگے۔ حاضرین سے غلغلہ شور و خروش اور صدائے نوحہ و تادیب بلند ہوئیں۔ اس وقت حضرت اٹھ
 کھڑے ہوئے اور سر آسمان کی طرف کر کے فرمایا۔ خداوند ابرو کو ظلم و ستم اس گروہ تمکار سے میرے اہل بیت گندہ گس
 ان کی شکایت میں تجھ سے کرتا ہوں۔ یہ فرما کر حجرہ ظاہرہ میں تشریف لے گئے بسند معتبر جناب امیر سے روایت
 کی ہے فرمایا۔ ایک روز میں اور فاطمہ و حسنین حضرت رسول کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ حضرت ہماری
 طرف دیکھ کر یہ رونے لگے۔ میں نے عرض کی۔ یا حضرت آپ کے رونے کا کیا سبب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میری
 امت جو میرے بعد تم سے سلوک کریگی۔ اس پر ہوتا ہوں۔ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ وہ کیا ہے۔ حضرت نے
 فرمایا۔ میں اس نصرت سے ڈرتا ہوں جو تمہارے سر پر لگائیں گے۔ اور اس دردناک سے جو فاطمہ کے پہلو پر
 گرائیں گے۔ اور نیزہ جو ران حسن پر ماریں گے۔ اور اس کو زہر سے شہید کریں گے۔ اور حسین کے ظلم و ستم قتل
 ہونے پر ہوتا ہوں۔ جب اہل بیت نے رمل سے یہ خبریں سنیں سب کے سب رونے لگے میں نے عرض کی۔ یا
 حضرت ہم کو تمہارے پردہ و گلارے نہیں پدا کیا۔ مگر واسطے بلا حضرت نے فرمایا۔ اے علی! شاد و خوش رہو۔

کہ خدا نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ تمہیں دوست نہیں رکھتا مگر مومن اور تمہیں دشمن نہیں رکھتا مگر منافق۔ ابیہ شہر شوب
نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے وقت وفات جناب امیرؓ سے فرمایا تم ہر سلام خدا ہو۔ اسے چند دو گل
یوستان میں اے ملی میں تمہیں اپنے دو ریکلہ گھستہ یعنی حسینؑ کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کو محترم رکھنا بہت
جلد تمہارے دور کن خراب و برباد ہو جائیں گے جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت کی جناب امیرؓ نے فرمایا۔
ایک رکن میرا خراب ہوا۔ جب جناب فاطمہؓ نے وفات پائی دو سرا رکن خراب ہوا۔ حضرت عائشہؓ اور
بیان فضائل اہل بیت۔ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جس مرض میں حضرت رسولؐ نے دنیا سے انتقال
کیا۔ فاطمہؓ کو بلایا۔ جب جناب فاطمہؓ حاضر ہوئیں۔ انکی رفتار مانند سیدہ ارقمؓی حضرت نے فرمایا۔ اسے مختصر نزدیک
آپس فاطمہؓ کو اپنے پہلو میں بٹھا کر کوئی راز ان سے کہا۔ وہ روئے لگیں۔ پھر وہ سلام کیا۔ بیٹھے لگیں جب بعد
وفات سرور کائنات جناب فاطمہؓ سے ہم نے پوچھا۔ فرمایا۔ پہلے مجھے حضرت نے کہا۔ جبریلؑ ہر سال ایک مرتبہ قرآن
مجید مجھ پر عرض کرتے تھے۔ اور اس سال دو بار عرض کیا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے اس سال دنیا سے رحلت کرنا لگا۔
اور تیرے نزدیک بعد سے مظلوم و ستم رسیدہ ہونگے میں رکن کر دے لگی۔ دوسری دفعہ حضرت نے فرمایا۔ بروایت دیگر حضرت
نے فرمایا۔ کیا احمق نہیں کہ سیدہ زنان عالمیان ہے۔ اس وجہ سے میں خنداں ہوئی۔ ایضاً۔ روایت ہے کہ جب سیدہ انبیا
نے بھال مہارحلت فرمائی جناب سیدہ ہندؓ محزون و غمگین رہتیں اور عصابہ درد و الم محترم پر باندھے رہتیں اور
جسم مبارک حنیف و نحیف ہو گیا تھا اور ارکان عزت و روم پر ہم ہونگے تھے اور ہمیشہ آلودہ ہائے حقہ میں سے
جاری تھے اور دل سوختہ جگر افروختہ تھیں۔ گھڑی گھڑی غم آجاتا تھا۔ حسینؑ سے کہتی تھیں۔ تمہارے نانا
کہاں میں جو تمہیں گھڑی گھڑی گود میں لیتے تھے۔ کہاں میں تمہارے نانا کہ سب خلق سے تم پر زیادہ مہربان تھے۔
ابہ تھوڑے تھے کہ تم زمین پر چلو۔ اور ہمیشہ چاہتے تھے کہ ان کی گود اور کندھے پر رہو۔ اب مجھے امید نہیں
کہ وہ اس دروازہ کو کھولیں اور میرے بیت الاحزان میں آئیں۔ اور اب میں نہ دیکھوں کہ تمہیں کندھے پر بٹھائیں۔
جس طرح ہمیشہ تم کو درش مبارک پر بٹھاتے۔ باسانید معتبر سلیم بن قیسؓ لای وغیرہ سے روایت کی ہے۔
بیان حدیث قرطاس کہ کہ سلمان و عباسؓ نے کہا۔ جب مرض حضرت پر شدید ہوا۔ اور جماعت مہاجرین
و انصار بالین سینا مبارک حاضر ہوئے اور حضرت یہ جانتے تھے کہ میرے اصحاب علیؑ ابن ابی طالبؑ کی جمیت پر
وفات کریں گے۔ اس وجہ سے فرمایا۔ اے گروہ مردم ایک دو ات اور صحیفہ میرے پاس حاضر کرو کہ تمہارے لئے
ایک ایسا نام لکھوں کہ میری وفات کے بعد تم ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو۔ حضرت عمرؓ بن الخطابؓ کو چونکہ معلوم تھا کہ حضرت
چاہتے ہیں کہ خلافت جناب امیرؓ کو تحریر کریں۔ اس لئے کہا۔ اس مرتبہ بیماری نے غلبہ کیا ہے اور مذاہن
کہتا ہے کتاب خدا ہم کو کافی ہے۔ اس کی کتاب و تحریر کی ہم کو حاجت نہیں اور ایک جماعت اصحاب نے

وہ وقت نزدیک تھا کہ لوگ بیت البرکہ سے مغرب و شیمان ہر کر حق کی طرف راہی کر رہے تھے حضرت عمرؓ نے حبیب علیؓ کو کھلا مخالف ہو کر جمعیت مردم کو متفرق کر دیا۔ پس جناب امیرؓ نے حجۃ طاہرہ کی طرف مراجعت کی۔ جب جناب امیرؓ ہدایت قوم با انجام سے ایوس ہوئے۔ بحکم حضرت رسولؐ قرآن مجید کے لئے مشغول ہوئے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ جمع ہوا جوین و انصار نے بغیر حیدر کرار اور چارہ نظر خواص اصحاب رسولؐ دین کو دنیا سے فروخت کر ڈالا۔ اور حضرت البرکہ سے سعیت کی۔ اس وقت البرکہ سے کہا۔ علیؓ کو سعیت کے لئے کیوں نہیں بلائے۔ واللہ جب تک وہ سعیت دکر میں گئے تب تک تم پر خلافت قائم نہ رہے گی۔ اس لئے کہ وہ خلیفہ برحق رسول خداؐ ہیں۔ اور عالم زاہر شجاع اور فاضل تر اس امت کے ہیں۔ لوگ ان کی طرف بہت رجوع کرنے لگے ہیں۔ ابوبکرؓ نے جناب امیرؓ کو سعیت جناب امیرؓ کو برائے سعیت بلانا۔ کے لئے بلایا۔ جناب امیرؓ نے فرمایا میں نے قسم کھائی ہے۔ جب تک قرآن مجید دکر لوں گھر سے طاہر نہ آؤں۔ اور چارہ کندھے پر نہ ڈالوں۔ بعد چند روز کے فرقان مالمق یعنی جناب امیرؓ نے قرآن مجید جمع فرمایا۔ اور جزدان میں رکھ کر سرسبز کر دیا۔ پھر مسجد میں تشریف لاکر جمع ہوا جوین و انصار میں دعا فرمائی کہ اے گروہ مردمان حبیب میں دفن ہو کر خزانہ ان سے فادہ ہو جائے۔ بحکم آنحضرتؐ قرآن مجید کو نے میں مشغول ہوا۔ اور جمع آیات و سورہ اسے قرآن کو میں نے جمع کیا۔ اور کوئی آیت آسمان سے نازل نہ ہو۔ جو حضرت نے مجھے دسٹایا ہو۔ اور اس کی تکلیف مجھ نہ کی ہو۔ چونکہ اس قرآن میں چند آیات کفر و فحش و منافقین قوم و آیات نص خلافت جناب امیرؓ تھے۔ اس وجہ سے خلافت نے اس قرآن سے انکار کر دیا۔ جناب

امیرؓ نے جناب علیؓ سے حکم رسول پاکؐ کا کلام اللہ کو نزولی ترتیب پر مرتب کیا تھا۔ ملاوہ انہیں تفسیر قرآن کے متعلق خود فرمودہ کلام نے ارشاد فرمایا ہے۔ **إِنَّمَا عَلَيْنَا مَجْمَعُهُ وَ قُرْآنُهُ فَإِذَا قُرِئَتْ فَاقْرَأْتَهُ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيِّنَاتِهِ** (القیصۃ) ہر ایک ہمارے ذمہ ہے۔ اس کا جمع کرنا۔ اور اس کو پڑھنا۔ ایسی جب اس کو پڑھا جائے آپ اس کی اتباع کریں۔ اور ہر ایک اس کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اس آیت کی مشورہ میں ملاوہ تفسیر نے فرمودہ کیا ہے کہ بے نیاسہ اس سے مراد قرآن پاک کے مشکل مقامات کی تفسیر کا ہر کرنا یعنی قرآن کے مشکل مقامات کی حلا و تدریس کے تفسیر ہیں اپنے رسول پر نازل فرمائی گئی جس کا نام قرآن میں بیان ہے۔ جیسا کہ سورہ احزاب میں دیکھی اللہ المؤمنین القتال و کان اللہ قویاً عزیزاً۔ تفسیر نیشاپوری نے لکھا ہے دیکھی اللہ المؤمنین القتال یعنی اللہ تعالیٰ نے لڑائی میں مؤمنین کی ساتھ علیؓ کو۔ یہ پہلی بیان ہے جو ساتھ نازل ہوا۔ یہاں تمام بیان آیات کا نہیں ہو سکتا۔ یہ الگ الگ کتاب مفید تیار ہو جائے گی۔ الحق قرآن نے انتہائی منافقین کافرین۔ مشرکین اور مؤمنین کے نام خود بیان فرمائے تھے۔ ملاوہ متن کے جناب امیرؓ نے ترتیب قرآن اس بیان کے ساتھ کی۔ جس سے قیامت تک دنیا و باقی صفحہ ۲۲۷ پر

امیر شمشک اپنے مجروح طاہر کی طرف تشریف کے گئے۔ اور فرمایا: اب اس قرآن کو تم لوگ تاخیر و تاہم آل محمد نہ دیکھو گے البکر نے دوسری دفعہ جناب امیر کو بلایا کہ بیعت خلیفہ رسول خدا کریں۔ جناب امیر نے کہا بھیجا۔ اسے بکر کس قدر عجلہ تو نے جناب رسول خدا پر افترا کیا۔ جمیع مہاجرین و انصار جانتے ہیں۔ جھوٹے کیا اور بڑے کیا کہ خدا اور رسول خدا نے مجھ میرے کسی کو تم پر خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ جب جناب امیر کا یہ پیغام البکر کو پہنچا۔ البکر نے کہا علی نے سچ کہا ہے رسول خدا نے مجھے خلیفہ نہیں کیا ہے۔ یہ سن کر عمر شمشک ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ البکر نے مصالحتاً کہا تم بیٹھ جاؤ۔ یہ کہہ کر پھر جناب امیر پاس کسی کو بھیجا اور کہا کہ دنیا! امیر المؤمنین البکر آپ کو بلا تے ہیں۔ جناب امیر نے کہا بھیجا۔ ہنوز عہد رسول خدا تم سے قریب ہے۔ لیکن تم نے فراموش کیا۔ کہ خدا نے مجھے امیر المؤمنین کیا۔ اور مجھے اس اسم سامی سے اپنا مخصوص کیا۔ اور حضرت رسول نے تم کو حکم دیا کہ مجھے اس لقب گرامی سے سلام کریں۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ حضرت رسول نے فرمایا ہے کہ علی امیر مومنان و سید بہترین... مسلمانان و عامل لوائے محمد و صاحب کرامت و محمد ہے اور خداوند عالمیان ہر روز قیامت علیؑ کو صراط پر بٹھائے گا۔ کہ اپنے دوستوں کو ہجرت و شرف و داخل بہشت کرے۔ اور دشمنوں کو بذلت و خودی جہنم میں ڈال دے۔ جب یہ پیغام البکر کو پہنچا۔ پھر عمر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا میں خوب جانتا ہوں کہ حبیب تک علیؑ کو قتل نہ کروں گا کام خلافت کا مستحکم مضبوط ہو گا۔ اسے البکر مجھے جلنے دو۔ کہ علیؑ کا سر کاٹ کر لے آؤں۔ پھر البکر نے مصالحتاً عمر کو کہا بیٹھ جاؤ۔ اور پھر کسی کو کہا بھیجا کہ البکر آپ کو بلاتا ہے۔ پھر جناب امیر نے قبول نہ فرمایا۔ اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۲۔ منافقین اور منافقین کے کردار سے واضح طور پر واقف رہتی اور گمراہ و ہرقتی منافقین جو اہل بیت کے خلاف تھے۔ اور حکومت کا ساتھ دے رہے تھے اور اہل اسلام میں تشہد تھے برسرِ قدرت طبع نے ان لوگوں کی تشہیر کر دینے کیلئے اس قرآن کو جاری کرنے سے انکار کیا۔ اور خود قرآن پاک اپنی مرضی سے ترتیب دیکر جزو دل ترتیب کے خلاف بنے اور بیان کو میندو کے جاری کر دیا۔ اور جراح ملک دنیا میں چل رہا بنے بجاظ متین قرآن پاک درست ہے اگرچہ ترتیب میں فرق ہے مکی آیات و مکی آیات آجے کر دی ہیں۔ اسی نے جناب امیر نے موجودہ قرآن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ تیس سیپاسے جو نازل ہوئے تھے مکمل ہیں صرف ترتیب کا فرق ہے اور ایمان کا لانا بھی متن پر واجب ہے شرح پر نہیں۔ اور اہل سنت نے اس بیان بشرح کلمات قرائت میں حفاظ کی کمی زیادتی سے محروم کیا۔ اور ان کو ماننا غیر ضروری قرار دے دیا۔ عوام کو فرقہ امامیہ کے خلاف ابھرانے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا قرآن پر ایمان نہیں یہ غلط ہے اہل بیت نے اس موجودہ متن قرآن کی تصدیق فرمائی ہے جو یہ اہل شیعوں پر لگانے وہ کذاب ہے لہذا جناب امیر نے اپنا حج کر وہ قرآن حبیب حکومت نے نامعلوم کر دیا۔ تو اپنی ادوار کو دیدیا جو منوط بعد نشانہ قائم آل محمد کے پاس پہنچا۔ آپ اس قرآن سے منافقین اور ان کی اتباع کرنے والوں پر نام دیکھا دیکھا اگر محبت قائم کر کے سزا دیں گے۔

(نوٹ: البکر بلوی معنی خدا)

ارشاد کیا میں مشغول تعمیل وصایا حضرت رسول ہوں۔ جب یہ پیغام پہنچا اس وقت ابو بکر و عمر نے کہا کہ جناب امیر بیت دکریں گے۔ اس وقت عمر نے قنفذ شقی کو آزاد کیا، نوا عمر کا غلام تھا۔ اور نفاق و شقاوت میں دو مشغول زشتی صورت و زشتی خصلت میں مشہور تھا۔ ہمارے خالد بن ولید اور جماعت بدر بختان قوم دروازہ اہل بیت رسالت و حجرہ عصمت و طہارت پر بھیجا اور کہا۔ جناب امیر کو لے آؤ۔ گھر سے مسجد میں کر ان سے بیعت لی جائے۔ جب یہ لوگ دروازہ عزت و سعادت و مریم رفعت و جلال و دولت مراٹھے اہل بیت رسالت پر پہنچے۔ جرات نہ پڑی کہ بغیر اجازت گھر میں آئیں۔ اجازت مانگی۔ جناب امیر نے اجازت نہ دی۔ اس وقت یہ لوگ پھر گئے۔ اور کہا۔ علیؑ گھر میں آئے کی اجازت نہیں دیتے۔ اور ہمیں اس قدر جرات نہیں کہ ہم بے اجازت داخل خانہ رسول خدا ہوں۔ اس وقت یمن کے عمر نے ان کو ڈانٹا۔ اور کہا۔ تمہیں علیؑ کی اجازت سے کچھ مروا لائیں۔ جاؤ جس طرح ہو سکے۔ ان کو لے آؤ۔ اس دفعہ ثانی بھی ساتھ تھے۔ جب در دولت پہنچے۔ بے شرمی و بی جاہلی سے دروازہ پر شور و غل مچانے لگے۔ عمر نے دروازہ پر لات مار کر کہا۔ لے سپر ابو طالب دروازہ کھول دو۔ جناب امیر مہر فرماتے کہ ان کے معترض نہ ہوتے تھے۔ آخر کار جناب خاتون رزگار بیتاب و بغیرار ہو کر دروازہ کے پیچھے آئیں۔ شدت درد و الم سے عصاب سر پہ باندھے تھیں۔ جسم شریف بسبب مصیبت رحلت حضرت رسالت ضعیف و نحیف ہو گیا تھا۔ فرمایا۔ اے عمر ہم مصیبت زدوں سے کیا چاہتا ہے۔ ہم کی ہماری مصیبت و حالت پر چھوڑ دو۔ عمر نے کہا۔ دروازہ کھول دو۔ ورنہ تمہارے گھر میں آگ لگا دوں گا۔ اور تم کو حلائے ویتامین۔ جناب فاطمہؑ

لے روایت مفصل طور پر کتب اہل سنت میں ہے اور ان ہی لوگوں سے علامہ معروف نے رقم کی ہے جس کا یہاں پر ہم اصل عبارت چھوڑ کر اردو ترجمہ کتاب السیاسة والامامة معصنہ امام اہل سنت نقیبہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوی کی کتاب جلد اول مطبعہ مصر ص ۲۷ سے تحریر کرتے ہیں۔ جو صاحبان مطالعہ کے لئے مشعل کا کام دے گا۔ ایک جماعت علیؑ کے ہمراہ تھی جس نے بیت ابو بکر سے انکار کر دیا تھا۔ پس عمر بن خطاب ان کے پاس آیا۔ آدمہ واز دی۔ جبکہ وہ علیؑ کے مکان میں تھے۔ انہوں نے باہر آئے سے انکار کر دیا۔ عمر نے اسی وقت لکڑیاں منگوائیں۔ اور کہہ خدا کی قسم باہر آتے ہو واکہ اس مکان کو منع ان کے جو اندہ ہیں آگ لگا دوں۔ عمر سے کہا گیا۔ اس وقت تو قلم بیت رسول بھی ہیں۔ عمر نے کہا۔ اگرچہ فاطمہؑ بھی اندہ ہوں۔ پہنک دوں گا۔ پس سوائے علیؑ کے سب لوگ باہر آئے اور بیعت کر لی۔ پس اس نے یہ لگان کیا کہ علیؑ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن مجید نہ لکھا جائے۔ باہر نہ لکھوں گا۔ مادہ اوڑھوں گا۔ اس وقت جناب فاطمہؑ دروازہ پر کھڑی کہہ رہی تھیں۔ کچھ ایسی قوم سے کوئی عہد نہیں ہو سکتا جو بڑی طرح آئے تم نے پیغمبر علیہ السلام کی بیعت ہمارے ہاتھوں میں؟۔ دی۔ اور خود اہل بیت و ریاست کے طے کرنے میں سہمٹک ہو گئے۔ اور ہم سے اس کے متعلق پوچھا تک نہیں۔ (باقی صفحہ ۲۲۹)

نے فرمایا کیا تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور یہ چاہتے ہو کہ بغیر میری اجازت میرے گھر میں چلے آؤ۔ یہ خانہ اہل بیت رسالت و بیت الحکم عزت و جلالت ہے۔ اس حرم محترم سے شرم کر۔ اور یہ جو دستور جائز نہ رکھ کر عمر نے جناب فاطمہ کے کلام پر بالکل اعتقاد نہ کیا۔ اور لکڑیاں منگا کر دروازہ جلا دیا۔ جناب فاطمہ فریاد کرنے لگیں کہ یا ایتہا یا رسول اللہ اور پھر گھر میں آنے سے منع کیا۔ مگر عمر نے کچھ پاس دیکھا ظنہ کیا۔ اور غلاف شمشیر کا سر پہلوئے جناب فاطمہ پہنایا۔ وہ مظلوم پھر فریاد کرنے لگیں۔ ثانی نے تازہ باند بلند کر کے دست مبارک جناب فاطمہ پر مارا۔ حضرت سیدہ فریاد و فغان کرتی تھیں۔ یا ایتہا اپنے اہل بیت کا حلال ملاحظہ کیجئے۔ اس وقت جناب امیر نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۸۔ اور نہ ہمارا حق ہم کو تم لوگوں نے واپس دیا۔ پس عمر نے اس وقت آن کر ابو بکر سے کہل کیا کہ تم بہت ایسے مخالفت کرنے والے کہ نہ دیکھا دے۔ ابو بکر نے اپنے غلام تنفذہ کو علی کی طرف بھیجا علی نے اس سے کہا کیا کہن چاہتے ہو۔ تنفذہ نے کہا۔ خلیفہ رسول نے آپ کو بلایا ہے۔ علی نے کہا کہ جس قدر جلد تم لوگوں نے رسول پر پھڑپھڑا باندھا ہے۔ تنفذہ نے یہ کلام علی کا آن کر ابو بکر سے کہہ دیا۔ اس وقت ابو بکر عرصہ تک روتے رہے۔ عمر نے دوبارہ کہل علی کو جہالت مت دو۔ ابو بکر نے پھر دوبارہ علی کو بلائے کے لئے تنفذہ کو بھیج دیا۔ اس دفعہ اس نے کہا۔ یا علی ۳۰ مہینہ لو نہیں آپ کو بیعت کرنے کے لئے بلا رہے ہیں علی نے بلند آواز میں جواب دیا۔ سبحان اللہ ابو بکر جس منصب کا اہل نہیں۔ اس کا دعویٰ کرتا ہے۔ تنفذہ نے ان کو یہ کلام بھی ابو بکر سے کہا جس کو سن کر ابو بکر دیر تک روتے رہے۔ اس کے بعد عرکات کی محبت میں خاندان فاطمہ پر آئے اور دروازہ کھویا۔ جب بنت رسول نے ان کی آواز میں بلند آواز سے چلائی۔ بابا جان تمہارے روتے کے بعد خطاب کے بیٹے اور قحاذ کے بیٹوں کے ہاتھوں لیا گیا نکالین ہم اہل بیت کو پھینچیں۔ قوم تو جناب سید کی فریاد و گریہ سنی کہ ہاں پس لوٹ گئی روتی ہوئی۔ اور عمر حذر آدمیوں محبت وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ انہوں نے علی علیہ السلام کو گھر سے باہر نکال دیا۔ اور ان کو ابو بکر پاس بلائے۔ ان سے خواہش کی ابو بکر کی بیعت کر لیں گے کہ ہاں اگر میں نہ کروں پھر کیا کروں گے۔ عمر اور انکی پارٹی نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اسے علی پھر تم کو قتل کر دیں گے۔ علی نے کہا۔ کیا تم خدا کے بندے اور اس کے رسول کے بھائی کو قتل کر دو گے۔ عمر نے جواب میں کہا۔ اے علی عباد اللہ تم اس کو اور بلند رسول جوئے کافر و عونی غیر مسلم یہ سدا گفتگو ابو بکر خاموش سننے رہے۔ عمر نے پھر ابو بکر سے کہا۔ کیا اس معاملہ میں کوئی حکم نہیں دینا چاہیے۔ ابو بکر نے کہا جب تک خطہ علی کی طرف داری میں ہے کسی بات میں اس کو مجبور کرنا نہیں چاہتا۔ اس وقت علی فرمود رسول سے چٹ کر حنین مار دے ہونے اور روتے ہوئے قمر رسول سے مخاطب ہو کر کہہ دے۔ اے میری ماں جانے بھائی قوم نے مجھ کو یہ حقیقت سمجھا۔ اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں۔ اس کے بعد عمر نے ابو بکر سے کہا۔ چلو ہمارے ساتھ فاطمہ کے گھر میں جھینجھیں ہم نے فاطمہ کو غضبناک کیا ہے پس سب کے سب فاطمہ کی طرف گئے۔ اور اندانے کی اہمازت مانگی۔ فاطمہ نے اجازت نہ دی پس علی کے پاس آئے کہ کچھ کہا سنا۔ علی ابو بکر اور عمر کو اندازے لگئے جب دونوں سیدہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ تو جناب نے دیوار کی طرف منہ پھر لیا۔ دونوں نے سلام کیا۔ فاطمہ نے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ حالت ایسی رہی کہ وہ ہمیشہ کے لئے ان میں داخلہ میں جلائی پڑ گئی۔ (دکھو شر پھر پوری معنی عنہ)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۷ پر ملاحظہ کریں۔

اٹھ کر ثانی کو زمین سے بلند کیا۔ اور دسے مارا۔ ناک و گردن اس کی زخمی کر ڈالی۔ اور چاہا کہ قتل کریں مگر وصیت
 آنحضرت یا دکنی آنحضرت نے فرمایا۔ یا علی بہت جلد جفا کا دان امت تم سے غزوہ مکہ کریں گے۔ تمہاری
 بیعت کو توڑ ڈالیں میرے عہد پر وفاء کریں۔ اور تمہیں سبکیں و تنہا شقیات میں چھوڑ دیں۔ یا تم مجھ سے بمنزلہ
 اہل روہ کے موسیٰ سے ہو۔ جس طرح قوم موسیٰ نے اہل روہ کو چھوڑ دیا۔ اور عبادت گو سالہ سامری کا اختیار کی اسی
 طرح میری امت بھی تم کو چھوڑ کر اس امت کے گو سالہ سامری..... سے بہت کریں گے۔ ہمناب امیر نے آنحضرت
 سے پوچھا۔ جب آپ کی امت کے لوگ مجھ سے ایسا کریں گے۔ اس وقت میں ان سے کیا کروں حضرت نے فرمایا۔
 اگر دوست اور ناصر میں تو ان سے جہاد کرنا در نہ صبر کرنا۔ اور ان سے اتنا اٹھانا۔ ان کے معاملات کو پسند نہ کرنا
 چھوڑ دینا۔ اور حب ناصر یا اور پانا جہاد کرنا۔ یہاں تک کہ میرے پاس آؤ۔ اور خون تمہاری شمشیر سے ٹپک رہا ہو پس
 جناب امیر نے بمقتضائے وصیت جناب رسول خدا ثانی کو چھوڑ دیا۔ اور فرمایا اے سپر صفا کہ حبشیہ میں قسم کھا آہوں
 اس خدا کی جس نے محمد کو یہ پیغمبری گرامی کیا۔ اگر وصیت رسول آجھے مانع نہ ہوتی۔ اس وقت معلوم ہوتا کہ میری
 بے اجابت تو گھر میں چلا آتا ثانی نے کسی کو مسجد میں بھیج کر اپنے ساتھیوں سے اور کل منافقین سے نصرت و
 مدد گاری چاہی۔ یہ سن کر منافقین فوج فوج..... کی نصرت و مدد گاری کو آئے۔ یہاں تک انہوہ داؤد ام
 ہو گیا۔ خالد بن ولید نے شمشیر سے کھینچ کر جناب امیر پر حملہ کیا۔ جناب امیر نے اس پر حملہ کر کے چاہا قتل کر دیں مگر
 لوگوں نے بچی رسول خدا جناب امیر کو قسم دی۔ جناب امیر نے خالد کو چھوڑ دیا۔ مسلمان۔ ابو ذر۔ مقداد۔ عمار۔
 محمد اسلمی رضوان اللہ علیہم جناب امیر کی نصرت و مدد گاری کو اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب اقد کہ فتنہ عظیم پھوٹا۔
 جناب امیر نے ان کو منع کیا۔ اور فرمایا۔ مجھے ان افرقیات کے ساتھ چھوڑ دو۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے حکم نہیں دیا کہ
 اس وقت ان سے جہاد کروں۔ وہ افرقیات امت گلوئے مبارک حضرت میں رہسان ڈال کر مسجد میں لے گئے۔
 وہ روایت دیگر حب و رواۃ رد دولت پر پہنچے اور جناب فاطمہ اقد آنے سے مانع ہوئیں اس وقت تفرغ

۱۵ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۰۔ اس واقعہ پر دشمن ڈالنے ہوئے صاحب کتاب لعل داخل مطبوعہ پراہام الی حضرت
 ابیہم عبدالمکریم شہرستانی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے ان عمر ضرب بطن فاطمہ علیہا السلام لیر البیعة حتی
 الموت المحسن من بطنها وکان یصیح احرقوها بمن فیہا ما کان فی الدار غیو علی وفاطمہ و
 الحسن والحسین یعنی حضرت عمر نے جناب ابیہم کی بیعت کے رد و شکم فاطمہ پر چوٹ لگائی جس کی وجہ سے صاحبزادہ حسن و
 ہما حضرت عمر اس وقت بلند آواز سے چیخ رہے تھے کہ علوہ اس گھر کو اور جو کوئی بھی اس گھر کے اندر ہے حالانکہ جناب عمر کو یہ
 طرح علم تھا کہ اس گھر میں سوائے فاطمہ علیہا السلام و حسن و حسین کے دوسرا کوئی نہیں۔ (دکنہ بھڑیوی عفی عنہ)

نے بروایت دیگر ثانی نے تازیانہ بازو سے جناب فاطمہؑ پر مارا کہ بازو جناب سیدہ کا مضروب ہو کر سوچ گیا۔ مگر پھر بھی جناب فاطمہؑ نے جناب امیر سے اٹھ نہ اٹھا۔ یاد اومان لوگوں کو گھر میں آنے سے منع کیا۔ یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہؑ پر گرا دیا۔ جس نے پسلیوں کو شکستہ کر دیا۔ اور اس فرزند کو جو شکم میں تھا حضرت رسولؐ نے جس کا نام محسن رکھا تھا شہید کر دیا۔ اور سیدہؑ نے بھی اسی مدد میں مرگت سے انتقال کیا۔ بروایت دیگر میز بن شہب نے حکم حضرت دوم دروازہ شکم محترم جناب فاطمہؑ پر گرا دیا۔ اور ان کے فرزند محسن کو ان کے شکم میں شہید کیا۔ پھر جناب امیرؑ کو مسجد میں لے گئے۔ جہاں کارواشقیائے امت پیچھے پیچھے تھے۔ اور کوئی نصرت و مدد حضرت کی نہ کرتا تھا۔ مسلمان بالوفور و مقدار و عمار و بریدہ اسلمی روئے پیٹھے اور کہتے تھے۔ کیا جلد حضرت رسولؐ خدا سے تم لوگوں نے خیانت کی۔ کہ نہ اٹھے سیدہ کو ظاہر کیا۔ اور انتقام حضرت کا ان کے اہل بیت سے لیا۔ اس وقت بریدہ اسلمی نے کہا۔ اے..... سب قریش تیری اصلیت و نسب کو جانتے ہیں اور تجھے پہچانتے ہیں کہ کتنی مرتبہ کے زن سے تو پیدا ہوا ہے۔ ایسا شخص خانہ اہل بیت میں آئے اور بغیر کی بیٹی کو بھڑک کر سے بار بار دھکی رسولؐ کو اس رسمانی سے مسجد میں لے جائے۔ جب ابوبکرؓ کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی۔ لوگوں سے کہا۔ پھوڑ دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے ابوبکرؓ کس حق اور کس میراث اور کس فضیلت پر تو نے خلافت میں نصرت کیا۔ کل بگو پیغمبرؐ مجھ سے تو نے غم غدیرہ میں بیعت کی اور حکم بغیر مجھ پر مارت مومنان تو نے سلام کیا۔ یہ سن کر..... شمشیر ملک سے کیسے کر لایا اے سر جناب امیرؑ کھڑا ہو گیا۔ اور کہا۔ ان باتوں کو جانے دو اور بیعت کر دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اگر بیعت نہ کروں کیا کرے گا۔ ثانی نے کہا۔ اگر بیعت نہ کر دے تو قتل کروں گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ رسولؐ کے بھائی کو قتل کرے گا۔ بخدا سو گند اگر مجھے خیال حکم خدا اور اطاعت رسولؐ نہ ہوتا تو ابھی اچھی طرح معلوم ہو جاتا کہ کون زیادہ ضعیف ہے۔ پس بریدہ اسلمی اٹھے اور کہا۔ اے ابوبکرؓ عمر آیا تم نہیں تھے۔ کہ جناب رسولؐ خدا نے تمہیں اور ہمیں فرمایا کہ جا کر جناب امیرؑ پر مارت و بادشاہی سلام کریں۔ تم لوگوں نے پوچھا یہ حکم آپؐ از جانب حق تعالیٰ دیتے ہیں حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ ہاں حکم خدا و تیاہوں۔ اس وقت ہم لوگ گئے اور سلام کیا۔ اور کہا السلام علیکم یا امیر المؤمنینؑ پھر نے کہا۔ اے بریدہ تمہیں ان باتوں سے کیا۔ بریدہ نے کہا۔ بخدا سو گند میں اس شہر میں نہ رہوں گا۔ جہاں تم لوگ امیرؑ ہو۔ اور خلیفہ رسولؐ ہو۔ اس کلام کے بعد باجائز عمر بریدہ اسلمی کو مدہ کو مسجد سے نکال دیا۔ بعد ازاں مسلمان خازسی اٹھے اور کہا۔ اے ابوبکرؓ خدا سے خوف کرنا جس جگہ بیٹھنے کا سزاوار نہیں وہاں سے اٹھ جا۔ اور حق خلافت اہل بیت کو دیدے اور تمہیں امت کو جہالت و ضلالت میں تار و ز قیامت نہ ڈال۔ یہ سن کر عمرؓ نے آواز دی مسلمان تم کو ان باتوں سے کیا کہ مسلمان نے کہا۔ بخدا سو گند اگر میں جانتا اپنی تلوار سے اہل دین کی خدمت کرتا بیشک تلوار کھینچ کر روانہ راہ خدا میں جہاد

کہتا کہ تم وہی رسولؐ سے ایسا سلوک نہ کر سکتے۔ پس اور لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا تم نے کیا کیا نہ کیا۔ اور کیا نہ جاننا کیا دین میں آئے اور کیا دین میں سے خارج ہو گئے اب میں تم کو بلا میں مبتلا ہونے اور نعمت غرقا سے بنا امید کی بشارت دیتا ہوں۔ واضح ہو کہ ایک گروہ ستمگار تم پر مسلط ہو گا۔ اور بھروسہ تم سے سلوک کرے گا۔ کتب خدا اور اس کے احکام کو بدل ڈالے گا۔ اس کے بعد ابھڑو مقداد و عمار اٹھے۔ اور ہر ایک نے جنت ٹائے بالغہ اور دلیل ٹائے کاملہ ان اشتیاق پر تمام کیں۔ اور جناب امیرؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اگر حکم دیں تو تم شمشیر سے ان لوگوں کے ساتھ جہاد کریں یہاں تک کہ مادے جاہلیں جناب امیرؓ فرمایا۔ خدام پر دم کرے۔ ان اشتیاق سے دست بردار ہو۔ اور وصیت رسولؐ خدا یاد کرو۔ ابو بکر منبر پر چپ چاپ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ نے کہہ کیا بیٹھا ہے علیؓ زیر منبر مقام عداہ میں ہے اور بیعت نہیں کرتے۔ مجھے اجازت دے۔ کہ ان کی قتل کر دوں۔ اس وقت حسینؓ سر اٹھاپنے پدر بزرگوار کے کھڑے تھے اس کلام سے رونے اور چلنے لگے۔ اور قبر رسولؐ کی طرف منہ کر کے فریاد کرتے لگے۔ یا جد یا رسول اللہ! ہم کو آپ اس حالت میں دیکھیں کہ ہم بے یار و مددگار ہیں۔ پس جناب امیرؓ نے حسینؓ کو اپنے سینے سے لگا کر فرمایا اے جان پدر نہ رو۔ بخدا سو گند یہ اشتیاق تمہارے باپ کے قتل پر قائم نہیں۔ اور اُس سے زیادہ دلیل و حقیقہ یہ ہے جو امداد کر سکیں پس امام سلازہ جبرہ رسولؐ خدا و امام ابن مسعودؓ آنحضرتؐ اپنے اپنے مکان سے روتی ہوئی دوڑیں۔ اے لوگو تم نے بہمت جدا اپنے کینہ دہنے ویرینہ کو بعد رسولؐ ظاہر کیا ثانی نے کہا۔ ان عورتوں کو مسجد سے نکال دو۔ اودان کے کلام سے کیا کام۔ پس جناب امیرؓ اٹھے اور مہاجرین و انصار سے اپنے فضائل و مناقب ایک ایک بیان کئے اور ان سے نفوس رسولؐ خدا پر اپنے خلافت کے مقدمہ میں گواہی چاہی۔ اور نہ غدر یہ و دیگر مقلات متعدد انہیں یاد دلائے اور حجت النبیؐ ان پر تمام کی۔ ان لوگوں نے کہا۔ یا حضرت اگر آپ اس سے پہلے فرماتے تو ہم نہ بلو کہہ کی بیعت کرتے۔ اس گفتگو سے عمر کو خوف ہوا کہ لوگ ایسا نہ ہو البتہ کہ خلافت سے مخزن ہو جائیں لہذا پھر جناب امیرؓ سے کہا۔ یا علیؓ بیعت کرو۔ ورنہ میں تم کو۔۔۔۔۔ کروں گلہ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ تو جھوٹ کہتا۔ بخدا سو گند میرے اوپر نہیں قدرت نہیں یہ سن کر خالد بن ولیدؓ و طلحہؓ و غلام خلافت سے کھینچ کر کہا بخدا سو گند بیعت کرو مدد قتل کروں گا جناب امیرؓ نے گریبان پکڑ کر دوڑ پھینک دیا اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ بعد اس کے ہر چہ کوشش کی مگر جناب امیرؓ نے بیعت نہ کی۔ لوگوں نے جن میں عمر بھی تھے جناب امیرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ بڑی قوی اندازہ کہنے اپنا ہاتھ دلا کہ کہے حضرت کے ہاتھ تک پہنچا! احادیث معتبر میں منقول ہے جب جناب امیرؓ کو مسجد میں لائے آپ نے مرقہ سلیم جناب رسولؐ کی طرف منہ کر کے کہہ یا بنی عم ان القوم المستضعفون و کا دعا چھٹو فحی اسے برادر من تری قوم نے مجھے ضعیف کیا۔ اور نہ ایک ہوا مجھے مار ڈالیں پس حضرت رسولؐ کی

قبر سے ایک ہاتھ نکلا۔ سب نے کہا پہچان کر کہ حضرت رسول کا ہاتھ ہے اور ایک آواز اُٹھی کہ سب نے پہچانی رسول
کا ہاتھ ہے اور وہ آواز یہ تھی یہاں ہا بکرا کفر ت ہا لہ ذی خلقک من تراب شرم نطفۃ شرم سوالی
سراجہ ابے ابو بکر کا فریاد اس خدا سے جس نے تجھے خاک سے پیدا کیا۔ اور اس بناء نے معتبر جناب امام
خشم و غضب فاطمہؑ پر اشتقیائے امت جعفر صادق سے روایت ہے جب جناب امیر
کو مسجد میں لائے حضرت سیدہ نساء العلمین فاطمہ زہراؑ مجروح و نالای خشمناک و غمگین ہزارہ جس خدمات
بنی ہاشم گھر سے باہر تشریف لائیں۔ اور جانب مسجد رسول روانہ ہوئیں۔ جب مسجد میں آئیں۔ اور قریب منبرِ اقدس
روح پر نہیں چلا کر آواز بلند ہوئیں۔ اور آہ سرزدل ہمد سے کہنے کی فریاد کی۔ اے گروہ شکار اے گروہ غدار۔ ہر علم رسول خدا
سے ہاتھ اٹھاؤ۔ وہ یقین اس پر مددگار ہیں نے پند بزد گوارہ محمد مصطفیٰ کو براستی جانب خلق بھیجا۔ اگر علم سے دستبردار و
ہو گئے۔ اور علی ابن ابی طالب سے ہاتھ اٹھاؤ گے۔ تو میں اپنے گیسوؤں کو اپنے سر پر بکھیر دوں گی۔ اور پیچہ
رسول کو اپنے سر پر لٹاؤں گی۔ اور دست بزمان کی ہر ہر دگر بید گاہ رب الارباب فریاد کروں گی۔ اور نالہائے آتشبار
دل انگوٹھ سے کھینچوں گی۔ اور دیاے غضب الہی کو جوش میں لاؤں گی۔ اور چند آہ ہر در و کھینچ کر زمین و فلک
کو جلا دوں گی۔ اور تم میں سے ایک تنفس کو زمین پر باقی نہ چھوڑوں گی۔ واللہ ناقہ صالح خدا کے نزدیک
مجھ سے زیادہ گراں نہیں۔ اور اس کا بچہ میرے فرزند سے عزیز زیادہ نہیں۔ سلمان کہتے ہیں۔ میں نزدیک
جناب خاتمہ کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد کی دیواروں کو زلزلہ ہوا۔ اور اس قدر بلند ہو گئیں اگر جہاں
اس کے نیچے سے نکل جاتے۔ جب میں نے یہ حال دیکھا۔ میں کانپنے لگا۔ اور آٹا غضب الہی معائنہ کئے۔ اس
وقت میں نے جناب سیدہ فاطمہؑ پر اسے استغاثہ کیا۔ اے سیدہ نساء اے فاطمہ و مدار۔ اور اسے خاتون قیامت
اور اسے ہاتھ کرامت دے جگر گوشت رسول الشعلین دے مایہ سلطین قوم جفا کار پر شیش و قرعہ کھینچے اپنے
آپ کی امت پر رحم فرمائیے۔ آپ اہل بیت رحمت و شفاعت ہیں۔ آپ کے پند بزد گوارہ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ لہذا آپ
ان پر سب نزل الہی نہ ہو جیئے۔ سلمان کہتے ہیں جب میں نے اس طرح گزارش کی۔ جناب فاطمہؑ نے میری اتماس
ملعت قبول فرمائی۔ اور حجرہ طہرہ میں تشریف لے گئیں۔ اس وقت دیدار ہائے مسجد اپنی اپنی جگہ اکرام ہوئیں۔
اور گرد و غبار اس قدر اٹھا کہ مسجد گھٹا ٹپ ہو گئی۔ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ بخدا سو گند اگر جناب سیدہ
اپنے مریاں کے بال کھول دیتیں۔ حقیقت سب کے سب مرجانے اور سارہایت دیکھ جب جناب فاطمہؑ مسجد میں آئیں۔
پیراں حضرت رسول سر پر رکھے تھیں۔ اور ہاتھ حسینؑ کے کمرے لقیں۔ پس فرمایا۔ اے ابو بکرؓ تو جانتا ہے کہ میرے
فرزندوں کو یتیم کرے بخدا سو گند اگر ہرگز نہ ہوتا۔ تو میں اپنے سر کے بال کھول کر بدرگاہ خدا صلا بلند کرتی۔
یہ عمل کروں تو میں سے ایک شخص نے ابو بکرؓ سے کہا۔ تجھے کیا یہ منظر رہے کہ سب کو ہلاک کر گئے۔ اس وقت

ابوبکر ڈرے۔ اور جناب امیر سے دست بردار ہو سکے اور جناب امیر دولت سرا میں تشریف لے گئے۔ ایضاً
احتجاج اصحاب کبار احمد مختار۔ سلیم بن قیس نے مسلمانوں سے روایت کی ہے کہ جب زبیر کو لے
گئے کہ ابوبکر سے بیعت کرے۔ زبیر نے عمر سے کہا۔ اسے فرزند منحا کہہ ادا دل جو تیرے گروہ میں تیزی نصرت نہ گاوی
نہ کرتے ممکن تھا۔ تو علی ابن ابی طالب پر بغفت کرتا اور تلوار میرے ہاتھ میں رہی۔ کہا۔ تو نام منحا کہہ لیتا ہے۔
زبیر نے کہا کہ یوں نہ لوں۔ وہ کثیر ذنا کا میرے دادا عبد المطلب کی لونڈی تھی۔ اور تیرے دادا تغیل نے اس
سے ذنا کیا اور..... پیدا ہوا۔ اور وہ میرے دادا کا غلام تھا جب یہ کہا۔ ابوبکر نے دونوں میں بیچ بچا کر ابوبکر
اور حبیب سلمانی کی گون میں نسیان ڈال کر بیعت کے لئے کھینچا۔ ان کی گون پر اس ایذا کی وجہ سے کوئی عارضہ نہ
گیا۔ جبر پر بیعت کے بعد کہا۔ تم لوگوں نے ہلاکت و مصلحت کو خود اپنے واسطے تاقیامت اختیار کیا۔ اور امت ٹٹے
گذشتہ کی بدعتوں کو تازہ کیا اور اپنے پیغمبر کے بعد دین سے پھر گئے۔ اور خلافت کو ذبحین سے جدا کر لیا۔ عمر نے کہا
تم سے اور تمہارے امام سے ہم نے بیعت لے لی۔ اب تم جو چاہو کہو۔ اور اس کا دل جو چاہے کہے۔ سلمانی نے کہا۔
میں نے حضرت رسولؐ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ لو! دشانی پر گناہ نادر قیامت مثل گناہ ان امت اور مثل عذاب
جہنم امت ان پر عذاب ہو گا۔ حضرت ثانی نے کہا۔ جبکہ تم نے بیعت کر لی۔ اور تہلہ ہی تاکھیں تمہارے بولا کی مفلحت
سے روشن نہ ہوئیں۔ تو جو چاہو کہو۔ سلمان نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ میں نے کتاباں آسمانی میں پڑھا ہے۔
ایک دروازہ دروازہ ہائے جہنم سے اس نام سے سنی ہے۔ ثانی نے کہا۔ جبکہ اس جماعت سے جس کو تم نے خلافت عطا
تھا خلافت نکل گئی۔ تو جو چاہو کہو۔ سلمان نے کہا۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ حضرت رسولؐ سے تفسیر اس آیت کی پوچھی۔
فیسو من لا یعذب عذاباً احد او لایسئل و مشاۃ احد حضرت رسولؐ نے فرمایا یہ آیت کے
حق میں آئی ہے۔ مسلمان کہتے ہیں۔ جناب امیرؓ نے مجھے حکم دیا۔ خاموش رہو۔ اور اگر جناب امیرؓ مجھے خاموش نہ
فرماتے۔ جو کچھ شان ابوبکر و عمر میں نازل ہوا ہے اور رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ میں سب بیان کر دیتا ہوں۔ جناب
امیرؓ نے سلمانؓ و مقدادؓ و دبیرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ تم نے حضرت رسولؐ سے نہیں
سنا کہ فرماتے تھے۔ جہنم میں ایک صندوق ہے۔ اس میں بارہ آدمی ہیں۔ چھ آدمی امت گذشتہ کے اور چھ آدمی اس
امت کے اور وہ صندوق ایک کنوئیں میں ہے۔ اور اس کنوئیں کے دروازے پر ایک پتھر ہے۔ جس وقت حق تعالیٰ
چاہتا ہے۔ کہ جہنم کو مشغول کرے۔ حکم فرماتا ہے کہ اس پتھر کو جہنم سے اٹھالیں۔ جب اس پتھر کو اٹھاتے ہیں۔ تمام
جہنم اس کنوئیں کی حرات سے دھکنے لگتا ہے۔ پس میں نے تمہارے سامنے پوچھا۔ یا حضرت وہ کون لوگ ہیں۔
فرمایا۔ وہ چھ آدمی امت ہائے گذشتہ کے ہیں۔ قابیل۔ فرعون۔ نمرود۔ یے کندیہ۔ نوحہ صالح۔ ایدہ و آدمی
بنی اسرائیل سے جنہوں نے موسیٰ و عیسیٰ کے بعد ان کے دین کو متغیر کیا۔ اور ان کی امت کو گمراہ کر دیا۔ اور لیکن چھ

آہی اس امت کے پس و بال مولان پانچ نفوس کے۔ بچے۔ جنہوں نے آپس میں نامہ لکھ کر عہد کیا کہ خلافت میرے
 وصی میں نہ رہے۔ ابو عبیدہ جراح۔ سالم مولائے سعد بنیز۔ وسید بن عاص۔ اول۔ دوم۔ حضرت عثمان نے کہا۔
 یا علیؑ آیا میرے حق میں بھی آپ نے کچھ سنا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے کمر سنا۔ حضرت رسولؐ نے.....
 کی اور نہیں سنا کہ میرے لئے استفادہ کیا۔ جب یہ لوگ غضب خلافت کر چکے۔ اوسا اس پر بھی راضی نہ
 بیان **غضب فداک**۔ ہوئے چاہا کہ فداک کو جناب فاطمہؑ سے غضب کریں۔ اور حضرت رسولؐ
 فداک پر بغیر جنگ کے قابض ہوئے تھے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ **وَأَذَى النَّفْسِ بِهَا حَقُّهُ** اور
 جبریلؑ نے کہا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فداک فاطمہؑ کو دے دو۔ قیامت تک اس کے فرزندوں میں رہے۔
 اور حضرت رسولؐ نے فداک حکم خدا فاطمہؑ کو دیدیا۔ اور جناب فاطمہؑ کی طرف سے اس کے منظم مقرر تھے۔
 یہاں تک کہ حضرت رسولؐ نے انتقال فرمایا۔ پس ابوبکر و عمرؓ نے آپس میں صلاح کی کہ فداک کی آمد کی بہت
 اگر یہ اہل بیت رسولؐ کے قبضہ میں نہ ہو سکا۔ تو ان کے حلالست و بزرگی و استحقاق و ائق میں کہ یہ اس کے مستحق
 ہیں۔ تمام لوگ ان کی طرف رجوع کریں گے۔ لہذا ان سب نے مل کر باتفاق ایک حدیث وضع کی کہ حضرت رسولؐ
 نے فرمایا ہے کہ ہم گردہ پیزان کوئی چیز میراث میں نہیں چھوڑتے۔ اور جو کچھ ہمارے بعد باقی ہے ہم سے وہ سب
 مسلمانوں کے لئے تصدق ہے۔ باوجود حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ **وَرِثَ سَلَامَاتِ**
حَاضِرًا اور حضرت زکریاؑ نے فرمایا۔ فہب لی من لدنک ذلک و لیس یورثنی پس لوگوں کو بھیجا کہ منتظمین
 جناب فاطمہؑ کو فداک سے خلع کر دو جب یہ خبر جناب فاطمہؑ کو پہنچی۔ ہر اگر وہ زنانہ بنی اٹھم ابوبکرؓ پاس تشریف
 لائیں اور فرمایا۔ اب تو چاہتا ہے کہ وہ زمین جو حضرت رسولؐ نے حکم پر ہمارا کچھ عطا فرمائی تھی چھین لے۔ اور
 حضرت رسولؐ نے بچہ اپنے فرزندوں کے اس کے سوا کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ مگر تو نے نہیں سنا کہ حضرت
 رسولؐ نے فرمایا۔ ہر ایک کی حرمت اس کے فرزندوں میں رکھنی چاہیے۔ یہ سن کر ابوبکرؓ نے غصہ میں تھیں کہ وہ
 دوائے ظلم طلب فرماتا کہ لکھے اور فداک جناب فاطمہؑ کو واپس کر دے۔ عمرؓ نے کہا۔ جب تک فاطمہؑ گواہ
 لائیں۔ نامہ نہ لکھنا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ آیا وہ حکم جو سب مسلمانوں کے بارے میں جاری ہے کہ شہادت
 دعویٰ سے طلب کہے۔ تو میرے حق میں وہ حکم جاری نہیں کرتا۔ حالانکہ میں فداک پر قابض و متصرف ہوں۔
 اور تو چاہتا ہے کہ مجھ سے لے لے۔ پس لازم ہے کہ تو گواہ لائے۔ عمرؓ نے کہا۔ جب تک گواہ نہ ملے گی میں نہ
 دوں گے مجھ پر کہ جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ حسنین و ام ایمنؓ کو گواہی کے لئے بلا لیں۔ عمرؓ نے کہا۔ علیؑ کی گواہی
 کا اعتبار نہیں۔ اس لئے وہ اپنے لئے اور اپنے فرزندوں کے لئے ایسا کہہ دیں گے۔ اور حسنینؓ بچے ہیں اور
 ام ایمنؓ زن محکمہ ہے۔ اس کی گواہی معتبر نہیں۔ بروایت دیگر ابوبکرؓ نے نامہ لکھا اور جناب فاطمہؑ کو دیا۔ عمرؓ نے

دستہ میں دست مبارک جناب فاطمہ سے لیکر اس نامہ کو پڑھا۔ اور پھر اٹھ اٹھا۔ اس وقت جناب فاطمہ نے فرمایا جس طرح کہ میرا نام بھلا خدا تیرا پیٹ پھاڑے۔ بروایت دیگر وہ نامہ جو حضرت رسولؐ نے دربارہ فدک لکھا تھا۔ جناب فاطمہ سند کے واسطے لائیں۔ عمر نے وہ نامہ دست فاطمہ سے لیکر اس پر آب دیا۔ اور پھر بارہ بارہ کڑا۔ پس جناب فاطمہ ہمراہ زنانہ عثمان در میان مسجد آئیں۔ زنانہ عثمان نے پردہ جناب سیدہ کے سامنے ڈال دیا۔ اس وقت جناب فاطمہ نے اس گروہ پر تمام محبت حق تعالیٰ کے واسطے اور سب لوگوں پر ان کے ملاوٹوں کو ظاہر کرنے کے واسطے ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ دیا۔ اور ادا و امر و نواہی حق تعالیٰ کو ان کے واسطے بیان فرمایا۔ اور ان کو عقوبات حق تعالیٰ سے ڈرایا اور جہتہائے شافی دربارہ فدک ان لوگوں پر فرمائی اور جو کچھ جناب سیدہ نے فرمایا تمام مہاجرین و انصار نے اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد جناب فاطمہ نے ان لوگوں سے گواہی چاہی کہ حضرت رسولؐ نے میرے حق میں کہا ہے۔ فاطمہ میری بارہ تین ہے جو اسے آزار دے اس نے مجھے آزار دیا۔ اور جس نے مجھے آزار دیا اس نے خدا کو آزار دیا۔ یہ سن کر سب نے اس کلام کی حقیقت پر تصدیق کی حقیقت پر تصدیق کی۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ تم لوگ گواہ رہو۔ ابو بکر و عمر نے مجھے آزار دیا۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ان الذین یؤخّرون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاٰخرۃ واعدّ لہم عذابا الیمّا۔ اور گھر میں تشریف لے گئیں۔ صدقات آزار و ضرر پہنائے افراد سے اکثر تجوید و بیارہ ہا کہ تیں۔ ابو اور جب جناب امیر مسجد میں آئے۔ ابو بکر و عمر احوال جناب فاطمہ پر پوچھتے۔ یہاں تک کہ مرض ان پر شدید ہوا۔ اور ان لوگوں نے بظاہر بہت کوشش کی کہ جناب سیدہ کو رہنمائی کریں۔ اس لئے لوگ ان کو طعن و تشنیع کم کریں۔ مگر جناب فاطمہ راضی نہ ہوئیں۔ اور فرمایا۔ خداوند تو گواہ رہے کہ ان لوگوں نے مجھے ایذا دی اور میں ان کی تجھ سے شکایت کرتی ہوں۔ اور ان سے ناخوش ہوں۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کروں اور جو ان لوگوں نے سلوک کیا۔ اس کی شکایت کروں۔ سلیح بن خنیس کہتا ہے۔ ابن عباس برائے شیخین وصیّت فاطمہؑ سے میں نے سنا جب مرض جناب فاطمہ پر شدید ہوا۔ جناب امیر کو بلایا۔ اور فرمایا میں تم کو وصیّت کرتی ہوں کہ بعد میرے مرنے کے امام میری دین کی وصیّت کی خواست نکال کرنا۔ اور نابوت حبیباً ملائکہ نے وضع کیا ہے ویسا بنانا۔ اور میرے جنازہ پر کسی دشمن خدا کو نہ آنے دینا۔ اور اسی دن جناب فاطمہ نے دنیا سے رحلت کی۔ تمام مرد و زن کی صدائے گریہ سے مدینہ کو زلزلہ ہوا۔ اور تمام لوگوں پر دہشت عظیم۔ مانند روز وفات حضرت رسولؐ طاری ہوئی۔ ابو بکر و عمر جناب امیر کے پاس تعزیت کو آئے اور کہا جب تک ہم نہ آئیں دشمن رسولؐ خدا پر نماز نہ پڑھنا۔ جب رات ہوئی جناب امیر نے عباس اور فضل بن عباس و سلمان و مقارہ ابو ذر و عمار کو بلایا۔ اور جناب فاطمہ پر نماز پڑھی اور دفن

کر دیا۔ صبح کو معاذ نے ابو بکر و عمر سے کہا۔ ہم نے کل جناب فاطمہؓ کو دفن کر دیا۔ عمر نے ابو بکر سے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ایسا کریں گے جو اس نے کہا۔ جناب فاطمہؓ نے خود وصیت کی تھی کہ تم لوگ ان پر نماز نہ پڑھنے پاؤ۔ عمر نے کہا تم لوگ ہرگز اپنے کینہ و برہنہ کو ترک نہیں کرتے۔ والد میں جانا ہوں اور جناب فاطمہؓ کو قبر سے نکال کر ان پر نماز جنازہ پڑھتا ہوں۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ بخدا سو گند اے سپر صخا کہ اگر تو یہ ارادہ کرے گا تو میں بھی شمشیر خلافت میں نہ کروں گا جب تک کہ تجھ کو اور تمہارے ساتھیوں کو جو یہ عمل کریں قتل نہ کر لوں۔ جب عمر نے یہ سنا خاموش ہو گیا اور جانا کہ جناب امیرؓ جس بات پر قسم کھائیں گے وہ ہو کر رہے گی۔ اس وقت جناب امیرؓ نے فرمایا اے عمر حضرت رسولؐ نے تیرے کے سبب مجھے بلایا۔ اور چاہا کہ تیرے سدا باب کے لئے مجھ میں کو میں تجھے نہ کر دوں۔ پس حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فلا تجعل علیہم انما نعتا لحدود عدا۔ اس سبب سے حضرت تیرے سے دست بردار ہوئے اور تیرے معاملہ کو آخرت پر چھوڑ دیا۔ آپس میں شیخین کا ارادہ قتل امیر المومنینؓ۔ ایک گروہ منافقین نے صلاح کی کہ جناب امیرؓ کو قتل کریں۔ اور باہم کہا کہ ہماری عسکری مستحکم نہ ہوگی جب تک علیؓ کو قتل نہ کریں جب ابو بکر نے ان سے کہا جب پتہ چلا۔ یہ کوئی جرات نہیں کر سکتا۔ ثانی نے ایک آدمی بھیج کر خالد بن ولید کو بلایا۔ اور کہا تم کو میں نے ایک امر عظیم کے لئے بلایا ہے۔ بولا کچھ کہو مجھے منظور ہے۔ اگر میرے قتل علیؓ ہی کیوں نہ ہو۔ کہا۔ اسی لئے تم کو بلایا ہے۔ خالد نے پوچھا کس وقت علیؓ کو قتل کروں۔ نے کہا۔ وقت نماز میں علیؓ کے پہلو میں کھڑا ہو جب میں سلام کہوں تو علیؓ کو قتل کر۔ امراء بنت عیسٰی کہ پہلے دن جعفرؓ قتل ہوئے تھے اس وقت زوجہ ابو بکر تھیں۔ جب اس نے لوگوں کے اس مشورہ کو سنا۔ اپنی کینہ سے کہا۔ علیؓ اور فاطمہؓ کے گھر جا۔ اور ان کے گھر میں پھرتی اور یہ آیت پڑھتی جا۔ ان المسلما یتھمن بک لیقتلواک فاحذرم انی لاک من الت صھیین جب وہ کینہ آئی اور یہ آیت پڑھا۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ اپنی بی بی سے کہہ دے۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ وہ لوگ یہ قیدت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ اگر وہ مجھے قتل کریں گے تو انکشتین دقا سطین و مار قین سے کون لڑے گا۔ پس جناب امیرؓ نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لائے۔ مشغول نماز ہوئے۔ خالد بن ولید بھی پہلو میں کھڑا ہوا۔ اس وقت ابو بکر نماز پڑھتا تھا۔ اور ڈر سے کہ جناب امیرؓ نے اگر تمہارا کھینچ لی تو پہلے میں ہی نہ مارا جاؤں۔ اس خیال سے تشہد کو بہت طول دیا۔ یہاں تک کہ نزدیک ہوا آفتاب طلوع ہو جائے۔ خون و دمل یہ بھی تھا اگر سلام کہی اور خالد بن ولید اپنی حرکت ناپاک کرے۔ فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے۔ پس قبل سلام ابو بکر نے کہا۔ اے خالد جس بات کا میں نے تم کو حکم دیا ہے وہ نہ کرنا۔ اور اگر کرے گا۔ تو میں تجھے مار ڈالوں گا۔ یہ کہہ کر سلام نماز کیا۔ اس وقت جناب امیرؓ نے خالد سے کہا۔ تجھے ابو بکرؓ نے کیا حکم دیا تھا۔ اس نے کہا۔ تمہارے

قتل کا فرمایا کیا تو مجھے قتل کرتا۔ خالد نے کہا۔ ہاں واللہ اگر ابو بکر منع نہ کرتے۔ تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ یہ سن کر جناب امیر نے خالد کو بلند کر کے زمین پر دسے مارا۔ اور اس کے سینے پر چوڑا پیٹھ اور تلوار اٹھائی کہ سر کاٹ لیں۔ عمر نے چلا کر کہا۔ بحق پروردگار کہ علی ابن ابی طالب خالد کو مارے ڈالتے ہیں۔ سب مل کر چھوڑا۔ یہ سن کر تمام حاضرین مسجد میں جمع ہو گئے۔ مگر جناب امیر کے ہاتھ سے نہ چھوڑا سکتے تھے۔ بروایت دیگر جناب امیر نے دو انگلیوں سے اٹھا کر خالد بن ولید کو مسجد کے کھمبے پر دسے مارا۔ خالد جھپٹنے لگا۔ اور ہیشاب کر دیا۔ اہل بلوں ادا تھا۔ اور کوئی اس کو چھوڑانے کی کوشش نہ کرتا تھا۔ ابو بکر نے ثانی سے کہا۔ تیری شس رائے سے یہ ہوا۔ اور میں جانتا تھا کہ ایسا کچھ ہو گا۔ پس ابو بکر نے عمر سے کہا۔ جاؤ اور عباس علم علی کو مارا کہ اپنے ساتھ لے آؤ۔ شاید علی اپنے بچا کی بابت مان لیں۔ جب عباس مسجد میں آئے کہا علی کو بحق صاحب قبر کی قسم کہ خالد سے دستبردار ہو جائیں۔ جب یہ قسم دی جناب امیر نے خالد کو چھوڑ دیا۔ اور گدیہ بیان ثانی پکڑ کر ایک چھٹکا دیا۔ اور فرمایا۔ اگر حضرت رسول کی وصیت مانع نہ ہوتی تو تو جانتا میں زیادہ ضعیف ہوں یا تو ہے۔ بیفرما کر اسے بھی چھوڑ دیا اور گھر میں تشریف لے۔

روایت محمد بن حمزہ طبری۔ محمد بن حمزہ طبری الامی نے کتاب دلائل امامہ میں جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ دو بزرگ چیزیں درمیان امت چھوڑیں۔ خدا کی کتاب اور حضرت کہ اہل بیت حضرت رسولؐ ہیں۔ اور ہنگام وفات جناب فاطمہؑ سے چپکے سے کہا کہ پہلے جو اہل بیت سے مجھ سے ملتی ہو گا۔ وہ تم ہو گی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ چند روز بعد وفات سید کائنات حالت خواب و بیداری میں میں نے اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا۔ اونچی جگہ پر کھڑے ہیں اور میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ جب میری نظر خود شہد جمال پدر بزرگوار پر پڑی۔ بیتاب ہو گئی۔ اور فریاد کی یا اتناہ آپ تشریف لے گئے ادا آسمان کی خبر ہم سے منقطع ہو گئی۔ پھر کیا ہمتی ہوں فرشتوں کی ذریعہ آسمان سے نیچے آئیں۔ اور دو فرشتے سب کے آگے آگے آتے ان دو فرشتوں نے مجھے اٹھا لیا۔ اور آسمان پر لے گئے۔ جب میں آسمان پر پہنچی۔ قصر ہائے اسید وستان و درختان و نہر ہائے بیشمار میں نے دیکھے۔ اور ان قصر وں میں حوریں نہایت حسینہ و جمیلہ ہنستی و پور خوشی کرتی دیکھیں کہ آپس میں کہتی ہیں۔ مرحا اس کو جس کے پدر کے لئے بہشت اور حور العین خلق ہوئی۔ پھر ملائکہ مجھے ایک مکان میں لے گئے۔ جس میں بہت سے قصر تھے اور ہر قصر میں بہت سی منزلیں تھیں۔ کہ کسی آنکھ نے ایسا مکان نہ دیکھا ہو گا۔ اور ہر منزل میں ایک تخت رکھا تھا۔ اور ہر تخت پر فرشتہائے رنگارنگ جریر و سندس کے بچھے تھے۔ اور لحاف انواع و اقسام استبرق و دیبا کے رکھے تھے ادا انواع و اقسام کھانوں کے خوان و ظروف طلائی و نقرئی۔ شرابوں سے بھرے رکھے تھے۔ اور نہریں دو در سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھیں۔ اس وقت میں نے پوچھا یہ منازلی رفیعہ اور قیصر و منیر کیسے ہیں۔ اور یہ فرشتہائے مختلف الملوک

نعمتہائے فزاوان کس کے لئے ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ یہ فردوس اعلیٰ ہے۔ بہشت میں اس سے زیادہ بلند مکان
اور اس سے بہتر کوئی جگہ نہیں۔ یہ مکان تمہارے پدر بزرگوار اور ان کے اہل بیت عالی مقام رکھنے۔ اور جسے خدا پیغمبروں
میں سے چاہے۔ میں نے خود کو پہلے نہیں کیسی ہے۔ فرشتوں نے کہا۔ یہ نہر کو شے ہے جس کا حق تعالیٰ نے تمہارے پد سے وعدہ
کیا ہے۔ میں نے کہا۔ میرے پدر بزرگوار کہاں ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ ابھی آتے ہیں۔ اسی گفتگو میں نفی کہ ناگاہ دوسرا
قصر دیکھا۔ وہ قصر پہلے اول سے زیادہ سفید اور نورانی تھا۔ اور تخت اور فرش زیبا وہاں دیکھے تھے۔ ان سے زیادہ
عظمت وہاں دیکھیے۔ ناگاہ میری نظر پدر بزرگوار پر پڑی کہ ایک تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ایک جماعت خدمت میں حاضر ہے۔
جب نظر پدر بزرگوار مجھ پر پڑی۔ ہاتھ بڑھا کر مجھے اپنی طرف لے گئے۔ اور گود میں لے کر درمیان دو دروازوں سے گزر دیا۔ اور
فرمان لے۔ سو خرم خوش آمدی۔ اور مجھے اپنی آغوش مبارک میں بٹھا کر فرمایا۔ اے صبیحہ من و نور دیدہ من تو نہیں دیکھتی۔
کہ خدا نے تیرے لئے کیسے کیسے قصر اور کیسی کیسی نعمتیں مہیا کیں۔ یہ فرما کر مجھے نفیس نفیس قصر اور انواع و اقسام کے لباس
دیکھائے اور فرمایا۔ یہ سب تھر تھر سے اور تیرے شوہر اور تیرے دونوں فرزندوں کے۔ اور جس نے تجھے دوست رکھا
اس کے لئے ہیں۔ اے فاطمہ شاد و خوش رہ کہ بہت جلد تو میرے پاس آئے گی۔ اور جو رہ جفاکاران امت سے چھٹ
جائے گی۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ اس حال کے دیکھنے سے میرا دل پر داز کر گیا۔ اور شوق نقلے الہی زیادہ ہوا۔
میں اس خواب سے چونکی۔ جناب امیر نے فرمایا کہ جناب سیدہ خواب سے بیدار ہوئیں۔ مجھے آواز دی جب میں پاس گیا۔
سیدہ کو پریشان دیکھا۔ پوچھا۔ اے سیدہ تمہارا حال کیا ہے۔ جناب فاطمہ نے اپنا خواب بیان کیا۔ اور مجھ سے عہد و پیمان
لیا کہ جب وقت حرکت کروں۔ عورتوں میں بغیر اسمہ زوجہ رسولؐ۔ ام کلثومؓ اور مروان میں حسن حسینؑ عبد اللہ
بن عباسؑ سلمانؑ محمد بن یاسرؑ مقدادؑ ابوذرؑ کے اور کسی کو خبر نہ کرنا۔ اور کہا۔ اے امیر میں تم کو اجازت دیجی ہوں۔ کہ بعد وقت
میرے ہم پر نظر کرنا۔ مجھے غسل دینا۔ اور عورتیں تنہا ہی مدد کریں۔ اور بات کو مجھے دفن کرنا۔ اور کسی کو میری قبر کا نشان نہ بتانا۔
جب شب وفات جناب فاطمہؑ ہوں حالت احتضار میں کہا۔ وعلیک السلام اور جناب امیرؑ سے کہا۔ اے پسر علم وقت
جو میں آئے اند مجھے سلام کیا۔ اند کہا۔ خدا نے تم کو سلام کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ اے حبیبہ حبیب خدا و میوہ اہل عزا و ایمان تو حق
ہو ملا علیؑ ہو گی۔ اور جنت المأویہ جاہ راحت کریگی۔ جو میں یہ رسالت ملک جلیل پہنچاؤ آسمان پر چلے گئے۔ بخود ہی دیر میں
پھر جناب سیدہؑ نے کہا۔ علیک السلام اور کہا۔ اے پسر علم بخدا اسوگن میکائیل آئے اند مجھے سلام کیا۔ بعد ایک لحظہ کے
عرب آنکھیں کھول کر فرمایا۔ اے پسر علم۔ واللہ موت ہر ذی حیات کے لئے حق ہے اور پہنچے گی۔ اب یہ عزرائیل آئے۔ اند
باز دوسرے مشرق و مغرب کھولے ہوئے ہیں کہ ما بین آسمان و زمین بھر گیا ہے اور جواد صاف میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے
بیان کئے تھے میں دیکھ ہی ہوں۔ پس کہا۔ وعلیک السلام یا قاضی الامر۔ یعنی تم پر سلام ہو اے روحوں کے قضا کرنے
والے۔ میری جان جلد اور آسانی سے قبض کرو۔ اور مجھے آزار نہ دینا۔ پھر کہا۔ ابیک ساری لا۔ لی النار۔ یعنی اسے

بعد و گار مجھے اپنے جوار رحمت میں لے جلا اور جہنم میں نہ لے جا۔ یہ فرما کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور اٹھ پاؤں قبلہ
 کی طرف پھیلا دیئے اور بریاض جنت خراماں ہوئیں۔ کتاب مصباح الافوار میں ابن عباس سے روایت
 بیان وفات جناب فاطمہؑ کی ہے۔ جب جناب فاطمہؑ نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ اور
 سترہ اے منافقین امت کی شکایت کی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ غم نہ کھا۔ ترے لئے وہ سب
 آخرت میں مہیا ہے جو خدا نے پرہیزگاروں کے لئے مہیا کیا ہے اور تو اب بہت جلد میرے پاس آئی ہے۔
 جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ جب زمانہ رحلت جناب سیدہ قریبؑ ہوا۔ روئے لگیں بھلب۔
 امیر نے پوچھا۔ اے سیدہ! سے خاتون کیوں روتی ہو؟ کہ میں ان ستموں پر روتی ہوں۔ جو میرے بعد کافران
 بجا و منافقان پر جفا سے تم کو پہنچیں گے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ نہ رو۔ بخدا وہ سب از روایہ خدا میں
 مجھ پر سہل ہیں۔ برجناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ جب میری والدہ فاطمہؑ کا وقت وفات
 قریب ہوا۔ جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور وصیت کی۔ میں جب بعالم بقا رحلت کر دین۔ تم خود متوجہ غسل مہلتاؤ۔
 جس امور بجالاؤ۔ مجھ پر ناز نہ پڑھنا۔ اور اپنے اہل بیت سے مجھے قبر میں انارنا۔ اور میرے منہ کے سامنے بیٹھ کر قرآن اور
 بہت سی دعائیں پڑھنا۔ کہ وہ ساعت وہ ہے کہ مردے زندوں کی صحبت اور دعا کے محتاج ہوتے ہیں۔ تمہیں خدا کو
 سونپی ادا اپنے فرزند ان غریب کی سفارش کرتی ہوں۔ پھر ام کلثومؑ کو گود میں لیا۔ اور فرمایا۔ جب یہ دختر بالغ ہو۔
 جو کچھ گھر میں ہے سب کچھ اس کو دے دینا۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب فاطمہؑ نے ماہین
 نماز مغرب و عشاء بدار بقا رحلت فرمائی۔ اور حدیث دیگر میں ارشاد کیا۔ کہ جناب سیدہ بمباری میں اس دعا کہ
 بہت پڑھتی تھیں۔ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث فاغثنی الماھم و حز حنی عون
 السار و ادخلنی الجنۃ و اخرجنی بانی محمدؐ۔ اے زندہ کہ ہرگز میرے لئے مرگ نہیں ادا لے
 پاؤگا کہ سب چیزیں تیری ذات سے میری ہیں۔ میں تیری رحمت سے استغاثہ کرتی ہوں۔ بلا اہا تو میری فریاد کو
 پہنچ ادا آتش جہنم سے مجھے دور کر اور مجھے داخل بہشت کر۔ اور میرے باپ محمدؐ سے مجھے ملا دے۔ جناب
 امیرؑ نے فرمایا۔ خدا تم کو عافیت دے اور باقی رکھے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اے ابوالحسنؑ! بارگاہ خدا میں جناب
 قریبؑ ہے۔ یہ کہہ کر امور خانہ وادی کے اوقات اور متاع خانہ وادی کی وصیت فرمائی۔ اور میرے بعد امامہ بنت
 ابی العاص کی کہ میری خواہر زینب کی دختر ہے جو مستکاری کرنا کہ وہ میرے فرزندوں پر مہربان ہے۔ جناب امام
 حسینؑ سے روایت ہے۔ جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ کو غسل دیتے تھے۔ خداوند تیری کینز اور نیر سے پیغمبر کی وصیت ہے۔
 اور برگزیدہ و پسندیدہ ہے۔ خداوند اپنی محبت اسے تلقین کر۔ اور اس کی دلیل کو عظیم فرما۔ اور اس کے درجہ کو
 بہشت میں رفیع کر۔ اور اس کے باپ کو اس سے ملا دے۔ جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے

جناب سیدہ ہر اپنے گھر میں نماز پڑھتی، پانچ تکبیریں کہیں۔ اور مرتبہ جب حضرت تکبیر کہتے تھے جبریل اور جبرائیل ملا کہ ہمیں تکبیر کہتے تھے۔ بروایت دیگر پچیس تکبیریں کہیں۔ اور فرمایا۔ جب جناب امیرؓ نے جناب فاطمہؓ کو قبر میں رکھا۔ فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ عَلٰی سَلٰتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اے صدیقہ معصومہ میں نے تم کو اسے سونپا۔ اور اس کے سپرد کیا۔ جو حجہ سے زیادہ تم کو مزاوار ہے اور میں راضی ہوں اس وجہ سے کہ خدا راضی ہوا تم سے۔ پس یہ آیت تلاوت فرمایا۔ مَخْطَا خَلَقْنَا کَافِرًا وَ ذَیْہِا نَعْبِدُ کَافِرًا وَ مَخْطَا غَضَّ جَبَلًا حَتّٰی اَخْرَجَہُ یَعْنٰی میں نے تم کو خاک سے پیدا کیا اور تمہارا غی خاک ہی کی طرف بازگشت کی۔ اور خاک میں سے تم کو بار و دیگر بار لاؤں گا۔ جب قبر پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا نزدیک قبر پڑ گئے۔ اور سیلاب اشک خونین دیدہ حق میں سے جاری ہوا۔ اس وقت عباس نے نہایت التماس و دہمائی امام مظلوم محزون و مغموم کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر میں لائے۔ ابن بابوئے نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب صادق سے پوچھا کہ آگ جنازہ کے پیچھے لے جاسکتے ہیں۔ اور شمع و قندیل وغیرہ بھی ہمراہ جنازہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ سن کر رنگ مہارک حضرت متغیر ہوا اور فرمایا۔ ایک روز شیطان جناب سیدہؓ پاس آیا۔ اور کہا۔ علیؓ ابن ابی طالب نے وغیرہ اوجہل کی خواستگاری کی۔ جناب سیدہؓ نے اس شقی سے کہہ کر تو قسم کھا۔ اس نے تین دفعہ قسم کھائی۔ اور کہا۔ جو کچھ میں کہتا ہوں۔ سچ کہتا ہوں۔ جناب فاطمہؓ کو بہت غیرت آئی۔ اس نے کہ حق تعالیٰ نے عورتوں کے ضمیر میں بہت غیرت قرار دی ہے۔ جس طرح مردوں پر جہاد واجب کیا ہے اور اس عورت کے لئے جو باوجود غیرت کے صبر کرے ایک ثواب مقرر کیا ہے مثل ثواب اس شخص کے جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے مرد پر ہتھیان کرے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؓ کو نہایت صدمہ ہوا۔ اور متغیر و متروک ہوئیں۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی جب طاقت ہوئی۔ امام حسینؓ کو بائیں کندھے پر بٹھایا۔ اور بایں ہاتھ کلثومؓ کا اپنے دامنہ ہاتھ میں لیا۔ اور اپنے چہ بندہ گوار کے گھر تشریف لے گئیں۔ جب جناب امیرؓ گھر میں آئے اور جناب فاطمہؓ کو دہاں نہ دیکھا۔ بہت تنگی و محزون ہوئے مگر تشریف لے جانے کا سبب نہ نکلا۔ اور شرم و حجاب و امتیاز ہوا۔ کہ جناب سیدہؓ کو ان کے پردہ بگوار کے گھر سے بلا لیں۔ پس گھر سے باہر نکل آئے۔ اور مسجد میں جا کر بہت نماز ادا کیں۔ اور ایک تودہ خاک جمع کر کے اس پر تکیہ فرمایا۔ جب جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؓ کو محزون و مغموم پایہ غسل کیا۔ اور لباس بدل کر مسجد میں تشریف لائے۔ اور نمازیں پڑھنی شروع کیں۔ مشغول رکوع و سجود تھے۔ بعد دو رکعت کے دعا مانگتے تھے۔ خداوند فاطمہؓ کے حزن و دلال کو نائل کرے کیونکہ جس وقت گھر سے باہر تشریف لائے فاطمہؓ کو دیکھ کر گڑے تھے۔ کہ آپ کہیں بدیں اور ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہیں۔ پھر گھر میں تشریف لے گئے دیکھا فاطمہؓ کو فیند نہیں آتی۔ اور مقبرہ پر تھے۔ فرمایا۔ اے دختر گرامی۔ اے فاطمہؓ الخ۔ جب جناب فاطمہؓ انھیں جناب رسول خداؐ نے امام

حسن کو اور فاطمہ امام حسین کو اٹھایا۔ اور ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے مسجد میں تشریف لائے یہاں تک کہ قریب جناب امیر میسر پہنچے اس وقت جناب امیر آرام فرما رہے تھے۔ اس وقت جناب رسول خدا نے اپنا پاؤں جناب امیر کے پاؤں کے اوپر رکھا۔ اور فرمایا۔ اے ابو تراب اٹھو۔ گھر والوں کو تم نے اپنی جگہ سے جدا کیا ہے۔ جاؤ اور لو کہ وشر اور ظلم کو بلا لاؤ۔ پس جناب امیر گئے۔ اور ابوبکر و عمر کو ملائے جب قریب جناب رسول خدا کے حاضر ہوئے۔ حضرت رسول نے ارشاد کیا۔ اے علی کیا تم نہیں جانتے کہ فاطمہ میری پارہ تن ہے اور میں فاطمہ سے ہوں میں نے اسے آزاد کیا۔ جس نے اس کو میری وفات کے بعد زار دیا۔ گو یا ایسا ہے جیسا کہ میری حیات میں آثار وید اور جس نے اس کو میری حیات میں زار وید ایسا کہ گویا میری وفات کے بعد زار دیا۔ جناب امیر نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ اسی طرح ہے۔ اس وقت جناب رسول خدا نے فرمایا۔ تم کو کیا باعث ہوا۔ جو تم نے ایسا کام کیا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ بھئی اس خدا کے جس نے آپ کو برستی بھیجا۔ قسم کھاتا ہوں جو کچھ فاطمہ سے کسی نے کہا۔ وہ فی الواقع صحیح نہیں ہے۔ اور میرے دل میں بھی وہ امور نہیں گذرے۔ جناب رسول خدا نے

یہ روایت حکمران پادلی کی جناب امیر کی خدمت کے لئے تیار کی گئی ہے۔ مسودہ بن مخمرہ اس کا راوی ہے۔ بخاری میں چار جگہ مسلم میں تین جگہ ابن ماجہ میں ایک جگہ ہے۔ یہ مسودہ بن مخمرہ کے متعلق عرض کرتے ہیں۔ کتاب الحجۃ بن رجال الصمیمین لابن الفضل محمد بن طاہر جلد دوم ذکر مسودہ بن مخمرہ ص ۵۷ علامہ ابن عبد البر مسودہ بن مخمرہ مکہ میں ہجرت سے دو سال گزرنے کے بعد پیدا ہوئے آخر ماہ ذی الحجہ میں والد ان کو مکہ سے مدینہ لائے۔ ربیع الاول ۳۶ھ میں انتقال ہوا۔ اور مدینہ ۳۷ھ میں مکہ منتقل ہوا۔ اور ربیع الاول ۳۸ھ میں رسول اللہ کا انتقال ہوا۔ گویا مدینہ میں مسودہ بن مخمرہ دو سال و دو مہینے رہے بقول حافظ ابن عبد البر وقت وفات رسول اللہ مسودہ کی عمر پونے چھ سال کی۔ اور بقول ابن طاہر پونے آٹھ سال تھی۔ اور واقعہ دختر ابو جہل کا آنحضرت کی وفات سے اگرچہ نہیں تو دو سال قبل ہو گا۔ اور مسودہ بن مخمرہ کی عمر اس وقت چار سال یا پانچ سال سے زیادہ چھ سال تھی تو یہ سن تیز کر بھی نہیں آتے تھے۔ ان کو عباسی کا لقب بھی نہیں دیا جاسکتا۔ انھوں نے دنیا کی عقل پر کراس چار یا چھ سال کنے کچھ کی بات پر تو دنیا نے اعتبار کر دیا۔ اور معاملہ مذکور میں شیخ کی گواہی کو بچے کہہ کر اتان مکہ دنیا جھٹلا دی ہے نیز مسودہ بن مخمرہ بن عیین علی سے تھے عبدالرحمن بن عوف کے بھانجے جنہوں نے حضرت علی کو خلافت سے محروم کیا۔ بعد عمر بن عبدس شوری اسی مسودہ بن مخمرہ کے گھر میں ہوا۔ اور یہ رات بھر ان گنگ و دو دیں رہے کہ علی غایب نہ بن سکیں اب ہم اتنا عرض کر رہے ہیں کہ علامہ مجلسی نے یہ روایات مروت اس لئے جمع کر دی ہیں ان کا تعلق اہل بیت سے ہے۔ انہوں نے ضعیف و موضوع علیحدہ علیحدہ نہیں کیں تھیں لہذا مجلسی علیہ الرحمہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا نیز یہ ہے بھی اہل سنت کی کتب سے لی ہوئی۔ قابل غور بات ہے کہ فاطمہ زہرا نے جب شہداء علی ابوالحسن کی لڑائی سے گھر کرنا چاہا تھا۔ اپنے ماں پاپس

فرمایا تم بھی سچ کہتے ہو۔ اور وہ بھی سچ کہتی ہے یہ کہہ کر اس وقت جناب فاطمہؑ ہنسنے لگیں کہ وہ ان مبارک ظاہر ہوئے ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا۔ ہمیں اس وقت ملانا بحسب ہے بیشک حضرت کے اس وقت کے ہونے سے ہم کو کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہے۔ پھر جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اپنی انگلیاں جناب کی انگلیوں میں داخل کیں۔ امام حسنؑ کو گودیں لیا۔ اور جناب امیرؑ نے امام حسینؑ اور جناب فاطمہؑ کے ام کلثوم کو اٹھایا پس حضرت رسولؐ اپنے گھر میں گئے۔ اور جادوان پر ڈوال دی۔ اور ان کو خدا کو سوچ کر باہر چلے آئے اور بقیہ شب نماز میں تمام کی۔ جناب فاطمہؑ صاحبہ پر نہیں۔ وہ بیماری جس سے دنیا سے سبب اذیت ملے منافقین بیان دروگردانی فاطمہؑ از ابو بکر و عمر۔ امت انتقال کیا۔ ابو بکر و عمر دونوں طعن و تشنیع مردم سے منافق ہوئے اور عیادت کو آئے۔ اجازت چاہی کہ گھر میں آئیں۔ جناب فاطمہؑ نے انکار کیا۔ اور اجازت نہ دی۔ جب ابو بکر نے یہ حالت دیکھی۔ خدا سے عہد کیا کہ زیرِ سقف نہ جائے۔ جب تک دختر محمدؐ فاطمہؑ کو رضامند اور خوشنود نہ کرے ایک رات آسمان کے نیچے سویا اور چھت کے نیچے نہ گیا۔ عمرؓ نے جناب امیرؑ سے اگر عرض کی کہ ابو بکر بڑا کمزور آدمی ہے اور براہِ حضرت رسولؐ غار میں تھا۔ اور حضرت کا مصاحب قدیم ہے۔ ہم دونوں مکرر اس دفعہ کے علاوہ حاضر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۸۔ آئیں اور رسولؐ ان کی زبانی یہ بات سُن کر غصہ ہوئے اور فرمایا۔ مومن کی بیٹی کے ساتھ کافر کی بیٹی جمع نہیں ہو سکتی جب تک فاطمہ زندہ ہیں علیؑ دوسرا نکاح نہیں کیسکے۔ دوسری امت کی لڑکیوں کے لئے تو ایک آدمی چار سے نکاح کر سکتا ہے اور اپنی بیٹی کے لئے قید کر دیا نہیں ہو سکتا۔ استغفر اللہ لوگوں نے مخالفت علیؑ کرتے ہوئے عزت رسولؐ کا بھی خیال نہ کیا نیز یہ بات بھی قابلِ غم ہے کہ آج تک کسی روایت میں ابو جہل کی اس لڑکی کا نام دُج نہیں ہے جس سے حضرت علیؑ نے خطبہ نکاح دیا تھا اور کہا کہ فی ابو جہل کی کوئی لڑکی بھی معنی یا نہیں۔ لوگوں نے صرف ایک افسانہ تیار کیا ہے وہ ابو جہل کی نہ کوئی لڑکی تھی نہ اس کا کوئی نام تھا۔ اگر اس کا وجود تھا۔ تو آج ہی اس رعایت کے گھر نے والوں کے پر دستاویز۔ کہ اس کا نکاح کس سے ہوا۔ اور کب وہ پیدا ہوئی کب مری۔ نام اس کا کیا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت علیؑ اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے کیوں تھے۔ چند ایک وجوہات ہوتی ہیں۔ شادی کرنے کی۔ موجودہ زوجہ بد مزاج اور بد سلوک ہو۔ شوہر اس سے محبت نہ کرتا ہو۔ موجودہ زوجہ کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ یا کسی عورت سے عشق ہو گیا ہو۔ لہذا مندرجہ بالا وجوہات میں ایک وجہ بھی کوئی آج تک ثابت نہ کر سکا۔ نہ قیامت تک ثابت کر سکتا ہے اور دشمن علیؑ میں یہ لوگ جلتے ہوئے جانتے۔ اور مر گئے ہیں۔ اور جہنم کی آگ میں موج سے انگاروں کی کھیلتے ہیں اور کھیلتے رہیں گے۔

(دکتر بھریلوی عفی عنہ)

ہوئے ہیں اور اجازت چاہی کہ جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ مگر انہوں نے اجازت نہ دی اگر آپ سنبھل جائیں تو اجازت لے بیٹھے۔ یہ سن کر جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ پاس آئے اور کہا: اے دختر رسول خدا! ان دو... امت نے جو کچھ کیا، خود تم جانتی ہو۔ اور اب وہ مکر رہ گئے اور اجازت چاہی اور تم نے اجازت نہ دی۔ اب مجھ سے انہوں نے سوال کیا ہے کہ میں تم سے اجازت ان کے آنے کی لے لوں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا: بخدا سو گند میں اجازت نہ دوں گی۔ اور ان سے ایک بات بھی نہ کروں گی۔ جب تک کہ اپنے پدر بزرگوار سے ملاقات کر کے ان مظالم اور ستم جو انہوں نے کئے تھے یہ شکایت نہ کروں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا: میں ضامن ہوں کہ ان کے لئے تم سے اجازت لوں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا: اگر تم ضامن ہوئے ہو، مگر تمہارا ہے اور تم کو اختیار ہے۔ عورتیں مردوں کی تابع ہیں۔ اور میں کسی چیز میں تمہاری مخالفت نہیں رکھتی۔ جسے چاہو اجازت دو۔ پس جناب امیرؑ باہر تشریف لائے اور ان کو اندازے کی اجازت دی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا: میرے اوپر ہمارے والدین اور بیٹے دونوں گھر میں آئے۔ جناب فاطمہؑ کو سلام کیا۔ جناب فاطمہؑ نے کچھ جواب دیا۔ اور وہ پھر لیا۔ وہ دونوں دوسری جانب آئے۔ اور جناب فاطمہؑ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ غرضیکہ کئی دفعہ وہ دونوں ادھر سے ادھر آئے اور جناب فاطمہؑ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے فرمایا: اے علیؑ! چلو میرے منہ سے اٹھا لو اہ سا منہ تم جیسے مباد عورتیں جو گرو جمع تھیں۔ ان سے فرمایا: میرا منہ پھیر دو۔ اور کہیے یہ وہ کئے کیجئے سے کہا: اے دختر رسول خدا! ہم آپ کے پاس آپ کی طلب خوشنودی اور احترام غضب کے لئے آئے ہیں۔ اور آپ سے ہمارا سوال ہے کہ ہم کو بخش دیجئے۔ اور جو کچھ آپ کی نسبت ہم سے مراد ہوا۔ اس سے عفو کیجئے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا: میں تم سے ایک بات بھی نہ کروں گی۔ جب تک کہ اپنے پدر بزرگوار سے ملاقات نہ کروں۔ اور جو کچھ مجدہ دہتم تم نے مجھ پر کئے۔ ان کو دہان کروں۔ یہ سن کر ان دونوں نے کہا: ہم معذرت کرتے ہیں آپ کے پاس آئے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہم سے خوشنود ہو جائے۔ ہم کو بخش دیجئے۔ اور عفو کیجئے۔ اور ان امور کا مواخذہ نہ کیجئے۔ جو ہم سے آپ کی جناب میں مراد ہوئے۔ جناب فاطمہؑ متوجہ جناب امیرؑ ہوئیں۔ اور فرمایا: ایک بات بھی ان سے نہ کروں گی۔ جب تک کہ ان سے ایک امر کا سوال نہ کروں جو انہوں نے رسول خداؐ سے سنا ہے اگر یہ سچا ہے مجھ سے اقرار کریں اس وقت مجھے افتیاب ہے چاہوں اس سے بات کروں۔ دونوں نے کہا: جو آپ کے مزاج میں آئے پوچھئے کہ آپ کے جواب میں ہم دی کہیں گے۔ جو حق ہوگا۔ اور گواہی بھی دیں گے جو سچی ہوگی۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں۔ تمہیں یاد ہے حضرت رسولؐ نے جس رات کو تم کو تہہ کے گھر سے بلایا۔ بسبب اس اہمیت کے جو تم نے علیؑ پر فرمایا تھی۔ دونوں نے کہا: ہم کو یاد ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں۔ اس رات کہ تم نے میرے باپ سے نہیں سنا فرمایا۔ فاطمہؑ میری باروت ہے۔ اور میں اس سے ہوں۔ جس نے اس کو آواز دیا۔

جس نے مجھے آزار دیا۔ اس نے خدا کو آزار دیا۔ اور جو کوئی میری فاطمہ کو میری وفات کے بعد آزار دے ایسا ہے۔
 جیسا کہ اس نے میری حیات میں آزار دیا۔ اور جو کوئی میری حیات میں آزار دے گویا اس نے میری وفات کے
 بعد آزار دیا۔ دونوں نے کہا۔ ہاں صحیح ہے جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَقِّ تَعَالٰی نے حق زمین پر جاری کر دیا اور
 کہا۔ خُذْهُنَّ اَتَقُوْا رَہْ اِنَّہُنَّ دُوْنُوں نے مجھے میری حیات میں اور نزدیک وفات آزار دیا۔ بخدا مومن گند ان سے ایک بات
 دیکھوں گی جب تک اپنے باپ سے ملاقات نہ کر لوں۔ اور ان کی شکایت نہ کر لوں۔ جو کچھ میری نسبت اور میرے شہر
 کے حق میں انہوں نے ہتک حرمت کی۔ اور آزار دہنیت دی۔ یہ سن کے ابو بکر نے لوگوں کے سامنے اپنے فریاد وادعا
 واثارہ بلند کی۔ اور کہا۔ کاش مجھے میری ماں نے جنازہ ہوتا۔ مرنے کہا۔ مجھے ان لوگوں سے برا عجب ہے جنہوں نے
 اپنے اکابر کو کھنکھل کر کے تجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ حالانکہ سبب بڑھاپے کے دل کمزور ہو گیا۔ ارے بد عقل ایک
 عورت کے شتم پر حرج و فزع کرتا ہے۔ اور اس کی خوشنودی پر خوشنود ہوتا ہے۔ جو شخص کسی ایک عورت کو آزار دے
 کر اُردہ کرے گا۔ اس کو کیا ہو گا۔ یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔ جب حق تعالیٰ کی جانب سے جناب فاطمہؑ کو خبر وفات
 بیان و صیایا ہے جناب سیدہؑ بھی ام المکین کو بلا یا۔ ام المکین جناب فاطمہؑ کے نزدیک بہت محترمہ
 اور معتز تھیں۔ ان سے فرمایا اے ام المکین میری خبر وفات پہنچی ہے۔ علیؑ کو بلاؤ۔ جب جناب امیرؑ آئے جناب
 فاطمہؑ نے کہا اے ابوالحسن میں چند امور کی تم کو وصیت کرتی ہوں۔ امید ہے میری وصیتوں کو آپ یاد
 رکھیں گے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جو چاہو کہو جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ پہلی وصیت میری یہ ہے کہ اہل
 دختر وینب سے نکاح کرنا کہ میرے فرزندوں کی تربیت کرے اور اہل امر مثل میرے میرے فرزندوں
 پر مہربان ہے۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ ایسا تابوت میرے واسطے بناؤ جیسا فرشتوں نے مجھے دکھایا
 ہے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تم مجھے دکھاؤ لگایا تابوت فرشتوں نے بنایا ہے پس جناب فاطمہؑ
 نے اسی طریقہ سے جس طرح فرشتوں نے دکھایا تھا اور جس طرح از جانب حق تعالیٰ ندا ہوا تھا اسی طرح کا
 تابوت جناب امیرؑ کو بنایا۔ پھر فرمایا۔ تیسری وصیت میری یہ ہے جس شب درود میں انتقال کروں۔ اسی رات
 مجھے دفن کر دینا۔ اور تاخیر نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو دشمنان خدا جنہوں نے جلد و ستم مجھ پر کئے ہیں۔ وہ لوگ میرے
 جنازہ پر حاضر ہوں۔ اور نماز پڑھیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ایسا ہی ہو گا کہ پس جناب فاطمہؑ نے رات کو
 انتقال کیا۔ اور اسی ساعت جناب امیرؑ حسب وصیت مشغول تہنیز و تکفین ہوئے۔ جب غسل و کفن سے
 فارغ ہوئے۔ جنازہ باہر لائے اور چوب درخت خرمار و شن کر کے ہمراہ جنازہ لائے۔ اسی رات کو نماز جنازہ
 فاطمہؑ بھی ہوئی۔ اور بعد ظہر کو دفن بھی کر دیا۔ جب صبح ہوئی ابو بکر و عمر میلالت جناب فاطمہؑ کو آئے۔
 وہ میں ایک موقوفہ شیش سے ملاقات ہوئی۔ اس سے پوچھا۔ کہاں سے آئے ہو۔ جواب دیا۔ تعزیت سے

آتا ہوں۔ ان دونوں نے کہا۔ کیا فاطمہ نے انتقال کیا۔ اس مرد قریش نے کہا۔ ہاں جناب فاطمہ نے رحلت فرمائی۔ اور رات ہی کو انہیں دفن کر دیا۔ یہ سن کر وہ دونوں بخوف طعن و تشنیع خلائی جزع و فزع کرنے لگے۔ اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ کوئی مکہ و حیلہ ایسا نہ ہوگا جس کو تم نے ہمارے لئے اٹھا کر رکھا ہو۔ یہ سب بغض و کینہ ہماری جانب سے تمہارے سینہ میں ہے۔ یہ وہی بت ہوئی کہ رسول خدا کو غسل دیا۔ اور ہمیں خبر نہ کی۔ اور جس طرح اپنے بیٹے کو سکھایا۔ اس نے مسجد میں آکر ابو بکر سے کہا۔ میرے باپ کے منبر سے نیچے آؤ۔ جناب امیر نے فرمایا۔ میں قسم کھاؤں آیا سچ جانو گے۔ کہا۔ ہاں۔ پس جناب امیر ان کو مسجد میں لائے اور قسم کھائی کہ حضرت رسولؐ نے مجھے وصیت کی تھی کہ اگر کسی دوسرے شخص کو وقت غسل نہ آنے دینا۔ اور میرے جسم پر تمہارے بغیر کوئی دوسرا نظر نہ کرے۔ میں غسل دیتا تھا اور ملائکہ جم مبارک کو ایک جانب سے دوسری جانب پلٹے تھے اور فضل بن عباس میرے ہاتھ میں پانی دیتے تھے اور اپنی آنکھوں پر مٹی باندھے ہونے لگے۔ جب میں نے جابا کہ پیرا ہن یا حضرت انار میں ناگاہ کسی نے گوشہ خانہ سے آواز دی۔ میں نے سنی اور صورت نہ دیکھی۔ اس نے کہا۔ پیرا ہن رسول خداؐ نہ آکر اور دیکر وہ آواز میں نے سنی۔ لہذا پیرا ہن نہ آتا۔ اور ہاتھ زیر پیرا ہن کر کے حضرت کو غسل دیا۔ پھر کھن لائے میں نے حضرت کو کھن پہنایا۔ اور کھن پہنانے کے بعد پیرا ہن یا حضرت انار۔ لیکن میرا فرزند حسن پس تم اور جمع اہل مدینہ جانتے ہو کہ وہ آٹھائے نمازیں آتا۔ اور صفوں کو چیرتا حضرت رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر حضرت سجد میں ہوتے تو حسن پشت مبارک پر سوار ہوتا۔ اور جب حضرت سجد سے سر اٹھاتے تھے ایک ہاتھ حضرت کا حسن کی پشت پر اور دوسرا حسن کے پاؤں کے نیچے ہوتا تھا۔ اور اس طرح اس کو بحفاظت رکھتے تھے پہل تک کہ مناس سے فارغ ہوتے تھے۔ کہا ہاں ہم اس کو جانتے ہیں۔ پھر جناب امیر نے فرمایا تم اور اہل مدینہ جانتے ہو کہ جب کبھی حسن مسجد میں آتا۔ اور حضرت خطیب میں مشغول ہوتے اس وقت حسن کو دوڑ مبارک پر سوار کرتے اور اس کے پاؤں اپنے سینہ سے لگاتے۔ یہاں تک خطبہ تمام فرماتے اور حاضرین مسجد خلفائے حسن کی چمک آخری حصہ مسجد میں دیکھتے تھے۔ جبکہ ایسے ایسے پیارا اور لاڈ حسن اپنے پدر بزرگوار کے دیکھے ہوئے۔ ادب ان کے منبر پر ایک عمر شخص کو دیکھا۔ اسے ناگوار ہوا۔ اور اس نے یہ بات کہی۔ بخدا سو گند میں نے اسے نہیں سکھایا تھا۔ اور وہ کلام اس کا میرے حکم سے نہ تھا لیکن جناب فاطمہ تم جانتے ہو میں نے ان سے تمہارے لئے اجانت لی۔ اور تم ان کے پاس آئے اور ان کے کلام سے مطلع ہوئے۔ ان کے خشم اور غضب کو تم نے نہ دیکھا۔ بخدا سو گند جناب سید نے مجھے وصیت کی تھی کہ تم کو ان کے جنازے پر نہ آنے دوں۔ اور نماز جنازہ کی تم کو اطلاع نہ دوں۔ اور مجھ سے اصرار کیا تھا کہ غلات وصیت تمہارے حق میں نہ کروں۔ عمر نے کہلیہ باتیں

سب بیکار ہیں۔ اب میں قبرستان میں جاتا ہوں۔ اور فاطمہ کو قبر سے باہر نکال کر نماز جنازہ پڑھتا ہوں۔ جناب امیر نے فرمایا: بخدا سوگند اگر تو ایسا کرے گا۔ تو قبل اس کے کہ تو اس ارادہ کو پورا کرے تیرا سر تن بے جدا کر دوں گا۔ اس کے بعد دریتک گفتگو درمیان جناب امیرؒ اور عمر بنو ابی۔ اور قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کریں کہ مہاجر و انصاریں ہونے لگیں اور کہا۔ بخدا سوگند ہم راضی نہیں کہ ابن عم رسول خدا کے حق میں ایسے سخنان بازیاد اور نامزاکہ کہے جائیں۔ جب عمر نے دیکھا کہ فتنہ و فساد برپا ہوا چاہتا ہے۔ خاموش ہو کر چلا گیا۔

ترجمہ اشعار جناب فاطمہؑ: کھینچی نے لب بندہ معتبر جناب صادق سے۔ روایت کی ہے جب بعد وفات حضرت رسول جناب فاطمہؑ پر ظلم و ستم ہونے سے قریب بزرگوار پر آئیں۔ اور شکایت کرنے لگیں اور چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ ہے۔ بعد آپ کے فتنہ برپا ہوا۔ اور آواز میں بلند ہوئیں۔ اگر آپ جو تے تو یہ کہہ سکتے ہو تو: جب آپ ہم سے تشریف لے گئے ہم مثل زمین باران نادیدہ ہو گئے۔ اور آپ کی امت پر نشان ہو گئی۔ بابا جان میرا حال ملاحظہ کیجئے اور ظالموں سے غافل نہ ہو جائے۔ علاوہ ان کے اور اشعار بھی برسیل پڑھ کر گھر تشریف لائیں۔ عیاش نے

ملہ علامہ طبری نے وفاتی الامتہ میں محمد بن نام سے اور عیاض الشیعہ جلد دوم ص ۵۲۹ پر یہ روایت اس طرح مرقوم ہے: جب مسلمانوں کو حضرت رسول کے وفات کی خبر ملی تو سب مسلمان بیچ میں آئے وہاں چالیس قبریں نئی نظر آئیں۔ لہذا ان لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ قبر سیدہ کون سی ہے۔ لوگوں کو بہت دکھا ہوا۔ اور ایک دوسرے کو کلامت کرنے لگے۔ اہ کہنے لگے: یہاں رسول کی ایک بیٹی ہوتی۔ وہ بھی مگر دفن نہیں ہو گئی۔ اہم قسم نہ اس کی رحلت کے وقت حاضر ہوئے اس پر نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ اس کی قبر سے بھی واقف نہیں۔ کہ وہ کہاں ہے حضرت ابو بکر اور عمر نے حکم دیا اہل مدینہ کی عورتوں کو بلاؤ۔ وہ ان قبروں کو کھودیں تاکہ معلوم ہو کہ کون سی ہے۔ پھر ہم اس پر نماز پڑھیں اور ان کی زیارت کریں۔ یہ خبر حضرت علیؑ کو پہنچی۔ آپ غصے میں بھرے ہوئے انھیں مریخ و رگ گوی خضہ سے پھولی پوٹی۔ اور وہ زرد قباز زیب تن کئے جو ہمیشہ وقت جنگ پہنتے تھے اور شکی تلوار اتھ میں لئے بیچ میں تشریف لائے۔ لوگوں پر رعب و خوف چھا گیا۔ اور آپ نے فرمایا: خدا کی قسم اگر کسی نے ایک پتھر بھی ان قبروں کا اکھاڑا اس کی گردن اس تلوار سے اڑا دوں گا۔ ابو بکر و عمر خضہ سے پڑ گئے۔ اور عمر نے کہا: یا ابوالحسن آپ کا کیا سراج ہے ہم تو اس لئے قبر فاطمہؑ کو کھینچنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں حضرت علیؑ نے اپنے سینے پر رکھا مارا۔ اور تلوار کو زور سے زمین پر مارا۔ اور فرمایا: میں نے اپنا حق تو محفوظ رکھا ہے۔ اگر تم نے میرے اصحاب نے ایک ڈھیر بھی قبر سے اٹھایا۔ تو اس زمین کو میں تم سب کے خون سے سیراب کر دوں گا۔ اگر چاہتا ہے تو نے سامنے آجا۔ دوسرے اصحاب جو زری سے گفتگو کرنے والے تھے۔ بولے۔ رسول کے حق کی قسم اگر اس کے حق کی قسم جو عرش کے اوپر ہے اب ہم یہ کام نہ کریں گے۔ جس سے تم نادم ہو۔ (کوثر بھڑیوی)

روایت کی ہے۔ ام سلمہ مرض جناب فاطمہؑ میں عیادت کرتی تھیں۔ اور پوچھا۔ اے دختر رسول رات سے صبح کو کنگر کی ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ جراحست دل و اندوہ و غم ہمیشہ وفات نبیؐ و مختار و مظلومیت حیدر کرامہؑ میں صبح کی ہے۔ حرمت حضرت رسولؐ کی اس شخص نے ہتک کی ہے۔ جو بغضب پر خلافت تنزیل و سنت پیغمبر جلیلؐ امام ہوا۔ اور اس غضب خلافت و ظلم و ستم اہل بیت رسالتؑ کا موجب وہ کینہ ویرینہ تھا۔ جو جنگ بدر و احاس سے یہ لوگ اپنے سینوں میں پوشیدہ کئے ہوئے تھے اور زمانہ حضرت رسولؐ میں اذ و رسے نفاق اس کو پوشیدہ رکھتے تھے اور منتظر فرصت تھے۔ جب فرصت پائی اذان محنت و الم ہم پر برسیا۔ اور کمان کفر و نفاق سے تیراٹے ظلم و شقاق ہماری طرف پھینکے۔ برکات فرماتے ہیں۔ مدت حیات جناب فاطمہؑ میں بعد رسولؐ علماء فریقین میں بہت اختلاف ہے۔ مگر چھ مہینہ سے زیادہ اور چالیس روز سے کم کسی نے دیکھا۔ اور واضح ہو کہ احادیث معتبرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ زندگی جناب سیدہؑ کی بعد رسولؐ پچھتر روز تھی۔ ابو الفرج اصفہانی نے کتاب فضائل الطالین میں جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ مدت زندگی جناب سیدہؑ بعد رسولؐ تین ماہ تھی۔ اور اکثر علماء نے امامیہ نے کہا ہے تیسری جمادی الثانی کو وفات ہوئی اور یہ قول حدیث پچھتر روز والی کے خلاف ہے۔ بلکہ موافق حدیث چار مہینے کو اوائل جمادی الاول میں ہوئی ہو۔ شیخ طوسیؒ نے مصباح میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اکیسویں رجب کو وفات ہوئی۔ امدیہ قول بہت بعید ہے لہذا کشف الغم میں تیسری شب ماہ رمضان کی منقول ہے۔ اور ابن شہر آشوب نے تیسرے رجب میں وفات کی نقل کی ہے اور محمد ابن جریر طبری امامی نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تیسری جمادی الآخر کیا رجب سال ہجرت سے واقع ہوئی۔ کتاب مصباح الانوار میں امام ابراہیمؑ نے روایت کی ہے کہ ہنگام احتضار موت گھر کے ایک سمت جناب سیدہؑ نے دیکھ کر فرمایا۔ السلام علی جبریل و السلام علی رسول اللہ المصروع و صلیک اللہم فی رضوانک و جوارک و دارک دار السلام یعنی سلام ہو جبریل پر سلام ہو رسول خدا پر۔ بلاشبہ ابھی اپنے رسولؐ کے ہمراہ مشورہ کر رہا تھا ابھی اپنی خوشنودی اور اپنے جوار رحمت اور اپنے خانہ کرامت میں کہ بیٹھتے ہیں جگہ دے۔ پھر فرمایا۔ جو میں دیکھتی ہوں تم بھی دیکھتے ہو۔ پوچھا۔ آپ اسے بہترین نشان عالمیان کیا دیکھتی ہیں۔ سیدہؑ نے فرمایا۔ تو جس ملائکہ آسمانی کی دیکھ رہی ہوں۔ کہ میری روضہ کے استقبال کو آتی ہیں۔ اور جبریل و حضرت رسولؐ میرے قریب ہیں۔ حضرت رسولؐ فرماتے ہیں اے دختر گرامی میرے پاس آ۔ جو کچھ تیرے لئے میرے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے اور بروایت دیگر اسی حالت میں جبریلؑ بعد حضرت رسولؐ پر سلام کیا۔ پھر ملک الموتؑ پر سلام کیا۔ جو لوگ حاضر تھے۔ دم فرشتوں کے پروں کی آواز سنتے تھے اور ایسی خوشبو ان کے دماغ میں پہنچتی تھی کہ پہلے کبھی نہ سونگھی تھی۔ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ جب ملاء اعلیٰ سے خبر وفات جناب سیدہؑ پہنچی۔ جناب امیرؑ کو بلا یا۔ اور وصیت مشروع کی۔ جناب امیرؑ نے یہ حال دیکھ کر ادھر یا تھیں

سُن کر ایک آہ حسرت ناک کھینچی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا میرے پدربند گوارنے مجھے خبر دی ہے جو پہلے اہل بیت سے ان سے ملتی ہوگا۔ وہ میں ہونگی۔ اسے سپردِ علم و اے انیس دل ہر علم پر صبر کرو۔ اور بقضائے حق تعالیٰ راضی رہو۔ اب تو آپ ہی مجھے غسل دینا۔ اور بات ہی کہ مجھے دفن کر دینا تاکہ غیر لوگ میرے جنازہ پڑائے نہیں۔

ترکیبِ نعشِ زبانی اسماء بنت عمیسؑ کشف الغمبہ اسماء بنت عمیسؑ سے روایت ہے۔ جناب فاطمہؑ نے مرضِ وفات میں مجھ سے فرمایا مجھے بُرا معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح عورتوں کے جنازہ کو اٹھاتے ہیں۔ اس لئے کہ تختہ کے اوپر رکھ کر کپڑا اوڑھنا دیتے ہیں۔ اور اس سے جسم کا موٹا ڈوبنا لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے اسماء نے کہا۔ اے دخترِ رسولؐ میں آپ کو ایک چیز کھلوں جو میں نے حبشہ میں دیکھی۔ پس غمرہ کے درخت کی ہری لکڑیاں منگائیں اور تابوت بنکر اس پر کپڑا ڈال دید جب فاطمہؑ نے ملاحظہ کیا۔ فرمایا یہ طریقہ بہت اچھا ہے۔ اگر میت کو اس میں رکھیں مرد و عورت میں تمیز نہ ہوگی۔ پس فرمایا جب میرا انتقال ہو مجھے غسل دینا۔ اور کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا۔ جب جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ عائشہؓ آئی۔ اور چاہا کہ اندر مکان میں جائے۔ اسماء بنت عمیسؑ نے نہ جانے دیا۔ عائشہؓ نے اپنے باپ ابوبکر سے شکایت کی۔ اور کہا۔ یہ زن حبشہ مجھے دخترِ رسولؐ کے پاس نہیں جانے دیتی اور فاطمہؑ کے لئے تابوت اس نے بنایا ہے۔ جب ابوبکر نے یہ پوچھا۔ اس نے کہا۔ خود فاطمہؑ نے حکم دیا ہے کہ ان کے پاس کسی کو نہ آنے دوں۔ اور اس تابوت کو زندگی میں ان کو دکھائی نہیں ہوں۔ بعد ملاحظہ حکم دیا ایسا ہی تابوت میرے لئے بھی بنانا۔ ابوبکر نے کہا۔ جو کچھ فاطمہؑ نے کہا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پس جناب امیرؑ اور اسماء بنت عمیسؑ نے فاطمہؑ کو غسل دیا۔ وصالِ یائے جناب فاطمہؑ کتابِ روشتہ الاولیاء عظیمین وغیرہ میں ہے۔ جناب فاطمہؑ کے مرض شدید ہونے پر چالیس روز گندہ گئے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ کو ان کی خبر وفات پہنچی سامعین اور اسماء بنت عمیسؑ سے جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور کہا۔ اے ابنِ عم خبر وفات مجھے آسمان سے پہنچی۔ اور اب میرے کوچ ہے۔ تم کو چند امور کی وصیت کرتی ہوں کہ دل میں رکھنا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے دخترِ رسولؐ خدا جو چاہو وصیت کرو۔ یہ کہہ کر جناب امیرؑ سرانے بیٹھ گئے۔ اور مکان میں جو کوئی تھا اس کو باہر کر دیا۔ اس وقت جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ ابنِ عم تم نے ہرگز مجھے دروغ گو اور خیانت کرنے والی نہ پایا ہوگا۔ اور جس روز سے مجھ سے تم سے سابقہ پڑا ہوگا میں نے تمہاری مخالفت نہیں کی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا معاذ اللہ تم وانا تر بخدا اور نیکو کار اور پرہیزگار اور کریم تر اور خدا سے خائف تر ہو۔ بھلا میں تم کو اپنی مخالفت کا الزام دے سکتا ہوں۔ واقعی مجھ پر تمہاری مفارقت بہت گراں ہے۔ لیکن یہ وہ چیز ہے۔ جس سے کسی کو چلہ نہیں۔ بخدا مجھ پر مصیبت مفارقتِ رسولؐ خدا کو تم نے تازہ کیا۔ اور تمہاری وفات و جدائی مجھ پر عظیم

ہوئی۔ لہذا اس مصیبت پر کہ بہت پروردگار نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہوں۔ یہ مفادقت کس قدر میرے دل کو جلانے والی اور رنج دینے والی ہے۔ بخدا سو گند یہ مصیبت وہ مصیبت ہے جس سے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ مفادقت وہ چیز ہے جس کے عوض کوئی چیز نہیں ہو سکتی یہ کہہ کر جناب امیر نے جناب فاطمہؑ کو روایا کئے۔ جناب امیر نے جناب فاطمہؑ کو تھوڑی دیر اپنے دامن میں لے کر سینہ سے لگایا۔ اور فرمایا۔ جو چاہو وصیت کرو۔ اس کی میں تعمیل کروں گا۔ تمہارے امر کو اپنے امر پر اختیار کروں گا۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ اے ابن عم رسول خداؐ پہلی وصیت تم کو یہ کرتی ہوں۔ کہ بعد میرے امام سے عقد کرنا۔ اس لئے کہ مردوں کو بغیر عورتوں کے چارہ نہیں اور امام میرے فرزندوں پر مثل میرے ہر ان ہے۔ پھر فرمایا میرے لئے نقش ناوہ اس لئے کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے۔ انہوں نے نقش میرے لئے بنائی ہے۔ اور پہلے جو نقش زمین پر بنائی گئی وہ یہی نقش تھی۔ بعد ازاں فرمایا میں تم کو وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے جنازہ پر ان میں سے ایک بھی نہ آئے۔ جنہوں نے مجھ پر ظلم و ستم کئے اور میرا حق غصب کیا۔ اس لئے وہ لوگ میرے اور رسول خداؐ کے دشمن ہیں اور ان میں سے اور ان کے ہوا خواہوں میں سے کسی کو میرے جنازے پہنچاؤ نہ پڑھنے دینا۔ اور مجھے رات کو جس وقت لوگ مواتے ہوں دفن کر دینا۔

بیان وفات جناب فاطمہؑ اور کشف الغر وغیرہ میں روایت کی ہے۔ جب وفات جناب فاطمہؑ قریب ہوئی۔ اسماء بنت عیس سے کہا۔ پانی لاؤ میں دھو کر دوں گی۔ بعد وضو کرنے کے بروایت دیگر بعد غسل کرنے کے خوشبو لگائی اور نئے کپڑے پہنے اور پھر فرمایا۔ اے اسماءؓ جبریل وقت وفات پدید ہوا کہ چالیس ہیم کا نور بہشت سے لائے تھے۔ اور آنحضرتؐ نے اس کے تین حصے کئے تھے۔ ایک حصہ اپنے لئے اور ایک علیؑ کے لئے اور ایک میرے لئے رکھا تھا۔ وہ کا نور لے آؤ۔ کہ مجھے اس سے حوط کر سں۔ جب اسماءؓ کا نور لائیں۔ فرمایا۔ میرے سر پر رکھ دو۔ یہ فرما کر پاؤں قبلہ کی جانب پھیلا دیئے۔ اور کپڑا اوڑھ کر آرام کیا۔ اور مجھ سے فرمایا۔ اے اسماءؓ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز دینا۔ اگر میں جواب نہ دوں۔ علیؑ کو بلانا۔ اور ماننا میں اپنے پیر ہند گوار سے ملتی ہوئی۔ اسماءؓ نے تھوڑی دیر انتظار کر کے پکارا۔ جواب نہ پایا۔ اسماءؓ نے کہا۔ اے دختر رسول خداؐ اے دختر بہترین فرزندان آدم اور اے بہترین ان مخلوقات کی جو زمین پر راہ چلتے ہیں۔ اور اے دختر بہترین ہنس ہندگ کی جو شب معراج پر تیرے قاب قوسین اور ذی بھینچا۔ پھر کچھ جواب نہ پایا۔ اس وقت کپڑا منہ پر سے اٹھایا۔ دیکھا روح مقدس نے بسوئے ریاض جنت تہنعت فرمائی۔ یہ دیکھ کر اسماءؓ منہ کے بل گر پڑیں اور چہرہ نورانی جناب سیدہؑ کے پوسے لیتیں۔ اور کہتی تھیں۔ جب جناب رسول خداؐ کی خدمت میں جانا اسماءؓ بنت عیس کا سلام کہند ناگاہ حضرت امام حسن اور امام حسینؑ آئے اور کہا۔ اے اسماءؓ اس وقت ملاں جان کیوں

آرام فرما رہی ہیں۔ اسماء نے کہا۔ اس وقت تمہاری اماں امام نہیں فرما رہی ہیں۔ بلکہ اس وارفتا سے دارِ راحت کی طرف رجعت کی۔ یہ سن کر امام حسنؑ بیتا باندہ منہ کے بل گر پڑے۔ اور اپنی مادر کے رخِ مطہر کے نبو سے لے کر کہنے لگے۔ اے اماں قبل اس کے ہماری روح ہمارے جسد سے پرواز کرے۔ کچھ ہم سے بات کرو۔ دوسری جانب امام حسینؑ قدمائے مہارک سے لپٹ کر لہو سے لینے۔ اور فرماتے تھے۔ اے مادرِ مہربان۔ میں آپ کا فرزند حسین ہوں۔ مجھ سے باتیں کیجئے۔ قبل اس کے دل میرا ٹکڑے ٹکڑے ہو۔ اور دنیا سے مفارقت کروں۔ اسماء نے کہا۔ اے بیکر گوشتگانِ رسولؐ! حاد اور اپنے پردہ بند گوارہ کو اپنی والدہ کی وفات کی خبر کرو۔ پس امام حسنؑ اور امام حسینؑ باہر گئے۔ اور جب قریب مسجد پہنچے۔ چلا کر رونے لگے۔ اصحاب استقبال کو دوڑے اور کہا۔ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ فرزندِ نفعانِ رسولؐ خدامِ حقِ تعالیٰ ہر گناہ کی آنکھوں کو گریاں نہ کرے۔ کیا اپنے عہد بند گوارہ کی جگہ خالی دیکھ کر ان کے شوقِ ملاقات میں آپ روتے ہیں۔ جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ نے کہا۔ والدہ ماجدہ نے دنیا سے رجعت فرمائی۔ جناب امیرؑ نے جب یہ خبر وحشت اثر سنی۔ منہ کے بل گر پڑے اور فرماتے تھے بعد تمہارے میں اپنے دل کو کس سے تسلی دوں۔ اے دخترِ رسولؐ خدا مصیبتِ وفاتِ رسولؐ میں مجھے تم سے تسلی ہوئی تھی اب تمہاری مصیبتِ مفارقت پر مجھے کس سے تسلی ہوگی۔ پھر چند شہرِ مصیبتِ جناب سیدہؑ میں فرمائے کہ زمین و آسمان کو رلا دیا۔ اور جب یہ خبر مدینہ میں منتشر ہوئی۔ سب مرد و عورت رونے لگے۔ اور آواز دے شہرِ نبویؐ کو دیکھا خانہ دے مدینہ سے بلند ہوئیں۔ اور سب مرد و عورت خانہ امیر المؤمنینؑ کی طرف دوڑے۔ زنانِ بنی ہاشم جناب فاطمہؑ کے گھوڑیں جمع ہوئیں۔ نزدیک تھا کہ کثرتِ ہائے صلائے شیون سے مدینہ میں زلزلہ آجائے۔ تمام لوگ تعزیت کے لئے آتے تھے جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ سامنے بیٹھے حضرت کے روبرو تھے۔ تمام لوگ ان کا رونا دیکھ کر روتے تھے۔ ام کلثومؑ قبرِ رسولؐ خدا پر آئیں۔ اور کہا۔ یا اتباہِ رسولؐ اللہ آج آپ کی مصیبتِ مفارقت ہم پر تازہ ہوئی۔ اور گویا آج آپ ہم سے جدا ہوئے اور اپنی دختر کو بھی لینے گئے۔ لوگ جمع تھے اور منظرِ تھے کہ جنازہ باہر کسے پس ابو ذرؓ رضی اللہ تعالیٰ باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ . . جنازہ کے باہر آنے میں ابھی توقف ہے۔ یہ سن کر لوگ متفرق ہو کر چلے گئے۔ جب پہر رات آئی۔ اور سب لوگ سو گئے۔ جنازہ کو باہر لائے۔ اور جناب امیرؑ و حسینؑ و عمارؓ و مقدادؓ و عقیلؓ و زبیرؓ و ابوذرؓ و سلمانؓ و بربیعہؓ اور ایک گریوہ بنی ہاشم اور خواص آنحضرتؐ نے نمازِ جنازہ ادا کی اور اسی رات دفن کر دیا۔ اور جناب امیرؑ نے گروہِ قبر جناب فاطمہؑ سات قبریں اور بنائیں۔ اس لئے کہ نہ جانیں کہ قبر جناب فاطمہؑ کون سی ہے۔ اور بروایت دیگر عمالیں قبروں پر پانی چھڑکا۔ اس لئے کہ قبر جناب فاطمہؑ مشتبہ ہو جائے۔ اور بروایت دیگر قبر جناب فاطمہؑ کو زمین کے ہموار کر دیا کہ علامتِ قبر نہ معلوم ہو۔ اور یہ اس لئے تھا کہ منافقینِ اثنیائے امتِ قبر آنحضرتؐ کو نہ جان سکیں۔ اور قبر پر جا کر نماز نہ پڑھ سکیں۔ اور خیالِ قبر کھودنے کا دل میں نہ لائیں۔

اسی وجہ سے مقام قبر جناب فاطمہؑ میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں بقیع میں نزدیک قبور ائمہ ہے۔ بعض کہتے ہیں درمیان قبر رسول خداؐ اور منبر آنحضرتؐ جناب سیدہ فاطمہؑ میں۔ اس لئے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا میری قبر اور منبر کے بیچ ایک بارخ بنے باغبانے بہشت سے اور میرا منبر ایک دروازہ ہے وہ دہائے بہشت سے اور صبح زیلہ یہ ہے کہ جناب فاطمہؑ کو گھر میں ہی دفن کیا جیسا کہ روایات صحیحہ دلالت کرتی ہیں۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے جب چاہا جناب سیدہؑ کو قبر میں اتاریں۔ دو ہاتھ قبر کے اندر سے شہید یہ سترائے جناب رسول خداؐ پیدا ہوئے۔ اور جناب فاطمہؑ کو لے کر قبر میں رکھا۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر کلام عباسؑ علم حضرت رسولؐ نام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب مرض آنحضرتؐ شدید ہوا عباسؑ علم حضرت رسولؐ عیادت کو آئے۔ کہا مرض جناب فاطمہؑ شدید ہے اور دیکھنا ممکن نہیں یہ سن کر عباسؑ اپنے گھر پھر گئے۔ اور ایک آدمی کو جناب امیرؑ کی خدمت میں بھیجا۔ اور کہا جناب امیرؑ کو کہنا۔ تم کو تمہارے چچا سلام کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ غم بیماری فاطمہؑ صبیحہ دل و نور دیدہ رسول خداؐ اور میری زور و نے مجھے اندہ ناک کر دیا ہے۔ اور گمان یہ ہے۔ وہ قبل میرے اپنے باپ رسول خداؑ سے لمحوں ہونگی۔ اور آنحضرتؐ ان کے لئے بہترین منازل بہشت اور درجات آخرت عطا کریں گے۔ اور مقرب بادشاہ الہی کریں گے۔ اور عطا ہائے بزرگ بخشیں گے۔ جب یہ وقت آئے مہاجرین و انصار کو جمع کرنا کہ سب جنازہ پر حاضر ہونے اور نماز پڑھنے کا ثواب دارین حاصل کریں۔ اور میرا عشاء نہایت دین ہے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا۔ میرے چچا کو سلام کہنا۔ ہرگز شفقت و محبت کو اپنے ہم سے غم نہ نہیں کیا۔ اور آپ کے کلام خیر خواہانہ کو ہم نے سنا ہے چچا و خیر رسول خداؑ ہمیشہ مظلوم رہیں۔ ان کے حق سے ان کو منع کیا۔ میراث بھی ان کو نہ دی۔ حضرت رسولؐ کی سفارش مقدمہ فاطمہؑ میں نہائی۔ حق حرمت ان کا امانہ کیا۔ اور حق خدا کی دربارہ فاطمہؑ سے رعایت نہ کی۔ اور خدا واسطہ حکم کرنے اور انتقام لینے کے ظالمان و بیکار ظالم سے کافی ہے۔ اسے چچا میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ مجھے اس نصیحت سے معاف رکھیے۔ اور بخش دیجئے اس لئے کہ جناب فاطمہؑ نے مجھ سے وصیت کی ہے۔ کہ لوگوں کو ان کے جنازہ پر نہ آنے دوں۔ جب یہ پیغام عباسؑ پاس پہنچا۔ عباسؑ نے کہا۔ خداوند امیرؑ سے بیعتی کو بخش دے کہ اس نے مجھے بخش دیا۔ اور اس کی رائے پر طعن نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ فرزند ان عبدالمطلبؑ میں کوئی فرزند مبارک زیادہ علی سے متولد نہیں ہوا۔ بجز حضرت رسولؐ کے تحقیق کہ علیؑ ہمیشہ لبوئے ہرگز نہ سابق تر اور ہر فضیلت میں عالم ترین مردم ہیں۔ سلا وقت غضب شہماں ترین مردم اور وقت جنگ دشمنان دین سب سے زیادہ شدید ہیں۔ اور ان سب میں پہلے ہیں۔ جو ایمان خدا اور رسول خداؐ پر لائے۔ بیان حزن و اندوہ جناب امیرؑ شیخ مفیدؒ و طوسیؒ نے بسند سے معتبر امام حسینؑ اؤ امام

زمین انعام دین سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ بیار ہوئیں۔ جناب امیرؓ کو وصیت فرمائی کہ بیاری میری پھپھائیں اور لوگوں کو مطلع نہ کریں۔ پس جناب امیرؓ نے وصیت جناب فاطمہؓ کی تعمیل فرمائی۔ جناب امیرؓ میلہ داری سیدہ میں مصروف تھے۔ اور آسمان بنت عیسیٰ بھی معین تھیں۔ علامات جناب سیدہؓ لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ جب وقت وفات آیا۔ جناب امیرؓ کو وصیت فرمائی کہ تم خود متوجہ غسل و کفن ہو نہ اور مجھے ات ہی کو دفن کر دینا۔ اور قبر کو بڑا بڑا کر دینا پس جناب امیرؓ خود متوجہ غسل و کفن و دفن ہوئے۔ اور رات ہی کو دفن کے نشان قبر مٹا دیا۔ قبر پر خاک اپنے دست مبارک سے ڈالی۔ حزن و اندہ نے جناب امیرؓ پر غلبہ کیا۔ اور آنسو روئے مبارک پر جاری ہوئے۔ اس وقت قبر حضرت رسولؐ کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ السلام علیک یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو آپ کی دختر اور آپ کی جلیبہ اور آپ کی نور و یدہ اور آپ کی زیارت کرنے والی کی طرف سے کہ آپ کی زیارت کو آتی تھیں۔ اور آج کی رات وہ میان خاک آرام فرمایا۔ اور حق تعالیٰ نے سب اہل بیت میں سے سب سے پہلے ان ہی کو اختیار کیا کہ آپ سے ملحق ہوں۔ یا رسول اللہ آپ کی دختر کی موت سے میرا صبر کم ہو گیا۔ اور مفارقت بہترین زمانہ عالمیان سے میں ضعیف ہو گیا۔ لیکن آپ کی مفارقت میں صبر کرنے سے۔ اور آپ کی جدائی سے اندوہ پر تحمل کرنے سے گنہائش ہے کہ اس مصیبت میں صبر کروں۔ کیونکہ آپ کو میں نے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا جبکہ آپ کی روح مقدسہ مدہلین سیدہ اور قریب میرے گلے کے جاری ہوئی۔ اور اپنے ہاتھ سے آپ کی آنکھیں میں نے بند کیں اور آپ کے اموال کا میں منکفل ہوا۔ کتاب خدایں ہے و فرماندہ ہو اور قبول کرو۔ پھر احسن اور کبریا اللہ وانا اللہ رجوع۔ یا رسول اللہ آپ نے اپنی امانت کو مجھ سے پھر لیا۔ اور میری سہولگی سے نکال لیا۔ زہرا کو مجھ سے چھوڑا لیا۔ آسمان سبز اور زمین گرد آلود کس قدر میری نظر میں برحق معلوم ہوتی ہے۔ یا رسول اللہ میرا حزن و اندوہ ہمیشہ دیکھا۔ اور راقم ہمیشہ مجھے ہاگ کرکٹیں گی۔ اور یہ غم و اندوہ میرے دل سے نہ ہائے گا۔ جب تک کہ حق تعالیٰ میرے واسطے میری گھر جہاں آپ آدم فرما رہے ہیں۔ نہ اختیار کرے۔ زخم دل میرا پیرا پیرا ٹپکانے والا اور اندوہ سینہ میرا مجھے اپنی جگہ سے ہٹا دینے والا ہے کیا جلد ہم میں جدائی پڑ گئی۔ پس خدا سے اپنے حال کی شکایت کرتا ہوں۔ اور بہت جلد آپ کو آپ کی دختر خبر دیگی۔ کہ میرے حق غصب کرنے والے اور اس معصومہ پر ظلم کرنے میں کس طرح آپ کی امت نے ایک دوسرے کی اعانت و نصرت کی۔ آپ اپنی بیٹی کا حال پوچھنے کس قدر ان کے سینہ میں غم بھرے ہوئے ہیں۔ اور کسی سے اظہار نہیں کر سکتیں اور بہت جلد وہ آپ سے ہلن کریں گی۔ خدا ان کے واسطے حکم کرے گا کہ وہ بہترین حکم کنندگان ہیں۔ یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو۔ اس وادع کرنے والے جس کی ملاقات سے کوئی لال نہ ہو پناہجو۔ اور اندوہ سے دشمنی مفارقت بھی نہ کرتا ہو۔ اگر آپ کی قبر پاس سے چلا جاؤں کچھ طال سے یہ مانا نہیں۔ اور اگر آپ کی قبر پر اقامت کروں۔ تو بدگمانی نہ ہو۔ اس ثواب سے جو خدا نے ماہرین کے لئے

دعہ فرمایا ہے میرا باک ترو نکو تر ہے۔ اگر گمان مجھے اس جماعت کے غالب ہونے کا نہ ہوتا، جنہوں نے مجھے گھیر لیا ہے، تو بے شک آپ کی قبر پر اقامت کرتا۔ اور آپ کی ہنر سے مہارک پر متکلف رہتا۔ اور اس مصیبت میں بیشک فریاد و نالہ زن مردہ کے یا رسول اللہ خدا دیکھتا اور جانتا ہے کہ آپ کی دختر معصومہ کو دشمنوں کے خوف سے پر شہید و دفن کر دیا۔ اس لئے کہ حق ان کا غضب کیا۔ اور میراث کو ان سے چھین لیا۔ حالانکہ آپ کے انتقال کو بہت زمانہ نہ گذرا تھا۔ اور نام آپ کا کہنہ نہ ہوا تھا۔ یا رسول اللہ میں خدا سے شکایت کرتا ہوں۔ اور آپ کی اطاعت میں بہت بہتر تسکین تسلی ہے پس صلوات و رحمت و بركات خدا فاطمہ پر اور آپ پر ہو۔

بیان وفات و دفن فاطمہؑ کلینی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ عورتوں کو جو انتقال حاصل ہوتا ہے اگر اس کا نام نہ رکھا ہو گا۔ تو حجب طلاق ہو گی کہیں گے ہمارے نام کیوں نہ رکھے۔ اس واسطے کہ رسول کریمؐ نے قبل ولادت حسن کا نام رکھا۔ ابن بابویہ اور کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ مفضل نے جناب صادق سے سوال کیا کہ جناب فاطمہؑ کو کیسے غسل دیا۔ فرمایا۔ جناب امیرؑ نے غسل دیا۔ پھر حضرت نے راوی سے پوچھا کیا تم پر سخن گراں گذرا۔ راوی نے عرض کی۔ ہاں یا حضرت میں آپ کے خدا ہوں مجھ پر گراں گذرا۔ جناب صادق نے فرمایا۔ دل تنگ نہ ہو۔ اور سخن کہ فاطمہ صدیقہ اور معصومہ تھیں۔ اور معصوم کو بغیر معصوم دوسرا غسل نہیں دے سکتا۔ جس طرح مرثیہ کو عیسیٰ نے غسل دیا۔ ایضاً۔ قرب الاسناد میں بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فاطمہؑ کو غسل دیا۔ ایضاً۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب صادق سے سوال کیا کس سبب سے جناب فاطمہؑ کو رات کو دفن کیا حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ جناب فاطمہؑ نے وصیت کی تھی کہ وہ مرد و امراوی جو ہرگز خدا اور رسول پر ایمان نہ لائے تھے ان پر نماز نہ پڑھنے پائیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ سے جناب فاطمہؑ کو رات کو دفن کرنے کا سبب دریافت کیا کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ وہ ایک جماعت منافقین پر خشمناک و غضبناک اور بغض ہیں۔ لہذا منظور نہ ہوا کہ وہ لوگ ان کے جنازے پر حاضر ہوں۔ اور اس شخص پر جو اس جماعت کی ولایت و محبت رکھتا ہو حرام ہے کہ کسی فرزند جن فاطمہؑ پر نماز پڑھے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ جب جناب امیرؑ دفن جناب سیدہ سے فارغ ہوئے چند شعر شعر درود و الم انشا فرمائے کہ مضمون ان کا یہ ہے۔ دو دوستوں کی یکجائی آخر بجدائی منتہی ہوئی ہے اور ہر مصیبت غیر از مرگ کے نزدیک مرگ کے ناچیز ہے۔ اور جناب فاطمہؑ کا جانا بعد جناب رسول خداؐ کے میرے سامنے اس پرسل ہے کہ کسی کی دوستی باقی نہیں رہتی اور جلد ہو گا کہ نام میرا بھی لوگوں کے درمیان سے اٹھ جائے۔ اور میری دوستی کو فراموش کریں اور میرے بعد میرے دوست کے لئے دوسرا دوست بہم پہنچے۔ ایضاً۔ جناب امیرؑ سے روایت ہے۔ سات شخصوں نے جناب فاطمہؑ پر نماز پڑھی۔ ابوذر۔ سلمان۔ مقداد۔ عمار۔ عذیفہ و عبداللہ بن

سموداد میں ان کا امام تھا۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جناب صادق سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کس کے لئے نعش بنائی گئی۔ فرمایا۔ جناب فاطمہؑ کے لئے۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ پہلے نعش جو اسلام میں بنائی گئی نعش جناب فاطمہؑ تھی اور سب اس کے بنانے کا یہ تھا۔ کہ جب جناب فاطمہؑ بیمار تھیں۔ وہ بیماری جس میں دنیا سے رحلت کی۔ اسماء بنت عیسٰی سے کہا۔ اے اسماء میں نحیف و ضعیف ہو گئی ہوں۔ اور گوشت میرے بدن کا گھل گیا ہے۔ کیا تم کو فی چیز ایسی بنا سکتی ہو جس سے میرا جسم مردوں سے پوشیدہ رہے۔ اسماء نے عرض کی۔ جب میں بلا وجہ میں ہوتی۔ میں نے ان کو ایک قسم کی نعش بناتے دیکھا تھا۔ اگر آپ فرمائیں۔ تو میں بنا کر دکھاؤں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ ہاں بناؤ۔ یہ سن کر اسماء بنت عیسٰی ایک تخت لائیں۔ اور اس کو اوندھا کر کے شاخہاں سے خرابا پایا لٹے تخت میں باندھے اور اس پر ایک کپڑا ڈالی کر عرض کیا۔ اس طریقے سے بناتے ہیں۔ یہ دیکھ کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ ایسی ہی نعش میرے واسطے بھی بناؤ۔ اور میرا جسم مردوں سے چھپاؤ۔ تاکہ خدا تمہارے جسم کو آتش جہنم سے چھپائے۔ اور بعض کتب معتبرہ میں ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ جب جناب فاطمہؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اسماء اپنا اگر بیان چاک کر کے مسجد کی طرف دوڑیں۔ امام حسن و حسینؑ نے راہ میں دیکھا۔ اور حال اپنی ماں کا پوچھا۔ اسماء چپ ہو رہیں۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ جب امام حسن و حسینؑ گھر میں آئے۔ اپنی مادر گرامی کو دیکھا۔ کہ آرام فرما رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر قریب آئے اور شانہ ہلا کر فرمایا۔ جب دیکھا۔ دنیا سے رحلت فرمائی ہے۔ امام حسنؑ سے کہا۔ اے بھائی جان خدا آپ کو مصیبت مفادقت مادر گرامی میں صبر عطا فرمائے۔ یہ کہہ کر گھر سے باہر دوڑے اور فریاد کرتے تھے۔ یا محمدؐ یا احمدؐ آج ہماری مادر نے دنیا سے رحلت کی۔ آپ کا زمانہ ہم پر تازہ ہوا۔ پھر جناب امیرؑ کو یہ خبر مسجد میں پہنچائی۔ امیر المؤمنینؑ نے جب یہ خبر حاضریٰ سنائی یہ ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے بانی منبر پر چڑھا کا۔ اس وقت ہوش میں آئے۔ امام حسنؑ اور حسینؑ کو کاغذ پر بٹھا کر گھر ہی آئے۔ اسماء بنت عیسٰی جناب فاطمہؑ کے سرٹانے میٹھی رو رہی تھیں۔ اور کہتی تھیں۔ اے سیدتیان محمدؐ تمہارے نانا کی مصیبت مفادقت پر میں تمہاری والدہ فاطمہؑ زہراؑ سے تسلی کرتی تھی۔ اب بعد فاطمہؑ کس سے تسلی کروں۔ اس وقت جناب امیرؑ نے روئے مبارک جناب فاطمہؑ کھولا۔ اور سرٹانے ایک رقعہ دیکھا۔ اس میں یہ لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وصیت و خیر رسول خداؐ کی ہے۔ وصیت کرتی اور گواہی و عدالتیت خدا اور رسالت سید انبیاءؑ کی ہے۔ اور یہ کہ بہشت حق ہے اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ کہ خدا مردوں کو زندہ کرے گا۔ جو قبروں میں ہیں۔ یا علیؑ میں دختر محمدؐ ہوں۔ خدا نے مجھے تجھ سے تزویج کیا۔ کہ تمہاری زوجہ دنیا کو آخرت میں ہوں۔ اور تم اعدوں سے زیادہ میرے زیادہ مزاوار ہو۔ تم مجھے غسل دینا و حنوط کرنا۔ اور کفن پہنانا۔ اور محمدؐ پر نادر محمدؐ اور مجھے رات ہی کو دفن کر دینا۔ اور کسی کو خبر نہ کرنا۔ تمہیں خدا کو سجدہ کرتی ہوں اور اپنے

فرزندوں پر تاقیامت سلام کرتی ہوں جب رات ہوئی۔ جناب امیر نے جناب فاطمہ کو غسل دیا۔ اور تابوت میں رکھا۔ امام حسن سے فرمایا۔ ابوذر کو بلاؤ۔ جب ابوذر حاضر ہوئے۔ جنازہ اٹھا کر بقیع میں لے گئے۔ اور جناب فاطمہ پر نماز پڑھی۔ جب جناب امیر نماز جنازہ سے فارغ ہوئے۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور عرض کی۔ خداوندایہ فاطمہ تیرے پیغمبر کی دختر ہے اسے خلعت سے نکال کر نور کی طرف اور شدت سے جانب شادی و سرور لے جا۔ اس وقت زمین و آسمان و نور ہو گئی جب چاہا کہ جناب فاطمہ کو دفن کریں۔ بقیع کی طرف سے آواز آئی۔ میری طرف لاؤ۔ کہ مٹی فاطمہ کی مجھ میں سے اٹھائی ہے۔ جب جناب امیر نے وہاں جا کر دیکھا۔ ایک قبر کھدی کھلائی پائی۔ پس جنازہ سیدہ کا اس قبر کے نزدیک لائے۔ اور جب قبر میں رکھا۔ جناب امیر نے قبر کے کنارے سے آواز دی۔ اے زمین میں نے اپنی لمانت یعنی فاطمہ دختر رسول خدا کو تیرے سپرد کیا۔ اس وقت زمین سے آواز آئی۔ اے علی میں فاطمہ پر تم سے زیادہ مہربان ہوں۔ جاؤ اور آندوہ فاطمہ ہو۔ جب جناب امیر نے چاہا کہ وہاں سے تشریف لے جائیں۔ ناگاہ قبر تشریف زمین کے برابر ہو گئی۔ اور نشان باقی نہ رہا۔ اور تار و زقیامت دریافت نہیں ہو سکتا۔ کہ قبر کہاں ہے۔ واضح ہو کہ روز وفات اور عمر شریف میں بہت اختلاف ہے اور اکثر روایات معتبر اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ عمر شریف جناب فاطمہ اس وقت اٹھارہ سال تھی۔ اور بعضوں نے انتیس سال اور بعضوں نے تیس سال اور بعضوں نے سنتیس سال اور بعضوں نے اسی سال بھی کہی ہے اور صحیح زیادہ اور مشہور زیادہ علامہ نے ماہیہ میں قول اول بحکمہ یعنی اٹھارہ سال۔

فصل آٹھویں۔ بیان دادخواہی جناب فاطمہ بروز قیامت

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا جب قیامت برپا ہوگی میری دختر فاطمہ ایک ناقہ پر ناقہ لے بیٹھتے سے سوار آئیں گی۔ اور اس ناقہ کے پہلوؤں میں حریراٹے سفید اور پٹاں ہوگا۔ اور ہمارا اس ناقہ کی موارید کی۔ اور پاؤں اس ناقہ کے زمر و سبز کے اور دم مسکب اور آنکھیں باقوت سرخ کی ہونگی۔ اور اس ناقہ پر ایک قبہ نور ہوگا۔ کہ باطن اس کا ظاہر سے نمایاں ہوگا۔ اندر حضورؐ و کار اور باہر رحمت غفار ہوگی۔ اور فاطمہ کے سر پر ایک تاج نور کا ہوگا۔ کہ اس کے ستر گونے ہونگے۔ اور ہر گوشہ مردادید و باقوت سے مرصع ہوگا۔ کہ مثل ستارہ نور اس کا ساحل ہوگا۔ اور داہنے بائیں ستر ستر بزار فرشتے ہونگے۔ اور جبریل مہار ناقہ لے ہونگے۔ اور بعد اٹھے طہر آواز دیں گے۔ اے اہل محشر یعنی اپنی آنکھیں بند کر۔

فاطمہ دختر محمدؐ شریف لائی ہیں۔ یہ سن کر کوئی پیغمبر کوئی رسول کوئی صدیق کوئی شہید باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ اپنی اپنی۔
 آنکھیں بند کر لیں گے۔ یہاں تک کہ فاطمہؑ محشر سے گزر جائیں گیں۔ جب عرش کے نیچے پہنچیں گیں۔ اس وقت نافر
 سے اڑ کر کہے گی۔ اے خداوند میرے اور اے سید میرے محمدؐ میں اور ان میں جنہوں نے مجھ پر ظلم و ستم کئے ہیں۔ حکم کر۔
 خداوند! مجھ میں اور ان میں جنہوں نے میرے فرزندوں کو شہید کیا۔ حکم کر۔ پس حق تعالیٰ ندا فرمائے گا۔ اے حبیبہ! من
 دختر حبیبہ! من مجھ سے سوال کر کہ تجھے عطا کروں اور مجھ سے شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول کروں۔ اپنی عزت
 جلال الٰہی میں قسم کھاتا ہوں کہ آج کے دن کوئی ظالم کسی ظالم کا مجھ سے فروگذاشت نہ ہوگا۔ اس وقت فاطمہؑ میری دختر
 عرض کرے گی۔ پروردگار! میری ذریت اور میرے شیعہ اور میرے فرزندوں کے شیعہ اور میرے دوست اور میرے
 دوستوں کے فرزندوں کو بخش دے۔ پھر آواز حق تعالیٰ کی طرف سے آئے گی۔ کہ فرزند ان فاطمہؑ اور شیعہ ان و دوست ان
 فرزند ان فاطمہؑ کہاں ہیں۔ اس وقت یہ سب حاضر ہونگے۔ اور ملائکہ رحمت ہر طرف سے ان کو گھیرے ہوئے فاطمہؑ
 میری دختر ان کے آگے آگے جائیں گی۔ یہاں تک کہ ان کو داخل بہشت کر دیں گی۔ ایضاً۔ باسائید معتبر حضرت امام
 رضاؑ سے روایت ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میری دختر فاطمہؑ صحرائے محشر میں باجاہائے خون کالو آئے گی۔
 اور قاتلہ عرش تمام کر عرش کر دیں گی۔ اے خداوند! حاکم و عادل مجھ میں اور ان میں جنہوں نے میرے فرزندوں کو
 شہید کیا۔ حکم فرما۔ بحق پروردگار کہ میری دختر فاطمہؑ اور اس کے دشمنوں کے درمیان حق تعالیٰ حکم کرے گا۔
 بیان عذاب و نعمان اہل بیتؑ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے۔ کہ
 حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب قیامت برپا ہوگی۔ میری دختر فاطمہؑ کے لئے ایک قبہ اور نصب کریں گے۔
 پھر امام حسینؑ کاٹیں گے اپنا سر ہاتھ میں لئے ہوئے۔ جب جناب فاطمہؑ اپنے فرزند حسینؑ کو اس حالت میں
 دیکھیں گی۔ ایک نعرہ محشر میں ایسا مادیں گی۔ کہ محشر میں کوئی ملک مقرب اور کوئی پیغمبر اور مرسل اور کوئی
 بندہ مومن باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ سب گریاں و نالائیں ہونگے۔ اس وقت حق تعالیٰ ایک خوبصورت مرد کو امام
 حسینؑ کی صورت پر متقل کرے گا۔ کہ وہ دشمنان حسینؑ سے مخاطب کریں۔ اس وقت حق تعالیٰ قانون امام حسینؑ
 کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے اشتقیائے امت سے سلامش کی تھی۔ اور ان کو جنہوں نے خون حسینؑ میں شرکت
 کی تھی جمع کرے گا۔ اور وہ مرد خوبصورت ان سب کو قتل کرے گا۔ اور پھر زندہ کرے گا۔ جناب امیر بارگاہ
 ان سب کو قتل کریں گے۔ پھر تیسری دفعہ ان سب کو زندہ کرے گا۔ کہ امام حسینؑ ان کو قتل کریں۔ یہاں تک
 کہ میرے فرزندوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ کہ ان ظالموں میں سے قتل کرے۔ اس وقت ہمارا اللہ
 ہمارے شیعہوں کا خشم و غصہ بھی کم ہوگا۔ اور اندوہ و غم ہم سے زائل ہو جائے گا۔ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ خدا
 رحمت کرے شیعہوں پر بخدا سو گند یہ مومن ہیں۔ اور بخدا سو گند یہ ہماری مصیبت اور طول اندوہ و حسرت ہیں

ہمارے شریک ہیں۔ ایضاً البند معتبر جناب صادق نے روایت کی ہے۔ رسول خداؐ سے کہ جب روز قیامت ہر گناہ فاطمہؑ مع جماعت زنان عرصہ عشر میں آئے گی۔ اس وقت فاطمہؑ سے کہیں گے۔ داخل بہشت ہو فاطمہؑ کریگی۔ میں بہشت میں دعاؤں کی جب تک نہ سمجھ لوں گی۔ کہ بعد میرے میری اولاد سے کیا سلوک کیا۔ یہ سن کر فاطمہؑ سے کہیں گے۔ کہ وہ میں عرصہ عشر نظر کرو جب نظر کریگی۔ اپنے فرزند حسینؑ کو دیکھے گی۔ کہ بے سر کھڑا ہے یہ دیکھ کر فریاد کریگی۔ اور میں اسکی فریاد سے فریاد کروں گی اور جیسے لانا مکہ سے غلغلہ و خروش بلند ہو گا۔ اس وقت حق تعالیٰ ہمارے سب سے غیظ و غضب کرے گا۔ اور اس آگ کو جس کا نام بہب ہے اور ہزار سال اسے روشن رکھا ہے کہ سیاہ ہو جیسی ہے اور ہوا ہرگز اس میں نہیں جاتی۔ اور کوئی نعم اس سے باہر نہیں آتا۔ اس وقت حق تعالیٰ اس آگ کو آواز دے گا۔ کہ قاتلان حسین اور حالان قرآن کو جنہوں نے اہل بیت رسالتؑ سے اتھا اٹھایا۔ اور قرآن کو وسیلہ ظلم و عدوان کیا۔ جن نے یہ حکم پا کر ان اشقیاء کو وہ آگ اٹھا لے گی۔ جب وہ رو سیاہ اُس آگ میں جاؤں گے۔ آگ فریاد کریگی۔ اور وہ بد بخت بھی فریاد کریں گے۔ آگ بھی خروش کرے گی۔ وہ خروش کریں گے۔ آگ بھڑکے گی۔ وہ تم کا نعرے ماریں گے۔ اور کہیں گے پروردگار کس سبب سے اس آگ کو بت پرستوں سے پہلے ہم پر واجب کیا۔ اس وقت حکم حق تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ جو کوئی دانستہ بُرا کام کرے وہ مثل اس کے نہیں کہ جو بنادانی کرے۔ بیان تشریف آوری فاطمہؑ میدان محشر ایضاً البند معتبر جناب میر سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا بروز قیامت سر حسینؑ فاطمہؑ سے دکھائے کو خون آلود ظاہر ہو گا جب نظر ملے کہ جناب فاطمہؑ اس پر پڑے گی۔ فریاد کریں گی۔ اسے فرزند مظلوم۔ اسے سیوہ دل ہجوم اس وقت نالہ فاطمہؑ سے فرشتے بیہوش ہو جائیں گے۔ اور جیسے اہل عشر فریاد و خروش کریں گے۔ اور کہیں گے خدا سے مادے اے فاطمہؑ جس نے تمہارے فرزند حسینؑ کو مارا۔ اس وقت ندائے حق تعالیٰ پہنچے گی کہ ایسا ہی کروں گا۔ اور اتمقام اس کے قاتل اور مسین قاتل اور درستان قاتل سے لوں گا۔ اور فاطمہؑ اس دن ایک ناقہ پر ناقہلے بہشت سے سوار ہونگی۔ کہ پہلو ہائے ناقہ حریر سبز سے مزین ہونگے۔ اس ناقہ کا منہ زیبا اور دیدہ ہائے شہلا ہونگے ہر اس کلائے معیش سے اور گردن اس کی مشک و عنبر کی ہوگی۔ ہمارے زبرد سبزی اور کجاوہ موئی کا ہو گا۔ کہ تمام جواہرات سے اس کو مزین کیا ہو گا۔ اور اس ناقہ پر ایک ہرودج ہو گا۔ کہ پر سے اس ہرودج کے نور خدا سے ہونگے۔ اور اس کے رحمت الہی اس میں مملو ہوگی اور ہندی ہمارے بقدر ایک فرسخ فرسٹھائے دنیا سے ہوگی۔ اور گرد ہرودج کے ستر ہزار ملک احاطہ کئے ہونگے۔ اور مشغول تسبیح و تحمید و تکبیر و ثنائے حق تعالیٰ ہونگے۔ اس وقت منادی درمیان عرش ندا کرے گا کہ اے اہل قیامت اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو۔ کہ فاطمہؑ و فخر محمدؐ صراط سے گذر جائے۔ پس فاطمہؑ اور شعیان و دستان جناب فاطمہؑ صراط سے بجلی کی طرح گزرا جائیں گے۔ اور اپنے دشمنوں اور اپنی ذریت کے دشمنوں کو آتش جہنم میں

و حکمیں دیں گی۔ شیخ معینؒ نے بسند موثق جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ہر روز قیامت حق تعالیٰ خلقِ اولین و آخرین کو ایک زمین پر جمع کرے گا۔ پھر ایک منادی حق تعالیٰ کی طرف سے ندا کرے گا کہ اپنی اپنی آنکھیں بند کرو۔ اور سر نیچے کرو۔ کہ فاطمہؑ و خیر محمدؑ مرا طے سے گزر جائے۔ یس کریمؑ خلائقِ اپنی اپنی آنکھیں بند کر لیگی اور جناب فاطمہؑ ایک ناقہ پر ناقہائے بہشت سے سوار تشریف لائیگی۔ اور ستر ہزار فرشتے جناب فاطمہؑ کا استقبال کریں گے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ ایک مقام پر مقامات قیامت میں سے اتر کر ٹھہریں گی۔ اس صورت سے کہ ہر پہاڑ بن خون آلود امام حسینؑ کا ہاتھ میں لئے ہوئی۔ اور کہیں گی ہر درو گار یہ پہاڑ میں میرے فرزند کا ہے اور تو جانتا ہے کہ اشقیائے امت نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس وقت حق تعالیٰ کی جانب سے ندا آئے گی۔ اے فاطمہؑ جو کچھ تیری خوشی ہو۔ وہ کیا جائے گا۔ جناب فاطمہؑ کہیں گی۔ ہر درو گار میرا انتقام میرے فرزند کے قاتلوں سے لے۔ حق تعالیٰ حکم فرمائے گا۔ کہ آتش جہنم سے ایک شعلہ باہر آکر قاتلانِ امام حسینؑ کو چن لے گا۔ جس طرح مرغ دلنے چن لیتا ہے۔ وہ شعلہ آتش میں اشقیائے جہنم میں لے کر طبقات جہنم میں بانواع عذاب معذب کرے گا بعد اس کے جناب فاطمہؑ ناقہ پر سوار ہو کر بہشت میں تشریف لے جائیں گی۔ اور وہ ماناں گہنہوں نے استقبال کیا تھا۔ خدمت میں ہونگے۔ اور فرزندِ ان فاطمہؑ آگے آگے اور دوستانِ ذریعہ محمدیؑ داہنے بائیں ہمراہ داخل بہشت ہونگے۔ فرات بن ابیہؑ نے اپنی تفسیر میں جانا امیر سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے۔ اور اپنی دختر کو محزون و غمگین پا کر پوچھا۔ اے دختر گرامی کیوں محزون و اندوگین ہے۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کیا۔ مجھے روزِ محشر یاد آیا۔ اور لوگوں کا عرصہٗ محشر میں کھڑا ہونا بہت یاد آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر گرامی وہ دن بزرگ ہے لیکن جبرئیلؑ نے حق تعالیٰ کی جانب سے مجھے اطلاع دی ہے کہ سب کے پہلے جس کے لئے زمین شکافہ ہوگی اور قبر سے باہر آئے گا۔ میں ہونگا۔ اور میرے بعد ابراہیمؑ خلیل اور بعد تمہارا شوہر علیؑ ابن ابی طالب اس وقت حق تعالیٰ جبرئیلؑ کو تمہاری قبر پر اس رخ ستر ہزار فرشتوں کے بھیجے گا۔ اور تمہاری قبر پر پست قبة نور کے نصب کریں گے اور اس فرشتہٗ قینؑ کے نور کے تمہارے لئے لائیں گے اور قریب تمہارے سر کے کھڑے ہو کر تم کو ندا کریں گے۔ اے فاطمہؑ دختر محمدؑ قبر سے باہر آؤ۔ بجانب محشر پس تم قبر سے اہر کھڑے پھنچو اور اس دن کے خون سے باہر آؤ گی۔ پھر اس فرشتہٗ قینؑ کے نور کے تم کو دریں گے۔ اور تم ان کو پہنؤ گی۔ اور ایک فرشتہٗ زوقائیلؑ کہتے ہیں ایک ناقہ تمہارے لئے لائے گا۔ کہ تمہارے اس کی مراد بدتر کی اور محاطہٗ طلائے احمر کا پشت ناقہ پر باندھا ہو گا۔ تم اس پر سوار ہو گی۔ اور زوقائیلؑ تمہارے ناقہ کھینچے گا۔ اور آگے آگے ستر ہزار فرشتے تمہارے تسبیح کا تھم میں لئے ہونگے۔ اور جب تم روانہ ہو گی۔ ستر ہزار حورِ بہائمے استقبال کو آئیں گی۔ اور تمہاری طرف دیکھ کر خوش ہوں گی۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک انگلیٹی ہو گی۔ کہ ان انگلیٹیوں سے عود کی خوشبو بے آگ کے آئینی۔ اور ان حورِ بہائمے کے سروں پر تاباں مہرِ زبرجدینہٗ باقون

جو اہر بونچے۔ وہ تہادی داہنی جانب چلیں گی۔ جب تھوڑی دور پہنچی گی۔ مریم دختر عمران مہر ستر ہزار حور یہ تہا سے استقبال کو آئیں گی۔ اور تم کو سلام کریں گی۔ اور مہمان ستر ہزار حور یہ کے تہادی بائیں جانب راہ چلیں گی۔ بعد اس کے تہادی والدہ خدیجہ بنت خویلد تہا را استقبال کریں گی۔ اور وہ ان حور توں میں سے پہلی ہیں۔ جو خدا اور رسول پر ایمان لائیں۔ ان کے ساتھ ستر ہزار فرشتے آفتاب میں ملہائے تسبیح لئے ہونگے۔ اور جب تم قریب محشر پہنچی گی۔ حور امہ ستر ہزار حور یہ و آسیہ زن فرعون تہا را استقبال کریں گی۔ اور یہ سب تہا سے ہمراہ رواں دواں ہونگی۔ اور جب صحرائے عشرتیں پہنچی گی۔ منادی عرش کے نیچے سے ندا کرے گا کہ سب خلوق سُن لے گی۔ اور وہ صدایہ ہو گی باپنی اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہ صدیقہ دختر محمدؐ اور زنانِ مطہرہ جو ان کے ہمراہ ہیں۔ عرصہ عشرت سے گندہ جاہیں۔ اس دن تہادی طرف کوئی نظر نہ کرے گا۔ سوائے تہا سے باپ اور ابراہیم اور تہا سے شوہر علی ابن ابی طالب کے اس دن آدمؑ حواؑ کو بلائیں گے۔ وہ تہادی ملا خدیجہ کے ہمراہ تہا سے سامنے آئیں گی۔ اور تہا سے لئے ایک منبر در نصب کریں گے کہ اس منبر کے ستر پائے ہونگے۔ اور ہر ایک پایہ کے نیچے میں دوسرے پایہ تک صف ہائے ہائیکہ کھڑی ہوئی۔ علمہائے نور ان کے ہاتھوں میں ہونگے۔ حوریں داہنے بائیں منبر کے صف کھینچیں گی۔ اور سب حور توں سے قریب بائیں طرف تہا سے حواؑ اور آسیہؑ ہونگی۔ اور جب تم اسے فاطمہ منبر پر جاؤ گی۔ جبرئیل حق تعالیٰ کی طرف سے تہا سے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے۔ اسے فاطمہ اپنی حاجت طلب کرو۔ اس وقت تم کہو گی۔ پروردگار! حق حسینؑ کو مجھے دکھا۔ اس وقت تہا سے دونوں فرزند تہا سے پاس آئیں گے۔ رگ ہائے گردن حسینؑ سے خون ٹپکتا ہوگا۔ اور حسینؑ کہیں گے۔ پروردگار! آج کے دن عوین میرا ان ظالموں سے جہنوں نے مجھ پر ستم کئے لیے۔ یہ سُن کر دریائے غضب الہی جوش زن ہوگا۔ اور غضب الہی سے جہنم اور ملائکہ بھی خروش کریں گے۔ جہنم نعرہ مارے گا۔ لپک اسکی صحرائے محشر تک آئے گی۔ اور قاتلان حسینؑ کو اٹھائے جائیں گی۔ اور حسینؑ کے جو قاتل ہیں۔ ان کی اولاد کی اولاد کو بھی آتش جہنم کھینچے گی۔ اس وقت ان ستر گاروں کی اولاد کہیں گی۔ پروردگار! ہم وقت قتل حسینؑ موجود نہ تھے۔ مگر حق تعالیٰ شعلہ ہائے جہنم کو حکم فرمائے گا۔ کہ ان کو پکڑ لے کیونکہ ان کی کبودی چشم اور رد سیاہی ان کی علامت تھیں۔ ان کے پیشانی کے بال پکڑ کے منہ کے بل گھسیٹے ہوئے پائیں نرین طہقت جہنم میں ڈال دیں گے کہ یہ لوگ دوستان حسینؑ پر پر زیادہ تر سخت اپنے اپنے باپ سے تھے۔ جنہوں نے حسینؑ سے عذہ کیا۔ اور اس کو شہید کیا۔ پھر جبرئیل۔۔۔ کہیں گے اسے فاطمہ تم اپنی حاجت طلب کرو۔ اس وقت تم اسے دفتر اسے فاطمہ تم کہو گی۔ کہ پروردگار! میں اپنے شیعوں کو چاہتی ہوں۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے شیعوں کے گناہ بخش دیئے۔ پھر تم کہو گی۔ پروردگار! اپنے فرزندوں لاموں کے شیعوں کو چاہتی ہوں۔ پھر حق تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے ان کو بھی بخش دیا۔ پھر تم کہو گی۔

پروردگار میں اپنے شیعوں اور دوستوں کو چاہتی ہوں۔ پس حق تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ۔ جو تمہارا دامن پکڑے اس کو بہشت میں داخل کرو۔ اس وقت جس خلق آرزو کرے گی۔ کہ کاش ہم بھی دوستان شیعیان فاطمہؑ سے ہوئے۔ اس وقت تم اپنے شیعوں اور شیعوں کے فرزندوں اور شیعیان امیرالمومنینؑ کو اپنے ہمراہ لے کر بہشت میں جاؤ گی۔ اور وہ وقت ہوگا۔ کہ شیعوں کا خوف مبدل باطمینان ہو جائے گا۔ ہر گاہ ان کی ڈھکی ہوگی۔ خداوند قیامت ان پر کھانے ہونگے۔ جو ہائے قیامت سے سبوت گزریں گے۔ سب لوگ ڈریں گے۔ یہ نہ ڈریں گے۔ سب لوگ پیاسے ہونگے۔ یہ سیراب ہونگے۔ جب تم دروازہ بہشت پر پہنچو گی۔ بارہ ہزار حوریں تمہارے استقبال کو آئیں گی۔ کہ پہلے تمہارے وہ کسی کے استقبال کو نہ گئی ہونگی۔ کہ ان کے ناقوں کے کھمبے طلائی ڈر اور یا قوت کے ہونگے۔ اور چہاریں سردار بدترکی اور کابین زبرد کی ہونگی۔ اور حمل میں ایک تکیہ سندس بہشت کا رکھا ہوگا۔ جب تم بہشت میں جاؤ گی۔ جس اہل بہشت خوش ہونگے۔ اور ایک دوسرے کو بشارت دیں گے۔ اور تمہارے شیعوں کے واسطے رنگارنگ جواہر کے خولن نمودائے نور پر نصب کریں گے۔ اور تمہارے شیعوں ان کھانوں میں سے کھانے کھائیں گے۔ وہ وقت وہ ہوگا۔ کہ اور لوگ مشغول حساب کتاب ہونگے۔ اور شیعوں ابدالاً و نعیم بہشت سے متعم ہونگے۔ اور جب سب کے سب دوستان خدا بہشت میں پہنچ جائیں گے۔ جس پیر برآتم تا خاتم تمہاری زیارت کو آئیں گے۔ اور بہشت میں دو موتی ہیں۔ کہ ایک دیئے سے نکلے ہیں۔ ایک ان میں سے سفید اور دوسرا زرد ہے۔ اور ہر ایک میں ستر ہزار قصر ہیں۔ اور ہر قصر میں ستر ہزار گھر ہیں۔ پس وہ قصر ہائے سفید ہمارے اور ہمارے شیعوں کے مکان ہیں۔ اور گھر ہائے زرد و منادل بابرہیم اور آل بابرہیم ہیں۔ یہ کن کہ جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا۔ اے پڑھو گار میں نہیں چاہتی کہ آپ کو مرتے دیکھوں اور بعد آپ کے زندہ رہوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ جب میل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ پہلے جو میرے اہل بیت کے مجھ سے ملتی ہوگا۔ وہ اے فاطمہؑ تم ہوگی۔ وائے ہو اس شخص پر جو تم پر ظلم کرے۔ تحقیق کہ دستکاری اس شخص کے لئے ہے جو تمہاری نصرت وعدہ کرے۔

باب تیسرا

تاریخ ولادت و شہادت سید اصفیا و امام الاقصیا حضرت
منظر العجائب اسد الغالب میر المومنین علی ابن ابی طالب
علیہ السلام

اس باب میں پانچ فصلیں ہیں۔ فصل پہلی۔ بیان ولادت باسعادت جناب امیر علیہ السلام۔
شہد محمد بن وودعین فریقین میں یہ ہے کہ جناب امیر برمنہ محمد تیرھویں رجب کو بدست سال امام اغیل کے
کعبہ معظمہ میں متولد ہوئے۔ اس وقت عمر ثلثین جناب رسول خدا اٹھائیس سال کی تھی۔ بارہ سال۔ اور بقول دیگر
دس سال قبل بعثت آن حضرت واقع ہوئی شیخ طوسی نے مصباح میں بسند صحیح جناب صادق سے روایت
کی ہے کہ ولادت موفور السعادت جناب بروز یکشنبہ ساتویں ماہ شعبان کو واقع ہوئی۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح
اور شہد زیادہ ہے۔ اور اگر ان دونوں دونوں کا احتمام کریں بہتر ہے۔ بعضوں نے تیسویں ماہ شعبان کی بھی
لکھی ہے اور خالد بنہ گوار آنحضرت ابو طالب بیٹے عبدالمطلب کے تھے کہ حضرت رسول کے پدر بزرگوار عبد
کے حقیقی بھائی ایک ماں سے تھے اور مادر گرامی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمنان تھیں۔ جناب
امیر اور بھائی آپ کے ہاشمی تھے کہ ماں باپ دونوں بنی ہاشم تھے۔ احادیث معتبرہ میں جناب رسول خدا سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ ہم اور علی ایک نور سے خلق ہوئے۔ اور ہم منظور انتظار عنایات حق تعالیٰ
چوبیس ہزار سال قبل خلق آدم تھے۔ و بروایت دیگر دو ہزار سال اور عانت است عرش الہی تسبیح و تقدیس حق
تعالیٰ کرتے تھے جب خدا نے آدم کو خلق کیا۔ اس نور کے دو حصے کئے اور دونوں کو صلب آدم میں جگہ دی۔
جب آدم زمین پر آئے ہم ان کے صلب میں تھے۔ اور جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا۔ ہم ان کے صلب میں تھے۔
اور اس صلب سے آگ نے ان کو ضرر نہ پہنچایا پھر اس نور کے ایک جزو سے میں اور دوسرے جزو سے علی پیدا
پیدا ہوئے۔ ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا کہ ایک روز میں حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ
جناب امیر کو آتے دیکھ کر حضرت رسول تسبیح ہو گئے۔ اور فرمایا۔ مرحبا اس شخص کو جسے خدا نے چالیس ہزار سال
قبل پیدائش آدم خلق کیا ہو۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آیا ہو سکتا ہے فرزند قبل پدر مخلوق ہو۔ حضرت

نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے میرے اور علیؑ کے نور کو خلق آدم سے اسی قدر پہلے خلق کیا۔ پھر اس نور کے دو ٹکڑے کئے نصف سے مجھے اور نصف سے علیؑ کو پیدا کیا۔ قبل پیدائش اشیا دیگر پیدا کیا۔ اور جملہ اشیا کو میرے اور علیؑ کے نور سے منور کیا۔ مجھے جانب راست عرش جگہ دی۔ اور بعد میرے ملائکہ کو پیدا کیا۔ اور میری تسبیح و تہلیل و تکبیر و تحمید حق تعالیٰ سے ملائکہ نے تسبیح و تہلیل و تکبیر و تحمید حق تعالیٰ کی تھی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ قرار دیا کہ میرا اور علیؑ کا دوست داخل آہنم نہ ہو۔ اور میرا اور علیؑ کا دشمن داخل بہشت نہ ہو۔ اور حق تعالیٰ نے چند فرشتے پیدا کئے ہیں۔ جن کے ماتحتوں میں ابراہیمؑ ہائے نقرہ بہشت ہیں۔ اور ان ابراہیموں کو آب حیات سے جو ایک شجر جنت الفردوس میں ہے بھرا ہے۔ جب شیطان علیؑ سے کوئی فرد عورت سے حقارت کرنا چاہتا ہے اور اس وقت حق تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ اس کا لفظ مستند ہو جائے پس ایک ان فرشتوں میں سے آتا۔ اور آب بہشت میں سے لٹوڑا سا اس کے پینے کے پانی میں ڈال دیتا ہے۔ اور وہ پانی اس کے لفظ میں مخلوط ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے اس شیعہ کے دل میں میری محبت اور علیؑ و فاطمہؑ حسینؑ اور نو امامؑ فروغ خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ میں اس خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جس نے محبت علیؑ اور اس پر ایمان لانے والے کو سبب دخول بہشت و نجات جہنم کیا۔ ابن طاووسؑ نے بسند معتبر بیان فضائل جناب امیرؑ مذہابی رسولؑ۔ جناب امام محمدؑ باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امام محمدؑ باقرؑ سے جناب امیرؑ کے جو شکر بجالانے کا سبب پوچھا حضرت نے فرمایا۔ مجھے میرے بزرگوں نے خبر دی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کو کسی ضرورت کو بھجوا دیا۔ اور جناب امیرؑ نے باحسن وجہ اس کی تعمیل کی۔ جب پھر سے اس وقت پہنچے۔ جب رسول خداؐ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تھے۔ پس ہمراہ جناب رسول خداؐ نماز پڑھی۔ اور حضرت نماز سے فارغ ہوئے۔ جناب امیرؑ کو سینہ سے لگایا۔ اور پوچھا تم نے وہ کام کیا۔ جناب امیرؑ نے کہا ہاں۔ حضرت رسولؐ شاداں و خنداں ہوئے۔ اور فرمایا۔ اسے علیؑ سے پابستہ ہو کہ میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہمیشہ آپ نے مجھے بخیر بشارت دی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ وقت زوال میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ اس وقت آپ کا پیغمبر علیؑ ابن ابی طالبؑ آپ کے پاس آتا ہے اور خدا نے ان کے سبب مسلمانوں کو مفت عظیم عظیم پائی ہے۔ اور جس کام کے لئے آپ نے ان کو بھجوا ہے انہوں نے وہ کام اس طرح کئے ہیں۔ اور مجھے جبرئیلؑ نے وہی خبر دی ہے جو تم نے مجھ سے بیان کیا۔ اور جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ فریت آدم سے نجات نہیں پائی مگر اس شخص نے جس نے ولایت شیعہ و صبی آدم اختیار کی۔ اور شیعہ نے سبب اپنے باپ آدمؑ نجات پائی۔ اور آدمؑ نے بعد از دنیا عالم نجات پائی۔ اور قوم نوح سے نجات نہ پائی۔ مگر اس شخص نے جس نے ولایت سام

وصی نوح اختیار کی۔ سام نے نوح سے اور نوح نے بحق تعالیٰ نجات پائی۔ اور نجات نہ پانی قوم ابراہیم سے
 مگر اس شخص نے جس نے ولایت اسماعیل وصی ابراہیم اختیار کی۔ اور نجات اسماعیل ابراہیم اور نجات
 ابراہیم بخداوند کریم ہمتی اور قوم موسیٰ سے نجات نہیں پائی۔ مگر اس شخص نے جس نے ولایت وصی
 موسیٰ یوشع بن نون اختیار کی اور نجات یوشع موسیٰ اور نجات موسیٰ بحق تعالیٰ ہمتی۔ اور قوم عیسیٰ سے نہیں
 نجات پائی۔ مگر اس نے جس نے ولایت شمعون وصی عیسیٰ اختیار کی۔ شمعون نے عیسیٰ سے اور عیسیٰ نے
 حق تعالیٰ سے نجات پائی۔ اور یا محمدؐ آپ کی امت سے دہری نجات پائے گا۔ جو آپ کے وزیر اور آپ کے
 وصی علی ابن ابی طالب کی ولایت اختیار کرے کہ علیؑ آپ کی حیات اور وفات میں آپ کے وصی ہیں۔
 اور علیؑ آپ کے سبب نجات پائیں گے اور آپ حق تعالیٰ سے نجات پائیں گے۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ
 نے آپ کو بہترین پیغمبران اور علیؑ کو بہترین اوصیائے پیغمبران کیا ہے اور امامان و شیوخ ایمان میں آپ کی مذہبیت
 سے تار و قیامت قرار دینے ہیں۔ جب جناب امیرؑ نے یہ بشارتیں سنیں شکر حق تعالیٰ کا سجدہ کیا اور اپنا
 دوسرے سوا کہ زمین پر ملا۔ اور زمین پر پڑ سہ دیا۔ حق تعالیٰ نے محمدؐ علیؑ وفا طہرہ حسن و حسین صلوٰۃ اللہ علیہم
 کو عالم ادوارح میں خلق کیا۔ اور ہمیشہ عرش الہی چہرہ ہزار سال قبل خلق آدم تسبیح و تہجد و تہلیل حق
 تعالیٰ کرتے تھے۔ بعد اس کے ان کو ایک نور کیا۔ کہ پشت اسٹے مرغان برگزیدہ سے شکہائے زنان پاکیزہ
 میں منتقل کرتا رہا۔ اور جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی فصیلت و منزلت فرشتوں پر ظاہر کرے۔ اور ان کے
 حق کو ہم پر واضح کرے۔ اس نور مقدس کو دو حصہ کیا۔ ایک حصہ کو صلب عبداللہؑ میں جگہ دی کہ اس
 سے محمدؐ سید پیغمبران و خاتم مرسلان پیدا ہوئے اور پیغمبری ان کی عطا فرمائی۔ اور دوسرے حصہ کو صلب
 ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم میں جگہ دی اور اس نور سے علیؑ پیدا ہوئے کہ امیر مومنان اور بہترین
 اوصیائے پیغمبران ہیں۔ حضرت رسولؐ نے ان کو اپنا ولی اور وصی اور جانشین اور خلیفہ اور اپنی دختر کا
 شوہر اور اپنے قرعہ کا ادا کرنے والا۔ اور اپنے وعدہ کا وفا کرنے والا۔ اور اپنے دین کی نصرت کرنے
 والا اور غمخوار کا بطون کرنے والا قرار دیا۔ شیخ طوسیؒ نے بطریق مخالفین انس بن مالک سے ولایت
 روایت انس بن مالک کی ہے۔ ایک دن حضرت رسولؐ اپنے اشتہر پر سوار ہو کر نزدیک
 ایک پہاڑ کے گئے۔ اور اشتہر سے اتر پڑے۔ مجھے فرمایا اے انس اشتہر کو پکڑ۔ اور فلان موضع میں جا۔
 وہاں علیؑ کو سنگریزوں پر تسبیح حق تعالیٰ کہتا ہوا پائے گا۔ جب علیؑ کو دیکھنا میرا سلام کہنا۔ اور اس اختر
 پر سوار ہو کر میرے پاس لے آنا۔ انس نے کہا جب میں جناب امیرؑ پاس پہنچا۔ سلام رسولؐ خدا پہنچایا۔
 اور حضرت کو سوا کر کے میں خود کلاب میں روانہ ہوا۔ جب جناب امیرؑ نے حضرت رسولؐ کو دیکھا۔

کہد السلام ملک یا رسول اللہ۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وعلیک السلام یا ابا الحسن یا علی اوس میرے پاس بیٹھو یہ وہ جگہ ہے جہاں شتر پھیر کرسل بیٹھے ہیں اور میں ان سب سے بہتر ہوں اور ہر پھیر کی جگہ اس کا بھائی بھی بیٹھا ہے اور ان سب سے تم بہتر ہو۔ ناگہ میں نے دیکھا کہ ابرہہ کے قریب آگیا۔ جناب رسول خدا نے اتھ اٹھ کر کے ابرہہ سے ایک خوشہ اٹکھ لیا۔ اپنے اور علی کے بیچ میں رکھ دیا۔ اور جناب امیر سے فرمایا۔ اسے بھائی تناول کرو۔ یہ ادا جانب حق تعالیٰ میرے اور تمہارے لئے ہدیہ ہے۔ انس نے کہا۔ میں نے عرض کی یا حضرت جناب امیر آپ کے برادر ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ بیان کیجئے کہ وہ آپ کے بھائی کس طرح ہیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے ایک پانی قبل خلق آدم تین ہزار سال عرش کے نیچے پیدا کیا۔ اور اس پانی کو ایک سبز موتی میں رکھ دیا۔ یہاں تک کہ حضرت آدم کو پیدا کیا اس وقت اس پانی کو صلب آدم میں جمادی کیا۔ اور حضرت آدم برکت الہی واصل ہوئے۔ اس پانی کو صلب شیث میں منتقل کیا۔ اور اسی طرح اس پانی کو پشت بہ پشت اصلاب طاہر ابنیہ و اوصیہ سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ پانی صلب عبدالمطلب میں پہنچا۔ اس وقت اس پانی کے دو حصے کو کہ ایک حصہ صلب عبد اللہ میں اور دوسرا صلب ابوطالب میں منتقل کیا۔ پس میں اس نصف سے اور علی کے نصف دیگر سے پیدا ہوئے۔ اس سبب سے بھائی علی میرے دنیا و آخرت میں ہوئے۔ پھر جناب رسول خدا نے یہ آیت پڑھی۔ وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعلنا نسبا و صھرا وکان ربک اقدا یستد یعنی وہ ہی خدا ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا۔ پس اس کو صاحب اور والدہ کیا۔ اور خدا تمہارا سب چیز پر قادر ہے۔ اور حدیث دیگر میں فرمایا۔ اس سبب سے علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں۔ کہ گوشت علی کا میرا گوشت اور خون علی کا میرا خون ہے۔ جو مجھے دوست رکھے وہ میری دوستی کی وجہ سے علی کو دوست رکھتا ہے اور جو مجھے دشمن رکھے میری دشمنی سے علی کو دشمن رکھتا ہے۔ ایضاً بسند معتبر جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے علیؑ ابن ابی طالب سے کہا۔ اے علیؑ چاہتے ہو۔ میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیر نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا ہم ایک طینت سے خلق ہوئے اور ہماری زیادتی طینت سے ہمارے شیوہ خلق ہوئے۔ جب قیامت ہوگی۔ لوگوں کو ان کی ماں کے نام سے پکاریں گے۔ مگر تمہارے شیعوں کو ان کے باپ کے نام سے پکاریں گے۔ اس لئے کہ حلال زادہ سے ہیں۔ ابن ابیہ نے بسند معتبر امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے کہا۔ اے علیؑ لوگوں کو خدا نے ورختہا سے مختلف پیدا کیا۔ اور ہم

تم ایک درخت سے پیدا ہوئے ہم اس درخت کی اصل اور تم اس درخت کی فرع ہو اور حسن و حسین اور
 نوام فرزندان حسین اس درخت کی شاخیں ہیں اور مہائے شیعہ اس درخت کی برگ ہیں۔ جو کوئی اس
 درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑے گا۔ حق تعالیٰ اس کو داخل بہشت کرے گی۔ کلمہ
 لبزدائے معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا متولد ہوئے نزدیک ولادت
 آنحضرت معجزات کثیرہ ظاہر ہوئے اور آئینہ کے لئے قطرے شام و نارس نروار ہوئے۔ اس وقت فاطمہ
 بنت اسد مادر جناب امیر بھی وہاں تھیں۔ ان معجزات سے متعجب ہو کر ابو طالب پاس گئیں اور ان
 کو بشارت دی۔ آنحضرت کی ولادت کی۔ اور جو محائب و غرائب شاہد کئے تھے بیان کئے۔ ابو طالب نے
 کہا صبر کرو تیس سال کے بعد تمہارے بطن سے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جو بغیر و بغیر بنی تمین کمالات میں مثل
 روایت جابر ابن عبد اللہ انصاری۔ اس کے ہوگا۔ اور وحی و وزیر اس کا ہوگا۔ کتاب فضائل اہل بیت
 میں و صحیح کتب معتبرہ میں جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ جابر نے حضرت رسولؐ سے جناب
 امیرؑ کی ولادت با سعادت کا سوال کیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: آہ اس بہترین مولود کا تم نے سوال کیا۔
 جو میرے بعد متولد ہوا ہے۔ سنت حضرت مسیح اس میں جاری ہوگی۔ حق تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور
 سے پانچ سو سال پہلے آفرینش مخلوق سے پیدا کیا۔ اس وقت ہم عالم ملکوت میں تھے و تقدیس جی لایوت
 کرتے تھے۔ جب حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ ہم کو ان کے صلب میں جگہ دی۔ میں نے و امینی جانب اور علیؑ نے
 بائیں جانب قرار پکڑا۔ پس ہم کو صلب آدم سے اصلا بظاہر و دہرام طیبہ میں منتقل کیا۔ اور مجھے صلب پاکیزہ
 عبد اللہ بن عبد المطلب سے پیدا کیا۔ اور بہترین شکم میں جگہ دی۔ کہ وہ شکم آمنہ کا تھا۔ اور علیؑ کو صلب طاہر ابو طالب
 سے ظاہر کیا۔ اور بہترین شکم میں جگہ دی۔ کہ وہ شکم فاطمہ بنت اسد کا تھا۔ حضرت نے فرمایا: اے جابر قبل اس
 کے کہ علیؑ شکم مادر میں قرار پکڑے۔ اس کے زمانے میں ایک مرد عابد ماجد تھا۔ کہ اسے مشرم بن و طیب کہتے تھے۔
 اور وہ راہب عبادت و زہد میں مشہور آفاق تھا۔ اور ایک مولود سے سب تک حق تعالیٰ کی بصدق و اعمان
 عبادت کی تھی۔ اور خدا سے اپنے لئے کوئی حاجت طلب نہ کی تھی۔ ایک روز اس نے خدا سے سوال
 کیا کہ خداوند ایک دوست کو اپنے دوستوں میں سے مجھے رکھو۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ابو طالب کو
 اس کی طرف بھیجا۔ جب مشرم نے ابو طالب کو دیکھا۔ اور انوار جلالت جبین ابو طالب سے مشاہدہ کئے۔ اٹھ
 کھڑا ہوا۔ اور پیشانی چوم کر اپنے منہ کے سامنے بٹھا لیا اور کہا: خدا رحمت کرے تم کون ہو۔ ابو طالب نے کہا کہ
 میں اہل تمام سے ہوں۔ اس نے کہا: تمامہ کے کس شہر سے ہو۔ ابو طالب نے کہا: مکہ کا رہنے والا ہوں۔ اس
 نے پوچھا: کس قبیلہ سے ہو۔ ابو طالب نے کہا: فرزندان عبد مناف سے ہوں۔ اس نے پوچھا: عبد مناف

کے کس شعبے سے ہو۔ ابو طالب نے کہا۔ فرزند ان ہاشم سے ہوں۔ مشرم نے جب یہ نسب بزرگوار سنا اللہ کو طرا
ہوا۔ اور بارگاہ پریشانی کو لبوسہ دیا۔ پھر کیا۔ حمد و سپاس اس خدا کی جس نے میرا سوال پورا کیا اور مجھے دنیا سے
داٹھا۔ جب تک ایک دوست کو اپنے دوستوں سے دکھٹھا کیا۔ اسے ابو طالب حم کو بشارت ہو۔ حق تعالیٰ نے
مجھے تمہارے لئے بشارت الہام فرمائی ہے۔ ابو طالب نے کہا۔ وہ بشارت کیا ہے۔ مشرم نے کہا۔ آپ کے صلب
سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ وہ فرزند ولی خدا اور پیشہ اسے متقیان و صبی رسول پروردگار عالمان ہوگا۔ جب
وہ فرزند پیدا ہو۔ میرا سلام اس کے پہنچانا۔ اور کہنا۔ مشرم تم کو سلام کرتا تھا۔ اور وحدانیت خدا کی گواہی دیتا
کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور شہادت دیتا ہے محمدؐ بندہ اس کا اور رسول خدا ہے اور تم اس کے وصی برحق
ہو۔ محمدؐ پر پیغمبری اور تم پر وصایت ختم ہوگی۔ جب ابو طالب نے راہب سے یہ بشارت سنی رونے لگے اور
کہہ تاؤ اس فرزند کا کیا نام ہوگا۔ راہب نے کہا۔ ان کا نام علیؑ بنے۔ ابو طالب نے کہا۔ تمہارے کلام کی
حقیقت مجھ پر ظاہر نہ ہوگی۔ جب تک ثبوت قیومی اور دلیل واضح نہ بیان کر دو گے۔ مشرم نے کہا۔ کیا چیز
چاہیے ہو۔ جس کا اس وقت حق تعالیٰ سے میں تمہارے لئے سوال کروں اور حق تعالیٰ بہت حلیہ تم کو عطا
کرے۔ کہ میرا صدق کلام تم پر ظاہر ہو جائے۔ ابو طالب نے کہا۔ اس وقت میں طعام ہیشت چاہتا ہوں۔
کہ میرے لئے موجود ہو جائے۔ یہ عرض کر رہا ہوں۔ شنول دعا ہوا۔ اور ہنوز دعا اس کی تمام نہ ہوئی تھی۔ ایک
طبق ان کے قریب آیا۔ جس میں رطب انکو دانا ہیشت تھے۔ ابو طالب نے انا راٹھا لیا۔ اور خوش
خوش اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ انا راٹھا۔ حق تعالیٰ نے صلب ابو طالب میں اس انا را
سے ایک پانی پیدا کیا۔ اور اسی وقت خاطر نیت اسد بن علیؑ ابن ابی طالب حاملہ ہوئیں اور وہ نطفہ حبیب شکم
مبارک خاطر میں ٹھہرا مہابت و عظمت جناب امیر سے زمین کا بنی۔ اور چند روز کا بچا کی بد قریش کو اس زلزلہ
سے کمال خوف ہوا۔ اور کہا۔ اٹھو اپنے قیوں کو اٹھا کر کوہ البقیس پر لے جاؤ۔ جب لے گئے زلزلہ اور زیادہ ہوا۔
پہاڑ سے پتھر گرنے لگے۔ اور ان کے کوہ متفرق ہو گئے۔ سب کے سب مہبت منہ کے بل گر پڑے۔ جب یہ حالت تھی۔
تھیر ہوئے اور کہا۔ یہ کوئی بلا ایسی ہے جس سے ہماری رہائی غیر ممکن ہے۔ ناگاہ حضرت ابو طالب پہاڑ پر
گئے۔ اور زلزلہ سے خوف نہ لیا۔ فرمایا اے اللہ! حق تعالیٰ نے اس رات ایک امر عظیم ظاہر کیا۔ اور ایک خلق
مبارک پیدا کی ہے کہ اگر اس کی اطاعت نہ کرو گے۔ اور اس کی ولایت کا اقرار نہ کرو گے۔ اور شہادت اسکی
اس کی امامت پر نہ دو گے۔ یہ زلزلہ ہرگز تم سے بطوت نہ ہو اور کوئی گھر تمہارے لئے باقی نہ رہے گا
قریش نے کہا۔ اے ابو طالب! جو کچھ آپ فرمائیے ہم اس کو کہتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس وقت
ابو طالب نے رورور کرتے آسمان کی طرف بلند کر کے ارشاد کیا۔ اے اللہ! وسیدنی اسئلک بالحمدیدہ

المحمودية والعلوم العالية، وبالغناطمة البيضاء الا تفضلت على حمامة
بالرافة والرحمة یعنی اے میرے خداوند اور اے میرے سید میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔
بحق ملت محمدیہ کہ پسندیدہ ہے اور طریقہ علی جو کہ بلند مرتبہ ہے اور طریقہ فاطمہ جو کہ روشن و نورانی ہے البتہ
اہل تہامہ پر نظر رست کی فرما۔ پس رسول خدا نے فرمایا بحق اس خدا کے جس نے دانوں کو شگافتہ کیا۔ اور
نمائن کو ان سے ظاہر کیا۔ اور غلائق کو پیدا کیا ہے قسم کھاتا ہوں کہ جس عرب نے ان کلمات کو لکھ لیا۔ اور
ایام جاہلیت میں جو شدت و مصیبت ان لوگوں کو پہنچی تھی ان کلمات متبرکہ کے وسیلہ سے دعا کرنے لگے۔
اور وہ ان کی مستجاب ہوئی تھی۔ مگر ان کلمات کی حقیقت سے واقف نہ تھے جب شب ولادت ملی ہوئی۔
آسمان پر نہایت روشن پھیل گئی۔ اور ستاروں کا نور چمکنے لگا۔ اس حال کو دیکھ کر قریش متعجب ہوئے۔ اور
کہا، آسمان پر کوئی حادثہ عظیم حادث ہوا ہے۔ اور ابو طالب کو چہ و بازار مکہ میں پھرتے تھے اور باہار
بلند کہتے تھے۔ ایسا الناس محبت خدا تمام ہوئی۔ جب لوگوں نے ابو طالب کو دیکھا۔ دوڑے۔ اور
پر مچا۔ یہ نور آسمان پر کیسا دلکھائی دیتا ہے ابو طالب نے کہا۔ تم کو بشارت ہو اس رات ایک دست
دوستان خدا سے پیدا ہوا۔ کہ حق تعالیٰ اس میں خصیلت اُسے خیر کامل کرے گا۔ اور دھرتی پر نیران
اس میں ختم کرے گا۔ وہ پیشوائے متقیان و ہادی دہندہ بطرف خداوند عالمیان و دور کتہ شیطان
وحیم و بختشم آورندہ منافقان و زینت عبادت کنندگان و وصی بوخیرہ خزانہ زمان ہے۔ پیشوائے ہدایت
نجم فلک و رفعت و کلید علم و حکمت ہے۔ شہادت و شرک کا ہلاک کرنے والا۔ جان یقین و مسرورین
ہے۔ ابو طالب برابر یہ کلمات فرماتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی اور چالیس روز غائب رہے۔
جاہل نے پوچھا۔ یا رسول اللہ چالیس روز ابو طالب کہاں رہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ مشرم
راہب کو ڈھونڈھنے گئے۔ اور وہ کوہ لکام میں مرجعہ تھا۔ اے جاہر اس حدیث کو اس کے خیر اہل سے
پوشیدہ کہہ کر یہ امر کہ کوہ لکام مخزونہ حق تعالیٰ سے ہے۔ مشرم نے ابو طالب کو ایک غار کا کوہ لکام
میں نشان بتایا تھا۔ اور کہا تھا۔ اگر مجھ سے ملاقات جاہو گے تو اس مقام پر آنا مجھے وہاں مردہ یا
زندہ پاؤ گے۔ جب ابو طالب اس مقام غار میں گئے۔ مشرم کو دیکھا۔ مر گیا ہے۔ اور جامہ کو اپنے پیٹے
رو قبیلہ پڑا ہے اور دو سانپ ایک سیاہ اور ایک سفید اس کے قریب بیٹھے ہیں۔ اور کسی جانور سے
آسیب و گزند نہیں پہنچنے دیتے لگا ہبانی و حراست کر رہے ہیں۔ جب سانپوں نے ابو طالب کو
دیکھا۔ غار میں چھپ گئے۔ ابو طالب مشرم پاس گئے۔ اور کہا۔ السلام علیک یا ولی اللہ و رحمتہ اللہ
و بركاتہ پس حق تعالیٰ نے بقدرت کاملہ مشرم کو زندہ کیا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ہاتھ اپنے ہاتھ پر پھر کر کہا۔

اشھد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمدًا عبده ورسوله
وان علیًا ولی الله والا ما بعد نبی الله ابو طالب نے کہا تم کو مبارک ہو کہ علی
پیدا ہوئے مشرّم نے کہا۔ اس رات کو جس رات پیدا ہوئے کیا علامت ظاہر ہوئی ابو طالب
نے کہا۔ جب ایک ثلث رات گلدی۔ فاطمہ بنت اسد کیہ روزہ ہوا۔ میں نے ان سے کہا۔ اسے
بہترین زمانہ کیا ہوا ہے۔ فاطمہ نے کہا۔ ایک اضطراب اپنے میں مشاہدہ کرتی ہوں۔ اس وقت میں نے اسم اعظم
انجمن پر پڑھا۔ کہ اس میں نجات سب در دوں سے ہے یہاں تک کہ اضطراب ان کا ساکن ہوا پھر
ان سے میں نے کہا۔ میں جا کر اور عورتوں کو بلاؤں۔ کہ تمہاری اس رات کو معین و کفیل ہوں فاطمہ
نے کہا اے ابو طالب کتنا سہا تو کرو۔ جب میں اٹھا گوشہ مکان سے انقٹ کی آواز سنی۔ اس نے کہا اے
ابو طالب بیٹے! ہو کہ دوست ہائے آلودہ گناہ اس کے بدن مطہر میں مس نہیں ہو سکتے۔ ناگاہ مجھے
چار عورتیں نظر آئیں۔ کپڑے اسد حیرت انگیز تھیں۔ اور خوشبو ان کی بو سے مشک سے زیادہ تھی۔
جب داخل ہوئیں۔ کہا۔ السلام علیک سلام ہو تم پر اے دوست خدا۔ فاطمہ نے ان کا جواب دیا۔
وہ عورتیں اگر فاطمہ کے سامنے بیٹھ گئیں۔ اور غالبہ وان چاندی کا نکالا۔ اور تسلی و دلا سے کہ معین و
کفیل ہوئیں۔ تا انیکہ علی متولد ہوئے جب علی پیدا ہوئے۔ میں بیتابانہ دوڑا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ وہ
فرزند مولود مسعود سجود میں ہے اور مانند خورشید تاباں ایک نور اس سے سامع ہے اور سجدہ میں کہتا
ہے۔ اشھد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمدًا رسول الله وانا علیا وصی محمد رسول الله
یحمد یتختم الله النبوة ولی یتهم الوصیت وانا امیر المومنین۔ بعد اس کے ان
عورتوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر علیؑ کو زمین سے اٹھالیا۔ اور اپنے دامن میں لے لیا۔ جب علیؑ
کی نظر اس عورت پر پڑی۔ بزبان فصیح و بلیغ کہا۔ السلام وعلیک اے مادر۔ اس عورت نے جواب دیا۔
وعلیک السلام اے فرزند گرامی۔ علیؑ نے کہا۔ میرے باپ کی کیا خبر ہے۔ اس عورت نے کہا۔ نعمتہائے
حق تعالیٰ اور اس کے قرب وصال میں منتہم ہے۔ جب میں نے یہ کلام سنا۔ بیتاب ہو کر کہا۔ اے
فرزند کیا میں تیرا باپ نہیں ہوں۔ علیؑ نے کہا۔ ہاں آپ بیشک میرے باپ ہیں۔ لیکن ہم اور
آپ دونوں صلب آدم سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ میری والدہ تھیں۔ جب میں نے یہ سنا۔ حضرت
حماد سے شرم آئی۔ اور میں نے انہما سرچادر سے ڈھانپ کر ایک گوشہ خانہ میں بیٹھ رہا۔ پھر دوسری عورت
علیؑ پاس آئی۔ اور ظرف غالبہ ہاتھ میں نقد اس نے علیؑ کو اٹھالیا۔ جب علیؑ کی نظر اس پر پڑی۔ کہا۔
اسلام علیک اے خواہر من۔ اس عورت نے کہا۔ وعلیک السلام اے برادر من۔ جناب امیر نے کہا۔ میرے

ہے کہ تادمِ قیامت اس سے افریقوں کو دفع کریں اور حبیبِ برورِ قیامت یہ زندہ ہو گا۔ ہم میں سے ایک آگے اور ایک پیچھے ہو گا۔ ہم اس کی راہنمائی جانبِ بہشت کریں گے بعد اس کے ابو طالب جانبِ فضائل حضرت ابو طالب زبانی رسولؐ ملکہ پھر آئے۔ جابرؓ نے کہا جب یہ حدیث حضرت رسولؐ نے مجھ سے بیان فرمائی میں نے کہا اللہ اکبر لوگ کہتے ہیں ابو طالب کو کہ وہ کافر تھے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا اے جابرؓ تیرا پروردگار دانائے غیب ہے۔ میں شبِ معراج جب عرش کے نیچے پہنچا وہاں چار نور مشاہد کئے۔ میں نے عرض کی۔ خداوندایہ ذور کیسے ہیں۔ حق تعالیٰ کی جانب سے آواز

ان اہل اسلام کے بعض فرقوں کا آج بھی یہ عقیدہ ہے کہ جناب ابو طالب کافر تھے دنیا میں اس عقیدے کو رواج محض دشمنی اہل بیت کی وجہ سے دیا گیا۔ فرمانِ رسولؐ ہے اور قرآن کا ارشاد ہے نبی اور امام کے والدین کا نام نہیں جوتے سب سے بڑا ظلم ہے شرک ہے۔ لوگ کو سوائے علیؑ ایسا امام نہ مل سکا۔ جن کے ماں باپ بھی مومن ہوں۔ بلکہ بعد رسولؐ امام بننے والے خود چالیس سال تک جنوں کے پوجاری رہے اور ان کے والدین لہذا مسلمانوں نے ان اماموں کو امام بنانے کے لئے علیؑ کے والدین کو کافر نہادیاں ہی لوگوں کی کتب سیرۃ ابن ہشام علیہ السلام ص ۲۸ سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۳۳ اور تاریخ ابو الفداء جلد اول ص ۱۳۲ حضرت ابو طالب کے ارشاد ان کے مومن کامل ہونے کا بیان گاہی اعلان کی ہے یہ ہے وہ دعوتی و علمت ائذی صادق۔ ولقد صدقت و کنت شہیداً۔ نے اے محمدؐ مجھ کو دعوت دین دی میں چلتا ہوں تو صادق بنے۔ ولقد علمت بدين محمد۔ من خیر اديان البیوتہ دینا۔ اور تو پہلے بھی صادق اور امین تھا۔ اور بیشک میں نے جان لیا دین محمدؐ دنیا کے تمام دینوں سے بہتر ہے۔ نیز یہ روایت کہ ابو طالب کی وفات کے وقت آنحضرتؐ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ پہلے سے موجود تھے آپؐ نے فرمایا۔ چھارے مرتے لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے۔ کہ میں خدا کے سامنے آپ کے ایمان کی شہادت دوں۔ ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا ابو طالب کیا عبد المطلب کے دین سے پھر جاؤ گے۔ بالآخر ابو طالب نے کہا میں عبد المطلب کے دین پر رہتا ہوں۔ پھر آنحضرتؐ کی طرف خطاب کر کے کہا میں وہ کلمہ کہہ دیتا۔ لیکن قریش کہیں گے ابو طالب موت سے ڈر گیا۔ یہ بھاری اور مسلم کی روایت ہے لیکن یہ روایت چند ان قابلِ حجت نہیں کہیں کہ اس کا راوی مسیب جو فتح مکہ میں مسلمان ہوا وقت وفات ابو طالب جس کا وجود نہیں۔ محمد اس روایت سے تو لوگ کفر ابو طالب نکالتے ہیں۔ حقیقت میں ایمان ابو طالب ثابت ہے اور آپؐ نے اپنے مومن ہونے کا اعلان کیا۔ جیسا کہ رسولؐ نے فرمایا۔ چچا کر خیر ہو۔ آپؐ نے کہا۔ میں دین عبد المطلب پر ہوں۔ اہل اسلام کا اتفاق ہے عبد المطلب دین ابو جہل پر تھے۔ اور یہ تھے لہذا ابو طالب بھی مومن تھے اور ملتِ ابراہیمی پر تھے۔ اگر ابو طالب مازالہ کافر جو تھے تو تین سال گھٹائی میں رسولؐ کی حمایت میں مصائب برداشت کرتے۔ نیز بھاری کی اس روایت میں ہے رسولؐ نے فرمایا میں خدا سے آپ کی مغفرت کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ اگر ابو طالب مومن تھے جب ہی رسولؐ نے یہ فرمایا۔ ورنہ کافر کے لئے رسولؐ طلبِ رحمت نہیں کر سکتا۔ (اکثر بھاری)

آئی۔ یا محمدؐ ایک نور عبید المطلب دوسرا ابو طالب۔ تیسرا تمہارے والدہ اور چوتھا تمہارے بھائی طالب میں میں نے عرض کی۔ خداوند انہوں نے یہ درجہ و منزلت کس سبب سے پایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اس سبب سے کہ انہوں نے اپنا ایمان اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ اپنی قوم سے تقیہ کیا۔ اور ان کے آزار پر صبر کیا۔ پہلی تک کہ دنیا سے رحلت کی مولف فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ احوال درمیان خانہ کعبہ ہوا ہو۔ تاکہ احادیث دیگر سے مخالفت نہ پیدا ہو۔ اور جو روایت میں مذکور ہے کہ حرارت آہن کی جناب امیرؓ کو دہی پھینکی۔ مگر دست ابن بلعم لمون سے شاید مراد اس سے ہو ایسا جو احت جوا اپنے اور ان کے دوستوں کے اختیار میں ہو۔ ان کو نہ پہنچے گا۔ مگر حضرت آخر میں اس لئے کہ ان دوسری جراحاتوں کے حضرت خود باعث ہوئے تھے اور خود خدا کے واسطے جہاد فرماتے تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی صدر آنحضرتؐ کو اور جراحاتوں سے درہم بچا ہو۔ ایضاً۔ طالب برادر آنحضرتؐ کا ذکر پھر اس حدیث میں بھی ثبت غریب ہے اور متصل ہے کہ طالب برادر جناب امیرؓ ملا دیوں چونکہ بعض اخبار میں ہمارے وہاں ہے کہ وہ سلمان دنیا سے گئے اور بعض کتب میں بچائے طالب جعفر بن ابی طالب مذکور ہے۔ روایت ولادت! جناب فاطمہؑ در کعبہ۔ ابن بابویہ و شیخ طوسی و علامہ حلیؒ نے بے سند و کثیرہ جناب امام جعفر صادقؑ و یزید بن قصبہ و عباس و عائشہ سے روایت ہے ایک دن عباس بن عبد المطلب و یزید بن قصبہ ہوا کردہ بھی فاطمہ و جماعت قبیلہ بنی عبد العزیز خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ ناگاہ فاطمہ بنت اسد آئیں۔ اور نیاں مہینہ جناب امیرؓ کو شکم مبارک فاطمہ بنت اسد میں تھا اور بدوہ تھا۔ اس وقت خانہ کعبہ کے برابر کھڑی تھیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہنا شروع کر دیں گا لا میں تیرا ایمان لائی اور میرے پیغمبر و مرسل اور ہر کتاب جس کو تم نے بھیجا ماس پر بھی ایمان لائی۔ اور اپنے دادا خلیل ابراہیم کی۔ میں نے تصدیق کی۔ انہوں نے خانہ کعبہ بنایا۔ لہذا بچی اس گھر کے اور بچہ اس بنانے والے کے اور بچہ اس فرزند کے جو میرے شکم میں ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ اور میرا منہ دیر ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ فرزند ایک نشانی تیرے عظمت و جلال کی ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ مجھ پر شکل و وضع حمل کی آسان کر۔ عباس و یزید بچا قصبہ کہتے ہیں کہ حسب فاطمہ اس دعا سے فارغ ہوئیں۔ ہم نے دیکھا کہ دیوار عقب خانہ کعبہ شکاف نہ ہوئی۔ اور فاطمہ داخل خانہ کعبہ ہوئیں۔ اور ہمدانی آنکھوں سے عائب ہو گئیں۔ اس کے بعد دیوار جیسی تھی حکم خدا ویسی ہی ہو گئی۔ ہم نے چار دروازہ خانہ کعبہ کھولیں۔ بہت زور کیا۔ مگر وہ دروازہ خانہ کعبہ نہ کھلا معلوم ہوا۔ کہ یہ روزِ خدائی ہے پس فاطمہ تین روز کعبہ میں رہیں۔ اہل مکہ اس واقعہ کو کوچہ و بازار میں نقل اور پورے گھروں میں لے کر چلا آئے کہ کہتی ہیں جب چوتھا دن ہوا جس جگہ سے دیوار خانہ کعبہ ختم ہو گئی تھی۔ اس جگہ سے پھر ختم ہو گئی۔ اور فاطمہ بنت اسد پھر باہر چلی آئیں۔ امدا اللہ العالی علی ابن ابی طالب کو گود میں لئے ہوئے

عقین۔ پس کہا اسے گروہ مرم واضح ہو حق تعالیٰ نے اپنی خلق سے مجھے برگزیدہ کیا۔ اور زنان برگزیدہ پر جو
نوعہ سے پہلے ہو چکی ہیں مجھے فضیلت دی۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے اسیہ دختر مزاحم کو برگزیدہ کیا اور
اسیہ عبادت پوشیدہ حق تعالیٰ اس جگہ جہاں عبادت سزاوارہ تھی۔ مگر وہ حالت ضرورت یعنی فرعون
کے گھر میں کیا کرتی تھیں۔ اور مریم دختر عمران کو حق تعالیٰ نے برگزیدہ کیا اور ولادت عیسیٰ کو ان پر کسان کیا
اور جہل میں درخت خشک کو حرکت دی۔ اور رطب تازہ مریم کے لئے اس درخت سے گرا۔ مجھے
اب حق تعالیٰ نے ان دونوں عورتوں سے برگزیدہ کیا۔ اور جمیع زنان عالمیان پر جو مجھ سے پہلے ہو چکی
ہیں مجھے فضیلت دی۔ اس لئے کہ مجھ سے خانہ برگزیدہ حق تعالیٰ میں فرزند پیدا ہوا۔ اور میں تین دفعہ
اس خانہ محترم میں رہی۔ طعام و میوہ ہائے بہشت کھائے اور جس وقت میں نے چاہا باہر آؤں۔
جبکہ اپنے فرزند کو ہاتھوں میں لئے ہوئے تھی۔ ایک ہفت نے عالم غیب سے مجھے آواز دی۔
کہ اے فاطمہ ایسے فرزند بزرگوار کا علی نام رکھنا کیونکہ میں خداوند علی اعلیٰ ہوں۔ اور علی کو میں نے اپنی
قدت و عزت و جلال سے پیدا کیا۔ اور اپنی عدالت سے حصہ کامل اسے بخشا ہے اور اس کا نام
میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ اس کو اپنے آداب حسنہ میں سے تادیب کی ہے اور اپنے امور
اس کو توہین کئے ہیں اور میں نے اس کو اپنے علوم مخفی پر مطلع کیا ہے۔ وہ میرے خانہ محترم میں پیدا ہوا
ہے اور وہ پہلا ان میں سے ہے جو خانہ کعبہ میں اذان دے گا۔ بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ اور ان کو خانہ
کعبہ سے باہر پھینک دے گا۔ اور مجھے بعظمت و بزرگی و یگانگی یاد کرے گا۔ وہ امام و پیشوا بعد
میرے حبیب اور میرے پیغمبر اور میرے برگزیدہ جمیع خلق محمد میرے رسول کے ہے۔ وہ وحی رسول پر
خوشحال اس کا جو اسے دوست رکھے اور اسکی نصرت و مدد کرے۔ اور اسے اس پر جو اسکی
فرمانبرداری اور نصرت و مدد گاہی نہ کرے۔ اور اس کے حق کا انکار کرے۔ جب ابو طالب نے
اپنے فرزند بزرگوار کو دیکھا شاد ہو گئے۔ جناب امیر نے ان کو سلام کیا۔ اور کہا۔ السلام علیک
یا ابت ورحمة اللہ وبرکاتہ جب علیؑ کو گھر میں لائے اور حضرت رسولؐ پر گھر میں تشریف لائے۔
جناب امیر کو دامن مبارک میں لیا۔ اور جب نظر جناب امیرؑ بالہیماں حضرت بشیرؑ فرزند یریرؑ پر پڑی خدا
ہوئے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ پھر تقدیرت کاملہ حق تعالیٰ تلاوت
سورہ مومن شروع فرمائی اور کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قد اقمہ المؤمنون الذین ہم فی صلواتہم
خاشعون۔ جب اس آیت کو پڑھا جناب رسول خداؐ نے تیرے سبب سے ہنگامی
پائی۔ اور اس کے جناب امیرؑ نے آیت تا اولئك هم الراضون الذین یرثون الفسادم ہم فیہا

خداوند تلاوت فرمائی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: بخدا سوگند تو امیر لوہار شاہ ان کا ہے اور تو روزی علم حکمت کی ان کو پہنچا تا ہے اور بخدا سوگند تو ہی ان کا راہنما ہے اور تجھ میں سے یہ ہدایت پائیں گے پس حضرت رسولؐ نے فاطمہ بنت اسد سے کہا: جاؤ اور سزا اس کے چپا کو بشارت طاوت دو۔ فاطمہ بنت اسد نے کہا: یا حضرت اگر میں جاؤں گی۔ تو اس کو دو دوہ کون دے گا حضرت رسولؐ نے فرمایا: تم جاؤ میں خود اس کو میرا بکروں گا۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے زبان مبارک جناب امیرؓ کے منہ میں دی اور بادۂ چستے زبان معجز نشان آنحضرتؐ سے منہ میں جناب امیرؓ کے جا دی ہوئے اس وجہ سے اس دن کہ ترویہ کہتے ہیں۔ جب فاطمہ پھر کرائیں دیکھا ایک نور الیسا علیؑ سے آسمان کی جانب ساٹھ ہتے جس نے اطراف آسمان کو روشن کر دیا ہے بعد اس کے جناب امیرؓ کو مفل اطفال دے کر کپڑے میں پیٹھا جناب امیرؓ نے بقوت ربانی اس کپڑے کو پھاڑ ڈالا۔ اور اپنے ہاتھ اس کپڑے سے باہر نکال لئے اس وقت فاطمہ بہت مضبوط کپڑا لائیں۔ اور اس میں جناب امیرؓ کو لپیٹ دیا۔ پھر اسد اللہ الغالب نے قوت فرما کر اس کپڑے کو پھاڑ ڈالا یہاں تک کہ در اور تین چار مضبوط کپڑوں میں پیٹھا۔ اور پھر جناب امیرؓ نے سب کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ پھر جوہرہ نامہ دیائے حکم لائیں۔ اور جناب امیرؓ کو ان میں لپیٹ کر مضبوط چھڑا دیے لپیٹ دیا۔ پھر جناب امیرؓ نے بقوت ربانی سب کو چاک کر ڈالا۔ اور بقدرت خدا ارشاد کیا۔ اے مادہ ہر ان میرے ہاتھ نہ بادھو کیونکہ میں جاہل ہوں۔ درگاہ خدایں متضرع و زاری بلند کروں۔ اور اپنی انگلیوں سے تسلیح حضرت باری بجا لاؤں۔ ابوطالب نے جب یہ دیکھا۔ فاطمہ سے کہا۔ اس فرزند کو اس حالت پر چھوڑ دو کہ اس کے امور عجیب و غریب ہیں۔ مثل فرزندان دیگر نہیں۔ جب دو سزاؤں ہوا۔ جناب رسول خداؐ فاطمہ بنت اسد پاس تشریف لائے اور جناب امیرؓ کو ان سے لیکر اپنے دامن میں لے لیا۔ پھر جناب امیرؓ نے حضرت کو سلام کیا۔ اور ہنس کر عرض کی۔ جو کل مجھے عنایت فرمایا تھا۔ وہ آج بھی عطا کیجئے۔ یہ دیکھ کر فاطمہ ہلستے لگیں اور کہا۔ بحق خداوند کعبہ اس فرزند نے حضرت رسولؐ کو پہچانا۔ اس سبب سے اس دن کو اور عرفہ کہتے ہیں۔ یعنی جناب رسولؐ کو جناب امیرؓ نے پہچانا۔ جب تعمیرِ دل ہوا۔ موسیٰ بنی النجر کی بھتیجی ابوطالب نے لوگوں سے کہا۔ کہ ولیمہ میں میرے فرزند کے حاضر ہوں۔ اور تین سو لونٹ اور ایک ہزار گوسفند گاؤ و عورت کے لئے ذبح کئے۔ اور جمیع اہل مکہ کو اس گوشت سے طعام کھایا اور فرماتے تھے جس کو میرے فرزند علیؑ کے ولیمہ سے کھانا تناول فرمانا منظور ہو۔ پہلے سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرے اور اگر میرے فرزند علیؑ کو سلام کرے کہ حق تعالیٰ نے اس کو عزیز قرار کیا ہے بعد اس کے کھانا تناول کرے۔ اس وجہ سے روزِ نحر کی تعظیم و تکریم کرتے اور عید کا دن جانتے ہیں۔ اور قربانی

اسی دن سے مقرر ہوئی۔ اس وقت عمر شریف حضرت رسولؐ تیس سال کی تھی اور جناب امیرؓ کو بہت عزیز رکھتے اور فرماتے تھے علیؓ کا بھولا میری خواہنگاہ کے قریب رکھا دو اور خود متوجہ تبرکیت جناب امیرؓ ہوتے نہلاتے وحوالاتے اور وہ دھرم منہ میں ٹپکاتے سوتے میں بھولا بھولالتے اور جاگتے میں باتیں کرتے اور ان کو اپنے سینہ سے لگاتے اور فرماتے یہ بھائی میرا اور ولی میرا اور میرا گزیدہ و ذخیرہ میرا پشت پناہ میرا امین میرے علم و دین و صیتوں کا جانشین میرا میری امامت میں ہے اور ہمیشہ جناب امیرؓ کو گود میں لے کر جنگلوں اور پہاڑوں اور دوائے مکہ میں لے جاتے اور علوم و اسرار الہی تعلیم فرماتے تھے۔ مولعت فرماتے ہیں کہ تاریخ ولادت آنحضرتؐ میں یہ حدیث مخالفت اخبار و اقوال گذشتہ ہے اور محتمل کہ بنا اس حدیث کی نسخہ پر ہو۔ اس لئے کہ سال ولادت آنحضرتؐ میں قریش نے حج ماہ شہبان میں کیا۔ اور اس کا ذی حجبہ نام رکھا ہو جیسا کہ ولادت حضرت رسولؐ میں اس کا اشارہ ہے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ بیان اسلام ابو طالب و فاطمہ بنت اسد۔ ایک روز فاطمہ بنت اسد نے دیکھا کہ حضرت رسولؐ ایک غرمانا دل فرما رہے ہیں۔ وہ مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو میں ہے۔ اور دنیا کے خرموں سے مشابہ نہیں۔ میں نے حضرتؐ سے عرض کی۔ اس خرمے میں سے مجھے بھی عطا ہو حضرتؐ نے فرمایا جب تک بوحیثیت حق تعالیٰ اور میری پیغمبری پر گواہی نہ دو گی یہ خرام تم پر حلال نہیں۔ یہ سن کر فاطمہ بنت اسد نے شہادتیں کہاں اور ایک خرام حضرتؐ سے لیا وہ تناول کیا۔ جب وہ خرام اکیلا رغبت و سرور سے خرمے کی ہوئی۔ اور دوسرا خرام ابو طالب کے لئے مانگا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اس شرط پر دیتا ہوں۔ جب ابو طالب شہادتیں کہہ لیں۔ اس وقت ان کو دنیا۔ رات کے وقت ابو طالب فاطمہ بنت اسد پاس آئے۔ فاطمہ میں ایسی خوشبو سرگھی کہ ہرگز ایسی خوشبو کہیں نہ سونگھی تھی۔ پوچھا۔ یہ خوشبو کیسی ہے۔ فاطمہ نے خرام نکالا۔ اور کہا۔ اس خرام کی خوشبو ہے۔ ابو طالب نے کہا۔ یہ خرام تم کو دو کہ تم بھی کھاؤ۔ فاطمہ نے کہا۔ جب تک شہادت بوحیثیت حق تعالیٰ اور رسالت محمد مصطفیٰؐ نہ دو گے میں یہ خرام تم کو نہ دوں گی۔ یہ سن کر ابو طالب نے بے تامل کلمہ شہادت کہا۔ اور فاطمہ سے کہا۔ اظہار اس کا نہ کرنا کہ میں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ کیونکہ ان سے میں نے بصلحت اپنا اسلام پوشیدہ رکھا ہے۔ پس ابو طالب نے وہ خرام لیا۔ اور تناول کیا۔ اور وہ بہشت کا خرام تھا۔ اور اسی رات ابو طالب فاطمہ بنت اسد سے ہم بستر ہوئے۔ ہرکے اس خرام بہشت فاطمہ باحضرتؐ حاملہ ہوئیں۔ اور حسن و جمال فاطمہ بنت اسد سبب عمل ماہ فلک امامت و خلافت یعنی علیؓ ابن ابی طالب مصانعت

لے نسخہ اس جہیز کو کہتے ہیں۔ جو درمیان عروم نون کا ہبہ قرار دیا جاتا ہے۔

ہوا۔ جناب امیر شکم میں اپنی مادہ گرامی سے باتیں کرتے اور تنہائی میں مونس و مہر دتھے۔ ایک دن فاطمہ بنت اسد کعب کے قریب آئیں۔ اور جعفر طیارؓ بھی ہمراہ تھے۔ جناب امیر نے شکم میں جعفر طیار سے باتیں کیں۔ جعفر طیار اس طرائف و عجائب سے بخود ہو گئے اور اس وقت جو کعبہ میں ثبت تھے وہ منہ کے بل گر پڑے۔ فاطمہ نے اپنا ہاتھ شکم مبارک پر پھیرا اور کہا۔ اسے فوراً دریا من تو ہندو شکم سے باہر نہیں آیا۔ اور سب بت مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ جب تو باہر آئے گا تو اس وقت تیرا متہ کیسا ہو گا۔ جب اس حالت کو حکایت شیر ابو طالب سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا یہ دلیل اس پہ ہے جو مجھے طائف کی راہ میں شیر نے خبر دی تھی اور اس شیر کا قصد اس طرح ہے کہ وہ زندگان صحرا جب ابو طالب کو دیکھتے ہوں ان سے بھاگتے تھے۔ ایک روز ابو طالب طائف سے متوجہ ہوئے۔ ناگاہ ایک شیر سامنے سے ظاہر ہوا۔ جب اس شیر کی نظر ابو طالب پر پڑی۔ نزدیک آیا۔ منہ خاک پر ملتا اور ناک زمین پر گرنا تھا۔ ابو طالب کے سامنے انکساری و عاجزی کرتا تھا۔ ابو طالب نے کہل میں تجھے بحق اس خدا کے قسم دیتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ جان کر کہ میرے سامنے تو کیوں انکساری و عاجزی کرتے ہو؟ شیر بقدرت حق تعالیٰ گویا ہوا۔ اور کہا۔ آپ ہی پدر شیر خدا اور یاری و نصرت و ترمیمت کنندہ پیغمبر خدا ہیں۔ اسی دن سے محبت حضرت رسول قلب ابو طالب میں سما گئی اور ابو طالب حضرت رسولؐ پر ایمان لائے۔ دوسری حدیث میں روایت ترجمہ اشعار ابو طالب و مضمون لوح کی ہے۔ جس رات جناب امیر متولد ہوئے۔ ابو طالب نے سید سے لگایا۔ اور فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ میں لے کر جانب الطبع آئے۔ اور چند شعر ادا فرمائے۔ جن کا مضمون یہ ہے۔ اے پروردگار و آفریدگار ماہ روشن و شب تار مجھ سے بیان کر کہ اپنے فرزند کا میں کیا نام رکھوں۔ ناگاہ مانند ابر کوئی چیز زمین سے ظاہر ہو کر ابو طالب پاس آئی۔ ابو طالب نے اسے اٹھا لیا۔ اور علیؑ کے ساتھ اپنے سید سے لگا کر مکان کی جانب پھر گئے۔ جب صبح ہوئی ابو طالب نے دیکھا کہ وہ لوح سبز ہے اور چند شعر اس پر لکھے ہیں جن کا مضمون یہ ہے۔ اے ابو طالب تم اور فاطمہ فرزند ظاہر پاکیزہ برگزیدہ ہوئے اور پسندیدہ مخصوص ہوئے۔ نام بزرگوار و مہر و مسودہ علیؑ ہے اور خداوند علیؑ نے نام اس کا اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ اس وقت ابو طالب نے جناب امیر کا نام علیؑ رکھا۔ اس بندہ خاکسار سے ظہور الحسن کوثر بھر پوری نے ان اشعار کو اس طرح نظم کیا ہے۔

اے برگزیدہ گاہ خدا پدر مر تھئے اے طیب و طاہرہ ماں شاہ لافتی
یہ فاضل بزرگ کا بچہ ہند گسہ ہے ذات الہ نے نام علیؑ اس کا رکھ دیا
لہذا اس لوح کو ماہی طون کعبہ کے لٹکا دیا۔ اور وہ لوح اسی طرح زندان ہشام بن عبد الملک تک لٹکی تھی۔

ہشام نے وہاں سے اتاری پھر وہ لوح غائب ہو گئی۔ کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ میں بسند بسیار بیان سبقت الاسلام جناب امیر المؤمنین ابو سعید خدری وغیرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ایک روز ہم حضرت رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ سلمان فارسی والہ در غفاری مقلدہ و مدار و حذیفہ و ابو الہشیم بن تہان و خزیمہ بن ثابت و عامر بن وائل آئے۔ اور آثار حزن و اندوہ ان کے چہروں سے ظاہر تھے۔ عرض کی یا رسول اللہؐ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یا حضرت ہم نے ایک گروہ سے آپ کے برادر علی بن ابی طالب کے حق میں کچھ باتیں سنی ہیں جن سے ہم کو صدمہ و اندوہ ہوتا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا میرے برادر اور میرے سپہر عم کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ عرض کی کہ علیؑ کو اور لوگوں پر سبقت اسلام میں کیا فضیلت ہے۔ حالانکہ ہنگام نبوت وہ بچے تھے اور اسلام ان کا متبر نہیں۔ اسی طرح سن لائے ماطل کہتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد کیا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے نہیں سنا۔ جو کتب گذشتہ میں لکھا ہے حضرت ابراہیمؑ کو ان کے والد نے نمرود سے چھپایا۔ اور والدہ ابراہیمؑ چند ٹیلوں کے رخ میں نہر کے کنارے جس کو حوزان کہتے ہیں گئیں اور وقت غروب کی نقاب حضرت خلیل پیدا ہوئے جب زمین پر آئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ اپنے منہ اور سر پر پھیرا۔ اور شہادت بوحیثیت الہی ہوئی۔ اور آپؐ کھڑے اٹھا کر پہن لئے جب ماں نے یہ حال دیکھا ڈر کر بیٹے کے پاس سے بھاگ گئیں۔ اس وقت بجانب آسمان و زمین نظر کر کے عبرت حاصل کی اور اسی رات کو حق تعالیٰ نے علم ملکوت سموات والارض حضرت ابراہیمؑ کو عطا کیا۔ اور ہرستان کہ ایک پڑھتیں تمام کیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ابراہیمؑ نہیں جانتے کہ موسیٰ بن عمران جس زمانہ میں متولد ہوئے۔ فرعون اس کی گھات میں تھا اور اس کے لئے زبان حاملہ کے حکم چاک کرتا اور ہر فرزند کو مار ڈالتا۔ جب موسیٰ متولد ہوا۔ موسیٰ نے اپنی ماں سے کہا۔ مجھے صندوق میں رکھو اور صندوق کو دریا میں ڈال دو۔ موسیٰ کی ماں ان باتوں سے خائف ہوئی اور کہا۔ اسے فرزند گرامی میں ان باتوں سے ڈرتی ہوں کہ تو غرق ہو جائے۔ موسیٰ نے کہا۔ ڈرو کہ حق تعالیٰ بہت جلد پھر تم تک پہنچائے گا۔ پس مادر موسیٰ نے موافق ان کے کہنے کے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا۔ تاہم کہ حق تعالیٰ نے اسے اس کی ماں تک لوٹا دیا۔ پس ستر دن تک اور موافق روایت دیگر سات پہنچے تک کچھ نہ کھایا اور نہ پایا یہاں تک کہ اپنی ماں پاس واپس آئے۔ اور عیسیٰ بن مریم نے حبسیا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ وقت ولادت اپنی ماں سے باتیں کیں اور جب مریم نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ جمہورے میں گویا ہوئے اور کہا۔ انی عبد اللہ اتانی الکتاب و جعلنی نبیاً۔ پس تین روز بعد ولادت عیسیٰؑ خدا نے کتاب و پیغمبری ان کو دی اور نماز و زکوٰۃ کی

و میرت کی تم سب جانتے ہو کہ خدا نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا اور جب میں صلب آدم میں تھا تسبیح خدا ادا کرتا تھا پس حق تعالیٰ نے ہم کو جانب صلبہائے مروان و شکہبائے زنان میں منتقل کیا۔ اور ان سب احوال اندہر زمانے میں ہماری تسبیح پر پشت و شکم سے سنتے یہاں تک کہ صلب عبدالمطلب میں آئے۔ پس صلب عبدالمطلب میں میرا اور علیؑ کا نور علیحدہ ہوا۔ اس نور کا آدھا حصہ صلب عبد اللہ میں نصف دیگر صلب عم بزرگوار ابو طالب میں منتقل ہوا۔ لوگ ہماری تسبیح ان دو ہندگوں کے صلب سے سنتے تھے۔ اور جب میرے پیرا اور میرے چچا بندگان قریش میں بیٹھتے تھے۔ ہمارا نور ان کے چہروں سے ساطع تھا۔ اور اس نور سے مجمع قریش میں ممتاز تھے اور مجمع جانوران و درندگان بسبب اس نور کے ان کو سلام کرتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے یہاں تک کہ ہم پیران بزرگان سے شکہائے مدین تہنیت ولادت امیر زبانی جبرئیل۔ ناردار میں منتقل ہوئے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میرے حبیب جبرئیل نے وقت ولادت علیؑ مجھ سے کہا۔ کہ اے حبیب خداوند علیؑ اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور آپ کے بھائی علیؑ کی تہنیت ولادت دنیا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ اب وہ وقت قریب ہے۔ کہ تمہاری پیغمبری ظاہر ہو۔ اور تمہاری وحی ہو دیا اور تمہاری رسالت لوگوں پر آشکار ہو۔ اس لئے کہ ہم نے تم کو تمہارے بھائی اور تمہارے وزیر اور تمہارے شبیہ اور تمہارے جانشین سے تقویت دی ہے۔ تمہارے اندر کو قوی اور تمہارے نام کو بلند کرتا ہوں۔ لہذا اللہ کرواہنے ہاتھ سے اس کا استقبال کرو۔ کہ وہ مردار اصبی بکین ہے اور شیخہ اس کے رویہ بیدار است و پاسفید ہو گئے۔ جب میں نے یہ وحی سنی اٹھا۔ اور قریب فاطمہ بنت اسد اس وقت پہنچا جبکہ وہ وزہ ان کو پورہ ہے تھے پس جبرئیل نے کہا یا محمد میں آپ کے اور ان کے درمیان پردہ ڈالتا ہوں۔ آپ پردہ کے پیچھے بیٹھے۔ جب علیؑ پیامبروں۔ اپنے دہنے ہاتھ سے ان کو اٹھا لیجئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جبرئیل نے مجھے آواز دی۔ کہ اے محمد اپنا ہاتھ رکھ کر علیؑ کو اٹھا کر لے لو۔ میں نے اپنا دامن ہاتھ رکھ لیا۔ اور علیؑ میرے ہاتھ میں آ گئے۔ جب میں علیؑ کو قریب ولید علیؑ نے اپنا دامن ہاتھ اپنے دہنے کان پر رکھا۔ اور با واد بٹنا اذان و اقامت کہی اور ابو عبد اللہ خدا اور میری رسالت پر شہادت۔ پس میری جانب دیکھا۔ اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ پھر کہا۔ یا حضرت آپ! بلذت دیں۔ کہ میں پڑھوں۔ میں نے کہا۔ ہاں پڑھو بحق اس خدا کے جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے علیؑ نے پڑھنا شروع کیا۔ مصحف آدمؑ کو جس پر شیت نے وصایت کیا مکیہ ازل سے آخر تک اس طرح پڑھا اگر شیت موجود ہوتے تو کہتے مجھ سے بہتر علیؑ جانتے ہیں بعد اس کے مصحف لوح و مصحف ابراہیمؑ کی تلاوت کی۔ اور نورات موسیٰؑ کو اس طرح پڑھا۔ کہ اگر موسیٰؑ موجود ہوتے اقرار کرتے

کہ علیؑ نے قوریت کو محمدؐ سے بہتر حفظ کیا ہے۔ بعد اس کے تلاوت انجیل اس طرح کی کہ اگر عیسیٰؑ برتے اقرار کرتے۔
 کہ علیؑ محمدؐ سے بہتر جانتے ہیں۔ اس کے بعد قرآن جو محمدؐ پر نازل ہوا بغیر اس کے کہ محمدؐ سے سنا ہو پڑھا۔ میں نے
 مٹی سے باتیں کیں۔ اور علیؑ نے مجھ سے بطریق پیغمبرؐین و اوصیاء جس طرح آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ کلام کر کے
 بحالت طفولیت پھر گئے۔ اور یہی حال گیا وہ امام فرزندان علیؑ کا ہو گا۔ تم کیوں اہل شک و شرک کے کلام پر
 مخزون و اند و ہناک ہوئے ہو۔ ورنہ ایسا کہ تم صاحب یقین ہو۔ بھگت کو کلام باطل اہل نفاق سے کیا پروا ہے۔
 تم کیا نہیں جانتے میں بہترین پیغمبران اور میرا وصی علیؑ ابن ابی طالب بہترین اوصیائے پیغمبران ہے۔
 تحقیق کہ پدم حضرت آدمؑ نے جب دیکھا کہ ساق عرش پر نور سے میرا نام اللہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور
 امامان ہدایت حسینؑ کا لکھا ہے عرض کی الہی و سیدی کیا کوئی خلق تو نے پیدا کی ہے جو مجھ سے زیادہ تیرے نزدیک
 گرامی ہے۔ حق تعالیٰ نے ندا کی۔ اے آدمؑ اگر صاحب ان ناموں کے نہ ہوتے۔ میں آسمان و زمین اور کسی ملک
 مقرب اور کسی پیغمبر مسل اللہ بلکہ اے آدمؑ تم کی بھی پیدا نہ کرتا۔ جب حضرت آدمؑ سے ترک اولیٰ ہوا۔ بارگاہ حق تعالیٰ
 میں ہم سے متوسل ہوئے کہ توبہ قبول ہو اور ہماری برکت سے حق تعالیٰ نے توبہ آدمؑ قبول فرمائی۔ اور ہم وہ
 کلمات خدا ہیں کہ ہم نے اپنے پروردگار سے ان کی تعلیم چاہی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان سے خطاب کیا
 کہ اے آدمؑ خوش رہو کہ ان ناموں کے صاحب تمہاری ذریت ہیں یہ سن کر آدمؑ نے بعض اس نعمت عظمیٰ
 کے خدا کا شکر کیا۔ اور ہمارے سب فرشتوں پر فخر کیا۔ اور یہ ہم پر فضل خدا ہے۔ جب یہ سنا۔ مسلمان اور غیر اہل
 ان کے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہہ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں۔ کہ دستگاہ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ ان ایسا
 ہی ہے تم دستکار ہو۔ اور بہشت ہمارا تمہارے لئے ہے۔ اور جہنم ہمارے لئے ہے۔ دشمنوں کے لئے ہے۔
 کتاب روئے الواعظین میں اسناد معتبر جناب امام زین العابدینؑ سے روایت ہے ایک روز فاطمہؑ
 اسد گرد و کعبہ طواف کر رہی تھی اور جناب امیر شکم میں تھے۔ اٹلے طواف میں فاطمہؑ بنت اسد کو دوسرے
 ہوا۔ اس وقت بقدرت الہی دیوار کعبہ شکافہ ہو گئی۔ اور فاطمہؑ خانہ کعبہ میں گئیں۔ اور جناب امیر اس
 مکان مکرم و محترم میں طاہر و مطاہر متولد ہوئے۔ دوسری روایت میں جناب امام موسیٰ کاظمؑ سے ہے کہ
 ایک روز ابوطالب مسجد الحرام سے مولد نمائیں آئے اور اسی وقت حضرت رسولؐ بھی تشریف لائے۔
 حضرت ابوطالب سے پوچھا۔ اے چچا آپ کیوں مولد نمائیں ہیں۔ ابوطالب نے کہا۔ فاطمہؑ روز سے مضطرب
 ہے یہ سن کر حضرت رسولؐ ابوطالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر قریب فاطمہؑ بنت اسد آئے اور فاطمہؑ کو
 قریب کعبہ لائے اور کعبہ کے اندر فاطمہؑ کو لے گئے اور کہا۔ بنام خدا بیٹھ جاؤ۔ کہ وہ فرزند مکرم اس مکان
 محترم میں متولد ہو گا۔ ناگاہ علیؑ ابن ابی طالب پاک و پاکیزہ کہ کوئی کثافت نہ تھی ناف بریدہ خندہ کئے ہوئے متولد

ہوئے اور روئے نورانی مثل آفتاب تاباں تھا۔ ابو طالب نے علیؑ نام رکھا۔ اور حضرت رسولؐ علیؑ کو آغوش مبارک میں لے کر گھر تشریف لائے۔

فصل دوسری خبر نبی خدا و رسولؐ و پیغمبران گذشتہ شہادت امیر کی

ابن ابیہر و مسید بن طاووس وغیرہ نے بسند ائمہ معتبرہ جناب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ نے جمعہ آخر ماہ شعبان میں دربارہ فضیلت ماہ مبارک رمضان خطبہ ادا فرمایا جناب امیرؑ نے کہا کہ جب حضرت رسولؐ نے خطبہ تمام کیا۔ میں اٹھا۔ اور کہا۔ یا حضرت بہترین اعمال جمعہ اس ماہ مبارک میں کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے ابو الحسن بہترین اعمال اس ماہ مبارک میں محرمات الہی سے پرہیز گاری ہے یہ کہا۔ اور قطرات اشک دیدہ مبارک سے مہاری ہوئے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت آپ روتے کیوں ہیں۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد کیا۔ اسے علیؑ اس مہینہ میں جو تم پر گندہ گی۔ اس پر روتا ہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ تم مشغول نماز پروردگار ہو۔ اور ایک بدعت ترین اولین و آخرین ضعیفہ پے گندہ ناقہ صالح اٹھا ہے اور اس نے تمہارے سر پر حضرت سنگائی تمہاری ڈاڑھی کو تہارے سر کے خون سے رنگین کر دیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا۔ یا حضرت کیا وہ میری حالت سلامتی دین میں ہوگی۔ حضرت نے فرمایا ہاں دین تمہارا سالم ہوگا۔ پھر حضرت رسولؐ نے کہا۔ اسے علیؑ جس نے تم کو مارا۔ اس نے مجھے مارا۔ اور جس نے تم کو دشمن رکھا۔ اس نے مجھے دشمن رکھا۔ اور جس نے تم کو نامز کہلا اس نے مجھے نامز کہلا اس لئے کہ اسے علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ میرے بدن کے ہوا اور روح تمہاری میری روح سے ہے اور طہیث تمہاری میری طہیث سے ہے۔ مجھے نور تم کو خدا نے باہم پیدا کیا۔ مجھے اور تمہیں جمیع خلایق سے برگزیدہ کیا۔ مجھے پہلی کے لئے اور تمہیں امت کے لئے اختیار کیا۔ جو تمہاری امامت کا انکار کرے۔ ایسا ہے۔ گویا اس نے میری پیغمبری کا انکار کیا۔ اسے علیؑ تم میرے دھی امیرؑ سے فرزندوں کے باپ اور میری دختر کے شوہر ہو یا علیؑ تم میری امت میں میری حالت حیات و ممات میں میرے خلیفہ ہو تمہارا امیرؑ امر و مہرہ تمہاری جہی میری نہیں ہے۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے پیغمبری بھیجا اور مجھے بہترین خلایق کیا۔ تم اسے علیؑ جمیع خلق پر عزت خدا اؤ۔ اور اسرار خدا کے امین اور اس کے بندوں پر اس کی جانب سے خلیفہ ہو۔ حکایت یہودی و زبیر شہادت امیرؑ ابن ابیہر نے بسند معتبرہ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک مرد علمائے یہود سے خدمت بابرکت جناب امیرؑ میں حاضر ہوا۔ اور چند مسئلہ دریافت کئے۔

منجملہ ان مسائلی کے پوچھا کہ وہی تمہارا سے پیغمبر کا بعد تمہارا سے پیغمبر کتنے سال زندہ رہے گا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ تین سال رہوونے کہا۔ وہی مر گیا یا قتل ہو گا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ قتل ہو گا۔ اور ایک حضرت اس کے سر پر ماریں گے۔ اسکی داڑھی اس کے خون سے خضاب ہوگی۔ یہود نے کہا۔ بخدا سوگند آپ نے سچ کہا۔ میں نے اس کتاب میں جو موسیٰ نے بتائی اور ہارون نے لکھی۔ اسی طرح پڑھا ہے۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیر نے منبر پر ارشاد کیا۔ ایک گروہ مردم حق باطل پر غالب ہوا۔ اور جلدی پلٹ جائے گا۔ پھر فرمایا کہ کہاں بد بخت ترین امت ہے کہ ایک حضرت میرے سر پر مارے اور میری داڑھی کو اس حضرت کے خون سے رنگین کرے۔ ابن ابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک مرد یہود خدمت باسعادت جناب امیر میں جس وقت کہ حضرت نے جنگ نہرمان سے مراجعت فرمائی۔ حاضر ہوا۔ اور پوچھا۔ اے علیؑ تمہیں پیغمبر آخر الزمان کے یہی ہو حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ یہودی نے کہا۔ ہو پیغمبر کے وہی کے لئے سات سات بلائیں اور امتحان حیات پیغمبر اور بعد وفات نازل ہونے میں۔ کیا وہ بلائیں اور آفات تم پر بھی نازل ہونے ہیں۔ جناب امیر نے وہ امتحانات اور بلائیں سب بیان کئے اور اصحاب حضرت نے جو اس وقت موجود تھے سب نے تصدیق کی۔ پھر جناب امیر نے فرمایا۔ ان میں سے ایک بلا باقی ہے۔ اور نہ فیک نے کہ وہ بلا بھی نازل ہو۔ یہ سن کر وہ یہودی نے لگا۔ اور اصحاب حضرت بھی سب کے سب ڈولے گئے۔ اور کہا یا حضرت اس آخری ہلاکت کو بیان فرمائیے۔ جناب امیر نے اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ داڑھی اس جگہ کے خون سے تر ہوگی۔ اور اشارہ مقام خون کا جانب سر مبارک فرمایا۔ اور کہا۔ یہ آخری بلا ہے جب حضرت نے یہ خبر و شہادت ان زبان کی۔ صدائے گریہ مردم مسجد سے بلند ہوئی۔ اور شیروں و جمیع اس درجہ بلند ہوا۔ کہ کوفہ میں کوئی گھرا بیسارہ۔ ا۔ جہاں سے لوگ صدا سن کر دوڑے۔ اور وہ یہودی اس وقت مسلمان ہو گیا۔ اور ہمیشہ خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ یہاں تک کہ آنحضرت بعد از شہادت فائز ہوئے۔ پس ابن محم ملعون کو کپڑے کے جناب حسنؑ کی خدمت میں لائے۔ اس وقت وہ یہودی بھی حاضر تھا۔ اور بہت لوگوں کا ہجوم تھا۔ جب اس ملعون کو سامنے لائے۔ اس یہودی نے کہا۔ اس کو قتل کیجئے۔ فرمایا۔ خدا اسے قتل کرے گا۔ میں نے کتب موسیٰ میں جو ان پر نازل ہوئیں ہیں۔ پڑھا ہے۔ کہ اس بد بخت کے گناہ پر کرم سے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ اور قدار پے کندہ ناقہ صاخ سے لڑا۔ وہ میں ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ جناب امیر نے جنگ خندق میں قبل اس کے کہ جناب عمرو بن عبدود کو قتل کریں۔ اس شقی نے ایک ایسی حضرت سراقہؑ سے جناب امیرؑ کو لگائی کہ سر مبارک

تنگنا فتنہ ہو گیا۔ اور پھر حضرت نے اسے واصل جہنم کیا اور خدمت باسعادت حضرت رسول میں شرکت فرمائی۔ اور حضرت رسول نے اپنے دست مبارک سے اس زخم کو باقاعدہ اور وہاں معجز نشان سے کچھ بڑھ کر وہاں دم کیا۔ اور اسی وقت وہ زخم بھر گیا۔ اور اچھا ہو گیا۔ پس فرمایا میں اس وقت کہیں ہوں گا جب اس سر کے خون سے اس واڑھی کو رنگین کریں گے۔ سید عبد الکسر تیسرے بیان قبض ارواح مومنان - بن طاووسؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؓ سے فرمایا: اے علیؓ! حق تعالیٰ نے ہماری محبت زمین و آسمانوں پر عرض کی۔ اس وقت جس نے قبول کی۔ وہ آسمان پر فہم ہے اور حق تعالیٰ نے اس کو عرش و کرسی سے مرتب کیا۔ بلکہ ان آسمان چہارم نے قبول کیا۔ اور اس کو بیت المعمور سے زمین بخشی۔ بعد اس کے آسمان اول نے قبول کی۔ اس کو ستاروں سے زمین دی۔ پھر زمین حباز نے قبول کی۔ اس کو خاک و کعبہ سے زمین دی۔ پھر زمین مدینہ نے قبول کی۔ اس کو میری قبر سے مرتب کیا۔ پھر زمین کوفہ نے قبول کی۔ اور اس کو اے علیؓ تمہاری قبر سے شرف عطا کیا۔ جناب امیرؓ نے کہا یا حضرت کیا میں کوفہ عراق میں بنیں ہو نگا۔ فرمایا ہاں اسے علیؓ تم شہید ہو گے اور میں کوفہ مدینہ میں غریب سفید ٹیلوں کے دفن ہو گے اور تم کو بد بخت ترین امت عبد الرحمن بن محمد علیہ اللعنة والعذاب الشدید شہید کرے گا۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے مجھے بیعت بھیجا ہے کہ پیکندہ ناقہ صالح کا گناہ خدا کے نزدیک ابن محمد سے زیادہ نہیں۔ اے علیؓ سو ہزار شیش عراق تمہاری مددگاری کریں گی۔ کتاب کنز الخوائد میں لکھا ہے۔ ایک دن جناب امیرؓ مسجد میں بصدائے بلند رہنے لگے۔ جب سر مبارک مسجد سے اٹھایا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا حضرت آپ کے رونے نے ہمارے دلوں کو درد مند اور اندوہناک کیا اب تک اس طرح کا گریہ ہم نے آپ سے مشاہد نہیں کیا تھا۔ آپ فرمائیں۔ اس رونے کا سبب کیا تھا۔ جناب امیرؓ نے فرمایا جب میں مسجد میں دعائے خیر پڑھ رہا تھا ناگاہ میندا گئی۔ اور خواب ہوناک میں نے دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت رسولؐ میرے قریب کھڑے فرماتے تھے۔ اے ابو الحسن تمہاری مفارقت کو بہت طویل ہوا۔ اور میں بہت مشتاق طاقات ہوا ہوں۔ اور جو کچھ خدا نے تمہارے بارہ میں مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو وفا کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ وہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا تمہاری جگہ اور تمہاری زوجہ اور دونوں فرزندوں اور لواٹاموں کی جگہ اعلیٰ علیین میں مقرر کی اور تمہارے درجہ کو جمع مقربین کے درجات سے بلند کیا۔ یہ سن کر میں نے کہا میرے باپ و ماں آپ پر قربان۔ یا حضرت میرے شیعہ کہاں ہوں گے۔ حضرت نے فرمایا تمہارے

شیعہ ہمارے ہمراہ ہونگے۔ اور ان کے قصور ہمارے قصور سے ملحق ہونگے۔ اور ان کے مکان ہمارے مکانوں کے برابر ہونگے۔ میں نے کہا: یا حضرت دنیا میں ہمارے شیعوں کو کیا ثواب ملے گا۔ فرمایا: ہمارے شیعوں کا ثواب دنیا میں گمراہ ہونے سے بخیر اور قنوں سے عافیت ہے۔ میں نے کہا: ہمارے شیعوں کا وقت مرگ کیا ثواب ہوگا۔ فرمایا: ان کو وقت مرگ اختیار دیں گے۔ چاہیں وہ دنیا میں رہیں یا عقبیٰ پسند کریں۔ اور ملک الموت کو ان کی اطاعت کا حکم دیں گے۔ میں نے کہا: یا حضرت ان کی قبض اور وارح کس طریقہ سے ہوگی۔ فرمایا: وہ لوگ جو ہماری محبت میں سچے ہیں ان کی قبض اور وارح اس طرح سے ہے جس طرح تم سے کوئی شخص گرمی کی شدت سے ٹھنڈا پانی پئے کہ دل اس کا خشک ہو جائے اور ہمارے جیسے شیعہ اس طرح دنیا سے جاتے ہیں جس طرح کوئی نہایت جبین و آرام سے فرش خواب پر آرام کرے اور آنکھیں مرنے سے بچن ہو جائیں۔

خبر شہادت امیر زبانی جناب امیر ^{۱۳} کتاب بصائر الدرجات میں بسند ائمہ معتبر روایت کی ہے کہ جب محمد بن ابی بکر نے ایک گمراہ اشراف مصر کو خدمت جناب امیر میں بھیجا عبد الرحمن بن بلعم بھی اس کے وہ میں تھا۔ اور فہرست اسمی ابن بلعم کے ہاتھ میں تھی جب حضرت نے نامہ اور فہرست اسمی پڑھی اور نام ابن بلعم تک پہنچے۔ فرمایا: تو ہی عبد الرحمن ابن بلعم ہے۔ اس نے عرض کی ماں یا امیر المؤمنین میں ہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا: عبد الرحمن پر خدا کی لعنت ہو۔ اس ملعون نے کہا: یا حضرت میں تو آپ کا دوست ہوں۔ حضرت نے فرمایا: تو جھوٹا ہے۔ بخدا سو گند تو میرا دوست نہیں۔ اس ملعون نے کہا: یا حضرت میں نے عین ہدیہ قسم کھائی کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ اور آپ کو یقین نہیں آتا۔ حضرت نے فرمایا: واسطے تجھ پر اور خدا نے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ اور ان کو ہوا میں ساکن فرمایا۔ جنہوں نے عالم انداز میں ایک دوسرے سے العنت و محبت کی اور آپس میں شناسائی کر لی تھیں۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے سے موافقت و محبت رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے اُس عالم میں ایک دوسرے سے محبت و الفت نہیں کی۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے سے محبت نہیں رکھتے۔ میری روح تیری روح کو نہیں پہچانتی اور عالم اور عالم میں تجھے العنت نہیں تھی۔ جب اس ملعون نے پیٹھ پھیری۔ حضرت نے فرمایا: جو میرے قاتل کو دیکھنا ہوا ہے۔ اس شخص کو دیکھ لے۔ بعض حاضرین نے کہا: یا حضرت آپ اسے قتل کیوں نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا: تم بہت تعجب کی بات کہتے ہو۔ میں ابھی سے اسے قتل کروں۔ جس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ بسند معتبر و دوسری روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیر داخل حمام ہوئے۔ اور جنین کی آوازیں بلند

انہیں حضرت نے فرمایا۔ میرے ماں باپ تم پر فرماں نہیں کیا ہوا۔ حسنینؑ نے کہا۔ یہ فاجر ملعون آپ کے عقب سے آیا۔ ہم ڈرے کہ آپ کو کوئی صدمہ و اذیت پہنچائے حضرت نے فرمایا۔ بخدا سو گند بغیر اس کے میرا قاتل اور کوئی نہ ہو گا۔ اعاذت معتبر میں وارہے۔ جب جناب امیرؑ نافرمانی و نفاق و شقاق اصحاب سے دل تنگ ہوئے۔ اور لشکر معاویہ نے اطراف و لواحق ملک جناب امیرؑ پر فارت شروع کی اور اصحاب نے نصرت و مدد گاری نہ کی۔ اس وقت جناب امیرؑ نے بالائے منبر ارشاد فرمایا۔ بخدا سو گند مجھے منظور ہے کہ خدا مجھ کو تم میں سے اٹھا لے۔ اور دیاض رضوان میں جگہ دے اور مرگ بہت جلد میری گھات میں ہے۔ پھر فرمایا۔ بد بخت ترین کو کون مانع ہوا ہے کہ میری داڑھی کو میرے خون سے خضاب کرے۔ یہ وہ خبر ہے جو مجھے ہمیشہ زبر گوارہ ہے۔ پھر ارشاد کیا۔ خداوند اتو عانتا ہے کہ میں ان سے تنگ آ گیا ہوں۔ اور یہ نبھ سے تنگ آ گئے ہیں۔ میں ان سے ملول ہوں اور یہ مجھ سے ملول ہیں۔ خداوند! مجھے ان سے راحت عطا کر اور ان کو مبتلا بہ بلا اس شخص کے لے کر کہ بعد اس کے یہ مجھے یاد کریں۔ کتاب کشف الغم میں و مناقب شہر ابن آشوب میں لکھا ہے کہ جب جناب امیرؑ کو نہ میں بیمار ہوئے۔ لوگ عیادت کو آئے اور کہا۔ یا حضرت ہم لوگ آپ کی اس بیماری سے بیکار کمالی مغوم ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ لیکن میں مغوم نہیں۔ اس لئے کہ میں نے ہمیشہ صادق مصدق سے سنا ہے۔ فرمایا اس امت کا سب سے بڑا شقی بچہ کاندھ فاتحہ صالح ایک ضربت میرے سر پر مار دے گا۔ اور میری اڑھی کو بگین مہرے خون سے کرے گا۔ بروایت دیگر ان لوگوں نے کہا۔ کس لئے آپ ان منافقوں میں سے نہیں جاتے کہ مدینہ حضرت رسولؐ میں پہنچ جاتے اور جوار آنحضرت میں دفن ہوتے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ مجھے خود پیغمبرؐ نے خبر دی ہے کہ اس شہر میں شہید ہوں گا۔ اور اسی شہر کے عقب میں دفن ہوں گا۔ شیخ مفیدؒ نے بسندائے معتبر روایت کی ہے۔ جب جناب امیرؑ نے لوگوں سے بیعت لی۔ اس وقت عبدالرحمن بن ملجم مرادی ملعون بھی آیا۔ کہ حضرت سے بیعت کرے۔ حضرت نے اسکی بیعت قبول نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور تیسری بار حضرت نے اس سے بیعت لی۔ جب وہ چلا۔ حضرت نے پھر اسے بلایا۔ اور قسمیں دیں کہ بیعت سے نہ پھرتا۔ اور عہدہ پیمانہ لے پختہ و محکم اس سے لے۔ پھر جب وہ چلا۔ پھر اسے طلب فرمایا۔ اور کمرہ تائکید کی۔ اس ملعون نے عرض کی۔ یا حضرت جو امر آپ نے مجھ سے کہہ دیا اور کسی سے نہیں کیا۔ فرمایا۔ اس وقت حضرت نے ایک شعر پڑھا جس کا یہ مضمون ہے۔ میں اسے بخشش کرتا ہوں۔ اور وہ میرا ارادہ قتل رکھتا ہے۔ کیا بے اقبیدہ مراد کا درست ہے۔ پھر فرمایا۔ اے ابن ملجم! بخدا سو گند میں جانتا ہوں۔ کہ اپنے

عہد و پیمان پر وفادار کرے گا۔ یہ فرما کر ایک عمرہ گھوڑا اسے عطا کیا۔ اور جب وہ اس گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر حضرت نے ایک شعر پڑھا۔ جس کا مضمون وہی تھا جو اوپر گزر چکا۔ جب اس نے پوچھا پھری۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ بخدا سو گند یہی میرا قاتل ہو گا! انہوں نے عرض کی۔ یا امیر المؤمنین۔ آپ ہم کو اجازت دیجئے۔ کہ اسے قتل کریں۔ مگر حضرت نے اجازت نہ دی۔ خطیب راوندی نے روایت کی ہے۔ ایک شخص نے قبیلہ ذبیہ سے کہا۔ میں جناب امیرؓ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک گروہ قبیلہ مراد سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان میں ابن ملجم بھی تھا۔ اس گروہ نے عرض کی۔ یا حضرت ہم ابن ملجم کو اپنے ساتھ نہیں لائے۔ وہ خود ہمارے ساتھ بغیر اجازت چلا آیا ہے۔ اور ہمیں آپ کے حق میں اس سے بڑا معلوم ہو رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے ابن ملجم بلٹھا جا۔ جب بلٹھا بڑی دیر تک حضرت اسے دیکھا کئے اور اسے قسمیں دیں کہ میں جو کچھ تجھ سے دریافت کروں۔ تو سچ سچ تجھ سے بیان کرنا پس جناب امیرؓ نے فرمایا۔ آیا تو وہ نہیں ہے کہ لوگوں میں جب تو بھی لڑکا تھا کھیلتا تھا۔ اور جب تجھے وہ دور سے دیکھتے تھے۔ لہر کہتے تھے۔ کتوں کے جرانے والے کا فرزند آیا۔ اس ملعون نے اقرار کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ جب تو جوان ہوا۔ تیرا لڑر ایک راہب کی جانب ہوا۔ اور اس راہب نے تجھے بغیر تذکرہ دیکھا۔ اور کہا۔ اے بد بخت تو پکے نرندہ نافذہ صالح ہے اس ملعون نے اقرار کیا۔ کہ ایسا ہی تھا۔ پھر حضرت نے اس کو خبر دی۔ تیری ماں نے تجھے خبر دی۔ کہ میں حیض میں تجھ سے معاملہ ہوئی تھی۔ جب ابن ملجم نے یہ سننا۔ اس کے کلام میں لگنت و اضطراب ہوا۔ اور آخر اقرار کیا۔ کہ ماں مجھے میری ماں نے خبر دی تھی۔ پس جناب امیرؓ نے فرمایا۔ مجھے رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ میرا قاتل یہود کے شبیہ ہے۔ بلکہ یہود سے ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے ماہ مبارک رمضان میں کہ اسی مہینے میں بریاض رضوان انتقال کیا۔ بالائے منہ فرمایا۔ کہ تم اس سال حج کو جاؤ گے۔ اور میں تمہیں نہ ہو گا۔ اور اس مہینے میں ایک مات خانہ امام حسن اور ایک مشب خانہ امام حسین اور ایک رات اپنی دختر زینب خاتون کے گھر میں کہ نہ جب عبد اللہ ابن جعفر طیار تھیں انظار کرتے اور تمہیں لہتموں سے زیادہ نہ تناول فرماتے تھے۔ جب سبب حضرت سے دریافت کیا۔ فرمایا۔ امر خداوندیک ہو کہ میں اور ایک یا دو روز کی دیر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ برکت الہی جب ملحق ہوں میرا شکم کھانے سے نہ بھرا ہو۔ کلیفؓ نے بسند صحیح جناب امام زین العابدین سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؓ نے نماز صبح مسجد میں ادا کی۔ اور مشغول تعقیقات ہوئے۔ یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ بلند ہوا۔ اس وقت لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ بخدا سو گند میں نے پہلے چند گروہ ایسے دیکھے ہیں۔ کہ راتوں کو عبادت حق تعالیٰ میں بسر کرتے ہیں اور کبھی کوٹھے رہنے سے اپنے پاؤں کو تعب دیتے ہیں۔ اور کبھی اپنی پیشانیاں خدا کے لئے

زمین پر رہتے ہیں۔ اور اس طرح خدا کی شہادت کرتے تھے۔ گویا صدرائے آفتاب جنم ان کے کانوں میں آتی تھی۔ جب ان کے سامنے ذکر خدا ہوتا تھا۔ مثل درخت خوف حق تعالیٰ سے متحرک ہوتے تھے۔ اور باوجود اس حالت کے گمان کرتے تھے کہ رات غفلت میں بسر ہوتی ہے بعد اس کلام کے جناب امیر کو کسی نے ہنسا نہیں دیکھا یہاں تک بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

فصل تیسری۔ بیان جناب امیر و شہادت

علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ شب جمعہ انیس^{۱۹} ماہ مبارک رمضان کو وقت طلوع صبح آنحضرت نے دست عبد الرحمن بن ابی سلم مرادی ملعون سے براعت وردان بن محالد و سبیب بن بجیرہ و اشعب بن قیس و قطامہ و خضر حضرت کھانی اور جب ایک ٹلٹ اکیسویں رات سے گزرا۔ روض مقدس نے بریاض رضوان پر ہوا کیا۔ اور مشہور یہ ہے کہ عمر شریف اس وقت تریسٹھ سال کی تھی۔ اور جناب صادق سے اسی طرح منقول ہے اور جناب صادق اور امام محمد باقر اور امام محمد تقی سے پینسٹھ سال بھی منقول ہے۔ اور موافق مشہد جناب امیر و امیر رسول خدا بعد بعثت تیرہ سال زندہ رہے اور اس وقت دس سال عمر شریف جناب امیر سے تھے کہ آنحضرت مبعوث ہوئے اور جناب امیر نے ظاہری ایمان کا اعلان کر دیا۔ اور دس سال حضرت رسول کے ہمراہ مدینہ میں بسر فرمائی۔ اور جب آنحضرت نے جہاد شروع کیا۔ اس وقت اور جب انیس سال کے ہوئے شجاعان عرب کو قتل کیا۔ اور کوئی حضرت سے مہارت نہ کر سکتا تھا۔ اور جب مدوفاہ خیر اکھلاہ اس وقت بائیسویں سال تھا۔ اور مدت وقت وفات تیس سال تھی۔ دو سال چار ماہ ابو بکر نے اور دس سے زیادہ عمر نے اور بارہ سال عثمان نے خلافت کی۔ اور جب خلافت آنحضرت کو ہوئی۔ قریب پانچ سال کے رہی۔ اس مدت میں اکثر منافقین سے مشغول جدال و قتال تھے۔ یہاں تک کہ بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔ کتاب قرعۃ العری میں بسندائے معتبر امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ عمر شریف آنحضرت وقت شہادت پینسٹھ سال کی تھی۔ اور سال چہارم ہجرت میں اس دنیا سے رحلت کی۔ اور جب آنحضرت مبعوث ہوئے۔ عمر شریف آنحضرت سے ۱۲ سال گزرنے لگے۔ اور بعد بعثت تیرہ سال ہمراہ آنحضرت مکہ میں رہے اور حضرت کے ساتھ ہجرت کی اور دس سال آنحضرت کے ہمراہ مدینہ میں رہے اور تیس سال بعد وفات آنحضرت شب جمعہ کو بدرجہ شہادت فائز ہو کر نعت اشرف میں دفن ہوئے اور عمر شریف پینسٹھ سال کی ہوئی۔ کلینی اور شیخ طوسی نے

بسنہ اٹھے صبح روایت کی ہے کہ اکیسویں شب ماہ مبارک رمضان کو غسل کرنا مستحب ہے اور یہ سنا
 ہے جس رات کو عیسیٰؑ پہنچاں نے بعالم بقار حلت کی ہے۔ اور اس رات کو عیسیٰؑ آسمان پر گئے
 ہیں۔ اور موسیٰؑ اس رات کو برمت الہی ملحق ہوئے ہیں۔
 مشہورہ شہادت جناب امیرؒ شیخ مفیدؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک گروہ خوارج
 بایکدگر مکہ میں بعد واقفہ نہروان پہنچے اور کہا۔ امراے مسلمین سب راہ حق سے پھر گئے۔ اور قصد
 نہروان بیان کیے کے رونے لگے۔ اور کشنگان نہروان پر ترمیم کر کے آپس میں باہم سوگند ہوئے کہ جناب
 امیرؒ اور معاویہؓ و عمرو بن العاصؓ کو ایک رات میں قتل کریں۔ اور قصد اس خون خوار جہان نہروان جناب
 امیرؓ سے لیں۔ پس عبدالرحمن بن ملجم مرادی ملعون نے کہل میں علیؑ کو ٹہید کر دیا۔ برک بن عبداللہؓ نے
 کہا۔ میں معاویہؓ کو قتل کروں گا۔ اور عمرو بن بکیرؓ نے کہا۔ میں عمرو بن العاصؓ کو ماروں گا۔ آپس میں اس طرح
 عہد میں مستحکم کیا کہ اکیسویں ماہ مبارک رمضان میں جا کر قتل کریں۔ یہ مشورہ کر کے آپس میں مجاہد
 گئے۔ ابن ملجمؓ کو فتنہ آیا۔ اور وہ بصرہ و شام میں گئے۔ جو قصد معاویہؓ کے قتل کیا تھا۔ اس رات کو
 حبیب معاویہؓ کو رخ میں گیا۔ اس پر ضربت کا دی ماری۔ اس کی ران پر لگی۔ حبیب جرح کو ملایا۔ اس
 نے زخم کو دیکھ کر کہا۔ شمشیر کو زہر میں بچھا ہے۔ دو ہاتھوں میں ایک کو اختیار کیا۔ لہو لیکر اس جگہ
 کو داغ دو اپنے ہو جاؤ گے۔ دوسرے یہ کہ ایک ایسی دوا دوں کہ اس سے مرنے سے بچ جاؤ۔ مگر اس
 کے سبب سے تم سے نسل منقطع ہو جائے گی۔ معاویہؓ نے کہا۔ مجھے طاقت داغ کھانے کی نہیں۔ اور
 کوئی نسل نیرودہ عبداللہؓ میں نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر وہ دوا کھالی۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ اس وقت برکؓ نے
 کہا۔ میں تمہیں اشارت دیتا ہوں۔ معاویہؓ نے کہا۔ وہ کون اشارت ہے۔ اس نے کہل میرا رفیق گیا ہے کہ
 کو ذمہ کی رات علیؑ کو قتل کرے لہذا مجھے رہنے دو اگر وہ علیؑ کو قتل کرے اس وقت جو چاہنا
 کرنا۔ اور اگر اس نے علیؑ کو قتل دیکھا ہو۔ مجھے چھوڑ دینا۔ کہ میں جا کر علیؑ کو قتل کروں اور میں قسم کرتا ہوں کہ
 پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ یہ سن کر معاویہؓ نے برک کو قید کیا۔ یہاں تک کہ خبر شہادت جناب امیرؓ ہو گئی۔
 اور برک کو اس خوشخبری کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ و بروایت دیگر قول برکؓ نہ قبول کیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔
 عمرو بن بکیرؓ جب مصر میں گیا۔ اور اکیسویں شب کو ارادہ قتل عمرو بن العاصؓ کیا۔ وہ اس رات کو
 نماز پڑھانے نہ آیا۔ اور خارجہ کو بھیجا کہ اس کی جگہ نماز پڑھاٹھے۔ عمرو بن بکیرؓ نے بگمان اسی کے کہ عمرو
 بن العاصؓ نے ایک ضربت کا دی خار جہ پر لگائی۔ خار جہ مارا گیا اور عمرو بن العاصؓ نے نجات پائی۔
 قصہ شہادت جناب امیرؓ جب ابن ملجم ملعون کو فتنہ میں آیا۔ اس ماؤ کو کسی سے بیان نہ کیا۔

اور ایک مرقہ قبیلہ تیمم الرباب کے گھر گیا۔ اور قظامہ کو اس گھر میں دیکھا جناب امیر نے جنگ خوالج میں پد و پداور قظامہ کو قتل کیا تھا۔ اور قظامہ نہایت حسینہ و جمیلہ تھی۔ جب ابن بلجم نے اسے دیکھا۔ آتش محبت سینہ میں مشتعل ہوئی۔ اور اسے پیغام نکاح دیا۔ اس ملعونہ نے کہا۔ میرا میری تین ہزار دہم اور ایک غلام اور ایک کنیز اور قتل علی ابی طالب ہے۔ ابن بلجم نے مصلحتاً کہا۔ تو نے جو کہا۔ وہ میں نے بغیر قتل علی سب منظور کیا۔ اس لئے کہ میں ان کے قتل پر قنادر نہیں۔ اس ملعونہ نے کہا۔ علیؑ کو غافل کر کے قتل کر اگر تیرے بچ گیا۔ میرے ہمراہ عیش کرے گا۔ اور اگر قتل ہوا۔ ثواب آخرت تیرے لئے زندگانی دنیا سے کافی ہے۔ جب اس ملعون نے جاننا۔ کہ وہ ملعونہ اس کے مذہب کے موافق ہے۔ کہا۔ بخدا سو کند میں بھی اس شہر میں نہیں آیا۔ مگر اسی کام کے لئے۔ اس ملعونہ نے کہا۔ میں ایک گروہ اپنے قبیلہ سے تیرے ہمراہ کرینگاں۔ کہ تیرے اس معاملہ میں معین ہوں۔ یہ کہہ کر اس ملعونہ نے ودوان بن محالد وغیرہ کو اپنے قبیلہ سے اُکسایا۔ اور اس کا یار و مددگار کیا۔ ابن بلجم نے شیب ابی بجر کو دیکھ کر کہا۔ اے شیب تمہیں منظور ہے کہ اس کام کے لئے تم کو کہوں۔ جو تمہارا باعث شرف دنیا و آخرت ہو۔ شیب نے کہا۔ وہ کون سا کام ہے۔ ابن بلجم نے کہا۔ قتل علی ابی طالب پر میری یادی و مددگاری کرو۔ اور شیب بھی بخیلہ خوارج تھا۔ اس نے کہا۔ اے ابن بلجم بہت برسے کام کا تو نے قصد کیا ہے۔ علیؑ کا قتل کرنا آسان نہیں۔ ابن بلجم نے کہا۔ میں مسجد میں چھپ رہتا ہوں۔ جب علیؑ نماز پڑھنے آئیں گے۔ اپنا مطلب پورا کروں گا۔ پس شیب کو بھی اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ اور انیسویں شب ماہ مبارک رمضان کی وہ تینوں شقی اس قصد سے مسجد میں آئے اور قظامہ نے خود مسجد میں نصب کر کے معتکف تھی۔ اس رات کو وہ ملعون اس خیمہ میں رہے اور اس ملعونہ نے جامہ ہائے حریر ان کے سینوں پر باندھے اور تلواریں ان کے ہاتھوں میں دے کر باہر بھیجا۔ پس وہ تینوں طاعین قریب اس دروازہ کے جس طرف سے جناب امیر داخل مسجد ہوئے تھے۔ جا کر بیٹھے اور پہلے اس راز کو اشعث ابن قیس خادجی سے کہا تھا۔ اور اس رات کو حجر ابن عدی مسجد میں آئے تھے۔ ناگاہ سنا۔ اشعث کہتا ہے۔ اے ابن بلجم جلد اپنی حاجت لہی کہ۔ اس لئے اگر صبح ہو گئی۔ رسوا ہو جائے گا۔ جب حجر نے یہ بات سنی۔ ان کا مطلب سمجھ گئے۔ اور اشعث سے کہہ اندھے کیا اور وہ قتل علی علیہ السلام کیا ہے۔ پس جانب غارہ جناب امیر دوڑے کہ خبر کریں قضاہ جناب امیر دوسری طرف سے تشریف لائے تھے۔ جب حجر بن عدی مسجد میں تشریف لانے سنا کہ لوگ کہتے ہیں۔ علیؑ شہید ہو گئے۔ ایستار وایت کی ہے کہ عبداللہ بن محمد ازدی نے کہہ میں اس رات جامع مسجد کو دہ میں تھا۔ اور مع ایک گروہ اہل مصر مشغول عبادت و شب سبازی

نقاہ میں نے دیکھا۔ ایک جماعت نزدیک دروازہ مسجد جو خانہ جناب امیرؒ کی جانب تھا جمع ہوئے ہیں۔ ناگاہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب امیرؒ داخل مسجد ہوئے اور لوگوں کو نداء کے نماز دی۔ اور فرمایا۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ یہاں تک کہ صدائے آنحضرتؐ میں نے بھی سنی اور تلوادوں کی ہچک دیکھی اور ایک آواز آئی۔ کوئی کہتا ہے۔ حکم خدا کی جانب سے۔ تم سے اسے علیؑ اور پہلے شبیب ابن جبرہ نے ایک ضربت حضرت پر لگائی تھی اور وہ ضربت طاق مسجد پر لگی تھی۔ اور حضرت پر نہ لگی تھی۔ جناب امیرؒ نزدیک محراب جا کر مشغول نماز ہوئے۔ ابن ملجم ملعون نے ضربت لگائی۔ اور وہ تینوں ملعون مسجد سے باہر بھاگ گئے جب شبیب اپنے گھر میں گیا اور اس کے سپرعم نے اسے مضطرب دیکھ کر کہا۔ کیا تو نے امیر الموتؑ کو قتل کیا ہے۔ اس نے چاہا کہ کہے نہیں۔ مگر زبان سے نکل گیا۔ ہاں۔ یہ سچ کہ اس کے سپرعم نے اس کو ششیر سے داخل جہنم کیا۔ اور ابن ملجم ملعون کو ایک مرد قبیلہ عدوان نے پکڑا اور جناب امیرؒ کی خدمت میں حاضر کیا۔ مرثعہ نے امام زین العابدینؑ سے بسند معتبر روایت کی ہے۔ جب ابن ملجم نے قصد قتل جناب امیرؒ کیا۔ ایک اور شخص کو بھی اپنے ہمراہ لایا تھا۔ اور حضرت اس شخص کی زیوارہ مسجد پر لگی۔ جب جناب امیرؒ نزدیک محراب تشریف لائے۔ اور مشغول نماز ہوئے اور سجدہ میں گئے۔ ابن ملجم ملعون نے ایک ضربت سر مبارک آنحضرتؐ پر ماری۔ اور وہ ضربت اس جگہ لگی۔ جہاں عمرو بن عبدود نے سراقہؓ پر ضربت لگائی تھی۔ جب صدائے مردم مسجد میں بلند ہوئی۔ حسنینؑ دوڑے۔ اور ابن ملجم ملعون کو پکڑ کے قتل کیا۔ اور اپنے پندہ بردہ کو ادھر لے کر گھر میں لائے۔ اس وقت لبابہ قریب سر آنحضرتؐ اور ام کلثوم قریب پائے حضرت بیٹھیں۔ اور صدائے گریہ و شہوان گھر سے بلند ہوئی۔ ناگاہ جناب امیرؒ نے چشمہ ہائے مبارک کھول کر حسنینؑ کی طرف نظر کیا۔ اور فرمایا۔ رفیق اعلیٰ و صحبت انبیاء و اوصیاء و دوستان خدا دنیا سے بے بقا سے بہنہ ہے۔ اگر میں اس ضربت سے شہید ہوں۔ تم بھی ایک ضربت سے زیادہ اس ملعون کو نہ لگانا۔ یہ فرما کر تھوڑی دیر بے ہوش رہے۔ جب پھر ہوش میں آئے۔ اور فرمایا۔ اس وقت جناب رسول خداؐ کو میں نے دیکھا ہے کہ مجھے طلب فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کل رات کو تم ہمارے پاس پوگے۔ قرب الاسناد میں بسند معتبر امام محمدؒ یا قفر سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؒ نے جس رات ثبوت شہادت فرما دی۔ اس رات گھر سے مسجد میں آئے اور لوگوں کو نماز صبح کے لئے جگایا۔ ناگاہ ابن ملجم ملعون نے ایک ضربت سراقہؓ پر لگائی۔ کہ حضرت زانو کے بل بیٹھ گئے۔ اور ابن ملجم ملعون کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ لوگ پہونچے اور اس ملعون کو پکڑ لیا اور جناب امیرؒ کو مکان میں لے گئے۔ جناب

امیر نے حسین سے کہا۔ اس امیر کو قید رکھو اور مکان پانی و دوا اور رعایت کرو کیونکہ اگر میں زندہ رہا قصاص لوں گا اگرچہ انہوں کا معذ کر ہوں گا۔ اگر دنیا سے رحلت کی تم کو اختیار ہے۔ اگر قصد اس کے مارنے کا کرنا ایک ضربت سے زیادہ دنگانا۔ اور کان ناک و اعضائے دیگر اس کے دنگانا۔ کتاب جامع و دام میں اسمعیل ابن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جب درمیان اصحاب حضرت رسول اختلاف ہوا۔ اور عثمان مداخلہ کیا۔ اس وقت میں نے خوف فتنہ و فساد سے عزالت اختیار کی۔ اور ایک رستہ ساحل دریا پر لے گیا۔ مجھے خبر بھی نہ تھی کہ لوگ کس کام میں ہیں۔ ایک رات کسی کام کو چلا۔ اس وقت سب لوگ سو رہے تھے۔ ناگاہ ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ ساحل دریا پر سجدہ میں ہے اور بادل حزیں و صدائے ضعیف و نالہ و دناک اپنے پروردگار سے مناجات و استغاثہ و تضرع کر رہا ہے۔ میں اس سے علیحدہ چھپ کر کھڑا ہو رہا۔ کہ وہ مجھے دیکھ سکے۔ اور میں نے اس کے کلام شننے کو کان لگائے۔ میں نے سنا۔ وہ کہتا ہے۔ یا حسن الصغیر یا خلیفۃ البین یا ارحم الراحمین البدنی البدیع الذی لیس مثلاً شیئ والدائم غیر الغافل والحق الذی لا یموت انت کل یوم فی شان انت خلیفۃ محمد اسئلک ان تنصرو صی محمد و خلیفۃ محمد والقائم بالقسط بعد محمد اعطت علیہ تیسرے اور توفہ برحمۃ پس سرسبز سے اٹھایا۔ اور بیٹھ کر تشہد پڑھا۔ اور سلام کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پانی پر روانہ ہوا پس میں نے عقب سے آواز دی کہ خدام تم پر رحمت نازل کرے مجھ سے کلام کرو۔ میری جانب ملتفت نہ ہوئے۔ اور کہا۔ ہدایت کرنے والے کو عقب سے پہنچ کر جانا۔ اور اس سے اپنے امروں کا سوال کرو میں نے کہا۔ خدام تم پر رحمت نازل کرے۔ وہ ہدایت کرنے والا کون سیج فرمایا۔ وصی محمد بنے یمن کریں کوفہ چلا۔ رات کو صحرائے نجف میں رہا۔ کہ جب صبح ہو گی داخل کوفہ ہو گا۔ جب پہر رات گزری۔ میں نے ایک دیکھا۔ ایک شخص آیا۔ اور تنہا ایک ٹیلے کے تیجھے کھڑے ہو کر مشغول مناجات حق تعالیٰ ہوا۔ اور کہا۔ خداوند! تیرے پیغمبر نے اور تیرے برگزیدہ نے مجھے حکم کیا تھا۔ اسی طرح میں اس امت میں بجایا۔ امت نے مجھ پر ظلم و ستم کیا اور میں نے منافقوں سے قتال کیا۔ جس طرح تو نے مجھے حکم دیا تھا انہوں نے مجھے بجاالت و سفاہت منسوب کیا۔ اور میں ان سے تنگ دل ہوا ہوں۔ اور یہ مجھ سے دل تنگ ہوئے ہیں۔ میں ان کا دشمن ہوں یہ میرے دشمن ہیں۔ اور جن امور کی تیرے پیغمبر نے مجھے خبر دی تھی۔ ان میں کچھ باقی نہیں البتہ ایک امر کے جس کا مجھے انتظار ہے کہ ابن ملجم مرادی آئے۔ اور اس امر کو عمل میں لائے۔ خداوند! اس کی شہادت کو نزدیک کر اور مجھے باسعاد شہادت فائز کر خداوند!

مگر سترے سترے پیغمبر نے وعدہ کیا تھا کہ جس وقت میں تجھ سے تیری ملاقات کا سوال کروں تو مجھے اپنے پاس بلا لے خداوندِ عالم میں دنیا سے تنگ آگیا ہوں۔ اور تیری سعادت لقا کا امیدوار ہوں۔ جب دعائے فارغ ہوئے بجانب کوفہ روانہ ہوئے۔ اور میں ان کے عقب چلا۔ یہاں تک وہ اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ گھر کس کا ہے۔ انہوں نے کہا یہ علی ابن ابی طالب کا مکان ہے۔ مقوڑی دیوید لوان نماز کی آواز آئی۔ میں نے دیکھا۔ جناب امیرؑ باہر تشریف لائے ہیں۔ میں بھی عقب میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ داخل مسجد ہوا۔ اتنے میں ابنِ نجم نے جناب امیرؑ کو شہید کیا۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ نے بسند معتبرہ روایت کی ہے۔ کہ اصمغ بن نیانہ نے کہا۔ جب جناب امیرؑ کے مرقدس پر ضربت لگی۔ ان کو گھر میں لے گئے۔ اور حادثہ ہمدانی و سید بن غفلہ ہمارے گروہ اصحاب خانہ آنحضرتؐ میں جمع ہوئے۔ جب صدرائے گریہ و زاری خانہ آنحضرتؐ سے بلند ہوئی۔ ہم سب بھی رونے لگے۔ اس وقت امامؑ تھی ہر سے باہر تشریف لائے۔ کہا جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اپنے اپنے گھر جاؤ۔ لیکن میں دروازہ پر ٹکراؤ۔ جب وہ سری سرتہ صدرائے شیون و زاری گھر سے بلند ہوئی۔ میں بھی رونے لگا۔ پھر امامؑ باہر آئے۔ اور کہا۔ میں نے نہیں کہا تم سے کہ اپنے گھر چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی۔ بخدا اسوگند۔ یا ابن رسول اللہ میرا دل نہیں مانتا۔ اور میرے پاؤں میں قوت و رفتار باقی نہیں۔ جب تک جناب امیرؑ کو نہ دیکھ لوں گا۔ نہ جاؤں گا۔ یہ کہہ کر میں خوب رو پڑا۔ پس امامؑ گھر میں گئے۔ اور مقوڑی دیوید کے بعد باہر آئے اور مجھے اندر لے گئے۔ جب میں اندر گید و بگیا۔ جناب امیرؑ کو کلیوں سے نکال کر بٹایا۔ بنے اور زندہ بٹی مرقدس پر بندھی ہوئے۔ اور رونے مبارک سجید خون نکلنے سے ایسا زرد ہو گیا ہے کہ مجھے اس کی تیز نہ ہوئی۔ کہ پٹی زیادہ زرد تھی یا رنگ زیادہ زرد تھا۔ جب میں نے اپنے مولا کا یہ حال دیکھا۔ بیتاب ہو کر قدم محترم چومنے لگا۔ آنکھوں سے ملتا اور روتا جاتا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے اصمغ نہ رو۔ کہ مجھے راہِ بہشت در پیش ہے۔ میں نے کہا۔ میں آپ پر فدا آپ بہشت میں جاتے ہیں۔ اور میں زندہ رہوں۔ اس لئے کہ آپ کی مفادقت پر روتا ہوں۔ کلینیؒ و سید رضیؒ وغیرہ نے بسند معتبر بیانِ نصائح و وصایا سے جناب امیرؑ روایت کی ہے کہ جب جناب امیرؑ کے مرقدس پر ضرب لگی۔ اصحاب گرد جمع ہوئے۔ اور کہا۔ اے امیر المومنینؑ ہمیں وصیت کیجئے جو حضرتؐ نے فرمایا۔ دو ہر اک کے مجھے تمکیہ کرو۔ پس فرمایا۔ میں محمد خدا کرتا ہوں۔ وہ محمد جو احق اس کی بندگی کے ہے۔ وہ حالانکہ میں متابعت کنندہ امر ہوں۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے۔ میں خداوند احد و احد۔ محمد کی بیگمائی کی گواہی دیتا ہوں۔ جس طرح اس نے اپنی تعریف کی ہے۔ ایسا الناس جو کسی چیز سے جا لگائے۔

اسی کی طرف پہنچتا ہے۔ ہر جگہ سے جانب اجل مقدر اسے کھینچتا ہے اور موت سے بھاگنا عین موت کی طرف پہنچنا ہے۔ کس وجہ ایام روزگار میں۔ میں نے فکر کی اور کمکون ظلم قضا و قدر میں کس قدر میں نے غور کیا۔ اور وہ ہے وہ علم جس کو حق تعالیٰ کو ظاہر کرنا منظور نہیں اور پروردگار نے غیب میں کمکون و مخزون ہے۔ لیکن میری وصیت تم سے یہ ہے کہ شرک بخداوند بندہ گوارہ نہ لانا۔ اور کسی چیز کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرنا۔ اور سنت و طریقت و محضرت رسولؐ کو ضائع نہ کرنا۔ کتاب خدا اور سنت رسولؐ کو بدستور رکھنا۔ حسینؑ کو کہ یہ دو چراغ ہیں روشن رکھنا۔ جب تک طریقت حق سے متفرق نہ ہو گئے محل ملامت و مذمت دہو گی۔ حق تعالیٰ نے بقدر طاقت ہر ایک پر بوجہ ڈالا ہے۔ اور تکلیف کو جانوں پر سہل کیا ہے تمہارا پروردگار رحیم ہے اور پیشا نام تمہارا دانائے ۔ اور مذہب تمہارا دین درست ہے۔ میں کل کے دن تمہارا مصاحب تھا۔ آج محل عجرت تمہارے لئے ہوں۔ اور کل تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ اگر میرا قدم اس مرض میں ثابت رہا۔ اور فضا پاؤں اور خدا کا شک کر لوں۔ اور میرا قدم لغزش کرے اور دنیا سے مفارقت کر لوں۔ پس دل میرا وابستہ دنیا نہ تھا۔ اور دنیا میں ایسا تھا۔ جس طرح کوئی سایہ درخت میں بیٹھا ہو۔ اور وہ سایہ جلد اس کے سر سے ہٹ جائے اور ہوائے چنار غشاک کو اس کے گرد جمع کر دیا ہو۔ اور بہت جلد اسے پرانہ کر دے۔ یا کہ ایک کاکڑ کسی کے سر پر سایہ لگے ہو۔ اور بہت جلد سایہ ہٹا رہے۔ اور میں تم میں ایک محاور تھا کہ میا بدن چیز روز تمہارے ہمراہ عبادت کرتا تھا۔ اور میری روح متعلق بہ بلاد اعلیٰ تھی۔ بہت جلد میرا بدن روح سے خالی ہو رہا کہ دیکھو گے۔ اور بعد ان متحرک حالتوں کے جو اس سے دیکھتے تھے۔ خاموش دیکھو گے بعد ان خطبوں کے جو اس سے سنتے تھے اور علوم الہی و معارف ربانی جو اس سے حاصل کرتے تھے۔ لازم ہے کہ میرے بند ہونے سے چند نصیحت حاصل کرو۔ اس لئے کہ ہر شخص کوئی سے یہ حالت زیادہ چند و نصیحت دینے والی ہے۔ میں تم کو دوا کرتا ہوں۔ وہ دوا جس کا مجھے تم سے دوسری درجہ طاقت کا رجعت میں انتظار ہے اور قیامت کے دن اور میرے مراتب دیکھو گے۔ آج جو میری قدر منزلت تم سے مخفی ہے اس روز ظاہر ہو جائے گی۔ اور جب میں تم سے چلا جاؤں گا۔ اس وقت میری قدر پہچانو گے۔ اور جب میری جگہ دوسرا بیٹھے گا۔ اس وقت مجھے یاد کرو گے انگوٹھی تھا رہا خود ولی اپنے خون کا ہونگا۔ اور اگر چلا گیا۔ فنا و نیستی ہماری دوا کا ہے۔ پس اگر عفو کرو۔ عفو ہمارے لئے قدرت اور تمہارے لئے حذب ہے۔ لہذا عفو و بدیہائے موم سے درگزر کرو۔ آیا تمہیں منظور ہے کہ خدا تم کو بخش دے۔ وہ بہ حسرت فاضل پر کہ عمر اس کی قیامت میں اس پر رحمت ہو۔ ایام زندگانی اس کو بدیہتی

و تماوات میں ڈال دیں۔ خدا ہمیں اور تمہیں ان میں داخل کرے۔ جن کو رغبت دنیا مانع طاقت حق تعالیٰ نہیں ہوتی۔ اور بعد مرگ ان پر عذاب اور شدت نازل نہیں ہوتی۔ بکا جانو ہم سب مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور جلد ہی بازگشت جانب مرگ ہے۔ پھر امام حسن کی طرف نظر کی۔ فرمایا: اس پر ایک ضربت سے زیادہ جس طرح اس نے مجھ پر لگائی ہے نہ لگانا۔ باوجودیکہ اگر زیادہ لگاؤ گئے گنہگار نہیں ہو۔ کلیسیا کو ابن بابویہ کو شیخ طوسی و شیخ مفیز نے اور جملہ محدثین نے بطریق بسیار امام حسن و امام موسیٰ کاظم و سلیم بن قیس ہمدانی سے روایت کی ہے۔ کہ وقت وصیت جناب امیر تمام فرزندان و اہل بیت الہ اپنے مروان خسیہ کو بخش فرمایا۔ اور امام حسن کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ اور نص امامت امام حسن پر کیا۔ اور کہا ہائے الہی و مصحف پینیر و علوم گند شریکان و مصالح و فائدہ رسول خدا و جن آثار آنحضرت نہ آتا۔ و معجزات جمیع پیغمبران امام حسن کو تعلیم کئے۔ اور فرمایا: اسے فرزند گزینی جناب رسول خدا نے مجھے وصیت کی ہے۔ کہ میں تمہیں اپنا وصی کروں۔ اور کتب و اسلحہ جو میرے پاس ہیں تمہارے سپرد کروں۔ جس طرح جناب رسول خدا نے مجھے اپنا وصی کیا۔ اور کتب و اسلحہ مجھے اپنا سپرد کیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ تمہیں حکم دوں کہ تمہارا وقت وفات قریب ہو۔ امام حسین کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ پھر امام حسین کی طرف حویجہ ہوسے۔ اور فرمایا تمہیں رسول خدا نے حکم کیا ہے کہ جب تمہارا وقت شہادت آئے۔ اپنے فرزند علی ابن الحسین کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کی ان کے سپرد کرنا۔ پھر علی ابن حسین سے فرمایا کہ رسول خدا نے تم کو حکم کیا ہے جب تمہارا وقت وفات قریب ہو۔ اپنے فرزند محمد بن علی کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ اور حب محمد بن علی پیدا ہوں۔ ان کو رسول خدا اور میری طرف سے سلام کہنا۔ بعد اس کے امام حسن سے فرمایا: اسے فرزند گزینی تم خلیفہ و امام میرے بعد ہو۔ اور میرے قاتل کے قصاص میں تم کو اختیار ہے اگر چاہنا اسے عفو کرنا۔ اور اگر چاہنا ایک ضرب میں اسے مار ڈالنا۔ اب میری وصیت لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت نامہ علی ابن ابی طالب کا ہے کہ و امانیت حق تعالیٰ پر گواہی دیتا ہے اور یہ کہ اس کا شریک کوئی نہیں۔ اور گواہی دیتا ہے کہ محمد بندہ اور رسول خدا میں کہ ان کو درسطے ہدایت اورین حق کے بھیجا۔ کہ اس کے دین کو سب دنیوں پر غالب کرے۔ ہر چند مشرکین نہ چاہیں۔ پس جانو کہ میری فتنہ اللہ حج اور عبادت اور زندگی اور موت سب پروردگار عالم کی جانب ہے۔ اور کسی کو میں اس کا شریک نہیں کرتا۔ اور اس پر مامور ہونا ہوں۔ اور از جملہ مسلمانان ہوں۔ میں تم کو اسے حسن اور علی بن ابی طالب اور اپنے فرزندوں کو وصیت کرتا ہوں۔ جسے نامہ پہونچے۔ بتوئی اور پرہیزگاری خداوند عالمیان و زندگی بسر کرے۔ اور نہ مرے مگر بدین اسلام ہو۔ اور رسیان خدا سے کہ کتاب اور اہل بیت رسول خدا میں متک

رہنا۔ اور سب طریقہ حق پر منتج رہنا اور پرانگندہ نہ ہونا۔ بدستیکہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے فرماتے تھے: اصنع
 بہترو مسلون موم نماز و روزہ سے ہے اور تحقیق درمیان و مہم فساد کرنا دین کی زائل و ہلاک کنندہ خلق ہے۔ لا
 حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اپنے بیگانوں پر نظر رکھو۔ اور ان سے احسان کرو۔ کہ
 حق تعالیٰ قیامت میں تم پر احسان کرے۔ اور یتیموں کے حق میں خدا کو یاد کرو۔ کہ یہ تمہارے سامنے ہرگز
 پیاس سے بیتاب و ضائع نہ ہوں۔ کیونکہ میں نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے۔ جو شخص یتیم کو اپنے عیال
 میں داخل کرے۔ یہاں تک مستغنی ہو جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ بہشت کو اس کے اوپر واجب کرتا ہے۔ جس
 طرح بہتیم مال یتیم کھانے والے پر حرم کو واجب کرتا ہے۔ اور درباب فقران خدا کو اس طرح یاد کرو کہ کوئی
 تم پر عمل کرنے میں اس پر سبقت نہ کر سکے۔ اور خدا کو یہ حق جسائگان یاد کرو۔ تحقیق جناب رسول خداؐ نے
 درباب حق جسائگان مجھے وصیت کی ہے کہ میں نے گمان کیا۔ کوئی میراث ان کے لئے مفقود فرمائیں گے
 اور خدا کو درباب خاند کعبہ یاد کرو۔ کہ ہرگز جب تک تم ہو وہ تم سے خالی نہ رہے۔ اس لئے کہ اگر حج خاند کعبہ
 کو ترک کرو گے۔ مصلحت نہ پاؤ گے۔ اور بہت جلد عذاب خدا تم پر نازل ہو گا۔ اور کم سے کم جو انبیا علیہم السلام
 بیت الاحرام کو ملتا ہے یہ ہے کہ خدا ان کا ان گندہ شش بخش دیتا ہے اور خدا کو درباب نماز یاد کرو۔ کہ وہ
 بہت مع اعمال اور ستون دین ہے۔ اور خدا کو درباب زکوٰۃ یاد کرو کہ زکوٰۃ دینا غضب پروردگار کو ساکن
 کرتا ہے۔ اور خدا کو درباب روزے ماہ مبارک رمضان یاد کرو۔ وہ تمہارے لئے آتش جہنم سے سپر
 ہے۔ اور خدا کو درباب فقر و مساکین یاد کرو۔ اور ان کو اپنے ہمارے اپنی معاش میں شریک کرو۔ اور خدا
 کو درباب ہمدانی سبیل اللہ اپنے اموال اور جانوں اور تباہوں سے یاد کرو۔ اور خدا کو درباب خدا میں ہمدانی
 نہیں کر سکتا مگر وہ امام کہ ہدایت سے راہ ہدایت ہو۔ یا وہ جو اس کی اطاعت کرنے والا ہو۔ اور اس کی ہدایت
 سے ہدایت پائی ہو۔ اور خدا کو اپنے پیغمبر کی خدمت میں یاد کرو کہ تم پر اور تمہارے سامنے ان پر تم ذکر کریں۔
 حالانکہ تم ان پر فخر ظلم میں قادر ہو اور خدا سے درباب اصحاب پیغمبر خداؐ اور ان کی رعایت کرو۔ کہ

۱۔ اصحاب سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید۔ رسالت اور ولایت اہل بیتؑ کا اقرار دست حق پرست جناب پہل
 خدا کیا ہو۔ اور اسی اقرار ہمان کی موت واقع ہوئی ہو۔ اگر کوئی توحید و رسالت کا اقرار کرے مگر ولایت اہل بیت
 کا اقرار نہ کرے وہ صحابی رسول نہیں ہے کیونکہ اس کا ایمان نامکمل ہے جو آپ سے خود مقدم تفسیر و اقرار
 حضرت علی امیر المومنین سے یہ حدیث نقل ہے: عن علی قیل یا رسول اللہ! اَکْمَلُ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 اللَّهُ مَوْمِنٌ؟ قَالَ عَدَاؤُنَا تَلَحُّقٌ بِالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اَتَكْمُرُ لِمَنْ تَدَاخُلُونَ بِكُنْهَةِ

انہوں نے کوئی بدعت دین خدا میں نہیں کی۔ اور صاحب بدعت کے راہ نہیں دی۔ بدرستہ رسول خدا نے اپنے اصحاب کے حق میں تم کو وصیت کی۔ اور اس پر امانت کی۔ جو اصحاب اور غیر اصحاب میں سے بدعت جاری کرے۔ یا بدعت کرنے والے کو پناہ دے اور یا اس کی نصرت و مددگاری کرے۔ اور خدا کو درہابہ زنا و کینہ لائق نہ دے۔ کیونکہ اگر میں رسول خدا نے جس چیز کے متعلق کلام کیا ہے۔ وہ یہ تھا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ ضعیف عورتوں اور غلاموں اور کینہوں کے حق میں۔ پس عین مرتبہ فرمایا کہ نماز کی رعایت کرید۔ اور راہ خدا میں ملامت کرنے والوں سے نہ ڈرو۔ خدا ہر شخص کے شر سے اور اس سے جو تمہیں اذیت پہنچائے اور تم پر ستم کرے کفایت فرمائے۔ اور لوگوں سے سخن نیک کہو۔ جس طرح حق تعالیٰ نے قرآن میں حکم کیا ہے۔ اور اس کی ادھی و بدھی ترک نہ کرو۔ اگر ترک کرو گے۔ تو حق تعالیٰ تمہارے بڑوں کو تم پر مسلط کرے گا۔ اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔ اور تمہیں اسے فروزند و مایوسی کنیگا۔ اور بخشش با یکدیگر مہربانی کننا۔ اور دوری کرنے اور بدی کرنے اور ایک دوسرے سے پرانہ ہونے سے ہمت پر ہیز کرو۔ ایک دوسرے کی نیکی اور تقویٰ کرنے پر رعایت کرو۔ اک دوسرے کے گناہ اور ظلم پر اعانت نہ کرو۔ اور عذاب الہی سے ڈرو۔ کہ عذاب حق تعالیٰ شدید ہے۔ اسے اہل بیت خدا تمہاری حفاظت کرے۔ اور تمہارے درمیان تمہارے پیغمبر کی حرمت کو حفظ کرے۔ پس تمہیں خدا کو سونپتا۔ اور سلام و دعا کرتا ہوں۔ سلام و رحمت و بרכת الہی تم پر ہو۔ پس ہر وقت لا الہ الا اللہ کہتے رہتے یہاں تک کہ تیسویں شب ماہ مبارک رمضان شب جمعہ سال حلیم ہجرت کو ہجرت الہی ملحق ہوئے۔

حق تعالیٰ تعجبونی ہو کذب من زعمہ انہ یحبونی و یبغضون ہذا۔ یعنی علما (علیہ السلام) حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے کہا گیا۔ یا رسول اللہ جلا اللہ الا اللہ کہے وہ مومن ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہماری عداوت یہود و نصاریٰ کے ساتھ ملحق کر دیتی ہے۔ لہذا تم لوگ تحقیق ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو گے۔ جب تک جو سے محبت نہ کرو۔ اور جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے علی کا دشمن رہے وہ مومن نہیں کذاب ہے۔ لہذا اس اقرار کے علاوہ بھی توحید و لاہیت اہل بیت یا رسالت اور توحید کا اقرار کیا۔ اور اسی پر اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ اصحاب محمد نہیں کہے جاسکتے۔ بلکہ ہر لوگ اصطلاح قرآن اور صحابہ میں اور اسلام میں کہے جاتے ہیں۔ عیا کہ ابوسعید خدری نے فرمایا ہے۔ عن ابی سعید خدری قال کنا نعوذ من المنافقین نحن معاشرا لا نصر لم یغضہم علیا۔ ہم گروہ المنافقین کی پہچان علی کی دشمنی سے دیکھتے تھے یعنی جو دشمن علی وہ منافق ہے۔ لہذا ان لوگوں کی تکلیف اسلام میں اور مسلمانوں کے لئے حرام ہے ان کے علاوہ لوگوں کی تکلیف و احترام پر کفر کے لئے واجب ہے وہ خواہ حبشی بال ہی ہو۔ فارسی کا۔ ہنہ والا سلمان یا صحرایی خاک چھاننے والا ابوذر ہی کیوں نہ ہو۔ اصحاب محمد کو برا بھلا کہنے والا کافر اور واجب القتل ہے۔ (کوثر بھریلی سی صفحہ ۷۸)

اور اکیسویں شب کو منزلت مراقبہ پر لگی تھی۔ مولف فرماتے ہیں۔ یہ تاریخ خلاف مشہور علمائے شیعہ ہے۔ اور موافق بعض اقوال اہل سنت سے ہے۔ اور مخالفین کے تاریخ شہادت آنحضرت میں اقوال دیگر بھی ہیں کہ ان کے بیان کی ضرورت نہیں یہ شیخ مفید و شیخ طوسی نے امام حسن سے وصیت آنحضرت کی اس طرح روایت کی ہے۔ فرمایا جب میرے پیر بزرگوار کا زمانہ وفات قریب ہوا ہے اس طرح وصیت فرمائی کہ علی ابن طالب برادر محمد رسول اور پسر عم و صاحب آنحضرت وصیت کرتا ہے۔ پہلی وصیت یہ ہے۔ یہ کلمہ لا الہ الا اللہ شہادت دیتا ہوں۔ اور یہ محمد رسول خدا برگزیدہ ہر دو گار عالمیان ہیں۔ اور انہیں اپنے علم سے برگزیدہ کیا ہے اور اپنی دانائی سے پسندیدہ کیا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا ان کو زندہ کرے گا۔ جو قبروں میں ہیں۔ اور ان سے ان کے اعمال کا سوال کرے گا۔ اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے۔ خدا اس سے خوب واقف ہے۔ اسے حق میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اور تم میرے پیچھے جی میرے لئے ہو۔ میں تم کو اس طرح وصیت کرتا ہوں جس طرح مجھے رسول خدا نے وصیت کی ہے۔ اسے فرزند حب میں دنیا سے مفارقت کروں۔ اور میرے اصحاب تم سے موافق در ہیں۔ اس وقت غار نشین رہنا اور گناہوں پر روزنا۔ اور دنیا کو مقصود نہ دینا۔ اسے فرزند میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز و وقت تفصیلت بجالانا۔ اور ذکر و وقت پر مستحقین کو پہنچانا۔ اور جو تم پر شبہ ہو اس کے اڑا میں خاموش رہنا۔ اور کاموں میں مہمانداری اختیار کرنا۔ اور محال نہ خوشنودی غصب میں عدالت کرنا۔ اپنے ہمسایہ کے لوگوں سے نیکی کرنا۔ مہمان کو گرامی رکھنا۔ اور باب ہمارے مشقت پر رحم کرنا۔ اپنے بیگانوں پر پلواؤں کرنا۔ مسکینوں کو دوست رکھنا۔ اور ان سے ہم نشین رہنا۔ خدا اور خلق سے عاجزی کرنا۔ کہ یہ بہترین عبادت ہے۔ اپنی آرزوؤں کو گناہ کرنا۔ اور ہمیشہ یاد مرگ میں رہنا۔ دنیا کو ترک اور خواہش دنیا کو دل سے باہر کرنا۔ اس لئے کہ تم موت کے گرویدہ اور نشانہ تیرا سے بلا اور گر لے ہوئے بیمار یوں کے ہود۔ اسے فرزند میں

لے اور گناہوں سے یہاں امت کا سلوک ہمارا اہل بیت مراد ہے جیسا کہ رسول پاک کے متعلق ہر دو گار عالم نے فرمایا ہے۔ لیخفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تأخر زیرا آیت تفسیر روح البیان ذنبک معاف پوشیدہ ہے۔ یعنی امت کے گناہ۔ نیز تفسیر زیارت دلوا تھم اذ ظالموا۔ کبھی گناہ کی نسبت گناہ کی طرف ہوئی ہے کبھی گناہ کی نسبت معاف کرنے والے کی طرف جس طرح مقدمہ کی نسبت کبھی مجرم کی طرف کبھی مظلوم مدعی غیر کی طرف یہاں نسبت یہی ہے۔ یعنی مقدمہ ظلم و جور گناہوں پر رد نہ ہے۔ اور یہی منشاء مولائے کائنات جناب امیر مومنین حضرت امام حسن سے ہے۔

دیکھو کہ بھروسہ علی بن ابی طالب

تم کو وصیت کرتا ہوں کہ خداوند جبار سے یہاں دشکار مخالفت رہنا۔ اور گفتار و کردار میں سبقت کرنے سے قبل اس کے انجام پر غور و تامل کر لو۔ منع کرتا ہوں اور اگر تم کو امور آخرت سے کوئی کام پیش آئے اس سے ابتدا کرو اور تاخیر نہ کرو اور جب امور دنیا سے کوئی کام پیش آئے۔ اس میں تامل و تساہل کرو۔ اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو جائے۔ آیا اس کام میں تمہاری رشد و صلاح ہے اور ان مقامات سے جو محل تہمت اور اس مجلس سے جس پر گمان بد کرتے ہیں۔ ضرور حذر کرنا کیونکہ ہمیشہ بلا پہنچنے ہمیشہ کو فریب دیتا ہے۔ اسے فرزند ہمیشہ خدا کے لئے کارکن رہنا۔ اور غش و پردہ کوئی سے اپنے نفس کو نہ جہد تو توبیح کرنے والا اور نیکیوں سے محکم کرنے والا۔ اور برائیوں سے منع کرنے والا۔ برادر و اس سے واسطہ خدا کے برادری کرنے والا۔ صلحا کو ان کی صلاحیت کے سبب سے دوست رکھنا۔ فاسقوں سے شفقت و مدارا نہ کرنا۔ کہ تمہارے دین میں مشرور نہ بن جائیں۔ لیکن دل میں دشمن رکھنا۔ اور ان کے اعمال سے کنارہ کرنا۔ اس لئے کہ مبادا ہم ان کے ذمہ حوائز اور شاہراہ پر بیٹھ کر لڑائی جو جگہ ادا کرنا ہے عقل و علم سے نزاع نہ کرنا۔ اسے فرزند اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرنا۔ اور اسراف نہ کرنا اور اپنی عبادت میں بھی میاں دوی رکھنا۔ اور تمہیں عبادت نصیب ہو۔ جس عبادت پر مدار مت کرو۔ اور طاقت بھی اسکی رکھتے ہو۔ خاموشی اختیار کرو کہ بلا مانے زبان سے سلامتی حاصل ہو۔ اپنے لئے آخرت میں اعمال صالحہ کیجو کہ عظمت و امتداد آئے۔ خیرات میں بھی کرو۔ کہ عقلمند ہو۔ اور ہر حال میں مشغولی و گرفتار و اندوہ و الجھال نہ ہو۔ اپنے بیگانوں میں سے چھوٹوں پر رحم کرو۔ اور بزرگوں و بڑھوں کی تعظیم کرو۔ اور کوئی کھانا نہ کھاؤ۔ جب تک کہ اس میں سے کچھ صدقہ نہ کرو۔ اور تم کو توفیق نہ دے کہ کھانے کی ہو۔ کہ وہ دکانہ بدن بنے اور اپنے اہل کے لئے سپر اہل جمعہ سے بنے۔ اپنے نفس سے ہمیشہ مجاہدہ کرو۔ اور ہمیشہ بڑے حذر ہو اور دشمن سے اجتناب کرو۔ اور تم کو تفریق ان مجالس کی ہو جس میں یا خدا جوتی ہو۔ یا مارگاہ خدا میں بہت دیا کرو۔ اسے فرزند یہ میری وصیتیں ہیں۔ اور تمہاری نصیحت و غیر خواہی میں میں نے تقصیر نہیں کی۔ اب میرا وقت حوائی تم سے ہے۔ تم کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اپنے برادر محمد سے نیک سلوک کرنا۔ وہ تمہارا رفیق اور تمہارے باپ کا فرزند ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ لیکن بھائی تمہارا حسین ثناء تمہارا حقیقی بھائی ایک ماں باپ سے ہے۔ اور تم کو اس کے مقدمہ میں وصیت کرنے کی احتیاج نہیں اور خدا میرا خلیفہ تم پر ہے اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے احوال کو اصلاح اور شرط غیاں و ظالمان تم سے بد کرے مگر کہ اگر خدا تمہارے لئے نفع نازل ہو اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر بعد خداوند علی الاعظم۔ قصہ شہادت جناب امیر شیخ مفید اور من جہد محشین فریقین نے روایت کی ہے کہ جناب

امیر نے قریب ایام شہادت فرمایا۔ میں نے جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا اور کچھ ظلم و ستم مجھ سے
امت سے ہو چکے۔ ان کی شکایت آنحضرت سے بیان کر کے میں رونے لگا۔ حضرت نے کہا: اسے
علیؑ نہ رو اورادھر نظر کر۔ جب ادھر میں نے دیکھا۔ وہ آدمیوں کو دیکھا۔ کہ انہیں زنجیروں میں جکڑا تھا۔
اور ان کے سروں کو پتھروں سے پھٹتے تھے۔ اس کے دوسرے روز جناب امیرؑ کے سر پر حضرت لگی۔ اور
(معلوم ہو کہ وہ وہ آدمی اول۔ دوم تھے۔ اس لئے کہ اہل بیت ظلم و ستم کی ابتدا ان ہی سے ہوئی۔ اول
بسنہ و دیگر ام موسیٰ خادمہ جناب امیرؑ سے روایت کی بنیہ کہ امام موسیٰؑ نے کہا: ایک روز میں نے جناب
امیرؑ سے سنا کہ اپنی دختر ام کلثوم سے فرماتے تھے: اے دختر! تھوڑے ہی دنوں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔
جب کلثوم نے یہ سنا۔ فریاد کی۔ اسے پندہ گوارہ کیا خبر وحشت اثر آپ مجھے دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا:
آج رات میں نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا ہے۔ کہ اپنے دست مبارک سے غبار میرے منہ
سے جھاڑتے تھے۔ اور فرماتے تھے: یا علیؑ تم پر کوئی خوف نہیں۔ جو کچھ تم پر لازم تھا۔ وہ تم سے نکل جائے۔ اس
خواب کے تیسرے روز آنحضرت کے سر مبارک پر حضرت لگی۔ جب جناب امیرؑ کو گھبراہٹ لائے۔ ام کلثوم
نے فریاد کی حضرت نے کہا: اے دختر! یہ ذکر۔ اس وقت میں حضرت رسولؐ کو دیکھ رہا تھا۔ کہ
آنحضرت بدست مبارک میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ اے علیؑ جلد میرے پاس آؤ۔ جو کچھ میرے
پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا علیہ نے روایت کی ہے کہ شب حضرت جناب
امیرؑ نے فرمایا میں اس وقت بیٹھا تھا۔ کہ نیند آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور
میں نے اس امت کی شکایت آنحضرت سے کی۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا: ان ظالموں پر نفی کر دو میں نے
کہہ خدا ان کے عوفن اچھے ترین و صاحب عجبے عطا کرے۔ اور میرے عوض ان کو مصاحمان بد عنایت کرے
ابن ابیہ نے بسند معتبر حبیب بن عمرو سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت کی خدمت میں اس مرض میں
جس میں حضرت نے انتقال کیا۔ حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت نے جراحہ کر کے رکھ لائیں نے کہا: یا حضرت
یہ جراحہ تو ایسا کڑا زیادہ نہیں ہے۔ اور اس زخم سے چنڈاں خوف بھی نہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا: اے حبیبؑ
خدا سوگند میں اس ساعت تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ حبیب نے کہا: جب میں نے یہ سنا روئے لگا۔ اور ام کلثوم
قریب بیٹھی تھیں۔ وہ بھی رونے لگیں۔ حضرت نے کہا: اے دختر! ام کلثوم کیوں روتی ہے۔ کلثوم نے کہا: اے پندہ
بندہ کو دیکھ کر نہ روؤں۔ آپ فرماتے ہیں میں اسی ساعت تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: اے دختر
گراں گریہ ذکر خدا سوگند تو وہ دیکھے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ بیشک نہ دوسرے حبیب نے آپ کو چھوڑا۔ امیرؑ نے
آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: اے حبیب من! تاکہ افلاک اور زمینوں کو دیکھ رہا ہوں کہ آگے

صفت بصفت کھڑے ہیں اور ملاقات من کے منتظر ہیں۔ اور اس وقت جناب رسول خداؐ ہمارے پاس بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے پاس آؤ۔ جو کچھ ہمیں اور پیش ہے وہ موجود حالت سے بہتر ہے۔ جبیب نے کہا۔ میں ہنوز حضرت کے پاس سے اٹھ کر نہ گیا تھا کہ روح مقدس آنحضرتؐ بارواح انبیاء و صلحا ملحق ہوئی۔ شیخ مفیدؒ وہاں شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب امیر شہب فریاد نماز شہب کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور رات امیر علیہ اور مشغول عبادت حق تعالیٰ میں رہے۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پسر بزرگوار! اس قدر بیکار اور معیاری کا سبب کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس رات کی صبح کو میں شہید ہونگا۔ ناگاہ مومن نے مدائشہ اذان دی۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پسر بزرگوار! آج کسی اور کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ خدا نے الہی سے چاہا نہیں۔ اور منقول ہے۔ اس شب جناب امیرؑ تمام رات باہر جاتے اور اطراف اہل کی طرف نظر فرماتے۔ اور فرماتے تھے۔ میں نے ہرگز دوزخ نہیں پہلا۔ اور جناب رسول خداؐ سے بھی خبر دوزخ نہیں سنی۔ یہ وہ رات ہے جس کا وعدہ شہادت مجھے دیا ہے۔ جبب آواز اذان سنی کہ پانچ بجی اور ایک شعر پڑھا۔ جس کا مضمون یہ ہے اور جس کو سید ظہیر الحسن کوثرؒ بھڑکادی نے یوں نظم کیا ہے۔

اپنی فکر کو باندھ لے مضبوط خاطر موت کی آہنگی تیرے پاس وہ اس سے خدعہ فرغ نہ کر

جب محسن خانہ میں تشریف لائے۔ اس گھر میں چند مرغابیائیں تھیں ان مرغابیوں نے حضرت کا راسخہ روک لیا۔ اور چینی چلاتی تھیں۔ جبب چاہا۔ ان مرغابیوں کو دیکھا۔ جناب امیرؑ نے ارشاد کیا۔ ان کو نہ ہکاؤ۔ کہ یہ مجھ پر فریاد کرنے والی ہیں۔ اور بعد ان کے نوحہ کرنے والے مجھ پر نوحہ کر رہے گئے۔ کلینی نے بسند معتبر بیان قناعت جناب امیرؑ روایت کی ہے۔ کہ حسن بن نجم نے جناب امام رضاؑ سے سوال کیا کہ یا حضرت جبکہ جناب امیرؑ اپنے قاتل کو پہچانتے اور شہب شہادت اور اس جگہ کہ جہاں شہید ہوں گے جانتے تھے۔ اور جب مرغابیوں حضرت کو دیکھ کر چہینیں تب حضرت نے فرمایا۔ یہ نوحہ کرنے والیں ہیں کہ ان کے بعد نوحہ کرنے والے ہونگے۔ اور ام کلثوم نے عرض کی۔ آج اگر میں نماز پڑھیے اور کسی کو حکم دیجئے۔ وہ نماز پڑھائے۔ اور حضرت نے قبول نہ کیا۔ اور اس شب بغیر ہتھیار اور سے باہر تشریف لائے۔ حالانکہ جانتے تھے کہ ابن نجم حضرت کو اس رات شہید کر دیکھا۔ اس کا سبب کیا ہے۔ جناب امام رضاؑ نے ارشاد فرمایا۔ کہ وفات جناب امیرؑ اس شب مفقود ہوئی تھی۔ اور تقدیر خدا البتہ ہماری ہوتی ہے۔ مولف فرماتے ہیں کہ یہ اصحاب اور فضلاء قدسہ سے ہیں۔ اور لشکر ان میں باعث لغزش ہے۔ اور تکلیف انبیاء و اصحابا مثل تکلیف دیگران نہیں۔ اور محمل جاننا چاہیے کہ جو فعل ان حضرات کا ہے وہ موافق شریعت و دین و صلاح و حکمت ہے۔ پس بھلا تم تسلیم و انقیاد نہ بناؤ۔ مہربانہ اور بعض کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ ام کلثوم نے

کہا۔ اونیسویں شب ماہ مبارک رمضان کو اپنے پندہ بڑے گھر کو میں نے ایک طباق پیش کیا۔ جس میں دو جوگی روٹیاں تھیں۔ اور ایک ۔ ۔ ۔ لائی۔ اور نمک پسا ہوا بھی حاضر کیا۔ جب پندہ گوار نماز سے فارغ ہوئے۔ اور اس طعام کو ملاحظہ فرمایا۔ رونے لگے۔ اور فرمایا: اے دختر کیا تو نہیں مانتی۔ جو وہ چیز یہ ایک طباق میں لائی ہے کہ میں متابعت اپنے بڑے اور ابن عم یعنی رسول خدا کی کرتا ہوں۔ اور جب تک انہوں نے دنیا سے رحلت فرمائی وہ کھاتے ہی کے سامنے نہیں لگتے۔ اے دختر جس کا کھانا پینا لباس دنیا میں دو طرح کا ہے۔ اس کا بروز قیامت حق تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا زیادہ ہے۔ اے دختر حلال دنیا کا حساب ہے۔ اور حرام دنیا کا عقاب ہے اور مجھے میرے حبیب رسول خدا نے خبر دی۔ کہ جبریل ان کے لئے کلید آئے دنیا آئے۔ اور کہا۔ یا محمد خدا آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور کہتا ہے اگر چاہو تو کوہ آئے تہا تہا آئے لئے میں طلب کروں۔ اور ماہ میں ٹوال دوں۔ اور یہ کلید آئے خواہ زمین میں انہیں قبول کر۔ اور تہا سے ثواب آخرت سے بھی کوئی چیز کم نہیں کی جائے گی حضرت نے فرمایا۔ بعد اس کے کیا ہو گا۔ جبریل نے کہا۔ مرگ حضرت نے فرمایا جب مرگ ہے تو مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں۔ مجھے رہنے دو کہ میں ایک روز بیکار اور دوسرے روز سیر ہوں۔ اس لئے کہ جس روز بیکار ہوں۔ اس روز اپنے خدا سے دعا اور سوال کروں۔ اور جس دن سیر ہوں۔ اس روز خدا کا حمد و شکر بجا لائوں۔ یہ سنی کہ جبریل نے کہا۔ یا محمد آپ نے ہر چیز کی توفیق پائی ہے۔ پس جناب امیر نے فرمایا۔ اے دختر دنیا خاشہ فریب و مذلت و خوارگی ہے۔ اور جو کوئی شخص کوئی چیز آخرت کو آگے بھیجتا ہے۔ اس تک پہنچتا ہے۔ اے دختر قسم بخدا میں کچھ نہ کہوں گا کہ جب تک ان دونوں کھانوں میں سے ایک کھانا نہ اٹھا لو۔ یسٹن کر میں نے دو دو اٹھا لیا۔ اور حضرت نے نان جو نمک سے تناول فرمائی۔ اور حمد و ثنائے الہی بجالائے۔ بعد اس کے اٹھے اور متوجہ نماز ہوئے۔ ہر وقت مشغول کوع و سجود و تضرع و ابتهال بجانب خدا ہے ذوالجلال تھے۔ اور بار بار گھر سے باہر جاتے تھے اور اطراف آسمان پر نظر فرماتے اور مضطرب ہو کر تضرع کرتے اور روتے تھے۔ سورہ تسوین کی آخر تک تلاوت کی۔ اس کے بعد تھوڑی دیر ہو کر خوفناک و ترسان بیدار ہو کے چارہ مبارک پین کر کھڑے ہوئے۔ اور کہا خداوند اپنی ملاقات سے مجھے برکت دے۔ اور کہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بکثرت فرمایا۔ بعد اس کے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ رات زیادہ گندی مشغول تعقیبات تھے کہ عیند آ گئی۔ اور ترسان و ہراسان خواب سے بیدار ہوئے۔ اپنی زبان و فرشتگان کو طلب فرمایا۔ اور کہا میں اس مہینہ میں تم سے مفارقت کروں گا۔ اس شب میں نے ایک بولناک خواب دیکھا ہے اور وہ یہی

تم سے بیان کرتا ہوں۔ واضح ہو کہ ابھی جناب رسول خدا کو میں نے خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں۔ اسے ابو الحسن بہت جلد تم میرے پاس آؤ گے۔ اور تمہارے پاس شقی ترین امت آئیگا۔ اور تمہاری دواہی کو خون سر سے غصاں کیسے گا۔ اور میں تمہاری ملاقات کا از حد مشتاق ہوں۔ اور اسے علیؑ تم اس مہینہ کے وہیہ آخری یہاں آؤ گے۔ جلدی میرے پاس آؤ۔ کہ یہاں جو کچھ میرے پاس ہے۔ وہ تمہارے لئے یہاں سے بہتر ہے۔ جب اہل و عیال تنہا جناب امیر سے یہ سن سنئے۔ صدائے گریہ فزادی بلند کی۔ جناب امیر نے ان کو قسم دی کہ خاموش رہیں۔ جب سب چڑھ ہوئے۔ اس وقت ان کو وصیت بائیکو ویدی کی ممانعت فرمائی۔ جب وصیت سے فارغ ہوئے۔ پھر مشغول عبادت ہوئے۔ اور ہر لحظہ رکوع و سجود و تہنوع کرتے تھے۔ لہذا ہر ساعت گھر سے باہر جاتے تھے۔ اور اطراف آسمان پر نظر فرماتے تھے۔ اور ستاروں کی طرف دیکھ کر کہتے تھے۔ قسم بخدا میں نے رسول خدا سے نہیں سنا۔ یہ وہ رات ہے۔ جس کا مجھے وعدہ دیا ہے۔ پس پھر طے نماز پر تشریف لائے اور فرماتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِي الْمَوْتَ خُداوند امیر نے موت کو مبارک کرادو بہت کہتے تھے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ۔ لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اور درود و کثرتِ محمدؐ اکی محم پر بھیجتے۔ اور استغفار بے شمار کہتے تھے۔ ام کلثوم نے کہا جب اس شب میں تے خلق و اضطراب اپنے پد ہو گوار کا مشا و کیکہ مجھے دیندہ آئی۔ میں نے کہا۔ اسے پد بڑہ گوار آپ کیوں نہیں سمجھتے۔ جناب امیر نے کہا۔ اسے دختر میں نے بہت بڑے بڑے شجاعوں سے جنگ کی۔ اور بڑے بڑے امور ہولناک در پیش ہوئے۔ مگر کچھ ترس ہمیں مجھے نہ ہوا۔ لیکن آج کی رات بہت خائف و ترساں ہوں پس فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ۔ ام کلثوم نے کہا۔ اسے پد بڑہ گوار آپ آج کی رات کیوں ہمیں اپنی خبر مرگ دیتے ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اسے دختر موت قریب ہوتی ہے۔ امداد نہیں منقطع ہوتی ہیں۔ ام کلثوم نے کہا۔ جب یہ خبر سنی بہت روئیں۔ حضرت نے کہا۔ یہ نہ کہہ میں نے اس خبر کو نہیں کہا۔ مگر جو کچھ رسول خدا نے مجھ سے کہا ہے۔ پس مقوی دیر آرام کیا۔ اور بیدار ہو کر ارغاد کیا۔ اسے دختر جب وقت افان قریب ہو۔ مجھے خبر کہنا۔ یہ کہہ کر مشغول عبادت لضرع و زامی ہوئے۔ جب وقت نماز قریب ہوا۔ پانی و منو کے لئے میں نے حاضر کیا۔ حضرت اٹھے اور تجدید وضو کر کے کچھ چہن کر مسجد تشریف لے چلے۔ جب صبح خانہ میں پہنچے۔ وہ مرغابیاں جو میرے برادر حسین کے محض بیوہ تھیں۔ راہ و کراہیوں کو کہنے لگیں۔ اور اس رات کو پہلے کبھی ان کی آواز نہ سنی تھی حضرت نے فرمایا۔ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور کہا یہ نوکر کرنے والیاں ہیں۔ کہ عجب ان کے

فوجہ کرنے والے ہو گئے۔ اور کل صبح کو قعنا حق تعالیٰ ظاہر ہو گئی۔ ام کلثوم نے کہا۔ اسے پدید بندہ گو اور آج تو آپ
 بُری فال زبان سے نکال رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہم اہل بیت سے کسی نے زبان سے بُری فال
 نہیں نکالی اور فال بد ان میں اثر بھی نہیں کرتی۔ لیکن یہ ایک سخن حق تھا جو میری زبان پر جاری
 ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ اسے دختر اپنے حق کی تمہیں قسم دیتا ہوں۔ کہ ان مرغابیوں کو چھوڑ دینا کہ یہ چند حوالن
 بے زبان ہیں۔ جن کو تم نے قید کیا ہے۔ جسب یہ بھوکے پیاسے ہوں۔ ان کو آب و دانہ دینا یا چھوڑ دینا۔
 کہ زمین پر چل پھر کر اپنا پیٹ بھر لیں۔ اور جب دروازہ پر پہنچے۔ اور چلا۔ دروازہ کھولیں۔ بخیر
 دروازہ کی کمر بند میں لپٹ گئی۔ اور کمر بند کھل کر گر گیا۔ اس وقت زمین سے اٹھا کر دوبارہ باہر جا
 اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ اشعار میں ناچیز سبباً ظہور احسن کوثر بھڑیلوی نے یوں کیا ہے۔
 کمر کو باندھ لے مضبوط موت کی خاطر کہ جلد ملنا ہے اس سے تو حال مخیر نہ کر
 سمجھ کے سامنے نہ لائے کہ کمر غور نہ تو ہنسایا جتنا ہے تجھ کو رو لائے گا بڑھ کر

بعد اس کے فرمایا۔ خداوند امیر سے لئے مرگ کو مبارک کہ۔ اور اپنی ملاقات کو میرے لئے مبارک فرما۔
 ام کلثوم نے کہا۔ جب اخبارِ عننت آثار اپنے پدید بندہ گو اس سے میں نے سنے کہا۔ و اخو شاہ و اتباہ اس
 تمام شب غیر مرگ آپ نے ہم سے بیان فرمائی۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے دختر یہ سبب نشانیاں مرگ
 کی ہیں۔ کہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوں گی۔ یہ فرما کر دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے۔ ام کلثوم نے
 کہا۔ جو کچھ میں نے پدید بندہ گو اس سے سنا تھا۔ اپنے بھائی امام حسنؑ سے بیان کیا۔ امام حسنؑ اٹھے اور اپنے پر
 دروازہ کے عقب میں چلے قبل اس کے کہ جناب امیر مسجد میں پہنچیں۔ امام حسنؑ اپنے پدید بندہ گو تک
 پہنچ گئے۔ اور کہا۔ اسے بعد اس وقت رات کو کیوں گھر سے باہر تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے
 نوروید من۔ میں نے ایک خواب ہولناک دیکھا ہے۔ امام حسنؑ نے عرض کی۔ اسے پدید بندہ گو وہ خواب
 مجھ سے بیان کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ جبرئیلؑ کوہ البقیس پر آئے اور
 وہ پھر اس پہاڑ سے اٹھا کر جانب کعبہ گئے اور صفت کعبہ پر کھڑے ہو کر پتھروں کو ایک دوسرے پر مارا۔
 کہ پتھر دینہ ہو گئے۔ اس کے بعد ایک ہوا چلی اور اس ہوا نے ان سنگریزوں کو پراگندہ کر دیا۔ اور کوئی
 گھر کہ مدینہ میں نہ ہو کہ یہ ان سنگریزوں میں سے ایک ٹکڑا ہر گھر میں پہنچا۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اسے
 پدید بندہ گو اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ خواب اس پر ملاقات کرتا ہے کہ تمہارا باپ شہید ہو گا
 اور کوئی گھر کہ مدینہ میں باقی نہ ہو گا۔ گویا کہ اندوہ و مصیبت اس میں داخل ہو۔ امام حسنؑ نے کہا۔ آیا معلوم
 ہے کہ یہ واقعہ کب ہو گا۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے حبیب رسول خداؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ پدید بندہ گو ایک ماہ

وضدن میں حضرت یحییٰ ابن یحییٰ مروانی سے شہید ہو گا۔ امام حسن نے کہا: اے پدر بزرگوار جبکہ آپ کو معلوم ہے آپ کا قاتل ابن یحییٰ ہو گا پس آپ اس کو قتل کیجئے حضرت نے فرمایا: اے فرزند گرامی قصاص قبل وقوع واقعہ جائز نہیں یہ کہہ کر ارشاد فرمایا: اے فرزند تم گھر جاؤ۔ امام حسن نے کہا: اے پدر بزرگوار میں چاہتا ہوں آپ کے ہمراہ چلوں حضرت نے فرمایا: میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ گھر بھر جاؤ۔ یحییٰ بن کر امام الیسر تشریف لاکر ام کلثوم اپنی مشیروں اس مخزون و غنیمت بیٹھے اور اپنے پدر بزرگوار کے اقوال پر نہ زار نہ روتے تھے۔ اس طرف حب جناب امیر مسجد میں داخل ہوئے۔ قندیلیس عجیب چکی بنیں۔ سسپہیں تاریکی ہو چکی تھی حضرت نے چند رکعت نمازیں ادا کیں اور تھوڑی دیر مشغول تعقیبات رہے۔ پھر اٹھ کر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اور محض مسجد پر تشریف لا کر دستہ ہائے مبارک کاٹوں پر رکھ کر اذان کہی۔ اور جب حضرت اذان سمیتے تھے کہ کئی گھر کوفہ میں باقی رہتا تھا مگر یہ کہ سب آواز حضرت کی سننے لگے۔ اور ابن یحییٰ ملعون تمام رات جاگتا رہا تھا۔ اور اس اعظم میں جس کا ارادہ کیا تھا۔ متفکر تھا۔ اور قضاہ ملعونہ اس کے پاس آئی۔ اور کہتی تھی جو کوفہ کی یہ ارادہ کرے جو تو نے کیا ہے اس پر نیند حرام ہے۔ اٹھ اور علی کو قتل کر اور پھر اپنی مراد آکر مجھ سے حاصل کر۔ اس ملعون نے جواب دیا: علی کو تو میں قتل کرتا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ میری مراد پوری نہ ہو گی۔ حب جناب امیر کی صدائے آواز سنی۔ قضاہ ملعونہ لے کہا: جلد جا کہ وقت فرصت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ بیان شہادت جناب امیرؑ بروایت دیگر اس رات کو تمام شب ابن یحییٰ ہزارہ شیبہ اور وہ ان مسجد میں رہا۔ اور منتظر جناب امیرؑ کے تشریف لانے کا رہا جب حضرت اذان سے فارغ ہو کر بیٹھے آئے۔ اور مشغول تسبیح و تہجد لیس حق تعالیٰ تھے۔ اور درود و محمد و آل محمد بھیجتے تھے۔ پس صبح مسجد میں تشریف لائے۔ اور نماز کے لئے سواتوں کو جگایا۔ یہاں تک کہ ابن یحییٰ ملعون تک پہنچے۔ دیکھا وہ ملعون اوندھا ہوا ہے حضرت نے فرمایا اٹھ اور اس طرح دھوکہ یہ خواب شیطان ہے۔ بلکہ وہ اپنی کروٹ ہو کہ خواب مومنین ہے اور حجت سون خواب و منہبران ہے۔ اس کے بعد حضرت نے کہا: جو قصہ روتے دل میں کیا ہے۔ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے۔ اور سب پہاڑ سرنگوں ہو جائیں۔ اور اگر میں جاہل بتا سکتا ہوں کہ جامہ کے نیچے تیرے پاس کیا چیز ہے۔ یہ فرما کر حضرت نزدیک محراب آئے۔ اور مشغول نماز ہوئے۔ امد کو دیکھو کہ جس طرح حضرت کو عادت تھی بہت لموں دیا۔ اس وقت ابن یحییٰ ملعون آیا۔ اور قریب اس سنون کے جہاں حضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ کھڑا ہوا۔ جب حضرت نے سر پہ اول سے اٹھایا۔ اس ملعون نے ایک ضربت سراقہ پر لگائی۔ اور وہ حضرت اس جگہ لگی۔ جہاں عمرو بن عبدود کی ضربت پڑی تھی اور پشانی تک سربادک شگافتہ ہو گیا۔ اور فرمایا بسم اللہ وبالحمد للہ یعنی سلت رسول اللہ اور

کہا حضرت ربیب الکعبہ میں فائز و در شکار کجی پر در و گار کعبہ ہوا۔ جب اہل مسجد نے صدائے حضرت سنی سب کے سب جہان محراب دروڑے اور شہیر کے چکر نہرا لود کیا تھا۔ نہر سوز بدن میں سرایت کر گیا۔ جب لوگ قریب پہنچے دیکھا امیر المؤمنین محراب میں پڑے ہیں۔ اور پڑے ہیں اور خاک اٹھا کر زخم میں کھر رہے ہیں۔ اور یہ آیت تلاوت فرماتے ہیں۔ مَعَهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نَعْبُدُكُمْ وَمِنْهَا جَعَلْنَا لَكُمْ آخِرَتِي۔ یعنی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا۔ اور زمین کی طرف ہم تم کو پھرتے ہیں اور زمین سے ہم تم کو بار و دیگر بار لاتے ہیں پس فرمایا امر خدا آیا۔ اور فرمودہ رسول خدا آج ہوا۔ راوی کہتا ہے۔ پہلے شعیب نے عزت لگائی۔ اور طاق مسجد پر لگی۔ اور جب حضرت ابن ہجم سربدارک پر لگی۔ زمین کانچی۔ اور ویداموچ میں آئے۔ آسمان کا شپے لگے۔ مائے مسجد ہم ہٹے۔ جب حضرت کو اٹھایا روائے مبارک کو سر پہ باندھا۔ اور حضرت نے اپنا خون سر جاسن مبارک پر ملا۔ اور فرمایا۔ یہ وہی ہے جس کا خدا اور رسول نے وعدہ کیا ہے پورا ہوا۔ اور خدا اور رسول نے سچ کہا۔ اس وقت خروش آسمانوں کے فرشتوں سے بلند ہوا۔ آندھی سیاہ آبی جبریل نے درمیان آسمان و زمین آواز دی۔ بخدا سوگن۔ ارکان بدلتی درہم برہم ہوا۔ ستارہ علم و نبوت تاریک ہوا۔ نشان پر ہیز نگاری بر طرف ہوا۔ عوفۃ الشیخ شکستہ ہوا۔ سر عم مصطفیٰ اور وحی بر گزیدہ مجتبیٰ قتل ہوا۔ سید ابی صیاد علی مرتضیٰ شہید ہوا۔ امیر المؤمنین کو بد بخت **حزین** اشتیاق نے قتل کیا۔ جب ام کاٹو مہنے یہ آواز سنی۔ اپنے منہ پرٹانچے مارے۔ اور گریہ چاک کیا۔ اور فرمایا و اتناہ واعلیاہ و امیر المؤمنین بخدا سوگندہ امام مجاہد عابد شہید ہوا۔ جس نے نبوت کو سجدہ نہ کیا تھا۔ اور رسول خدا سے بہت شہید تھا۔ جب نبین داخل مسجد ہوئے فریاد و اعلیاء و اتناہ بلند کی۔ اور کہا۔ کاش ہم مر جاتے اور یہ نہ زندہ نہ دیکھتے۔ جب قریب محراب ہوئے۔ اور اپنے در بزد گوار کو دیکھا۔ درمیان محراب پڑے ہیں۔ اور ابو جہرہ یہ ایک جماعت چاہتے ہیں کہ حضرت کو ناز پڑانے کے لئے اٹھائیں اور حضرت نہیں اٹھ سکتے۔ جناب امیر نے امام حسن کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اور آپ بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نماز ادا فرمائی۔ اور سخون اپنے منہ پر ملتے۔ اور ہر سوت ایک جانب سے دوسری جانب جھکتے تھے۔ جب امام حسن نماز سے فارغ ہوئے۔ اپنے پدر بزرگوار کا سراپہ ڈامن میں رکھا۔ اور کہا اے پدر بزرگوار ہماری پشت آپ کے شکستہ کی ہم آپ کو اس حالت میں کس طرح دیکھ سکیں یہ سن کر حضرت نے ہجم مبارک کھول کر ارشاد کیا اے فرزند گرامی بعد آج کے دن کے کوئی غم و الم تمہارے باپ پر نہیں۔ اس وقت تمہارے نانا محمد مصطفیٰ اور تمہاری نانی خدیجہ الکبریٰ اور تمہاری ماں فاطمہ الزہرا اور حوران جنت المادنی تمہارے باپ کے گنہ گار ہیں۔ اور منتظر آنے کے ہیں۔ تم شاد رہو اور رونے سے اٹھو اٹھاؤ

کہ تمہارے رونے سے آسمان کے فرشتے رورہے ہیں۔ جب یہ خبر محنت اثر کو فہ میں مشہور ہوئی، مروان و زنان کو فہ اپنے گھروں سے مسجد کی طرف دوڑے۔ مسجد میں پہنچ کر دیکھا کہ سر مبارک امیر المؤمنین امام حسن کے دامن میں ہے۔ اور مقام ضربت کو باوجود یکہ مضبوط باندھا ہوا ہے۔ خون جاری ہے۔ اور رنگ مبارک دردی سے سفید سی۔ مائل ہو گیا ہے۔ حضرت اطراف آسمان نظر فرماتے ہیں۔ اور تسبیح و تہلیل الہی میں مشغول ہیں۔ مادر کہتے ہیں۔ خداوند! میں تجھ سے رفاقت انبیاء و صیاد و اعلیٰ درجہ جنت المادنی کا سوال کرتا ہوں۔ بعد اس کے امیر المؤمنین ایک ساعت بے ہوش رہے۔ اور امام حسن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ امیر المؤمنین کے روئے مبارک پر ٹپکیے۔ آنکھیں کھول کر ارشاد کیا۔ کیوں روتے ہو۔ اسے فرزند تمہارے باپ پر بعد آج کے دن کے کوئی تعجب و مشقت نہیں۔ اس وقت تمہارے نانا محمد مصطفیٰ اور نانی خدیجہ الکبریٰ علیہما السلام فاطمہ و حوران بہشت تمہارے باپ پاس آئے ہیں۔ اور میرے آنے کے منتظر ہیں۔ اور ملائکہ نے بدگاہ حق لتانی ب لعنت ابن ملجم کو آوازیں بلند کیں ہیں۔ اسے فرزند گرامی تم اپنے باپ پر جہنم و فزع کرتے ہو۔ حالانکہ بعد میرے زہر سے شہید ہو گئے۔ اور تمہارا بھائی حسینؑ پر شیخ ظلم و ستم شہید ہو گا۔ اور اس حال سے اپنے پدر و مادر سے ملحق ہو گئے۔ اس وقت امام حسنؑ نے کہا۔ اسے پدر بزرگوار آپ کیوں نہیں تھاتے۔ کہ کس نے یہ آپ کی صورت بنائی۔ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ فرزند میرے عبد الرحمن بن ملجم مرادی نے مجھ پر ضربت لگائی۔ اور ابھی ابھی باب کدہ سے داخل ہوا ہے۔ اور غلط بہ نظر نہ ہر شہر ابن ملجم سر اور بدن جناب امیرؑ پر طغیانی کرتا تھا۔ اور حضرت بے ہوش ہو جاتے تھے۔ لوگ روتے اور خاک مسجد کی اپنے سروں پر ڈالتے تھے۔ ناگاہ دروازہ مسجد سے آوازیں بلند ہوئیں۔ اور ابن ملجم کو دست بستہ دروازہ سے اندر لائے۔ لوگ اس ملعون پر لعنت کرتے اور اس کے روئے نجس پر ہتھوکتے تھے اور اس کے کانوں کو اپنے دانتوں سے چباتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ اسے دشمن خدا یہ کیا تو نے کیا۔ امت محمد کو ہلاک اور بہترین اوصیاء کو شہید کیا۔ وہ ملعون چپ تھا۔ اور کچھ نہ بولتا تھا۔ حذیفہ بن یشیعؓ طمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے۔ اس ملعون کے آگے آگے انہوہ مردم کو ہٹاتے آتے تھے۔ یہاں تک کہ اس لعین کو جناب امیر المؤمنین کے قریب لائے۔ جب امام حسینؑ کی نظر اس پر پڑی۔ اور کہا۔ اسے ملعون تو بھی نے امیر مومنان اور امام مسلمانان کو شہید کیا۔ میرے پدر بزرگوار نے تجھے پناہ دی۔ اور میں پر اختیار کیا تجھے عطا و بخشش فرمائی۔ آیا اس کا عوصق یہی تھا۔ جو تو نے سلوک کیا۔ اسے بد بخت ترین امت کیا۔ امیر المؤمنین تیسرے لئے برسر امام تھے۔ اس لعین نے سر نیچا کر لیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ اس وقت صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی۔ امیر المؤمنین نے اس شخص سے پوچھا۔ جو ابن ملجم کو پکڑنے کے

لایا تھا۔ پوچھا اس دشمن خدا کو کہاں پایا۔ اس نے جواب دیا۔ اسے مولا کج رات میں اپنے گھر میں اپنی زوجہ کے ہمراہ سو رہا تھا۔ میری زوجہ جاگ رہی تھی جب صدائے قتل امیر المومنین اس نے زمین و آسمان سے سنی۔ مجھے جگایا اور کہا۔ تو سو رہا ہے۔ حالانکہ تیرے امام علی ابن ابی طالب شہید ہو گئے۔ میں جاگا۔ اور اپنی زوجہ سے کہا۔ خدا تیرا مدد توڑے یہ کیا تو کہتی ہے امیر المومنین نے لڑکیوں سے کیا برائی کی ہے۔ کہ انہیں قتل کریں گے۔ وہ شیر خدا ہیں۔ زوجہ نے مجھ سے کہا۔ یہ آواز آسمان سے میں نے سنی ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ اس آواز کو جمع اہل کو فتنے سناہوں میں اسی جہں میں تھا۔ ناگائے صدائے عظیم میرے کان میں پہنچی۔ اور کوئی کہتا ہے۔ قتل الامیر المومنین یہ صحن کرانی تلوار میں فتنہ نیاں سے نکالی۔ اور دروازہ کھول کر بدحواس دسرا سیمہ دوڑا۔ اٹانے راہ میں نے دیکھا۔ یہ ملعون بھاگا ہوا ہے۔ اور دابنہ ہائیں دیکھتا ہے۔ گویا راہ سے نہیں ملتی۔ میں نے کہا۔ واسے تجھ پر کیوں اس قدر گریہیں ہے تو کون ہے اور کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے اپنا نام نہ بتایا۔ بلکہ دو سر نام لیا۔ میں نے پوچھا۔ کہاں سے آتا ہے کہا۔ اپنے گھر سے۔ میں نے کہا۔ اس وقت کہاں جاتا ہے۔ کہا۔ محلہ حیرہ میں جا رہا ہوں۔ میں نے کہا۔ نماز صبح امیر المومنین کے ہمراہ کیوں نہ پڑھی۔ اس نے کہا۔ اس خوف سے کہ میرا کام ملتوی نہ ہو جائے۔ میں نے کہا۔ ایک آواز میں نے سنی ہے کہ امیر المومنین قتل ہو گئے۔ کیا تجھے معلوم ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے خبر نہیں۔ میں نے کہا۔ تو کیوں نہیں سمجھتا کہ خبر صاف معلوم ہو جائے۔ اس نے کہا۔ میں اپنے ایک کام سے جا رہا ہوں۔ میرا کام اس کام سے زیادہ ضروری ہے۔ جب یہ کلام میں نے اس سے سنا۔ میں نے کہا۔ اسے ملعون کون سا ایسا کام ہے جو تجسوس و دریافت احوال امیر مومنان و امام مسلمانان سے زیادہ ضروری ہے۔ اس وقت مجھے غصہ آگیا۔ اور اپنی پیشبرد سے میں نے اس پر حملہ کیا۔ ناگاہ ہوا کہ جھوٹے سے اس کی تلوار کی چمک سب کے نیچے سے ظاہر ہوئی۔ جب میں نے چمک شمشیر پر ہند دیکھی۔ پوچھا یہ شمشیر بروہ کیسی ہے۔ جسے اپنی عبا کے نیچے چھپایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ تو ہی قاتل امیر المومنین ہے۔ اس نے چاہا کہ میں مگر خدا نے اس کی زبان پر عبادی کیا۔ اس نے کہا۔ ہاں میں نے اس پر شمشیر راہی۔ اس نے بھی مجھ پر تلوار مار دی۔ میں نے اس کا داہہ دھک کر اس کو زمین پر دسے مارا۔ اتنے میں لوگ پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو کپڑ لیا۔ اور ہاتھ باندھ کر آپ کی خدمت میں لایا۔ یہ سن کر امام حسن نے فرمایا۔ خدا و سب اس خدا کو بے لادہ ہے جس نے دیوت خدا کی پادری فرمائی۔ اور دشمن خدا کو غنڈہ زول کیا۔ بخود ہی دیر کے بعد جناب امیر نے آنکھیں کھول کر فرمایا۔ اسے ملائکہ پروردگار میرے ساتھ رفیق و مددگار کر۔ اس وقت امام حسن نے کہا۔ یہ دشمن خدا اور رسول اور آپ کا دشمن ابن ملجم مافخر ہے۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کو اس پر قدرت دی ہے۔ جب جناب امیر کی نظر اپنے قاتل

پر پڑی۔ بعد اٹھے ضعیف فرمایا۔ اسے بد بخت تو نے امر عظیم کیا۔ کیا میں تیرا امیر تھا۔ کہ مجھے اس کا
 حوصلہ دیا۔ کیا میں تجھ پر مہربان نہ تھا۔ کیا تجھے میرے گوروں پر اختیار نہیں کیا۔ کیا تجھ سے میں نے امر
 نہیں کیا۔ اور لوگوں سے زیادہ میں نے عطا نہیں کیا۔ کیا لوگوں نے مجھ سے نہیں کہا۔ کہ تجھ کو قتل کر دوں۔
 اور میں نے تجھے کوئی آسیب و گزند نہیں پہنچایا۔ بلکہ تیرے ساتھ عطا و بخشش زیادہ کی۔ باوجودیکہ
 میں جانتا تھا۔ تو مجھے قتل کرے گا۔ لیکن میں چاہتا تھا۔ عجب خدا تجھ پر تمام ہو جائے۔ اور خدا میرا
 انتقام تجھ سے لے گا۔ میں نے چاہا تھا۔ کہ شاید اپنی گمراہی سے تو پھر جاوے۔ پس شقاوت تجھ پر
 غالب ہوئی۔ اور تو نے مجھے قتل کیا۔ یہ سن کر وہ ملعون بدو نے رگڑا اور کہا۔ اے امیر المؤمنین کیا اس
 شخص کو جنازہ دیتے ہیں۔ جو مستحق آہم کا ہو۔ بعد اس کے جناب امیر نے امام حسن سے اپنے قاتل کی
 سفارش کی۔ اور ارشاد فرمایا۔ اسے کھانا پانی دو۔ اور اس کے پاؤں میں زنجیر نہ ڈالو۔ بلکہ اس کے
 ساتھ فرق و مداد و کراہ و حب میں دنیا سے رحلت کروں۔ اس پر ایک ضربت سے قصاص کرنا۔ اور آہم
 کو اس کے ٹکڑے ٹکڑے۔ اور مشدہ نہ کرنا۔ یعنی ہاتھوں۔ پاؤں کان۔ ناک اور دیکھنے اعضا اس کے نہ کاٹنا۔
 میں نے پیغمبر خدا تو کہنے سنا ہے۔ کہ مشدہ ہرگز ہرگز نہ کرو۔ اگرچہ سگ و دھڑہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر میں اچھا
 ہو گیا تو مجھے اختیار ہے کہ اسے چھو کر دوں۔ اس لئے کہ ہم اہل بیت کرم و صفو و رحمت ہیں۔ محمد بن حنفیہؓ
 نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے مجھے فرمایا کہ اٹھا کر گھر لے چلو۔ پس امیر المؤمنینؑ کو بہت آہستہ
 آہستہ ہم نے اٹھایا۔ اور گھر میں لے گئے۔ لوگ گرد و پیش روتے جاتے تھے۔ اور نزدیک تھا کہ اپنے
 کو ہلاک کر ڈالیں۔ اس وقت امام حسنؑ نے بمن گریہ و زاری و نالہ و بقراری میں اپنے پدر بزرگوار سے
 کہا۔ اے پدر بعد آپ کے ہمارا کون ہو گا۔ اور آپ کی مصیبت ہم پر کج جناب رسول خدا کی
 مصیبت کی طرح۔ گویا ہم نے رونا آپ کی مصیبت کے لئے سیکھا تھا۔ یہ سن کر جناب امیرؑ نے
 امام حسنؑ کو اپنے پاس بلایا۔ اور حجب نظر مبارک اپنے فرزند پر پڑی۔ دیکھا اس امام مظلوم کی آنکھیں
 روتے روتے سوج گئی ہیں حضرت نے آئسو اپنے ہاتھوں سے اپنے فرزند کی آنکھوں سے سہاڑے۔
 اور اپنا ہاتھ سینہ امام حسنؑ پر رکھ کر فرمایا۔ اے فرزند خدا تیرے دل کو صبر عطا کرے۔ نیری اور تیرے
 بھائیوں کی اجرت میری مصیبت میں بہت زیادہ کرے۔ اور قلق و اضطراب تمہارا کم کرے۔ اے
 حسنؑ حق تعالیٰ نے تجھے اجر بقدر تیری مصیبت کے عطا کیا۔ بعد اس کے حضرت کو چھو میں لا کر قریب
 محراب لٹا دیا۔ جناب زینب و کلثومؓ آکر سامنے بیٹھیں اور توجہ و زاری کیوں تھیں اور کہتی تھیں اے
 پدر بعد آپ کے اطفال اہل بیت کی کون تربیت کیے گا۔ اور بزرگوں کی کون حفاظت کرے گا۔

اسے پدید بند گواہ آپ کا اندوہ و غم بہت زیادہ ہے۔ اس سواد سے ہرگز نہ تھمیں گے۔ ناگاہ صدائے گریہ و
فدائی حاضرین گھر سے بلند ہوئی، حضرت خود بھی رونے لگے۔ اور نظر حسرت اپنے فرزند دل اور ایمانیت
کو دیکھنے لگے۔ اور حسینؑ کو قریب گود میں لیا اور پایہ کر کے بیہوش ہو جاتے تھے۔ اس سطرک زہر بدن
میں جاری تھا۔ جس طرح جناب رسول خداؐ بسبب اس زہر کے جو ان کو دیا تھا، کبھی بیہوش ہو جاتے
تھے۔ اور کبھی ہوش میں آ جاتے تھے۔ جب جناب امیرؑ کو ہوش آیا۔ امام حسنؑ نے دودھ کا پیالہ آنحضرتؐ کے
کے لہقہ میں دیا۔ جناب امیرؑ نے تھوڑا تناول فرما کر حکم دیا۔ کہ یہ اس میرے امیر قاتل کو جا کر پلاؤ۔ کہ وہ
بھی پی لے۔ اور پھر امام حسنؑ سے سفارش کی۔ اس ملعون میرے قاتل کو کھانا یا پی دینا۔ بیخ مفید
نعم رضوان اللہ علیہم سے روایت کی ہے۔ کہ جب ابن نمم لعین کو قید کیا۔ ام کلثومؑ نے کہا۔ اے دشمن
خدا تو نے امیر المؤمنینؑ کو قتل کیا۔ اس ملعون نے جواب دیا۔ میں نے امیر ملعونین کو قتل نہیں کیا۔
بلکہ تمہارے باپ کو قتل کیا۔ ام کلثومؑ نے کہا۔ میں امیرہ واد ہوں کہ حضرت اس ضربت سے شفا
فرمائیں۔ اور خدا مجھے جزا و آخرت میں معذب با عذاب کرے۔ اس ملعون نے کہا۔ وہ شمشیر ہزارہ دم ہم
کو میں نے خریدی کی ہے۔ اور زیادہ دم ہم اور دیکر اکچ زہر میں بچھایا ہے۔ اور ایسی ضربت میں لہان
کو لگائی۔ کہ اگر وہ مردمان اہل زمین کو اگر اس ضربت کو تفہیم کریں۔ بیشک وہ ضربت سب کی ہلاک کر
ڈالے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ جب بیسویں رات بیٹھے بیٹھے حضرت نے نماز ادا کی اور انتر زہر
قد مہا مے مبارک تک پہنچا۔ (اور اس رات بہت تکلیف رہی) ۱۰۰۰۰۰ اور اس رات
کی صبح ہوئی۔ اور زہر قدم اُسے مبارک جناب امیرؑ تک پہنچا۔ اور دم کو وصیت فرماتے تھے۔ اور
تسلی دلا رہے تھے۔ یہاں تک صبح ہوئی۔ اس وقت حکم حاضرین کو دیا۔ کہ جو حاضر تھے حکم تھا کہ اگر کوئی
میرے بیست گنا یا اسلام کرنا۔ چاہتا ہے وہ آئے اور حضرت اور جواب سلام دے کر ارشاد کرنے تھے۔
یہاں الناس۔ مجھ سے سوال کرو۔ قبل اس کے مجھے نہ پاؤ۔ اور اپنے سوال اچھے امام کی مصیبت سے
جان کر دریافت کرو۔ یہ سن کر تمام لوگ گریہ و زاری کرنے لگے۔ جبرین عدی اللہ کھڑے ہوئے اور چند
شعر مصیبت جناب امیرؑ میں پڑھے۔ جب چپ ہوئے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تمہارا حال
اس وقت کیا ہوگا۔ جب تم کو ملاؤں اور کہیں علی سے بیزار ہی کہہ۔ جبرین عدی نے عرض کی۔ اے مولانا مجھے
ملاؤ اسے ٹکٹبے ٹکٹبے کرے۔ اور آگ میں جلا دیں باپ سے بیزار ہی ہو کروں گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہر
صبر کی تم نے توفیق پائی۔ اے محمدؐ تمام کو اہل بیتؑ پر میری طرف سے جزائے خیر دے۔ بعد اس کے دودھ کا
شربت طلب کیا اور تناول فرما کر کہا۔ یہ آخری شربت دنیا میرا دنیا میں ہے۔ جب اکیسویں شب او مبارک

رضوان کی ہوئی۔ حضرت نے اپنے فرزندوں اور اہل بیت کو جمع کر کے اور ان کو درس کیا۔ اور فرمایا۔
 خدا میری ہمانب سے تم پر خلیفہ ہے اور وہی کافی ہے اور وہ نیک وکیل ہے۔ یہ کہہ کر وصیت بخیرات
 فرمائی۔ اور اس شب اثر نہ ہر دن مبارک میں بہت زیادہ ظاہر ہوا۔ ہر حد آب و طعام لاتے مگر حضرت
 نے کچھ بھی تناول نہ فرمایا۔ لہذا اے مبارک نیکر نہ تھکا در سیدہ مثل عرق مروارید جبین مسین سے ٹپکتا تھا۔
 اپنے دست مبارک سے ہر پختہ اور کھتے تھے۔ میں نے رسول خدا سے سنا ہے جب وقت وفات
 مومن ہوتا ہے۔ اس کی پیشانی پر مثل جوتی چمکدار کے عرق آتا ہے۔ اور نالہ و بغیر ای اس کی موقوف ہو
 جاتی ہے۔ سب چھوٹے بڑوں سے فرمایا۔ خدا تم پر میرا خلیفہ ہے اور میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ
 سن کر سب رونے لگے۔ امام حسن نے کہا اے پدر بنو گوارا ایسے سخن یاں آپ فرماتے ہیں کہ گویا اپنی زندگی
 سے آپ مالوس ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے فرزند گوارا ہی ایک شب پہلے اس واقعہ کے میں نے تمہارے
 نانا رسول خدا کو پنجاب میں دیکھا ہے۔ اور اس امت کے صدقات و ادا رہنے کی میں نے ان سے
 شکایت کی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ان پر نفوس کر۔ میں نے کہا۔ خداوند امیر سے عموماً ان پر ان کے
 برکوں کو مسلط کرے۔ اور ان سے بہتر مجھے روزی عطا کرے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے علی! دعا
 تمہاری مستجاب ہوئی۔ اور بعد میں شب کے میرے پاس آو گے۔ اور اب یمن راہیں گزرتے۔ اے
 حسن! میں تم کو اور تمہارے بھائی حسینؑ کو وصیت کرتا ہوں کہ تم مجھ سے ہوا۔ اور میں تم سے ہوں۔ اب
 بعد اس کے اپنے اور فرزندوں کو جو جناب فاطمہ سے نہ تھے۔ وصیت کی۔ اور فرمایا۔ حسن و حسین کی
 مخالفت نہ کرنا۔ اور ارشاد کیا۔ خدا تم کو صبر جمیل عطا کرے۔ آج کی رات میں تم سے جاتا ہوں۔ اور اپنے
 عجیب محمد مصطفیٰ سے ملحق ہوتا ہوں جس طرح انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اے حسن! جب میں دنیا
 سے رحلت کروں تم مجھے غسل دینا۔ اور کفن و حنوط اپنے نانا کے حنوط بچے ہوئے سے دینا۔ کہ وہ کافر
 بہشت ہے۔ جو کہ جبریلؑ آنحضرت کے لئے لائے تھے۔ اور حبيب مجھے حنہ پر رکھنا۔
 ... حنہ کو آگے سے دیکھنا۔ حنہ کو عقب سے تھامے رہنا۔ اور جس طرف تمہارے آگے تختہ رواں ہو
 تم اس کے پیچھے پیچھے جانا۔ اور جہاں میرا تخت تالیوت ٹکھڑے جانا وہی میرا مقام قبر ہے۔ اے
 حسن! تم مجھ پر نثار پڑھنا اور سات تکبیر کہنا۔ اور واضح ہو کہ یہ سات تکبیر میرے علاوہ اور کسی پر حلال
 نہیں مگر اس شخص پر جو نثار آخرا میں تمہارے برابر فرزندان حسینؑ سے ہو گا۔ کہ وہ قائم و مہدی اس
 امت کا ہے۔ حق کی کمی کو وہ سیدھا کرے گا۔ اے حسن! جب مجھ پر نثار پڑھنا میرے جنازے کو چلیں
 رکھنا ہواں سے اٹھانا۔ اور خاک اس جگہ کی خالی کرنا۔ وہاں قبر کھدی کھدائی اور کھدی بنی بنی پلوں کے

اور ایک لکڑی کا تختہ وہاں نقش دیکھو گے۔ جو کہ میرے پدہ لوح نے بنا کر وہاں رکھا ہے۔ پس مجھے اس تختہ پر دفن کرنا۔ اور سات انیس وہاں پاؤں گے۔ ان کو قبر میں چن دینا۔ پتھوڑی دیر بعد ایک اینٹ ہٹا کر قبر میں نظر کرنا۔ مجھے وہاں نہ دیکھو گے۔ اس لئے تمہارے نانا پاس میں چلا جاؤں گا۔ واضح ہو کہ پیغمبر جو مرتا ہے۔ اگرچہ مشرق میں دفن ہوا ہو۔ اور وصی اس کا مغرب میں دفن ہوا ہو۔ البتہ حق تعالیٰ اس پیغمبر کی روح و جسد کو اس کے وصی کے روح و جسد کے ملحق کرتا ہے۔ اور بعد اس کے جدا ہو کر ہر ایک اپنی اپنی قبر میں پھرتا ہے۔ قبر میری خاک سے بھر دینا۔ اور مقام قبر چھپا دینا۔ اور جب صبح ہوتا بوقت کو ناکہ پر باندھنا۔ اور مہار اس ناکہ کی کسی شخص کے ہاتھ میں دینا کہ مدینہ لے جائے۔ اس لئے کہ لوگ نہ جانیں کہاں دفن ہوا ہوں۔ بعض کتب معتبرہ میں جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جناب امیر نے جناب امام حسین کو حکم فرمایا کہ چار قبریں چار جگہ ایک مسجد کوفہ میں۔ دوسری مقام رحبہ میں تیسری نجف میں اور خانہ جعدہ بن ہبیبو میں میرے لئے بنانا۔ اس لئے کہ ملائین و خزائن بنی امیر میری قبر کا نشان نہ جانیں۔ کہ مبادا قصد لاش کے نکلنے کا کریر بعد اس کے حضرت نے اپنے فرائضوں سے کہا کہ ہر جانب سے تم پر فتنہ و فساد نازل ہو گا۔ اور اس امت کے منافق اپنے کینہ لائے دیرینہ ظاہر کریں گے۔ اور انتقام تم سے لیں گے۔ اس وقت تم کو صبر لازم ہے کہ عاقبت صبر کی نیک ہے۔ پھر امام حسین اور امام حسین سے فرمایا۔ میرے بعد خاص طور سے تم پر فتنہ و فساد صادر ہو گا۔ لازم ہے کہ صبر کرو یہاں تک کہ خدا تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان حکم کرے اور وہ بہتوں حکم کرنے والوں سے ہے۔ بعد اس کے امام حسین سے فرمایا۔ اے ابی عبد اللہ تم ہی اس امت کے تہمید ہو۔ تمہیں چاہیے کہ تقویٰ دیر پر نگہاری ہو۔ اور بلا صبر کرو۔ یہ فرما کر تقویٰ دیر پر لے ہوئے رہے۔ جب ہوش میں آئے۔ اس وقت جناب رسول خدا و عمن حمزہ و ہر آدمی جمع میرے پاس آئے۔ اور کہا ہمارے پاس جلد آؤ۔ تم تمہارے مشتاق ہیں۔ یہ فرما کر اپنے اہل بیت پر نظر کی۔ اور فرمایا۔ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ خدا تم سب کے براہ حق مقیم پر رکھے۔ اور دشمنوں کے شر سے حفاظت کرے۔ خدا میرا خلیفہ تم پر ہے۔ اور خدا خلافت و نصرت کو کافی ہے۔ بعد اس کے کہا۔ اے رسولان پروردگار من تم پر سلام ہو۔ اور یہ آیت تلاوت فرمایا۔ بھلا ہذا فلیعمل بالاعمال ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون۔ یعنی واسطے مثل اس ثواب و منزلت کے چاہیے کہ عمل کریں عمل کرنے والے تحقیق خدا ان کے ہمارے جو پرہیزگاری کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے بھلائیاں کیں۔ ناگاہ جبین مبین پر عرق آئے اور مشغول ذکر خدا ہوئے اور قبلہ رو ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور دست و پا اٹے مبلکہ جانب قبلہ پھیلا دیئے اور شہادت

یہ حدیث الہی و رسالت حضرت پناہی و سے کہ برائے رضوانِ خروماں ہوئے۔ ابنِ قریب نے زبِ نزلے
روایت زائدہ بن قدامہ۔ معتبر زائدہ بن قدامہ سے روایت ہے۔ میں ایک روز خدمتِ امام
زین العابدین میں گیا۔ امام نے فرمایا: اے زائدہ میں نے سنا ہے کہ تم زیارتِ قمرام حسینؑ کو جاتے ہو۔
زائدہ نے عرض کی: ہاں ایسا ہی ہے حضرت نے فرمایا: تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ حالانکہ تم کو خلیفہ سے قرب
منزلت بہت ہے اور وہ لائق نہیں کہ کوئی ہمیں دوست رکھے۔ اور دوسروں پر تم کو فضیلت دے
اور فضائل ہمارے اور ہمارے حق کو اس امت سے بیان کرے۔ زائدہ نے کہا: بخدا سو گند میں زیارت
کو نہیں جاتا۔ مگر واسطے خوشنودی خدا اور رسول کے... اور شرم و غضب کرنے والے سے مجھے پرواہ نہیں۔
جو مجھ پر شرم و غضب کرے۔ اور مجھ پر گراں نہیں۔ جو آزار اس سبب سے مجھ پر پہنچے۔ یہ سن کر حضرت
نے زمین مرتہ فرمایا واللہ اسی طرح ہے۔ بعد اس کے فرمایا: تم کو بشارت ہو تحقیق میں تم کو اس خیر کی خبر دیتا
ہوں۔ جو میرے پاس خبر ہائے کنوہ اور خزومہ سے ہے۔ واضح ہو کہ صحرا شے کہ بلا میں جو کچھ مجھے صدمہ
ہو چکا۔ میرے باپ شہید ہوئے۔ اور ان کے ہمراہ ان کے فرزند ان و برادران و انصار شہید ہوئے۔ جس
طرح تم نے سنا ہے ان کے حرم کو اونٹوں پر سوار کر کے جانبِ کوفہ لئے جاتے تھے۔ جب میں قتل گاہ
میں پہنچا۔ اور میری شہداء پر بڑی اور ان کہ خاک و خون میں غلطان بے دفن و کفن دیکھا اقلقِ عظیم
میرے دل کو ہلکا اور سخت اندہ و غم میرے سینے کو بہنچا۔ نزدیک تھا کہ میری جان بدن سے مفارقت
کرے۔ جب میری بڑی پھوپھی جنابِ زینبؓ دختر علیؓ مرتضیٰؓ نے میری وہ حالت دیکھی۔ بمقام
ہو گئیں۔ اور کہا: یہ کیا تمہارا حال ہے۔ اے بقیہ و یادگارِ حیدر وید و فرزندِ برادر کیا تم اپنے کو ہلاک کر
ڈالو گے۔ میں نے کہا: کس طرح جزع و فرح نہ کروں۔ حالانکہ اپنے باپ اور بھائیوں۔ چچاؤں اور
چچاؤں اور بھائیوں اور اپنے داداؤں کو عیاں خاک و خون پڑا دیکھ رہا ہوں کہ ان کو دفن نہیں کیا ہے۔

۱۔ بعض طرفدارانِ اہل بیت اور محبانِ اہل بیت کو کہا جاتا تھا اہل باطل نے یہ لفظ ہمیشہ حق کی بروی کر خداؤں
پر بطور طعن و تشنیع بولا ہے۔ سب سے پہلے بنی اسرائیل جبکہ حضرت موسیٰ کے ساتھ مصر سے چلے گئے قبیلوں نے
یہ لفظ بعض بنی اسرائیل پر استعمال کیا آج بھی مسلمانوں کے کچھ فرقہ یہ لفظ شیعہ اثنا عشریوں کے لئے بولتے ہیں حالانکہ
ان کے امام شافعی خود فرماتے ہیں کہ لو کان صاحب الِ حجتیٰ سرفضاً + فلیست محمد الشقلان الخ اور بعضی
اگر محبتِ آلِ محمد کا نام بعض لے تو میں دونوں جہانوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں را فضی ہوں اپنا اب مقلدین
اُمّ اللہ یہ لفظ بطور گالی سوچ سمجھا کر کہیں اپنے امام کو جو گالیاں دیں ان سے توبہ استغفار کریں۔ اگر کٹر بھڑکوی،

اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ اور ان کے قریب نہیں آتا ہے۔ گویا یہ مثل کافران ترک و ملیم میں حضرت زینب نے کہا۔ اے فرزندِ برادرِ جنم و فرزندِ کبر۔ اس واقعہ کی تمہارے سے جد و پدر اور چچا کو جناب رسول خدا نے خبر دی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس امت کے ایک گروہ سے عہد و پیمان لیا ہے کہ اس زمانے کے فراموشان کو نہیں پہچانتے اور وہ درمیان اہل آسمان معروف ہیں۔ وہ لوگ آئیں گے اور ان اعضاءے پایہ پارہ کو جمع کر کے ان بدنہاں سے مجروح کے ہمراہ دفن کریں گے۔ اور وہاں سے باپ سید شہداء کی قبر پر ایک نشان بنا دیں گے کہ نہ انہ گزرے نہ پر بھی نشان اس کا محو و بطلان نہ ہوگا۔ بلکہ بیٹے اسے کفر و ضلالت اس کے محو و بطلان کرنے میں بلیغ سعی و کوشش کریں گے جس قدر اس کے مٹانے پر یہ جد و جہد کریں گے۔ اس کا ظہور اور اس کی بزرگی زیادہ ہوگی۔ بعد اس کے فرمایا۔ مجھے ام یمن نے خبر دی ہے۔ ایک روز حضرت رسول اپنی دختر کو دیکھتے آئے جناب فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار کے لیے حیرہ تیار کر کے لائیں۔ اور جناب امیر ایک طبق لائے۔ اور میں ایک کاسہ دودھ اور مسک کالائی۔ پس حضرت رسولؐ اور جناب فاطمہؑ اور حسینؑ تھے وہ حریرہ تناول فرمایا۔ اور دودھ بھی پیارے اور خرمنے بھی مسک کے ہمراہ کھائے۔ پھر جناب امیر ایک ابرق و طشت لائے۔ اور ہاتھ جناب رسول خداؐ کے دھو لائے۔ جب حضرت نے دست لائے مبارک دھوئے۔ اور ہاتھ اپنا روئے مبارک پر پھیرا۔ اس وقت علی و فاطمہؑ اور حسینؑ کی طرف نظر کی۔ اور آثار شادی و مروت و فرج ہائے روئے مبارک آنحضرتؐ سے میں نے مشاہد کئے۔ بعد اس کے عرصہ تک جانب امان نظر کی۔ پھر قبلہ رو ہو کر دست مبارک آسمان کی طرف بلند فرمائے اور بہت دعا کی۔ پھر سجود سے میں گئے اور صدائے گریہ و زاری سچو میں بلند ہوئی۔ تاویکہ آنسو زمین پر جاری ہوئے بعد اس کے سجدہ سے سر اٹھا کر بھٹوڑی غیر تک میر مبارک کھکھکائے رہے۔ اور آنسو مثل باریاں چٹم مبارک سے جاری تھیں جب اہل بیت نے یہ حال حضرت کا دیکھا۔ سب کے سر بیخود و امد و ہناک ہوئے اور میں بھی ان کے غم و اندہ سے مخزون ہوئی۔ مگر حیات نہ پڑی کہ دریافت کریں۔ حیرت اس حالت کو بہت عرصہ گزرا۔ جناب امیر و جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ خدا ہرگز آپ کی آنکھوں کو در لائے۔ آخر آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ آپ کی اس حالت سے ہمارے دل مجروح ہو گئے۔ یہ سنا کر جناب رسول خداؐ جناب امیرؑ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا۔ اے حبیب و پدر و من جب میں نے تم کو اپنے پاس جمع دیکھا۔ تمہیں دیکھنے سے مجھے اس قدر مودہ ہوا کہ ہرگز ایسا سو نہ ہوا تھا۔ میں تمہاری جانب نظر کرتا۔ اور شکر حق بجا لاتا تھا کہ خدا نے مجھے ایسے مقبول فرزند عطا فرمائے۔ ناگاہ جبرئیل آئے۔ اور کہا۔ اے محمدؐ حق تعالیٰ اس پر مطلع ہوا۔ جو آپ

سے آپ کی ذریت کی ہتک حرمت کرنے سے سب آسمان اور اہل آسمان کانپ کر متحرک و مضطرب ہوئے۔ اور ان میں سے ہر ایک بدلہ اور عوض لینے کا آپ کی ذریت کی جانب سے اجازت چاہے کہ اہل بیت کو منافقان امت نے نہایت دغلم کیا ہے اور یہ خلق پر بعد آپ کے محبت خدا میں۔ اس وقت خدا زمینوں و آسمانوں پہاڑوں اور دریاؤں کو اور جو کچھ ان میں ہے وحی کرے گا کہ میں وہ بادشاہ قائم ہوں کہ کوئی بھاگنے والا مجھ سے بھاگ نہیں سکتا۔ اور کوئی منع کرنے والا مجھ کو عاجز نہیں کر سکتا۔ اور جس وقت میں چاہوں اور مصلحت چالوں۔ اتنا مقام پر قابو رہوں۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اسے ایسا عذاب کروں گا جس نے میرے پیغمبر اور برگزیدہ کو دل درد مند کیا ہے اور اس کی ہتک و حرمت کی اور اس کی عزت کو قتل کیا۔ اور اس کے عہد و عیمان کو توڑا۔ اور ستم اس کے اہل بیت پر جائز رکھا ہے کہ جیسے عالم سے کسی کو ایسا عذاب نہ کیا ہو گا۔ اس وقت جس اہل آسمان و زمین صدا بلند کریں۔ اور ان پر لعنت کریں جنہوں نے آپ کی عزت پر ستم کیا۔ اور آپ کی ہتک و حرمت کی۔ خدا ویر عالم اپنے دست مبارک سے ان شہداء کی بصر قبض کرے گا اور بہت سے ملائکہ آسمان اہم باطن نہائے یا قوت و زور و حاضر ہونگے۔ کہ وہ ظروف آب حیات بہشت سے بھرے ہوئے اور چھلکے بہشت و خوشبو ہائے ان کو پنائیں گے اور خوشبو ہائے بہشت سے ان کو غوطہ کریں گے۔ اور بد نہائے شہداء کو اس آب حیات سے غسل دیں گے اور ملائکہ نصف نصف ان پر نواز پڑھیں گے پھر تہارسی امت کے ایک گروہ کو خدا بھیجے گا۔ کہ وہ قاتلان حسین و سائر شہداء کو نہ پھانسیں گے۔ اور خوش نہائے شہداء میں بگفتارہ کردار و نیت و عزم و شریک نہ ہوتے ہونگے۔ وہ ان کے بہنوں کو دفن کریں گے۔ اور ایک علامات نشان قبر سید الشہداء پر اس صحرائے کو بلا میں بنادیں گے کہ علم و لشاہ اہل حق کے لئے اور باعث رستگاری مومنوں اور شہداء ہائے خداوند عالمیان فائز ہونے کا سبب ہو گا۔ اور ہر روز ہر شب ہر آسمان سے سو ہزار فرشتے ان کے قبر کے گرد حاضر ہونگے۔ اور سید الشہداء پر درود بھیجیں گے اور تحسین و تقدیس حق تعالیٰ کریں گے۔ اور طلب آمرزش خدا سے سید الشہداء کی پرتا کرنے والوں کے لئے کریں گے۔ ان کے اسماء جو زیارت قبر شریف کو تہارسی امت سے آئے اور اس زیارت کی وجہ سے تقرب بخدا اور رسول خدا چاہتے ہیں انکھیں گے اور ان ٹائروں کے آپ اور عزیزوں اور ان کے شہنوں کے نام لکھیں گے۔ اور لائروں کے چہروں پر ہر نور و روش الہی سے کہ اس مہر میں کندہ ہو گا۔ کہ یہ زیارت کرنے والا ہے۔ قبر بہترین شہداء و فرزندان بہترین انبیاء ہی پر کریں گے۔ جب قیامت برپا ہوگی ان کے چہروں پر جہاں مہر کی ہے۔ وہاں سے نور ساطع ہو گا۔ انکھیں اہل محشر کی خیر و بر جائیں گی اور اس نور کی وجہ سے یہ ٹائروں اہل محشر میں معروف ہونگے۔ اور گویا اے محمد میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صحرائے محشر میں آئے ہیں اور میکائیل

آپ کے دونوں جانب ہوں۔ اور علیؑ ہمارے آگے ہوں۔ اور ہمارے ہمراہ اس قدر ملائکہ ہوں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور ہم اہل محشر میں پھریں اور چہرہ ہائے خلائق پر ہم نظر کریں۔ اور جس کے منہ اس قدر کا اثر پائیں۔ اس کو ہول و شدائد محشر سے ہم نجات دیں۔ اور یہ عطاۓ خدا اور حکم خدا زیارت کرنے والے کے لئے ہے۔ جو تمہاری قبر اور تمہارے برادر علیؑ کی قبر اور تمہارے دو فرزند حسنی اور حسینؑ کی قبروں کی زیارت کرے اور نیت اس کی خالصتاً وجہ اللہ ہو اور بہت جلد ایک گروہ اشقیاء سے امت سے سب کو کشش کرے کہ وہ نشان و علامت ان قبر و متبرکہ کا مٹانا چاہیں اور خدا اُن کو نہ مٹانے دے اور خدا کی جانب سے ان اشقیاء پر لعنت و غضب واجب ہوا ہے لہذا اس کے جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ میرے گریہ و زاری کا یہی موجب تھا جناب زینبؑ نے کہا جب ابن ابی عمیر سے پوچھا کہ گوارہ کے سراقہ میں حضرت لکائی بلور اثر مرگ مشاہدہ کئے۔ میں نے اپنے پیر و بزرگوار سے کہنا کہ ام المومنینؑ نے یہ حدیث مجھ سے اس طرح بیان کی ہے۔ اور میں چاہتی ہوں کہ حضرت سے بھی تحقیق کر لوں۔ یہ سن کر میرے پیر و بزرگوار نے فرمایا اسے دو فقرہ حدیث اسی طرح ہے جس طرح ام المومنینؑ نے تم سے بیان کی ہے۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اسے دو فقرہ زینبؑ تمہیں اور میرے زمانہ اہل بیت کو اس شہر میں اسمیہ کیا بنھا اور بجلالت و خوارِی تم کو لئے جاتے ہیں اور تم اپنے دشمنوں سے خائف و ڈر سناں ہو۔ تم کو لازم ہے صبر و شکیبائی کہنا بحق اس خدا کے جس نے دانوں کو شگافہ کیا اور خلائق کو پیدا کیا۔ کہ اس وقت زمین پر کوئی خدا کا دوست بغیر تمہارے اور تمہارے دوست اور شیعوں کے اور کوئی نہ ہو گا۔ اور جب جناب رسول خداؐ نے اس حدیث کو تمہارے لئے نقل کیا ہے اور فرمایا اس روز شیطان بہ شلوی و سرور پروا کر کے زمین کے گرد مت اپنے فرزندوں اور یاروں کے گشت کرے گا۔ اور کہے گا۔ اے گروہ شیاطین جو کچھ میرے مطلب فرزندان آدم سے قتل وہ پیدا ہوا۔ اور ان کے ہلاک کرنے میں بہت بڑی آرزو برآئی۔ کیونکہ ان سب کو میں نے مستحق جہنم کر دیا۔ مگر میں ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی ہے۔ جنہوں نے اہل بیت رسولؐ کو تقاضا لیا ہے تم جہاں تک جو سکے کو شمشیر کو۔ اور ان لوگوں کو اہل بیت رسولؐ کے حق میں لبشک مبتلا کر۔ اور ان کی عداوت پر لوگوں کو آمادہ کر۔ اور ان کی اور ان کے دوستوں کی ایذا رسانی اور ضرر پہ لوگوں کو ترغیب کرو۔ اور ترغیب دو کہ کفر و ضلالت میں مستحکم ہو اور ان میں سے کوئی نجات نہ پائے اور اس ملعون نے اپنے گمان کو اکثر لوگوں کے حق میں سچا کیا۔ اس لئے کہ تمہاری عداوت پر کوئی عمل صالح فائدہ نہیں بخشتا اور تمہاری محبت و دوستی کی وجہ سے کوئی گناہ بغیر کیا نہ ضرر نہیں پہنچتا۔ تاہم نے کہا جب امام زین العابدینؑ نے یہ حدیث مجھ سے بیان فرمائی۔ اس وقت ارشاد کیا۔ اس حدیث کو محفوظ رکھو اور غنیمت مانو کہ اگر اس حدیث کی جستجو میں اونٹوں پر سواری ہو گئے اور ایک سال تک ایک شہر

سے دوسرے شہر تک جاتے وہ بھی کم تھا۔

فصل چوتھی۔ واقعے جو بعد امیر واقع ہوئے۔

اور وہ واقعہ جو بعد شہادت جناب امیر واقع ہوئے۔ احادیث معتبرہ میں جناب صادق سے روایت ہے کہ حضرت لوح کشتی میں بیٹھے۔ وہ کشتی خانہ کعبہ تک آئی اور سات بار گرد خانہ کعبہ طواف کیا۔ اس وقت خانہ لوح کو وحی کی کہ کشتی سے نیچے اترو اور جسید مبارک حضرت آدم کو نکال کر کشتی میں داخل کر دو۔ یہ سن کر حضرت لوح کشتی سے باہر آئے۔ اور پانی ان کے ذائقہ تک تھا۔ یہاں تک کہ وہ تابوت جس میں جسید مبارک حضرت آدم تھا نکالا اور کشتی میں لے گئے۔ جب کشتی مسجد کوفہ میں پہونچی وہاں بھی پہونچ کر شہر گئی۔ اور حضرت لوح نے نیکم خدا جسید آدم تخت میں دفن کیا۔ اور قبر حضرت آدم کے سامنے ایک قبر اپنے لئے بنائی اور ایک صندوق جناب امیر کے لئے بنایا۔ اور جناب امیر کے لئے ایک صندوق بنایا۔ اور اپنے سینے کے سامنے رکھ دیا۔ کتاب فرجۃ الغری میں بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے بعد منیت سر مبارک جناب حسین سے کہا جب میں دنیا سے رحلت کروں اور کفن و حنوط سے فرصت پائا۔ مجھے تابوت میں رکھنا۔ اس وقت آگے سے تابوت کو ملائے اٹھائیں گے تم تابوت کو پیچھے سے اٹھانا۔ اور تابوت جس طرف آگے سے جائے۔ اسی طرف تم بھی جانا۔ یہاں تک کہ قبر کھدی کھدائی اور کھد بنی بنائی تک پہونچو گے۔ اور چند اینٹیں بھی پاؤ گے۔ پس مجھے کھد میں داخل کرنا۔ اور قریش اینٹیں چن دینا۔ اس کے بعد ایک اینٹ میرے سر پر سے اٹھانا۔ اور قبر میں نظر کرنا۔ جب جناب امیر کو قبیل دیا۔ اور ایک آواز گوشت خانہ سے سنی کہ اگر تم آگے سے جنازہ اٹھاؤ گے عقب جنازہ خود بخود اٹھے گا۔ اور اگر عقب سے اٹھاؤ گے آگے کی طرف سے جنازہ آپ ہی آپ اٹھے گا۔ جب جناب امیر کو دفن کیا۔ ایک اینٹ سڑانے سے اٹھا کر قریش نظر کی کسی کو زد کر دیا۔ ناگوار صدمہ آفت سنی کہ امیر المؤمنین بندہ شائستہ خدا تھے۔ ان کو بغیر سے شق کیا۔ اور اسی طرح خدا اور علیہ کو بعد پیغمبروں کے ان سے ملحق کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی پیغمبر مشرق میں وفات پائے۔ اور اس کا وحی مغرب میں رحلت کرے۔ البتہ خدا اس کے وحی کو اس کے پیغمبر کے ساتھ ملحق کرتا ہے۔ البتہ بسند معتبر روایت کی ہے کہ ام کلثوم نے کہا آخری سخن جو میرے ہاں خدا کو اسے حسین سے کہا۔ یہ تھا کہ اسے فرزند ان میں جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ مجھے غسل دینا۔ اور میرے بدن کو اس جہاد سے جس سے میں نے بدن حضرت رسول کو اور فاطمہ کو خشک کیا تھا۔ خشک کرنا۔

اس کے بعد اسے بدر رسول کے حنوط سے مجھے حنوط کرنا اور تختہ پر لٹا دینا اور عقب تختہ کا حوالہ اور جس طرف تختہ جائے تم بھی اسی جانب جانا۔ میں بھی اپنے پیڑ بزرگوار کے جنازہ کے قطع کو گئی۔ اور جب بخت میں پہنچی بخت آگے کی طرف سے زمین پر آیا یہ دیکھو میرے بھائیوں نے عقب تختہ کو زمین پر رکھ دیا اور پلچہ اٹھایا۔ جب ایک وقفہ پلچہ زمین پر لگا۔ قبر تیار اور کھدائی بنائی ظاہر ہوئی۔ اور ایک جتنی اس قبر میں تھی کہ بہ زبان شریانی دو سطریں اس پر لکھی تھیں۔ اور مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ قبر ہے کہ نوح پیمبر نے علی ابن ابی طالب و مہدی محمد مصطفیٰ کے لئے سو ۷۰ سال قبل طوفان بنائی تھی۔ جب میرے پیڑ بزرگوار کو قبر میں اتارنا غائب ہو گئے اور میں نے دہانہ زمین کے اندر تشریف لے گئے۔ یا آسمان پر چلے گئے۔ ناگاہ مدائے منادی میں نے سنی کہ اس کے بعد خدا تعالیٰ صبر جمیل مصیبت میں عطا کرے مصیبت میں تمہارے والد بزرگوار جو رحمت خدا کے خلق پر تھے۔ اور بسند معتبر و بار وایت کی ہے ایک روز جناب امیر کو دے سے باہر تشریف لائے۔ اور جب نظر مبارک صحرائے بخت پر پڑی۔ فرمایا کہ کیا نیک منظر ہے۔ اور کیا خوشبو تیرا قاصر ہے۔ خداوند امیری قبر اسی زمین پر کرنا۔ ایضاً بسند معتبر وایت کی ہے۔ جب ابن ملجم لعین نے جناب امیر کو مصیبت لگائی۔ امام حسینؑ نے حضرت سے پوچھا۔ آپ کے قاتل کو میں قتل کروں جناب امیرؑ لے فرمایا نہیں۔ لیکن اسے قید کر لو۔ اور جب میں دنیا سے حلت کیوں۔ اس وقت اسے قتل کرو۔ اور مجھے پشت کو زور دے اور دم ہوا احوال کفریہ دفن کرو۔ دوسری دعائیت میں فرمایا کہ قبر پر امامؑ اور میں دفن کرو۔ ایضاً بسند موثق منقول ہے کہ ابو بصیر نے امام محمد باقرؑ سے مقام قبر جناب امیرؑ دریافت کیا۔ اور کہا۔ لوگوں نے دفن جناب امیرؑ میں اختلاف کیا ہے امام محمد باقرؑ نے فرمایا اپنے پیڑ بزرگوار نوح کی قبر میں دفن ہوئے۔ پوچھا۔ کون متوجہ دفن رہا۔ فرمایا رسول خدا صلا اللہ علیہ و آلہ و سلم کا تبار اعمال بار ورجحان ہمیشہ متوجہ ہوئے۔ اور اس مضمون کے اعلویٰ بہت ہیں۔ شیخ مفیدؒ اور سیّد ابن طاووسؒ نے بسند امام نے معتبر روایت کی ہے کہ جب حکام وفات جناب امیرؑ ہوا۔ سنین سے فرمایا۔ جب میں دنیا سے رحلت کروں بخت پر مجھے رکھنا اور عقب بخت کو اٹھانا کہ آگے سے بخت خود بخود اٹھ گئے گا۔ اور مجھے عزیز ہیں کہ صحرائے بخت پر بے ممانہ دہاں جنگ سفید دیکھو گے۔ ایک پلچہ اس پتھر پر مارنا۔ اس جگہ سے ایک قبر اور دوسری ظاہر ہوگی جب جنازہ آنحضرتؐ صحرائے بخت میں لے گئے۔ ایک پتھر سفید کھدائی دیا کہ نور اس سے ساحل تھا جب قبر کھودی لوح ساح ظاہر ہوئی۔ اور اس لوح پر لکھا تھا کہ یہ وہ قبر ہے جو نوحؑ نے علی ابن ابی طالب کے لئے خیر کی ہے۔ راوی کہتا ہے ہم نے حضرت کو وہاں دفن کیا۔ بعد دفن کے

وہاں سے پھر سے اور بسبب ان امور کے جو ان پر ظاہر ہوئے کہ جناب امیر اس قدر خدا کے نزدیک گرامی و بزرگ ہیں ہم نہایت خوش و خرم ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک گروہ شیعیہ سے ملاقات ہوئی۔ کہ ان لوگوں کو نماز جنازہ نہ ملی تھی۔ جب ان اخبار کو ہم نے ان سے بیان کیا کہ ہم بھی ان کلمات کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو تم نے معاہدہ کئے۔ ہم سب قبر جناب امیر پر گئے۔ اور ہر چند ہم نے کھودا۔ مگر کچھ نشان نہ پایا۔ ایضاً کتاب فرحت العزنی میں بسند معتبر عبدالرحیم قنبر سے روایت کی ہے کہ ہمیں نے امام محمد باقر سے قبر جناب امیر کا سوال کیا حضرت نے فرمایا۔ قبر نوح میں دفن ہوئے ہیں نے کہا۔ کون نوح؟ فرمایا۔ نوح پیمبر پھر ارشاد کیا۔ جناب امیر اس امت کے صدیق تھے۔ اور خدائے ان کی قبر صدیق کی قبر میں قرار دی۔ اسے عبدالرحیم جناب رسول خدا نے اپنے اہل بیت کو شہادت جناب امیر اور مقام کی۔ یہاں دفن ہوئے خبر دی۔ اور خدائے ان کا حوٹان کے برابر رسول خدا کے ہمراہ بھیجا تھا۔ اور خبر دی کہ ملائکہ قبر کھودیں گے۔ اور جب ہر کلام وفات وقت جناب امیر قریب ہوا۔ اپنے دونوں فرزند حسنین کو وصیت فرمائی۔ کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں مجھے غسل دینا۔ اور حنوط کرنا نہ لست کو میرا جنازہ اٹھانا۔ اور جس طرف آگے سے جنازہ جائے۔ تم بھی اس کے پیچھے جانا۔ اور مجھے وہاں دفن کرنا۔ یہاں جا کر جنازہ ٹھہر جائے اور ملائکہ تمہارے میرے دفن میں مات کو دفن کریں گے۔ اور قبر میری مولا کو دینا کہ کوئی نہ جان سکے۔ دوسری روایت میں امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ مجھے جانب پشت کو دفن لے جانا۔ اور جب پاؤں تمہارے زمین میں دھسنے لگیں۔ اور سامنے سے ہوا تمہاری طرف آئے مجھے اسی جگہ دفن کر دینا۔ کہ وہ مقام اول طور سینا ہے اور دوسری حد معتبر میں قولہ کہ جناب امیر کو قبل طلوع صبح ناحیہ مغربین میں دفن کیا۔ اور اندرون قبر حسنین و محمد بن حنفیہ اور عبداللہ بن جعفر تھے۔ اور دوسری حدیث میں جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ہمراہ جنازہ امیر المؤمنین بھی چار بن گوارے تھے اور مات کو صحرائے کوفہ میں دفن کیا۔ اور قبر کو خوف خواص سے ہوا کر دیا۔ اور نشان قبر کا کچھ نہ کھا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ وہ قبر اسی طرح مخفی رہتی۔ یہاں تک حکایت ہارون رشید کہ جناب امام جعفر صادق نے اپنے خاص خاص اصحاب کو ان قبر جناب امیر بتایا کہ ہم قبر بنانے کا دیا۔ اور قبر بنائی گئی۔ اور روایت کی ہے کہ ایک دن ... ہارون رشید صحرائے نجف کی طرف شکار کھیلنے گیا۔ جب نزدیک صحرائے نجف پہونچا۔ جانوران شکاری کو چھوڑا۔ اور جانوران شکاری نے تقویٰ دیر ان آجوداں کا تعاقب کیا۔ وہ آجوداں ٹیلے پر چڑھ گئے۔ اور جانوران شکاری واپس ہر آئے۔ جب وہ جانور ان ٹیلے سے نیچے آئے۔ جانوران شکاری پھر دوڑے۔

اور جب ان اہمواں کے ہمراہ ٹیلے پر گئے بغیر شکار کئے واپس آئے۔ جب ہم ہی کیفیت تین دفعہ گندی۔
 ہارون کشید متعجب بہت ہوا۔ اور ایک مرد میرے جو قبیلہ بنی اسد سے تھا۔ پوچھا تم اس ٹیلے کو
 پہنچتے ہو۔ اس نے کہا۔ مجھے امان دو کہ جو کچھ میں مانتا ہوں بیان کروں۔ ہارون نے امان دی۔
 اس مرد پر میرے کہا علی ابن ابی طالب کی قبر مبارک اس ٹیلے پر ہے اس وجہ سے ہارون ان شکادی کی
 جرات نہیں پڑتی کہ اس ٹیلے پر حاکر شکار کریں۔ پس ہارون نے وضو کیا اور ٹیلے پر جا کر نماز پڑھی اور دعا کی۔
 بیان دفن و کفن جناب امیر ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے
 حسنینؑ کو وصیت فرمائی کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں میرے سر کے قریب جنوط بہشت اور
 یمن کفن استبرق بہشت کے پاؤں گئے تم مجھے غسل دینا۔ اور اس جنوط سے جنوط کرنا۔ اور جہاں بہشت
 بہشت میں کفن کرنا۔ امام حسنؑ نے فرمایا کہ جب پدید ہونے لگا کہ وہ نے رحلت فرمائی۔ ایک طبیق طلا ہم
 نے سوائے حضرت کے پایا کہ باخ ماشہ کا نور بہشت اور چند برگ سر بہشت اس طبیق میں
 تھے۔ ایضاً روایت کی ہے کہ جب غسل و کفن جناب امیرؑ سے فارغ ہوئے ناگہ ایک
 اونٹ دکھائی دیا۔ جنازہ جناب امیرؑ اس اونٹ پر رکھا۔ اور وہ اونٹ روانہ ہوا یہاں تک
 کہ صحرائے نجف میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اور جب نظر کی نزدیک پائے شتر قبر کھدی کھائی پائی۔ اور نہ
 حانا کہ وہ قبر کس نے کھودی ہے۔ جب جنازہ آنحضرتؐ سے نیچے اتارا۔ ایک امیر غید قریب
 مر مبارک جناب امیرؑ ظاہر ہوا۔ اور ہارونؑ بشیر اس امیر میں دکھائی دینے لگا۔ کہ پروا نہ کرتے تھے۔
 جب جناب امیرؑ پر نماز پڑھ کر دفن کیا۔ وہ امیر اور وہ ہارون غائب ہو گئے بسند دیگر روایت کی ہے
 کہ جناب امیرؑ نے وصیت فرمائی کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ گھر کے گوشہ راست میں ایک
 لوح پاؤں گئے۔ اس لوح پر مجھے لٹا دینا۔ اور جو جامہ وہاں پانا۔ اس میں مجھے کفن کرنا۔ چنانچہ بعد
 وفات آنحضرتؐ۔ لوح گوشہ راست میں دیکھی اور اس لوح پر لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس لوح کو
 فتح مہر نے علی ابن ابی طالب کے لئے ذخیرہ کیا ہے اور ولید بن خالد میں ایک کفن دیکھا کہ اس پر جنوط لکھا
 تھا۔ اور نور اس جنوط کا دن کی روشنی پر نہایتی کرتا تھا۔ جب متوجہ غسل ہوئے جس مبارک سبک اتار
 اور ایک طرف سے دوسری جانب پھرتا تھا پس امام حسینؑ نے امام حسنؑ سے کہا آپ نہیں دیکھتے۔
 جس مبارک پدید ہونے کو اگر کس قدر سبک ہے۔ اور خود بخود مٹ کر ہے۔ امام حسنؑ نے کہا ابو عبد اللہؑ ہمراہ
 ہمارے اور جماعت موجود ہیں کہ وہ ہمدی مد و غسل دینے میں کرتے ہیں۔ اہ ظاہر نہیں ہیں۔ اور جب
 نماز جنازہ سے فارغ ہوئے آگے سے جنازہ بلند ہوا۔ اور انہوں نے عقب جنازہ تھا نیا اور روانہ ہوئے۔

اور آٹھ سائے راہ میں ملائکہ کے پروں کی آواز سننے لگے اور آوازِ تسبیح و تقدیس ملائکہ کانوں میں آتی تھی یہاں تک کہ اس قدر پہنچے جس کا ذکر حضرت نے کیا تھا۔ اور آگے سے جنازہ زمین پر آیا۔ پس عقب جنازہ بھی زمین پر رکھ دیا۔ پہلے امام حسینؑ نے اور پھر امام حسینؑ نے حسب وصیت آنحضرتؐ پر نماز جنازہ پڑھی۔ مولف فرماتے ہیں۔ روایات سابقہ محل اعتماد میں۔ اور جو مکہ میں روایت تھیں بعض معجزات پر بھی یہاں مدح کی گئی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند اعلیٰ سے معتبر روایت کی ہے کہ ابن سنانؓ نے جناب امام صادقؑ سے سبب کبھی حمارت جو سواہ بخن اشرف واقع ہے۔ جسے حنا کہتے ہیں دریافت کیا۔ حضرت نے کہا جب جنازہ امیر المؤمنین اس کے آگے سے لے گئے وہ عمارت اسبب تاسف و حزن انتقال آنحضرتؐ جھکی۔ بعض کتب قدیمہ میں روایت کی ہے کہ حسب رواج مقدس جناب امیرؑ نے جسد مطہر سے مفارقت کی۔ اور خاد آنحضرتؐ سے صداغے نالہ و شیون بلند ہوئی۔ مروان و زنادی اہل کوفہ دولت مرٹے حضرت کی طرف دوڑے۔ اور جمع خانہ ہائے کوفہ سے صداغے نالہ و شیون مثل اس روز کے جس روز رسولؐ نے ولادت فرمائی تھی بلند ہوئی۔ اور جب راست کو اندھیرا ہوا۔ آسمان آفاق متغیر ہوا اور زمین کھینچنے لگی اور صدا ہائے تسبیح و تقدیس ہوا کانوں میں پہنچتی تھی۔ اور لوگ جانتے بھٹے کہ یہ صداغے ملائکہ ہیں۔ اور صداغے توحہ و گریہ و مرثیہ جنات سننے لگتے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا جب سینینؓ غسل ہوئے امام حسینؑ بانیؑ اٹھتے اور امام حسنؑ غسل دیتے تھے۔ اور احتیاج کسی دوسرے کی نہ تھی۔ کہ جب مبارک آنحضرتؐ کو احمر سے اور دھڑیلے جس طرف کے صفو کو دھونا چاہتے تھے جسد مطہر اس طرف سے دوسری طرف مائل ہو جاتا تھا۔ اور پوچھے مشک جس مبارک سے آتی تھی۔ جب غسل سے فارغ ہوئے امام حسنؑ نے آواز دی کہ اسے خواہر جنوط میرے مانا کا لاؤ۔ بیٹن کر جنازہ زمین جنوط لائیں۔ جس وقت اس جنوط کو کھول لائے تمام کوفہ اس کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ پس جناب امیرؑ کو پانچ کپڑوں میں لپیٹ لیا۔ جب نالوت میں رکھا۔ نالوت کو آگے سے جبریل و میکائیل نے اٹھایا۔ اور عقب سے امام حسینؑ۔ امام حسینؑ نے محمد بن حنفیہؓ نے کہا۔ بخدا سو گند میں دیکھتا تھا کہ جنازہ پندرہ گز اور جس درخت و عمارت و دیوار کی طرف سے گزرتا تھا۔ وہ گم ہو جاتا تھے۔ اور تحریب جنازہ حضرت خشوع کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہم جنازہ آنحضرتؐ کے ہمراہ آئیں امام حسنؑ نے ان کو پھر واپس امام حسینؑ سے روٹے اور کہتے تھے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اے پھر پھر گوارا آپ نے عمارت پست فکرت کی میں آپ کی مصیبت میں خدا سے شکایت کرتا ہوں جب جنازہ نزدیک قبر ہو گیا۔ خود بخود زمین ہل اٹھی امام حسنؑ آگے کھڑے ہوئے اور نماز جماعت حضرت پڑھی اور سات کبیریں کہیں جب نماز سے فارغ ہوئے سبازہ اٹھایا اور خاک

ہٹائی نہا گاہ ایک قبر بنی ہوئی تیار اور لحد بھی تیار ظاہر ہوئی۔ اور ایک تختہ کا قبر میں فرش تھا۔ اور اس تختہ پر لکھا تھا کہ یہ وہ چیز ہے جسے نہ خ پھر نہ بے بندہ شائستہ ظاہر و مطاہر کے لئے ذخیرہ کیا ہے۔ جب مجاہد کہ حضرت کو قبر میں لے جائیں۔ صدرائے وفاق سنی کہ وہ کہتا تھا امام المومنین کو تربیلا ہو مظهر میں لے جاؤ کہ حبیب اپنے حبیب کا اشتقاق ہوا ہے۔ کتاب مشارق الانوار میں امام حسن سے روایت کلام صمصمہ بن صویان عبیدی کی ہے کہ جناب امیر نے امام حسن سے کہا جب مجھے قبر میں رکھتے قبل اس کے خاک قبر پر گراؤ۔ دو رکعت نماز بجالانا اور بعد اس کے میری قبر میں دیکھنا جب آنحضرت کو مرتجع مقدس میں رکھا۔ اور نماز سے فارغ ہوئے۔ دیکھا کہ ایک پرہہ سندس قبر پر کھینچا ہوا ہے۔ امام حسن نے اس پرہہ کو بلائے آنحضرت سے بٹا کر قبر میں نظر کیا۔ دیکھا کہ جناب رسول خدا حضرت آدم و حضرت ابراہیم جناب امیر سے باتیں کر رہے ہیں پھر امام حسین نے ہاتھ مبارک کے پاس سے پرہہ اٹھایا تو دیکھا کہ ظہر نہرا و حوا و مریم و آسیہ حضرت کے لئے درہی تھیں۔ ہادی اول جو اس حدیث کا ہے۔ کہتا ہے جب جناب امیر کو دفن کیا۔ صمصمہ بن صویان عبیدی غریب مزج مقدس آنحضرت کھڑے ہوئے۔ اور ایک مشت خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی۔ اور کہا میرے پدھر و دریا میرے مومنین آپ پر قربان ہوں۔ آپ کو کہ متہلے طراکرا۔ اسے ابو الحسن مولد آپ کا پاکیزہ اور صبر آپ کا قوی اور جہاد آپ کا عظیم تھا جس کے آپ آرزو مند تھے۔ وہاں پہنچے تجارت سود مند کی۔ اور اپنے پرہہ نکالیں گئے۔ خدائے اعلیٰ بشارت آپ کے استقبال کو بھیجی۔ اور ملائکہ گواہ آپ کے حق ہو گئے جو اپنے پرہہ گدیوں میں آپ ساکن ہوئے۔ خدائے آپ کو گرامی رکھا۔ اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دی۔ اور آپ کو آپ کے ہلو و گنگہ مصطفیٰ کے وجہ سے ملحق کہا آپ کو جام لبریز سے پانی دیا پس ہم خدائے سوال کرتے ہیں کہ ہم پر جلال کرے اور توفیق دے کہ آپ کی پیروی کریں۔ اور آپ کی سیرت پر عمل کریں۔ آپ کے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن رہیں۔ اور آپ کے دوستوں میں مشورہ ہوں۔ تحقیق کہ آپ ایسے مددگار ہیں پہنچے کہ کوئی بجز آپ کے مدد پر نجات تھا۔ آپ نے ایسی منزلت پائی کہ اگر کسی نے نہ پائی تھی۔ اپنے راہ خدا میں اپنے برادر محمد مصطفیٰ کے سامنے جہاد کیا۔ جو شرط جہاد تھا۔ اور دین خدا پر اقامت کی۔ جو حق اقامت تھا۔ یہاں تک کہ سنتھائے نبوی کو بدستور رکھا۔ اور فتنہ و فساد کو بظرف کیا۔ آپ سے اسلام مستقیم اور ایمان معظم ہوا پس آپ پر ہماری طرف سے بہترین صلوة اسلام پہنچا۔ آپ سے پشت مومنان محکم اور نشان ہائے راہ ایمان واضح ہوئے۔ اور مناقب و خصال جو آپ کے لئے جمع تھے کسی کے لئے جمع نہ ہوئے سب سے پہلے آپ نے پیغمبر کی تصدیق فرمائی اور ان کی متابعت

سب چیزوں پر اختیار کی۔ ان کی مدد و نصرت آپ نے کی۔ اپنی جان ان پر خدا کی۔ ذوالفقار و ابدلہ
 کو پیش ان کی نصرت میں علم رکھا، آپ کی دھم سے خدا تے ہر شاہ غنید کو دم ہم پر ہم رکھا۔ آپ کے سبب
 سے ہر کردار ظہر کیہ کو ذلیل کیا۔ آپ کے باعث قلعہ ہائے حرک و کفر و مد وان شکستہ گئے۔ آپ کی وفات
 سے اہل ضلالت و طغیان کو ہلاک کیا۔ اسے امیر المؤمنین یہ مناسبت و فضائل آپ کو گوارا ہوں سب گوں
 سے حضرت رسول کے نزدیک تر تھے۔ اسلام آپ کا سب سے پہلے اور دم دھیم آپ کا سب سے زیادہ تھا
 آپ کا یقین سب سے کامل تر اور دل آپ کا سب سے قوی تر اور غیر میں حصہ سب سے بیشتر تھا۔ خدا
 ہم کو آپ کے اجر سے محروم اور بعد آپ کے گراہ نہ کہہ سکے آپ کی زندگانی کلید شیرینی اور دروازہ دہشتہ حرک ہم پر
 بند کئے ہوئے تھے۔ اور وفات آپ کی مہل سے لے کلید ہر شریعہ اور دروازہ ہائے خیر کو ہم پر بند کر دیا اگر موم
 آپ کے حق کو قبول کرنے۔ ہر آئینہ پاؤں کے نیچے اور سر کے اوپر سے نہ تھہرائے خدا نوش کرنے لیکن دنیا کو آخرت
 پر اختیار کیا یہ بیان کر کے بیت مدئے اور اوروں کو بھی دلایا۔ بعد اس کے امام حسن و امام حسینؑ مجھے جو عباس
 فرمیں و عموں و عبد اللہ و دیگر فرزندان آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف دیکھا۔ امان کو تعزیت دے کر
 جانب کو دیکھ گئے جب صبح ہوئی اٹھ کھڑے ایک تابوت خانہ آنحضرت سے باہر لائے۔ اور کوہ کے باہر امام حسن نے
 اس تابوت پر ناز پڑھی اور اونٹ پر باندھ کر جانب مدینہ روانہ کیا۔ ابن بابویہ و قطب راوندی نے بسند مستبر
 علامات و فن جناب امیر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ شام بن عبد الملک نے امام محمد باقر
 سے سوال کیا۔ مجھے خبر دیجئے جس رات کو علی ابن ابی طالب شہید ہوئے۔ جو لوگ کوہ کے علاوہ اور شہروں
 میں تھے انہوں نے کس علامت سے سنا کہ جناب امیر شہید ہوئے۔ امام محمد باقر نے فرمایا۔ اس رات کو
 تا طلوع صبح جس جگہ سے پتھر اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ اور وہی
 علامت ظاہر ہوئی۔ جس رات ہارونؑ ہارون موسیٰؑ نے وفات پائی۔ اور جس رات کو یوش بن نون شہید
 ہوئے۔ اور جس رات کو عیسیٰ آسمان پر گئے۔ اور جس رات کو امام حسین شہید ہوئے تھے۔ ابن شہر
 آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ سب مومن مرتا ہے۔ آسمان و
 زمین اس پر چالیس روز روتے ہیں۔ اور جب عالم انتقال کرتا ہے چالیس مہینہ زمین و آسمان اس کے
 لئے روتے ہیں۔ اور جب ہنبر رحلت کرتا ہے۔ چالیس سال زمین و آسمان اس کے لئے روتے ہیں۔ پس
 فرمایا۔ اے علیؑ جب تم شہید ہو گے تم پر آسمان و زمین چالیس سال رنیں گے۔ ابن عباس نے کہا۔ جب
 جناب امیر کوہ میں شہید ہوئے۔ تین روز تک آسمان سے خون برسا۔ اور جس پتھر کو زمین سے اٹھاتے
 تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ عبد الملک بن مزلن

نے زہری سے سوال کیا کہ زمین پر کیا علامت ظاہر ہوئی جس روز علیؑ شہید ہوئے۔ نہری نے جواب دیا
 اس رات بیت المقدس سے جو سنگ دریچہ اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ ابلتا تھا۔ اور جب تک
 امیر نے دنیا سے رحلت کی۔ سنا ہے کہ ہالق نے خاند حضرت میں آواز دی کہ اٹھن سلقی بنی النازخہ
 ام من یساقی امنا یوم القیمة۔ پس دوسرے ہالق نے آواز دی کہ رسول خداؐ اور تمہارے پیہ
 نے رحلت کی۔ اخیا الطالبین سے روایت کی ہے کہ شکر فرنگ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اسیر کیا۔ اور
 اپنے بادشاہ پاس لے گئے۔ اس نے عیسائی کرنا چاہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس وقت حکم دیا کہ روغن زیت
 گرم کر کے ان کو اس روغن میں ڈال دیں کہ ہلک ہو جائیں۔ اور ایک کو ان میں سے چھوڑ دیا کہ مسلمانوں
 سے یہ بات جا کر بیان کرے ناگاہ آٹھائے راہ میں بازگشت بیابان میں صدائے ہم اسپان کان میں گئی۔
 جب اس شخص نے نظر کی۔ اپنے رفیقوں کو دیکھا۔ جن کو کھولتے روغن زیت میں ڈال دیا تھا۔ اس
 نے کہا تم لوگوں کو میرے سامنے روغن زیت میں ڈال دیا تھا۔ کہ مر جاؤ اب میں تم کو زندہ دیکھتا ہوں۔
 انہوں نے جواب دیا ہم نعیم الہی میں متمتع تھے۔ ناگاہ صدائے منادی آسمان سے آئی کہ اے شہیدان محرو
 میا اس رات کو علی بن ابی طالبؑ نے وفات پائی ہے۔ سب حاضر ہو۔ اور ہا کر نماز جنازہ پڑھو۔ اب ہم نماز
 جنازہ حضرت سے فاسخ ہو کر اپنی اپنی جگہ جاتے ہیں۔ فرات بن ابراہیم نے ابن عباس سے روایت کی۔
 کہ جب جناب امیرؑ کو حضرت لگائی۔ اور حضرت اپنے مصلیٰ پر بیٹھے تھے اور اپنا سر مبارک زانو پر رکھے
 تھے۔ پس ارشاد فرمایا۔ ایہا الناس میں لیک بات کہتا ہوں۔ تم سنو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے
 کفر اختیار کرے۔ جناب رسول خداؐ سے میں نے سنا کہ جب علی بن ابی طالبؑ دنیا سے رحلت
 کر گیا۔ چند خصلتیں درمیان امت ظاہر ہو گئی۔ کہ کوئی خیران میں نہ ہو گی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
 وہ خصلتیں کیا ہیں۔ فرمایا۔ لعنت درمیان امت کم اور خیانت بہت ہو گی۔ اور حیا درمیان سے اٹھ
 جائے گی۔ لوگ ایک دوسرے کے سامنے زنا کریں گے۔ اور ہواہ د کریں گے۔ بعد اس کے پڑھیں جل
 ہو گی۔ جس کے سبب لوگ عاجز ہوں گے۔ واضح ہو حبیب تک علیؑ موجود ہے زمین مجھ سے خالی نہیں۔
 اور علیؑ بمنزلہ پوست پہنے جو میرے گوشت پر ہے اور علیؑ بمنزلہ میرے استخوان اور ان رگوں کے ہے۔
 اور علیؑ میرے اہل میں میرا رولہ اور میرا دمی پکھا اور میری قوم میں میرا جانشین ہے۔ میرے وعدوں کا
 وفا کرنے والا ہے۔ میرے قرض کا لاکھ کرنے والا ہے۔ علیؑ نے عقیدوں میں میری مدد و نصرت کی۔ میرے
 لئے کافروں سے جنگ کی۔ وقت نزول دہی ہائے آسمانی میرے پاس حاضر تھا۔ میرے ہلو طعام ہائے
 پرشت تناول کیا۔ اور مکر جبریلؑ نے علیؑ سے ظاہر نظامہ مصافحہ کیا۔ اور مجھے جبریلؑ نے گواہ کیا کہ علیؑ

معصوموں اور پاک اور نیکو کاروں سے ہے۔ اور اسے گروہ مردم میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ جب تک علی تم میں موجود ہے کوئی امر تم پر مشتبہ نہیں اور جب علی تم میں سے چلا جائے گا مصداق اس آیت کا ظاہر ہے۔ لیھلک عن لھلک عن بندۃ و یحیی من حۃ عن بندۃ۔

بیان تعزیت جناب خضر علیہ السلام۔ کلینی و ابن ابی شیبہ وغیرہ نے بسند طے معتبر روایت کی ہے کہ پرفہ شہادت جناب امیر صدائے لوح و شیون لوگوں میں بلند ہوئی۔ اور لوگوں کو ہشت عظیم ملاں ہوئی جس طرح کہ بروز وفات سرور کائنات خضر بصیرت مرد پر گئے اور روک کہنے لگے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور کہا۔ آج خلافت بخیر بنی منقطع ہوئی پس جس گھر میں جناب امیر تھے اس کے دروازہ پر جناب خضر کھڑے ہوئے۔ اور کہا۔ اے ابو الحسن! خدا تم پر رحم کرے۔ تم وہ تھے کہ اسلام تمہارا سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اور ایمان تمہارا سب سے زیادہ خالص تھا یقین تمہارا سب سے زیادہ قوی تھا۔ اور خوف خدا سب سے زیادہ اور مشقت تمہاری راہ خدا میں سب سے زیادہ عظیم تھی۔ تمہارے مناقب سب سے زیادہ فاضل اور حقوق سب سے زیادہ تمہارے سب سے زیادہ گرامی اور وہ جسے تمہارے سب سے زیادہ بلند اور تمہاری قرابت حضرت رسولؐ سے سب سے زیادہ اور قریب تھی۔ اور تم شہید ترین مردم سیرت و طریقہ و اطوار و تقاریر و کردار میں حضرت رسولؐ سے تھے۔ اور قدر و منزلت تمہاری آنحضرتؐ کے نزدیک سب سے زیادہ تھی۔ تم گرامی ترین مردم حضرتؐ کے نزدیک تھے۔ خدا تم کو بخلائے خیر رسول خدا و اسلام و اہل اسلام کی جانب سے عطا کرے۔ تم اس وقت قوی تھے جبکہ اصحاب آنحضرتؐ ضعیف تھے۔ تم مردانہ و اس وقت جہاد کر گئے۔ جب یہ لوگ ڈرتے تھے تم نے قیام بحق اس وقت کیا۔ جب ان لوگوں نے کاہلی اور سستی اختیار کی۔ تم نے طریقہ رسول خدا ترک نہ کیا۔ جس وقت ہر ایک ان کے اصحاب نے مختلف راہیں اختیار کیں تم خلیفہ رسول بلا فصل تھے۔ تم نے ہٹ دھرمی منافقین کی پرواہ نہ کی۔ اور ان پر حسد نہ کیا۔ اور کینہ و منافقان نہ رکھا۔ بعد حضرت رسولؐ کے جس وقت سادے لوگ ڈر گئے تم نے قیام بحق کیا۔ اور حق کو اس وقت بیان کیا جس وقت اور لوگ عاجز ہوئے۔ تم نے جہاد خدا راہ دین طے کی۔ جس وقت کہ اور لوگ عاجز رہے۔ اگر تمہاری متابعت کرتے ہدایت پاتے۔ تمہاری آواز سب سے زیادہ بہت اور سبقت خیرات میں سب سے زیادہ بلند تھی۔ کلام تمہارا سب سے کم تر اور سخن تمہارا سب سے راست تر تھا۔ رائے تمہاری سب سے جریحہ تھی۔ اور دل تمہارا اور لوگوں کے دلوں سے شجاع تر تھا۔ یقین تمہارا سب سے زیادہ سخت اور عملی تمہارا سب سے زیادہ اچھا تھا۔ اور عجلہ امور میں سب سے زیادہ دانا تھے۔ بخدا دین کے لئے تم بادشاہ اور مومنوں کے لئے پدر مہربان تھے۔ جس وقت تمہارے وہ لوگ عیال ہوئے۔ پس ان کے دوش سے بلوائے

گمراہوں جس کے اٹھانے کی طاقت ان کو نہ تھی۔ تم نے اٹھایا جس چیز سے انہوں نے تحفہ کیا تم نے اس کی حفاظت کی۔ جس چیز کو انہوں نے ہمیل چھوڑ دیا تم نے اس کی اصلاح کی۔ جب وہ لوگ پست ہوئے۔ اس وقت تم بلند ہوئے جس وقت انہوں نے دیباہی کی۔ اس وقت تم نے صبر کیا جس چیز سے انہوں نے الکار کیا۔ اس کا جی تم نے اقرار کیا۔ تہادی برکت سے انہوں نے وہ پایہ جس کا ان کو گمان نہ تھا تم کافروں پر عذاب نازل کرنے والے۔ اور مومنوں پر بالادان رحمت و فراوانی نعمت تھے۔ تم نے سبب ان آزاروں کے جو منافقوں سے پہونچے بریاض جناب کو چھ کیا۔ اور عطا و برکت امت سے فائز ہوئے ان کے سوا حق فضائل کو تم نے حاصل کیا۔ تہادی تندی دین خدا میں مبتلا بلندی نہ ہوئی۔ دل تہلا ہرگز جانب باطل مائل نہ ہوا۔ تہادی مبنائی ضعیف نہ ہوئی۔ محنت نے تہا سے نفس میں راہ نہ پائی۔ اور ہرگز خیانت نہ کی۔ صدیق ایمان و یقین میں تم مثل پہاڑ کے تھے کہ باد ہائے تند اسے متحرک نہیں کر سکتے تھے۔ اور کوئی چیز اس کو اس کی جگہ سے نہیں اکھاڑ سکتی تھی جیسا کہ حضرت رسولؐ نے تہا سے حق میں کہا کہ بدن ضعیف اور امرد میں قوی تھے۔ تم ویسے ہی تھے اپنے نفس کے متواضع اور خدا کے نزدیک عظیم المرتبہ تھے کسی کو تم میں راہ عیب بینی ملی۔ اور کسی کو تم سے امید عینداری نہ تھی۔ عینہ تو انا تہا سے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا۔ یہاں تک کہ حق کو اس سے لینے تھے اثبات حق میں دور و نزدیک تہا سے سامنے مساوی تھے۔ تہا را کام حق اور مدد تہا را راستی تھی۔ گفتار تہادی علم و حکم اور امر تہا را بربادی و دوراندیشی تھی۔ اسے تہادی علم و عن تھا۔ پس اس وقت دنیا سے گئے۔ جب تم نے راہ حق ظاہر اور کار ہائے دشوار کو لوگوں پر آسان کر دیا اور آتشہائے فتنہ کو بجھا دیا۔ اور امرد دین تم سے معتدل ہو گئے۔ اور ایمان نے تم سے قوت پائی۔ اور مومنین تم سے ثابت قدم ہو گئے۔ پس تم بہت سابق ہوئے تعجب و مصیبت شدید میں وہ گرفتار ہوئے۔ جو تہا سے بعد رہ گئے۔ مصیبت تہادی اس سے بزرگ تر ہے کہ گروہ اس کا تدارک کر سکے۔ آسمانوں میں تہادی مصیبت عظیم ہوئی۔ اور لوگوں کو ہم پر ہم کر دیا۔ پس میں کہتا ہوں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ خدا سے ہی اس کی قضاء و ماضی ہوئے اور اس کے امر کو بخدا تسلیم کیا۔ پس بخدا سو گندہ تہا سے کوئی مصیبت مثل تہادی مصیبت کے نہ ہوگی۔ مومنین کے لئے پناہ اور کافروں کے لئے عیش تھے۔ خدایم کو تہا سے بغیر سے ملحق کرے۔ اور ہم کو تہادی مصیبت کے اجر سے محروم نہ کرے اور تہا سے بعد گمراہ نہ کرے۔ تمام لوگ چپ چاپ کلام حضرت سننے لگے۔ حضرت حضورؐ نے تھا و اوصالیہ فرمائی بھی کہہ حضرت سے کہہ کر تے تھے۔ جب کلام تمام ہوا۔ ہر چند لوگوں نے ڈوبو بڑھا اگر جناب حضرت کو نہ پایا۔

خطبہ امام حسن علیہ السلام۔ احادیث معتبرہ سے منقول ہے۔ جب جناب امیر نے دنیا سے ولادت کی جناب امام حسن منبر پر گئے۔ اور خطبہ فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ تم سے اس شخص نے مفاہقت کی ہے جس پر کمالات میں سابقین نے سبقت نہیں کی۔ اور ہدایت دیکر فرمایا۔ اے ہاں الناس اس رات کو قرآن نازل ہوا۔ اور اسی رات کو عیسیٰ آسمان پر گئے۔ اور اس رات یوشع بن نون شہید ہوئے۔ اور اس رات کو میرے باپ امیر المؤمنین شہید ہوئے۔ بخدا سو گند او صیائے گذشتہ اور آئندہ میں سے کوئی شخص ہمارے ہیشتان پر سبقت نہ کرے گا۔ اور جب رسول ان کو لڑائی پر بھیجتے تھے۔ اپنا علم ان کے ہاتھ میں دیتے تھے۔ جبرئیل ان کے داہنی طرف اور میکائیل بائیں جانب جاتے تھے۔ اور جب تک خدا فتح و نصرت دیتا تھا۔ واپس نہ آتے تھے۔ طلاق و قرحہ کچھ انہوں نے میراث میں نہیں چھوڑا۔ مگر سلت سوز و رم کہ ان کی عطا و بخشش سے زیادہ آتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اس سے ایک کنیز اپنے اہل و عیال کے لئے خریدیں۔ اور ہدایت دیکر چاہتے تھے ایک کنیز ام کلثوم کے لئے خریدیں۔ امیر المؤمنین کی مصیبت میں اہل شرق و غرب تعزیت میں تھے۔ اور میں خدا سے اپنے والد کی مصیبت پر اپنے صبر میں مفاہقت پر حصہ طلب کرتا ہوں۔ اس کے بعد گریہ امام حسن پر اس قدر طاری ہوا کہ کلام ذکر کے اہل مسجد سے حدائے غم و غم ہوئی۔ پس فرمایا۔ جو بھگے بھگتا ہے بھگانے اور جو نہیں بھگتا۔ وہ مانے کہ میں ہی امیر محمد مصطفیٰ ہوں۔ میں ہی امیر شیعہ و زید ہوں۔ میں ہی امیر داعی لبوئے خدا ہوں۔ میں ہی امیر سراج منیر ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جسے خدا نے نعمتہ للعالمین کیا۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن سے خدا نے رحمت کو رفع کیا۔ اور گناہوں سے پاک کیا۔ جو حق پاک کرنے کا ہے میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن پر جبرئیل نازل ہوتے تھے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن کی مودت اور ولایت خدا نے واجب کی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ قل لا اسئلكم علیہ اجراً الا المودة فی القربی ومن یقترب حسنة فزد له فیہا حسناً۔ اور یہ حصہ مودت ہم اہل بیت کی ہے۔ پھر فرمایا مجھے میرے ناما رسول خدا نے خبر دی کہ بعد امیر المؤمنین کے میرے گیارہ جانشین ہوں گے۔ پھر یگان اہل بیت ہونگے کہ وہ سب زہر یا شیشہ سے شہید ہونگے یہ ارشاد فرما کر منبر سے نیچے ٹھہرے۔ اور لوگوں نے حضرت سے بیعت کی۔ مگر وفانہ کی۔

فصل پانچویں قصہ قتل ابن ملجم ملعون

حدیث معتبرہ میں امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یزید بن ابی سفيان قاتل نفاق

صالح کیو چشم اور ولد الزنا تھا۔ اور امیر المؤمنین کا قاتل بھی ولد الزنا تھا۔ قبیلہ مراد کہتے تھے کہ ہم اس کے باپ کو نہیں پہچانتے تھے۔ اور اس کے نسب کو بھی نہیں جانتے تھے۔ اور حسین کا قاتل بھی ولد الزنا تھا کیونکہ یہ عیروں اور ان کی اولاد کو نہیں قتل کرتا۔ مگر ولد الزنا۔ قرب الاسناد میں بسند امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ جب ابن ملجم لعین کو امام حسنؑ پاس لائے۔ اس ملعون نے کہا میں نے خدا سے عہد کیا تھا۔ تمہارے باپ کو قتل کروں۔ اور اپنا وفا سے عہد کیا۔ اگر چاہو تو مجھے قتل کر دو۔ اور چاہو عفو کرو۔ اگر عفو کرو گے تو میں معاویہ کو مار ڈالوں گا۔ اور تم کو اس شر و فساد سے راحت دلاؤں گا۔ اور پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں جلد تجھے جہنم روانہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس ملعون کو سامنے طلب کیا۔ اور اپنے دست مبارک سے اس لعین کو قتل کیا۔ کتاب فرحت العزنی میں روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن جعفر نے امام حسنؑ سے اتنا س کی۔ کہ مجھے حکم دیجئے میں سے قصاص لوں۔ جب اجازت پائی۔ ایک سب سے آگ میں سرخ کر کے اس ملعون کی آنکھوں میں لٹوئی۔ بعد اس کے بالآخر اقسام عذاب اس ملعون کو قتل کیا۔ ایضاً کتاب فرحت العزنی میں روایت کی ہے کہ جب امام حسنؑ کی خدمت میں اس ملعون کو لائے۔ اس نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ ایک بات آپ کے کان میں کہوں حضرت نے الکار کیا۔ اور فرمایا۔ تو چاہتا ہے کہ سبب عداوت کے میرا کان اپنے دانتوں سے چبا جائے۔ اس ملعون نے جواب دیا۔ بخدا اگر آپ مجھے احادیث دیتے تو میں آپ کا کان چوسے گا۔ لیکن بعض کتب قدیمہ میں روایت کی ہے کہ جب رات کو جناب امیرؑ کو دفن کیا۔ اور صبح ہوئی۔ ام کلثومؑ نے امام حسنؑ کو قسم دی۔ کہ میں چاہتی ہوں قاتل پیدہ ہو گا۔ اور کو ایک ساعت زندہ نہ پھوڑو۔ یہ سن کر امام حسنؑ گھر سے باہر نکلے۔ اور اپنے خواص۔ اصحاب و اعزہ کو جمع کیا۔ اور قتل ابن ملجم میں مشورہ کیا۔ عبد اللہ بن جعفر نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہاتھ پاؤں ناک کان اور زبان اس کے کاٹوں اور بعد اس کے قتل کروں۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ اول تیرا داں کرنا چاہیئے۔ اور آخر کو آگ میں جلا دیا جائے۔ کسی نے کہا۔ اسے بچاؤ۔ اسے دے کر واصل جہنم کیا جائے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں اپنے پدر بزرگوار کا حکم عمل میں لاتا ہوں۔ اور اسے ایک ضرب شمشیر سے قتل کرتا ہوں۔ بعد ازاں اس کے ہم پلیدہ کو آگ میں جلاتا ہوں۔ پس حکم دیا۔ کہ اسے دست بستہ حلقہ کیا جائے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اسے دفن خدا تو نے امیر المؤمنین اور امام المسلمین کو قتل کیا۔ اور دین میں فساد عظیم برپا کیا۔ یہ فو کہ اس کو ایک فرست سے واصل جہنم کیا۔ اور بروایت دیگر اسے قتل کا حکم دیا۔ پس ام کلثومؑ دختر اسوہ مخنیفہ نے عرض کی کہ اس کا جسد پلیدہ مجھے دے دیجئے کہ میں اسے آگ میں جلا کر اپنے دل کی

آگ بجھاؤں۔ امام حسنؑ نے اس کی اتھاس قبول کی۔ اور ام ابراہیمؑ نے اس کو آگ میں جلا دیا۔ قطبؒ نے روایت کی کہ میں ایک روز مسجد الحرام میں تھا۔ لوگوں کو دیکھا کہ مقام ابراہیمؑ کے گرد جمع ہوئے ہیں۔ میں نے دریافت سبب کیا۔ ان لوگوں نے کہا۔ ایک راہب مسلمان ہوا ہے۔ جب میں نزدیک آیا۔ دیکھا۔ ایک مرد پیر طیم جیم جبہ پشمینہ پہنے کلدہ پشمینہ سر پہنے۔ مقام ابراہیمؑ کے برابر بیٹھا کہہ رہا ہے۔ کہ دریا کنارے میرا ایک صومعہ تھا۔ ایک روز میں نے صومعہ سے دریا میں نظر کی۔ یہ ایک کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک جانور مثل کرگس اڑتے اڑتے زمین پر آیا۔ اور پتھر پر جو دریا میں بلند تھا۔ اس پر بیٹھا۔ اور قے کی۔ اور قے میں چھ تھائی آدمی اس کے گھسے زمین پر گرے۔ اور وہ جانور دوڑ کر غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آیا۔ اور چھ تھائی آدمی قے سے اٹھا۔ جب اسی طرح اس نے چار بار قے کی۔ وہ سب قے مل کر ایک دوسرے سے بھی ایک آدمی ہوا۔ اور کھڑا ہو گیا۔ جب میں نے یہ عجائب دیکھ دیے۔ متحیر ہوا۔ ناگاہ وہ جانور پھر آیا۔ اور اس آدمی کو چھ تھائی جلا کر کے کھا گیا۔ اور پھانسی کی پس پھر آیا۔ اور چھ تھائی پھر کھا گیا۔ یہاں تک کہ چوتھی مرتبہ نکل گیا۔ اس منظر کو دیکھنے سے میرا تعجب زیادہ ہوا۔ اور اپنے دل میں پٹیمان ہوا۔ کہ اس آدمی سے کیوں نہ پوچھا۔ تو کون ہے۔ اسی خیال میں۔ میں اس پتھر کی جانب نظر کر رہا تھا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں۔ کچھ جانور پھر آیا۔ اور چھ تھائی آدمی قے میں اگل دیا۔ یہاں تک کہ چوتھی مرتبہ قے کی۔ وہ بدستور سابق آدمی ہو گیا۔ اور کھڑا ہوا۔ پس میں دنیا کے کنارے گیا۔ اور اسے آواز دی کہ اسے شخص تو کون ہے۔ اس نے مجھے جواب دیا۔ پھر میں نے کہا۔ تجھے اس خدا کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا۔ مجھے بیان کر۔ تو کون ہے۔ اس دفعہ اس نے جواب دیا۔ میں ابن بلعم مرادی ہوں۔ میں نے پوچھا۔ بیان کر کہ کونسا بڑا کام تجھ سے سرزد ہوا۔ جو اس عذاب میں مبتلا ہوا۔ اس نے جواب دیا۔ میں نے علی ابن ابی طالبؑ کو قتل کیا ہے۔ اور حق نے یہ جانور مجھ پر موکل کیا ہے۔ کہ مجھے تار و زقیامت اسی طرح عذاب کر لگا۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے کہ جب استخوانہلے پلید ابن بلعم کو ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ ہمیشہ صدائے نالہ و فریاد ازل کو ذرا اس گڑھے سے سننے لگے۔ بعض کتب معتبرہ میں جناب روایت شبہہ جناب امیر برہ اسمانؑ نے روایت کی ہے۔ جناب رسولؑ نے فرمایا۔ جب مجھے شبہہ مترج اسمانؑ پر لے گئے۔ میں نے وہاں علی ابن ابی طالبؑ کی صورت دیکھی۔ میں نے کہا۔ اے حبیب من جو شہید کیا صورت ہے۔ جبریلؑ نے کہا۔ یا حضرت ملائکہ نے مجاہد۔ کہ علی ابن ابی طالبؑ کی صورت پر نظر کریں۔ پس عرض کیا۔ خداوند افروز ندان آدم دنیا میں صبح و شام زیارت علی ابن ابی طالبؑ سے

کہ تیرے حبیب محمد مصطفیٰ کا حبیب اور خلیفہ اور وصی اور امین ہے ہوں مندر اور ثواب ہوتے ہیں۔ پس میں بھی زیارت علی سے مشابہ اور بہرہ مند کروں نہ ذاتی نعمانی نے امیر المومنین کی صورت اپنے ذہن انداز سے پیدا کی کہ ملائکہ شب و روز اس صورت کی زیارت کرتے اور ہر صبح و شام زیارت علی سے فیض یاب اور ثواب ہوتے ہیں۔ بعد اس کے جناب صادق نے فرمایا کہ جب ابن مہم بلعون نے مرثدہ کے حضرت لکائی۔ آسمان بچم میں بھی اس صورت میں ان حضرت ظاہر و باطن ملائکہ ہر صبح و شام جب اس صورت کو مشاہدہ کرتے اور اس صورت کو دیکھتے ہیں۔ جناب امیر کے قاتل پر لعنت کرتے ہیں۔ بعد اس کے جب جناب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ ظالموں نے ملائکہ زمین پر آئے۔ اور جسم مبارک امام حسینؑ کو آسمان پر لے جا کر پہلوئے جناب امیرؑ میں رکھا۔ پس ملائکہ زیارت امیر المومنین کو دعائے ہیں۔ اور جناب امام حسینؑ کو خون آلودہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس وقت بڑی یاد اور امین زیادہ تمام امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرتے ہیں اور یہی حالت قیامت تک رہے گی۔ راوی کہتا ہے کہ جب جناب صادق نے اس حدیث کو ارشاد کیا۔ فرمایا۔ یہ ہمارے اس علم سے ہے۔ جو مکتون اور مخزون ہے۔ چاہیے کہ اس کو روایت نہ کرو۔ مگر اس شخص سے جو اس کی اہمیت رکھتا ہو۔

باب : ہوتا تھا

بیان تاریخ ولادت و شہادت ثانی المہدی و قرۃ العین
محمد مصطفیٰ امام حسن مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء

فصل پہلی۔ ولادت مہر السعادت واسم و لقب و کنیت و حلیہ و شمائل امام حسن کا بیان۔ شیخ مفید
و طوسی اور اکثر علماء معتبرین نے ذکر کیا ہے کہ ولادت اسماعیل حضرت امام حسن ثب سے شنبہ نصف ماہ
مبارک رمضان سال سوم ہجرت میں ہوئی۔ اور بعضوں نے سال دوم بھی لکھا ہے۔ اسم شریف آنحضرت حسن
اور تدریت میں شہ ہے۔ اس لئے کہ شہ عرب لغت میں حسن کو کہتے ہیں۔ اور حضرت ہارون کے بڑے بیٹے کا
نام شہ تھا۔ اور کنیت آنحضرت ابو محمد ہے۔ اور بعضوں نے ابو القاسم بھی کہی ہے اور لقب ہاشم آنحضرت سید
سبط۔ امین۔ حجت۔ نقی۔ اشیوکی۔ مجتبیٰ و زائد ہیں۔ ابن بابویہ نے بسندائے معتبر امام زین العابدین سے
روایت کی ہے کہ حبيب امام حسن منولہ ہوئے۔ جناب سید نے جناب امیر سے کہا۔ اس فرزند کا نام رکھو۔
جناب امیر نے کہا میں نام رکھنے میں سبقت نہ کروں گا۔ پس امام حسن کو نہ دیکر طے میں اپنیٹ کر خدمت
بابرکت حضرت رسول میں لائے۔ حضرت نے فرمایا یہ زرو کپڑا نہ پہناؤ۔ بلکہ سفید کپڑا پہناؤ۔ یہودیت
دیگر اپنی زبان امام حسن کے منہ میں دی۔ امام حسن زبان آنحضرت جو سستے تھے۔ پھر جناب امیر سے
پوچھا۔ اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے۔ کہا جناب امیر نے مجھے نام رکھنے میں باپ پر سبقت کرنا منظور
نہیں پس حضرت رسول نے فرمایا۔ میں بھی اس فرزند کا نام رکھنے میں اللہ تعالیٰ سے سبقت
نہیں کر سکتا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی فرمائی کہ محمد کے یہاں ایک فرزند منولہ ہو
ہے۔ اے جبرئیل جا کر ان سے میرا سلام کہہ دو۔ اور نہایت و مبارکباد دے کر کہو۔ علی ابن ابی طالب
تم سے نسبت میں بمنزل ہارون نسبت موسیٰ میں۔ لہذا اس فرزند کو باسم پسر ہارون مسمیٰ کرو۔ جب جبرئیل
مازل ہوئے۔ آنحضرت نے کہا۔ اے جبرئیل اسم پسر ہارون کیا تھا۔ جبرئیل نے کہا۔ اس کا نام شہ تھا۔
حضرت نے فرمایا میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ حسن نام رکھیے۔ پس حسن نام رکھا۔ کہ لغت
عربی بن معنی شہ ہے اور حبيب امام حسین پیدا ہوئے۔ حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی فرمائی کہ ایک فرزند

محو کے ہاں پیدا ہوا ہے۔ جاؤ اور مبارکباد دیکر کہو کہ علیؑ تم سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ ہے پس علیؑ کے دوسرے فرزند کو ہارون کے دوسرے فرزند کے نام کے ساتھ سمیٹی کر دو۔ جب جبریل نازل ہوئے۔ اور بعد تہنیت پیغام ملک علام حضرت خیرالامام کو پہنچایا۔ حضرت نے کہا۔ اس فرزند کا نام کیا تھا۔ جبریل نے کہا۔ شبیر نام تھا۔ حضرت نے ارشاد کیا۔ میری زبان عربی ہے جبریل نے کہا۔ حسین نام رکھیے کہ بمعنی شبیر کے ہے پس حسین نام رکھا۔ ایضا بسند ہائے معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ اسماء بنت عمیس نے کہا جب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ میں ان کی فایہ بختی پس جناب رسول خداؐ تشریف لائے۔ اور کہا۔ اے اسماء میرے فرزند کو لاؤ۔ امام حسنؑ کو میں حاضر دو میں لپیٹ کر لائی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں نے تم کو منع نہیں کیا کہ جو فرزند پیدا ہو۔ اسے رد کپڑے نہ پہناؤ۔ پھر حسنؑ کو سفید کپڑے پہنا کہ حضرت کی خدمت میں لے گئی۔ آنحضرتؐ نے حسنؑ کے دامنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور جناب امیرؑ سے پوچھا۔ اس کا کیا نام رکھا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت میں نے اس فرزند کے نام رکھنے میں آپؐ سبقت نہیں کی۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ اس کا نام حرب رکھوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں بھی اس فرزند کا نام رکھنے میں سبقت نہیں کروں گا۔ اس وقت جبریل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ حق تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے۔ اس فرزند کا نام ہارون کے بیٹے کا رکھو۔ پس حضرت نے حسنؑ نام رکھا۔ جب ساتواں دن ہوا۔ حضرت نے دو اہلین کو سفند حقیقہ میں فزح کئے۔ اور اسماء بنت عمیس دایہ کو ایک دان اور ایک مشرفی عطا فرمائی۔ اور امام حسنؑ کے سر مبارک کے بال کٹوا کر برابر چاندی کے تصدق کر دیئے۔ اور امام حسنؑ کے سر مبارک پر خلوق کہ ایک خوشبو ہے لگائی۔ اور فرمایا اے اسماء خون حقیقہ بچہ کے سر پر ملنا۔ اس نے کہا۔ بعد ایک سال کے امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا اے اسماء میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ۔ پس میں امام حسینؑ کو سفید کپڑے پہنا کہ حضرت کی خدمت میں لائی۔ آنحضرتؐ نے دامنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اپنے دامن میں لے کر رونے لگے۔ اسماء نے کہا۔ یا حضرت آپؐ پر سے میرے ماں باپ قرآن ہوں۔ آپؐ کیوں روتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اسماء باغی اور ظالم بعد میرے اس فرزند کو شہید کریں گے خدا میری شفاعت ان ظالموں کے حق میں قبول نہ فرمائے۔ پھر ارشاد کیا۔ اے اسماء یہ جو غافلہ سے بیان دکھایا کیونکہ یہ فرزند ابھی متولد ہوا ہے۔ اس غم و مصیبت کا سننا اسے مضرب و گلاب بھر جناب امیرؑ سے کہا۔ اے علیؑ تم نے اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا حضرت اس فرزند کا نام رکھنے میں۔

میں نے آپ سے سبقت نہیں کی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں بھی اپنے پروردگار پر سبقت نہ کروں گا۔
 ناگاہ جبریل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ خداوند علیٰ اعلیٰ نے آپ کو سلام کہا۔ اور فرمایا۔ اپنے اس فرزند
 کا نام مثل ابراہیم کے چھوٹے فرزند کے رکھو۔ پس آنحضرت نے حسینؑ نام رکھا۔ اور بعد بچم دو گونہ
 عقیقہ ذبح کئے۔ اور قایلہ کو ایک دان اور ایک دینار عطا کیا۔ اور بل منوہا کو ہون ان کے چاندی تصدق
 فرمائی۔ اور پھر استرا اس پر ملا۔ اور فرمایا۔ فعل جاہلیت ہے۔ ایضاً امام رضا سے روایت ہے۔ کہ امام حسن
 اور حسینؑ میں بقدر مدت مکمل فاصلہ تھا۔ اور احادیث معتبہ فریقین نے جناب رسول خدا سے ولایت
 کی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں نے حسینؑ اپنے دو نو فرزندوں کو بنام شیر و شبیر دو سپہ سالاروں
 واسطے ان کی کرامت و بزرگواری کے۔ جو بارگاہ خدا میں ہے۔ صحنی کیا اور بروایت دیگر فرزندانِ فاطمہ کا
 حسنؑ حسینؑ و محسنؑ جو شکم فاطمہ میں شہید ہوا۔ ماسم سپہ سالاروں شیر و شبیر و شہر نام رکھا۔ اس لئے کہ
 علیؑ بزرگ ہارون ہے۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے بسند معتبر امام جعفر صادقؑ خداوند عالم نے جناب
 رسول خداؐ کے لئے نام امام حسنؑ کا موعود جو بہشت ہدیہ بھیجا اور آنحضرتؐ نے امام حسینؑ کا نام امام حسنؑ کے نام
 نقش نگین حضرت امام حسنؑ علیہ السلام۔ سے متفق فرمایا۔ ایضاً امام رضا سے روایت کی
 ہے کہ نقش جناب امام حسنؑ علیہ السلام اور بروایت دیگر الحمد للہ تھا۔ اور بعض کتب معتبہ میں
 روایت ہے کہ امام فضلؑ موعود عباسؑ نے خدمت حضرت رسولؐ میں عرض کیا۔ میں نے خواب میں
 دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک کا ٹکڑا میرے دامن میں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ انشاء اللہ فاطمہ کے
 ہاں فرزند پیدا ہوگا۔ اور تم اس کی تربیت کرو گی۔ پس جس دن امام حسنؑ متولد ہوئے۔ آنحضرتؐ نے
 انھیں کی گود میں دیدہ اور کہا کہ تم فرزند عباسؑ کا دو دھاسے پاؤ۔ قطب ماوردیؒ نے جناب خلیفہ
 روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ فرزند ان شیر خواؤ فاطمہؑ پاس گئے۔ اور اپنا آب دہان مہر نشان
 فرزندوں کے منہ میں ڈالتے اور فاطمہؑ سے فرماتے تھے تم ان دونوں کو دھو نہ دو۔ ابن شہر آشوب
 نے کتب مخالفین سے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ ایک راہب اونٹ پر سوار مدینہ میں آیا۔ اور
 کہا مجھے خاتہ فاطمہؑ تباہ و جب بد دولت پر پہنچا۔ کہا اسے فاطمہؑ اپنے دونوں فرزندوں کو بچھے دکھاؤ۔
 جناب فاطمہؑ نے حسینؑ کو دکھانے کو بھیجا۔ راہب نے وہ دونوں شاہزادوں کو پہلے کیا اور وہ کہنے
 لگے ان دونوں کے نام تو ریت میں شبیر و شبیر اور انجیل میں طاب و طیب ہیں اور اس کے بعد جناب
 رسول خداؐ کے اوصاف دریافت کئے اور مطابقت ان اوصاف کے جو کتب میں اس نے پڑھے تھے۔
 شہادت دی اور مسلمان ہوا۔ ایضاً ایک گروہ سے روایت ہے کہ حسینؑ سے پہلے اور کوئی ان سے

نام بزرگوار سے سبھی نہیں ہوا تھا۔ اور یہ ان کے معجزات سے ہیں جس طرح کوئی بائیم محمد و علی
 سبھی ہوئے تھے اور خدا تعالیٰ میں فرماتا ہے کہ ہم نے پہلے اس کے ہمنام اس کا کسی کو قرار نہیں
 دیا۔ کتاب عبدون المعجزات میں روایت ہے کہ حسین ران چپ فاطمہ سے پیدا ہوئے۔ اور عیسیٰ ران
 بیان حقیقہ امام حسنؑ۔ راست مریم سے ہوئے۔ کلینی نے بسندائے صحیح جناب صلاق
 سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ نے برہہ ہفتم ولادت حسنین میں نہ دیا حقیقہ میں ذکر کیا۔ اور حسین
 کے سر کے بال مونڈے اور ہونہ والوں کے چاندی تصدق فرمائی۔ اور چند احادیث دیگر میں جناب صادق
 سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے عقیقہ حسنین میں منیڈھا ذکر کیا۔ یہ دعا
 پڑھی۔ بِسْمِ اللّٰهِ عَقِيقَةُ عُثْمَانَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَظَمَ اللّٰهُ عَظَمَهُمَا وَحَمَّاهُ ابْنَاهُ وَوَدَّعَاهُ
 بَدَمَهُ وَشَجَّرَهُمَا بِشَجَرَةِ النَّاحِیَةِ اَجْعَلْهُمَا وَثَاءَ لِحَمْدِ وَاللّٰهِ اَيْضًا۔ بسندائے معتبر
 امام رضا سے روایت ہے کہ جب امام حسنؑ متولد ہوئے جبریل ہودہ تم نہنیت کو آئے اور آنحضرتؐ سے
 کہا۔ اے محمدؐ اپنے فرزند کا نام اور کنیت رکھو۔ اور سر کے بال مونڈو اور ایک عقیقہ فسخ کرو۔ اور اپنے
 فرزند کا کان چھیدو اور حبیب امام حسینؑ متولد ہوئے۔ پھر جبریل آئے اور وہی احکام لائے۔ اور پھر
 آنحضرتؐ نے تعمیل کی۔ اور فرمایا دو گیسو بائیں طرف سر پر رکھو اور سوراخ داہنے کان کی لومیں کیا۔ اور
 بائیں کان میں اوپر کی طرف سوراخ کیا۔ اور دوسری روایت میں وارد ہے کہ وہ دو گیسو درمیان سر رکھے تھے۔
 اَيْضًا۔ بسند معتبر امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خداؐ کو شب معراج لے گئے۔
 حضرت نے زمین پر دو رکعت نماز ادا کی۔ امدان میں سے نماز ہائے واجب دو رکعت تھی۔ امد جب حسنین
 متولد ہوئے۔ ان دو رکعت بزرگ کے شکریہ میں سات رکعت اور اضافہ کی اور خدا نے اجازت دی۔
 بیان حلیہ مبارک امام حسنؑ۔ کشف الغمہ میں روایت ہے کہ رنگ مبارک امام حسنؑ سرخ و سفید
 تھا۔ اور چشم ہائے مبارک کشادہ اور بہت سیاہ تھیں۔ اور رخسارہ مبارک ہموار تھے۔ اور بچے نہ تھے۔ اور
 ایک خطہ ہار ایک درمیان شکم مبارک تھا۔ اور ریش مبارک بہت گھنی تھی۔ اور سر کے بال بڑے رکھتے
 تھے۔ اور گردن مبارک نور و صفایں مثل شمشیر نظر تھی جس پر صیقل کیا ہوا۔ اور سر ہائے استخوان مند
 تھے۔ اور درمیان دو شہاٹے مبارک کشادہ اور بلند تھا۔ اور تمام خلایق سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اور
 سماہ خضاب فرماتے تھے۔ بال گھونگر والے تھے۔ اور جسم شریف نہایت لطیف تھا۔ اَيْضًا۔ جناب ہمیر
 سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ اور علیؑ حضرت رسولؐ سے نسبت تمام خلایق کے بہت شیبہ تھے۔
 امام حسینؑ انہ سر تا پا شیبہ جناب رسول خداؐ تھے۔

فصل دوسری، بیان فضائل امام حسنؑ

ابن ابیہ وغیرہ نے کتب معتبرہ مخالفین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا: بروقتاً عرش الہی کو ہر زینت سے مزین کریں گے۔ اور دو منبر لہ کے لائیں گے۔ ان کا طول ایک سو میل کا ہوگا۔ کہ ہر ایک میل ثلاث فرسخ کا ہے۔ پھر ایک منبر جانب راست عرش اور دوسرا جانب چپ رکھیں گے۔ پس حسینؑ کو لائیں گے۔ ایک منبر چپ اور دوسرے پر حسینؑ بیٹھیں گے۔ اور خدا اپنے عرش کو ان سے مزین کرے گا۔ جس طرح عورت دو گونہ عرواح سے اپنی زینت کرتی ہے۔ ایضاً مخالفین سے روایت ہے کہ ایک مرد عراقی عبداللہ بن عمرؓ اس آیا۔ اور پوچھا۔ اگر کوئی شخص حالت احرام میں ایک لہجہ کو مارے اس کا کیا حکم ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ دیکھو یہ شخص آیا ہے۔ اور خون پیشہ سے سوال کرتا ہے۔ ان لوگوں نے فرزند رسولؐ کو شہید کیا۔ اور میں نے جناب رسولؐ خدا سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ حسینؑ دنیا میں میرے باغ کے دو پھول ہیں۔ محدثین فریقین نے بسند ہائے معتبرہ روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا: حسینؑ سید جوانان بہشت ہیں۔ اور روایات متعددہ میں مخالفین سے مذکور ہے کہ ان کا پدہ ان سے بہتر ہے۔ ایضاً بطریق فریقین منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میں نے حسنؑ کو اپنا علم و ہدایت دی۔ اور حسینؑ کو جو در و رحمت اپنی بخشش۔ ابن ابیہ نے اد طریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ ابن عمرؓ نے کہا ہے۔ کہ حسینؑ کے پاس دو تونڈ تھے جن میں بیڑاٹے ہالی جبرئیل سفید مہرے ہوئے تھے۔ ایضاً ابن ابیہ وغیرہ نے کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ کہ جناب فاطمہؓ مرض حضرت رسولؐ میں حسینؑ کو آنحضرتؐ پاس لائیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہؐ یہ آپ کے فرزند ہیں۔ کچھ ان کو میراث میں دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ حسنؑ اس کو میں نے اپنی بزرگواری و ہدایت دی۔ اور حسینؑ کو اپنی بزرگواری و بخشش۔ و بہروایت دیگر اپنی سخاوت و شجاعت بخشش۔ ابن ابیہ نے بسند معتبرہ امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسولؐ نے فرمایا: فرزند ہر شخص کا پھول ہے۔ اور میرے دو پھول دنیا میں حسینؑ ہیں۔ ایضاً بسند معتبرہ روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ نے فرمایا: حسینؑ بعد میرے اور بعد اپنے ہاپ کے بہترین اہل زمین ہیں۔ امدان کی ملا بہترین زمان اہل زمین میں ہے۔ شیخ طوسیؒ وغیرہ نے بطریق مخالفین ابیہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ نے فرمایا: جس نے حسینؑ کو دوست رکھا۔ تحقیق اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے ان کو دشمن رکھا۔ اس نے مجھے دشمن رکھا۔ کتاب کفایہ میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حسینؑ

سے فرمایا تم دونوں میرے بعد امام ہو۔ اور بہترین جوانان بہشت ہو۔ اور گناہوں سے معصوم ہو۔ خدا تمہاری حفاظت کرے۔ اور جو تم سے دشمنی کرے ان پر خدا لعنت کرے۔ ابن ابیہریرہؓ و شیخ طوسیؒ و ضمیرؒ و غیرہ نے بسندائے بسیار روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نے حسینؑ سے فرمایا: آپس میں کشتی اٹھو۔ اور اے حسنؑ تم حسینؑ کو زمین پر گرادو۔ جناب فاطمہؑ نے کہا: مجھے تعجب ہے کہ آپ کس طرح بڑے فرزند کو چھوٹے پر جرات دیتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: ہم من کو اور جبریلؑ سین کو تو بھی کہتے ہیں۔ کشف الغمہ میں کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ کہ آل محمدؑ پاس ایک چادر حبیبہؓ تھی۔ جب جبریلؑ آتے تھے۔ ان کے لئے بچھاتے تھے۔ جبریلؑ اس چادر پر بیٹھتے تھے۔ اور سوائے جبریلؑ کے کوئی اس پر نہ بیٹھا تھا۔ اور جب جبریلؑ آسمان پر مہلتے تھے۔ اس چادر کو آل محمدؑ اٹھا لیتے تھے۔ اور جبریلؑ جب پروردگار کے آتے تھے۔ ان کے رزق سے بڑھ کر اٹھا لیتے تھے۔ جناب رسول خداؐ ان دینہ کو جمع کرتے تھے۔ اور قنویذ میں حسینؑ کے رکھتے تھے۔ ایضاً کتاب حبیبہؓ الاولیاء میں روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ امام حسنؑ کو اپنے پیش مبارک پر سوائے کپڑے فرماتے تھے جو مجھے دوست رکھے لازم ہے اس فرزند کو دوست رکھے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی ہے کہ ابوہریرہؓ نے کہا میں جس وقت امام حسنؑ کو دیکھتا ہوں۔ انکو میری آنکھوں سے ہماری ہونے میں۔ اس لئے کہ میں ایک سدا حاضر تھا۔ امام حسنؑ دوڑنے آئے۔ اور جناب رسول خداؐ کی گود میں بیٹھ گئے۔ پس حضرت نے اپنے فرزند کا منہ کھولا۔ اور اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ کر فرمایا۔ خداوندگار میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ جو اسے دوست رکھے میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ اور تین مرتبہ اس سخن کو فرمایا۔ ابن ابیہریرہؓ نے بسندائے معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ ایک رات جناب حسینؑ جناب رسول خداؐ کے گھر میں کھیل رہے تھے۔ یہاں تک کہ غلطی رات گزر گئی۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اپنی ماں پاس جاؤ۔ جب گھر کے باہر گئے۔ ایک برق نور ان کے سامنے ظاہر ہوئی۔ اور اس کی روشنی میں دونوں شاہزادے اپنی ماں پاس گئے۔ جب جناب رسول خداؐ نے وہ حالت مشاہدہ فرمائی۔ کہا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے ہم اہل بیت کو گرامی و بندگ فرمایا۔ ابن قنویذؒ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ تمھارا وہ فرد نہ یعنی حسینؑ نے فاضل کر دیا ہے کہ بعد ان کے دوسرے کو دوست کو دوست رکھوں۔ کہ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کو دوست رکھوں اور ہر روایت دیگر بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ عمران بن حصینؓ نے کہا۔ ایک روز جناب رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا کہ ہر چیز کے لئے آدمی کے دل میں ایک محل و منزل ہے۔ اور کوئی چیز

میرے دل میں نہیں۔ مگر مثل محبت حسنینؑ عمران نے کہا۔ آپ اس قدر حسنینؑ کو دوست رکھتے ہیں انھیں عزت
نے فرمایا اے عمران جو کچھ تو نہیں جانتا ہے اس سے بھی زیادہ ہے تحقیق کہ خدا نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا
تھے۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسول خداؐ نے بدوستی و محبت حسنینؑ
حکم دیا ہے۔ پس میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جو ان کو دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔
اس لئے کہ رسول خداؐ ان کو دوست رکھتے تھے۔ ایضاً روایت ہے کہ ابن مسعودؓ نے کہا میں نے رسول
خداؐ سے سنا کہ جو مجھے دوست رکھے۔ چاہے وہ حسنینؑ کو بھی دوست رکھے۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے ان
کی دوستی کا بھی حکم دیا ہے۔ ایضاً بسند معتبر امام محمدؒ باقر سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے
فرمایا جو عروۃ الوثقیٰ سے متمسک ہو یا چاہے کہ خدا نے ان کے لئے قرآن میں حکم فرمایا ہے کہ وہ میری ٹہنی
والی نہیں۔ پس علیؑ اور حسنینؑ کو دوست رکھے تحقیق ان کو اپنے عرش عظمت و جلال پر دوست
رکھتا ہے ایضاً جناب عمارق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو کوئی حسنینؑ کو
دوست رکھے گا۔ روز قیامت اس کے چہرے کا گوشت جھڑا ہو گا۔ اور میری شفاعت اس کو نصیب
ہو گا۔ ایضاً بسند صحیح حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ نے
حسینؑ کے ہاتھ اپنے دست مبارک میں لئے اور فرمایا جو کوئی ان دو فرزندوں اور ان کے من بابا
کو دوست رکھے پس وہ روز قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو گا۔ شیخ مفیدؒ نے بطریق مخالفین
روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو شخص حسنینؑ کو دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا
ہوں۔ اور جسے میں دوست رکھتا ہوں۔ خدا اسے دوست رکھتا ہے۔ اور جسے خدا دوست رکھے۔ اس کو داخل
بہشت کرتا ہے۔ اور جو شخص حسنینؑ کو دشمن رکھے میں اس کو دشمن رکھتا ہوں۔ اور جسے میں دشمن رکھوں خدا
اسے دشمن رکھتا ہے۔ اور جسے خدا دشمن رکھے۔ اس کو داخل جہنم کرتا ہے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی
ہے ایک روز جناب رسول خداؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ حسنینؑ آئے اور پشت آنحضرتؐ پر سوار ہوئے ہر سجدہ
سے اٹھایا۔ نہایت لطف و مدارا سے حسنینؑ کو سنبھالے رہے۔ پھر جب سجدہ میں گئے پھر حسنینؑ سوار ہو
گئے۔ جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے۔ دونوں صاحبزادوں کو زانوؤں پر بٹھایا۔ اور فرمایا جو مجھے بہت
رکھے اسے لازم ہے کہ میرے ان دونوں کو دوست رکھے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی ہے کہ جناب
رسول خداؐ نے فرمایا حسنینؑ وہ گروہ شہداء عرش میں۔ اور فرمایا بہشت نے خدا سے کہا کہ میں تو نے بدحواس
اور محتاجوں کو ساکن کیا ہے۔ خدا نے بہشت کو ندا فرمائی۔ آیا تو راضی نہیں کہ میں نے تیرے ارکان کو حسنینؑ
سے زینت دی ہے پس بہشت نے ملا کہا جس طرح عروس تاد کر تی ہے۔ ایضاً روایت کی ہے کہ

امام حسنؑ اور امام حسینؑ حج کو پیادہ پا جاتے تھے اور راہ میں جو ان کو پیادہ دیکھتا تھا خود بھی سواری سے اتر کر پیادہ ہو جاتا تھا پس بعض لوگوں پر گراں گذرا اور سعد بن ابی وقاص سے کہہ کر ہم پر پیادہ چلنا دیکھو رہے۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم سوار ہیں۔ اور یہ دو بزرگ پیدل چلیں۔ پس سعد نے یہ کیفیت امام حسنؑ سے عرض کی کہ آپ بھی سوار ہوں۔ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کہ ہم نے زندگی پہلے کہ پیادہ چلیں اور سوار نہ ہوں۔ لیکن ہم دوسری راہ سے جاؤں گے کہ لوگوں پر گراں نہ گذرے۔ شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ بام تشریف لائے۔ اور سنین کے اہل بیتؑ اپنے دست ہائے مبارک میں لئے ہوئے تھے۔ پس فرمایا۔ ان دو فرزند کو بچپن میں میں نے تربیت کی۔ اور بزرگی میں ان کے لئے دعا کی۔ اور خدا سے تین خصلتوں کا ان کے لئے خواستگار ہوا۔ دو خصلت مجھے عطا کیں اور تیسری سے منہ کیا میں نے خدا سے سوال کیا۔ کہ انہیں گناہوں اور عیبوں سے ظاہر و مظهر و اخلاق ذمیرہ سے پاکیزہ کرے۔ پس خدا نے قبول فرمایا۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ ان کو اور ان کی لذیت کو۔ اور ان کے شیعوں کو آتش جہنم سے محفوظ رکھے۔ پس خدا نے قبول کیا۔ پھر میں نے خدا سے سوال کیا کہ میری امت کو ان دونوں فرزندوں کی محبت پہنچ کرے۔ پس خدا نے فرمایا۔ اے محمدؐ میں نے حکم کیا ہے کہ جو حق حکم کرنے کا ہے۔ اور امور و قدر کئے ہیں۔ جو حق تقدیر ہے۔ تحقیق کہ تمہاری امت کے بعض لوگ تمہارے عہد کو یہود و نصاریٰ و مجوس کے حق میں وفا کریں گے۔ اور تمہارے عہد و پیمان ماناں کہ تمہارے فرزندوں کے حق میں تو طعنے لائیں گے۔ تحقیق کہ میں نے اپنے اوپر واجب کیا ہے کہ جو کوئی ایسا کرے۔ اس کو اپنے محل کرامت میں نہ آنے دوں گا۔ اور داخل بہشت نہ کروں گا۔ اور اس پر نظر رحمت برز قیامت نہ کروں گا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ سے پوچھا۔ آپ اپنے اہل بیت میں سے زیادہ کس کو دوست رکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ حسینؑ کو۔ ایضاً بطریق مخالفین ابن مسعود و ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ ایک روز جناب رسول خداؐ تشریف لائے اور حسینؑ کو اپنے دوست ہائے مبارک پر سوار کئے ہوئے تھے۔ تبھی امام حسنؑ کو اور کبھی امام حسینؑ کو پکارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت علیؑ کے قریب پہنچے۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ جو ان کو دوست رکھے اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جو ان کو دشمن رکھے اس نے مجھے دشمن رکھا۔ ایضاً روایت کی ہے۔ ایک سال پانی کم ہوا۔ اور شیعہ مسلمانوں پر غالب ہوئی۔ پس جناب فاطمہؑ حسنینؑ کو خدمت آنحضرتؐ میں لائیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ! ان بچوں کو تائب نہ کیں۔ یہ سن کر حضرت نے امام حسنؑ کو بلا لیا۔ اور زبان مبارک ان کے منہ میں دی اور وہ چوہے بن گئے۔ یہاں تک کہ میرا ب ہو گئے۔ پھر امام

حسینؑ کو بلا بلا اندھان مہجر نشان ان کے منہ میں دی۔ اور وہ بھی سیراب ہو گئے۔ ایضاً۔ جناب امیرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور ہائے مہلک ہمارے محراب میں داخل کئے جس نے پانی مانگا حضرت اٹھے۔ اور گو سفند پاس گئے کہ دو دو تیرتی تھی۔ اور اپنے دست مہلک سے دو دو حسن کے لئے دیا۔ اور کاندھ دو دو کا حسن کو دے دیا۔ حسینؑ نے چاہا کہ کاندھ دو دو کا حسن سے لیں۔ حضرت نے منع کیا۔ فاطمہؑ نے کہا۔ گویا حسنؑ کو آپ حسینؑ سے زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ بلکہ میں اول چونکہ حسنؑ نے پانی مانگا تھا۔ میں نے چاہا کہ وہ پانی پی لیں۔ تحقیق کہ ہم اور تم اسیہ دونوں نے دیدہ میرے اندھلی بہرہ قیامت ایک درجہ میں ہو گئے۔ ایضاً۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نے رسول خداؐ کو دیکھا کہ آپ حسینؑ کے منہ کو جس طرح کوئی میوہ جو سے جو رہے تھے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خداؐ نے منبر پر صائے گریہ حسینؑ مبنی قیامہ منبر سے نیچے آئے اور ہمارا ان کو چپ کیا۔ اور پھر کہ ارشاد فرمایا کہ صائے گریہ حسینؑ سے میں ایسا جیتاب ہوا کہ گویا عقل مجھ سے ہر طرف ہو گئی۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ ایک روز جناب رسول خداؐ منبر پر تھے۔ اور حسینؑ مسجد میں آئے۔ کپڑے رنگین پہنتے تھے۔ کبھی اٹھتے تھے۔ کبھی گرے تھے۔ جب حضرت کی نظر ان پر پڑی۔ منبر سے نیچے آئے حسینؑ کو گود میں لے لیا۔ اور لاکر اپنے سانسے بٹھایا۔ اور فرمایا۔ میرے فرزند میرے بارہ جگر ہیں۔ کہ زمین پر چلتے ہیں۔ ایضاً۔ بطریق بسیدہ جامہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا۔ خدا نے ہر پیغمبر کی اس کے صلب سے ظاہر کیا۔ اور ہر غصص کی بیٹی کے فرزند اپنے باپ سے منسوب ہوتے ہیں۔ اور میری فدیت علیؑ سے ظاہر فرمائی۔ فرشتہ فاطمہؑ میں ان کا باپ ہوں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حسینؑ درمیان امت میری لغت میں۔ ایضاً۔ جامہ طے سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں حضرت رسولؐ کی خدمت میں گیا۔ دیکھا کہ حسینؑ کو اپنی پشت مبارک پر سوار کئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں تمہارا اونٹ اچھا ہے اور تم سوار بھی اچھے ہوئے۔ اور تمہارا باپ تم سے بہتر ہے اور اس حدیث کو بسند ضعیف سے تفسیر مخالفین نے بھی جناب رسول خداؐ سے نقل کیا۔ بیان تسبیح انگور و انار۔ ایضاً۔ تفسیر ثعلبیؒ میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ ہمید ہوئے۔ پس جبرئیلؑ ایک طبق انگور و انار بہشت سے حضرت کے لئے لائے جب حضرت نے چاہا تناول کریں۔ حضرت کے ہاتھ میں میوے تسبیح کہی پس حسینؑ آئے اور وہ میوہ تناول کیا۔ اور ان کے ہاتھوں میں بھی میوہ نے تسبیح کہی۔ پس جناب امیرؑ آئے اور وہ میوہ تناول کیا۔ اور جناب امیرؑ کے ہاتھ میں بھی میوہ نے تسبیح کہی۔ بعد ازاں ایک شخص اصحاب میں سے آیا۔ اٹھا کہ چاہا کہ

کھائے۔ اس میوہ نے اس کے ہاتھ میں تسبیح نہ کہی۔ جبریل نے کہا۔ یہ وہ طعام ہے کہ اس میں سے نہیں کھاتا۔ مگر پیغمبر یا وحی یا اس کے فرزند۔ ایضاً۔ امام رضا سے روایت ہے کہ کسی عید پر جامہ لائے بہشتِ سفید حسنینؑ۔ حسنینؑ پاس کپڑے دیکھے۔ پس حسنینؑ اپنی ماں پاس گئے اور کہا۔ سب اطفال مدینہ نے ہمارے بغیر زینت کی ہے۔ آپ ہمیں کیوں مزین نہیں کرتیں۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ تمہارے کپڑے دزدی کے پاس ہیں۔ جب وہ لائے گا۔ میں تم کو پہنا دوں گی۔ جب شب عید ہوئی۔ دوسری دفعہ حسنینؑ اپنی ماں پاس آئے۔ اور کپڑے مانگے۔ جناب فاطمہؑ نے لگیں۔ اور پھر وہی جواب دیدرات کو جب اندھیرا ہوا۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ کون ہے۔ اس نے کہا۔ اے دختر رسول خداؐ میں درزی ہوں۔ اور آپ کے فرزندوں کے کپڑے لایا ہوں۔ جناب فاطمہؑ نے دروازہ کھولا۔ ایک شخص نہایت باجالات و مہابت و کوفی منظر گھٹھری کپڑوں کی جناب سیتہؑ کو دے کر چلا گیا۔ جناب فاطمہؑ جب گھر میں آئیں اور گھٹھری کھولی اس میں دو پیراں اور دو کرتے اور دو زیر جامہ اور دو چادریں اور دو عمامے اور دو موڑہ سیاہ کہ عقبہ ان کا پوست سرخ سے تھا۔ دیکھے۔ پس حسنینؑ کو جگایا۔ اور کپڑے ان کو پہنائے۔ ناگاہ حضرت رسول خداؐ تشریف لائے اور حسنینؑ کو مزین کیا ہوا دیکھ کر گود میں لے لیا۔ اور پیادہ کر لے گئے۔ پھر جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ اے فاطمہ دزدی کپڑے دے گیا۔ کہا۔ ہاں۔ یا رسول اللہؐ۔ آپ نے جو کپڑے دزدی کے ہاتھ بیچے تھے۔ وہ دے گیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ وہ درزی نہ تھا۔ بلکہ رضوان خادن بہشت تھا۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آپ کو کس نے خبر دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ رضوان اسمان پر پڑے قصہ جام بلور سرخ لبریز مشک و عنبر۔ سے پہلے مجھے خبر دے گیا۔ ایضاً۔ بسند مخالفین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم حضرت رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ جبریل آئے۔ اور ایک جام لبریز سرخ بلور مشک و عنبر سے لائے اور کہا۔ السلام علیک یا محمدؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور اس جام کو تحفہ دیتا ہے اور حکم کرتا ہے یہ جام علیؑ اور ان کے دو فرزند کو تحفہ دو۔ حبیب جام جناب رسول خداؐ کے ہاتھ میں آیا۔ اور بقدرت خداؐ گویا ہوا۔ اور تین مرتبہ لا الہ الا اللہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ پس زبان فصیح کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ طہاما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ جناب رسول خداؐ نے سونگھا۔ اور بسم تحفہ جناب امیرؑ کے ہاتھ میں دیا۔ جب وہ جام دست مبارک امیر المؤمنینؑ میں آیا۔ گویا ہوا۔ اور کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتو

الزکوة وھم راكعون پس جناب امیر نے سوگھا، اور برہم تھے امام حسنؑ کو دیا، عام ان کے ہاتھ میں آیا، اور گویا ہوا، اور کہا۔ عہد یتسانکون معن النباء العظیم الخی ہم فیہ مختلفون۔ پس امام حسنؑ نے سوگھا، اور برہم تھے امام حسینؑ کو دیا۔ جب امام حسینؑ کے ہاتھ میں وہ عام آیا، گویا ہوا، اور کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم قل لا افسکم علیہ اجرا اکا المود لا فی الصری۔ امام حسینؑ نے رسول خداؐ کو واپس دیا، پھر وہ عام گویا ہوا۔ سنو! السموات والارض تا آخر ایہ بڑھ کر حضرت کے دست مبارک سے غائب ہو گیا، معلوم نہ ہوا۔ آسمان پر چلا گیا۔ یا زمین کے اندر۔ ایضاً۔ کتاب ملیۃ الاولیاء، مسند احمد و کتب متعددہ میں اہل سنت نے روایت کی ہے۔ ایک روز رسول خداؐ پر حالت نزول وحی غافل ہوئی، اور جب آثار وحی منقطع ہوئے، ارشاد کیا۔ ایک فرشتہ آیا کہ پہلے اس کے گزرتے زمین پر نہ آیا تھا، اس نے خدا سے اجماعت چاہی کہ مجھ پر سلام کرے اور بشارت دے کہ حسینؑ بہترین جوانان بہشت ہیں۔ اور فاطمہؑ بہترین زنان اہل بہشت ہیں۔ باسانید بسیار کتب اہل سنت میں لکھا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے امام حسنؑ سے کہا۔ تم مجھ سے سعادت میں میرے شبیہ ہو، باسانید متعددہ کتب مخالفین میں لکھا ہے۔ طول و ادن سجدہ بسبب امام حسنؑ۔ ایک روز جناب رسول خداؐ نماز کو کھڑے ہوئے، اور امام حسنؑ پہلوئے آنحضرت میں تھے۔ جب حضرت سجدہ میں گئے، امام حسنؑ ان کے دو پیش پر سوار ہوئے اور حضرت نے سجدہ کو طول دیا۔ راوی نے کہا۔ میں نے سر سجدہ سے اٹھایا، دیکھوں سبب طول سجدہ کیا ہے پس میں نے دیکھا۔ امام حسنؑ دو پیش مبارک کچھ سوار میں۔ جب حضرت نے سلام نماز کیا، اصحاب نے عرض کیا۔ یا حضرت آپ نے اس قدر سجدہ طویل فرمایا کہ قبیل اس کے کبھی ایسا طویل نہ دیا تھا۔ ہم نے گمان کیا کہ سجدہ میں آپ پر وحی نازل ہوئی حضرت نے فرمایا۔ مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی ہے، لیکن یہ فرزند میرے کندھے پر تھا۔ میں نے نہ چاہا کہ اس کے آثار نے میں تکمیل کروں، اس وجہ سے میں نے سجدہ کو طول دیا۔ اور بروایت دیگر اصحاب نے کہا۔ آپ اس فرزند کی ایسی رعایت کرتے ہیں کہ اوروں کی نہیں، ایسی رعایت کرتے، حضرت نے فرمایا، یہ میرا بھائی ہے۔ ایضاً مخالفین نے حاکم سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو چاہے بہتر و سوار جوانان اہل بہشت کو دیکھے، پس وہ حسنؑ بن علیؑ کو دیکھے۔ یغنی طوسیؑ نے ابن عباسؑ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے مکان پر گئے، اور بنی آوازیں دیں، کوئی جواب نہ آیا، حضرتؐ نزدیک دیوار آگے بیٹھ گئے۔ اور میں بھی پہلوئے آنحضرتؐ میں بیٹھ گیا، ناگاہ امام حسنؑ گھر سے باہر آئے منہ

دعویا اٹھا۔ اور گروان جدمحلے میں تھا۔ پس آنحضرتؐ نے اپنے دستہائے مبارک پھیرا کہ بلند کئے۔ اور امام حسنؑ کو اٹھا کر سیدہ سے لگایا۔ اور پیار کر کے کہا۔ یہ میرا فرزند اس امت کا بزرگوار ہے۔ اور شاید خدا بکرت حسنؑ اس امت کے دیگر وہوں میں اصلاح کرے۔ کتاب کشف الغمہ میں لکھا ہے۔ نشان وادان جبرئیل باغ بنی نجار۔ بطریق مخالفین سلیمان اثنی سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز میں مجلس اروان الرشید میں حاضر تھا کہ ذکر نام جناب امیرؑ تھا۔ پس آمدن نے کہا کہ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ میں علیؑ اور حسینؑ کا دشمن ہوں۔ اور وہ حقیقت ایسا نہیں۔ کیونکہ میرے باپ نے اپنے آباء سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ کہ میں ایک روز حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہؑ گریاں گھر سے باہر آئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ کیوں مدعتی ہے جناب فاطمہؑ نے کہا۔ حسنینؑ گھر سے باہر گئے۔ اور قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہاں چلے گئے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ پند تجھ پر سے فدا کر یہ نہ کہ تحقیق کہ جس خدائے ان کو پیدا کیا ہے۔ وہ تجھ سے زیادہ ان پر مہربان ہے۔ پھر فرمایا۔ خداوند اگر حسنینؑ صحرا میں گئے ہوں۔ ان کی حفاظت کرنا۔ اور اگر صحرا میں ہیں۔ ان کو سلامت رکھنا۔ ناگاہ جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا۔ اے احمدؑ تم گنبد مخزونؑ کو حسنینؑ دنیا و آخرت میں افضل ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ اور اس وقت حسنینؑ باغستان بنی نجار میں امام کر رہے ہیں۔ اور ان پر حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایک فرشتہ ان پر موقوف کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم بھی ہمراہ حضرت اٹھے۔ یہاں تک کہ داخل حدیقہ بنی النجار ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ حسنؑ گروان حسینؑ میں باہیں ڈالے امام کر رہے ہیں اور فرشتہ ان کے چہروں پر اپنے پردوں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ پس حضرت نے امام حسنؑ کو اور فرشتہ نے امام حسینؑ کو اٹھایا۔ لوگوں نے چونکہ فرشتہ نہ دیکھا تھا۔ یہ سبانا کہ خود دونوں فرشتوں کو حضرت نے اٹھایا ہے۔ پس ابو بکر اور ابو الیوب انصاری حاضر ہوئے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہؐ ایک فرزند کو آپ ہمیں کیوں نہیں دیتے کہ آپ کا بوجھ کم ہو جائے حضرت نے فرمایا۔ انہیں دینے دو۔ کہ یہ افضل و بزرگ دنیا و آخرت میں ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے فرمایا۔ آج میں ان کو مشرف کرتا ہوں۔ جیسا کہ خدا نے ان کی مشرف کیا ہے۔ یہ فرما کر ایک خطبہ پڑھا اور ارشاد کیا۔ اے ایماندار! تم مجھے جانتے ہو میں ان کی خبر دوں جو سب سے سب و نسب میں افضل ہیں۔ صحابہ نے عرض کی۔ اے یا رسول اللہؐ بیان کیجئے حضرت نے فرمایا۔ حسنینؑ سب سے بہتر و اصل ہیں۔ اس لئے کہ ان کا نام رسول خدا اور مافی خدیجہ خطبہ رسولؐ مشتمل بر فضائل حسنینؑ۔ دفتر غولید ہے۔ پھر فرمایا۔ اے ایماندار! تم جانتے

ہو میں تم کو خبر دوں۔ جو اپنے پلے و ماند کے سبب سے بہترین مردم ہیں۔ اصحاب نے کہا۔ یا رسول اللہ بیان فرمائیے حضرت نے کہا۔ وہ حسنینؑ ہیں۔ ان کا پدر علی ابن ابی طالب اور مادر و ختر محمدؐ ہے پس فرمایا۔ ایہا الناس تم مجھ جانتے ہو میں تم کو ان کی خبر دوں۔ جو اپنے بچہ چاہی کے سبب سب سے افضل و بہتر ہیں۔ اصحاب نے عرض کی ان یا رسول اللہ بیان فرمائیے حضرت نے فرمایا۔ وہ حسنینؑ ہیں کہ خالو ان کا قاسم فرزند رسولؐ اور خالہ ان کی زینبؓ و ختر رسولؐ ہے۔ اے حاضرین جاننا چاہیے کہ ان کا باپ اور نانا

نے مسلمانوں کے کچھ فرقوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ کی مندرجہ ذیل چار بیٹیاں تھیں۔ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ فاطمہ زہراء اور ام کلثوم۔ ابو لہب کے کافر بیٹوں کے گھر تھیں اعلان نبوت کے بعد ابو لہب نے اپنے بیٹوں سے طلاق دے دی اور تھیں۔ ابو لہب نے اپنی عمر کے آخری حصہ تک کافر خاندان کے تحت رہیں۔ برخلاف اس کے فرقہ امامیہ کے نزدیک غیر اسلام کی مرت ایک صلیبی بیٹی فاطمہ تھیں۔ یہ تینوں بد بیہ بیٹیاں تھیں اگرچہ حقیقی دختران رسولؐ ہوتیں تو آپ کافروں سے کبھی مان کا عقد نہ کرتے رسول عام انسانوں سے افضل ہے محسوس ایمان و اسلام اور نود ہے اولاد رسولؐ بھی جبر رسولؐ کی حیثیت سے محسوس ایمان اور اسلام دلوں کے لئے اولاد ابو لہب محسوس کفر و شرک ہے۔ یہی شوہر کی حکومت ہوتی ہے ہمیشہ سے۔ لہذا ایسا ہو گا کہ محسوس ایمان محسوس کفر کا حکم اور جبر رسالت کافروں کا خدام۔ یہ عقیدہ گمراہان کی عین میں سے ہے لہذا رسولؐ کی بیٹیاں نہ تھیں۔ دوسرے اعلان نبوت سے پہلے رسولؐ سے خلاف شریعت کوئی فعل کبھی مرتد نہیں ہوا۔ جیسا کہ حیرانہ اثر ابدی حمدی زندہ نبیوں کی عبادت وغیرہ اسی طرح قرآن پاک کے فرقوں کے مطابق آج تک بلکہ قیامت تک مومنہ بیٹی کا عقد کافر سے نہیں ہو سکتا جب شریعت رسولؐ میں مومنہ لڑکی کا نکاح کافر سے حرام ہے تو خود رسولؐ خلاف قرآن عمل کیسے کر سکتا تھا کہ اپنی بیٹی کافر کے عقد میں دے دے۔ اور حضرت علامہ مجلسیؒ نے بھی کہیں ان کہ صلیبی بیٹیاں تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ حیات القلوب میں یہ تحریر فرمایا ہے۔ جسے از علماء خاصہ و عامہ دینی و شیعہ و معتزلہ و ماترک کہ بقیہ و ام کلثوم و زینب و عمران خدیجہ یہ دندانہ شوہر دیگر و بعضے گفتہ اند کہ دختران عالمہ خواہ خدیجہ بودند اب ایسی تقاضی ضرورت میں جہاں جہور علماء ہزاروں کی تعداد میں یہ عقیدہ ظاہر کریں کہ یہ بیٹیاں خدیجہ کے دوسرے شوہر کی تھیں۔ یا بھائیچیاں تھیں حضرت علامہ قاضی نور اللہ شرمسریؒ نے لکھا ہے اعتقاد یسکتی صد ۳۷ و اما بستان الامعان و جہا من عثمان و ہما رقیہ۔ ۱۰ کلثوم فسلمت سکون من الشبی و لا من حند یجما بل کانت بنتی مغیرہ ہما یعنی یہ رسولؐ کی پروردہ بیٹیاں تھیں بلکہ اولاد دوسرے کی تھیں جو عثمان نے تہنیک کر لیں بدلت رسولؐ نے تھیں علامہ نقیؒ ابو جعفر شیخ مفیدؒ ان علمائے خاص کہ مسائل لکھتے ہیں کہ یہ دختران رسولؐ نہ تھیں رکلام لڑکیں بھی جہاں اولاد رسولؐ کے لئے غلط بیانات استعمال ہوئے جیسا کہ قبل لا زہرا جل و نہا تک اولاد یا تہ مباہلہ (باقی ص ۳۴۳)

اور نانی اور عجا اور عجی۔ خالہ اور خالہ بہشت میں ہونگے۔ اور خود یہ بھی بہشت میں ہونگے۔ اور ان کے دوست بہشت میں ہونگے اور ان کے دوست کے دوست بھی بہشت میں ہونگے۔ ایضاً بطریق معنی لغین ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا میں نے شب معراج دیکھا کہ سداۃ بہشت ہر کما تھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی صلیب خدا اور حسینؑ برگزیدہ خدا اور فاطمہؑ کنیز و برگزیدہ خدا ہے اور ان کے دشمنوں پر لعنت خدا ہے۔ ایضاً بطریق معنی لغین عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا علیؑ و فاطمہؑ و حسینؑ احاطہ قدمیں میں ایک قبۃ سفید میں ہونگے کہ سقف اس کی عرش خداوند رحمن ہے۔ کتاب فرووس الاخبار میں کہ کتب مشہورہ اہل خلافت سے ہے۔ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا جنت الفردوس

بقیہ صفحہ ۳۴۳ میں نساۃنا یہ تمام جہنم کے صیغے مرفوعہ کی وجہ سے فاطمہؑ زہراؑ کے لئے استعمال ہوئے عربی میں ایک کی عزت کے لئے جہنم کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے کہ قرأت میں ذات خدا کے لئے انا انزلنا وغیرہ جہنم کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ و خزان رسولؐ مشہور ہونے کی وجہ سے یہ ہے کہ عرب میں ہمدرد لڑکیاں ہالنے والے کی طرف سے منسوب ہوتی ہیں۔ ہذا یہ لڑکیاں و خزان رسولؐ کہلاتی ہیں۔ اور بنی امیہ نے جہاں فضائل اہل بیت کو بھپایا اور عقائد کے لئے اپنے حریفین بذیل۔ وہاں عظمت ملی کو بحیثیت و نادیدی رسولؐ گزارنے کے لئے اپنے تاریخی رپورٹروں سے ان کو رسولؐ کی مہربانی۔ لکھو اگر ہمیشہ کے لئے آئے مارے موبدین اور رسولوں کو امداد رسولؐ کی تعداد کی اصلیت کے متعلق عیسوی گٹھے میں ڈال دیا۔ ہذا بحیثیت پروردگار کے حضرت زینبؑ دام کلثوم و فقیرہ رسولؐ کی ربیب بیٹیاں ہیں۔ اور نبی کریمؐ مدظلہ علیہ طہ پر امت کے باپ ہیں۔ تمام لڑکیاں امت کی نبیؐ کی بیٹیاں ہیں۔ حرب وہ رسولؐ پاکؐ کی وصال پر ایمان لے آئیں۔ اور سابقہ کھروشرک سے توبہ کر لی۔ اب ان کے حنفی ہونے میں شک نہیں ہے۔ ہذا اس عہد سے کہ خالہ ان کی زینب و ختر رسولؐ ہے۔ "نبی کریمؐ کی یہ حقیقی بیٹیاں ثابت نہیں ہوتیں بہت افسوس ہوتا ہے۔ ان فرقہ اٹھے اسلام کی عقل پر جو حضرت عثمانؓ کو ان کا شوہر ہونے کی وجہ سے خدا النورین کا لقب دیتے ہیں۔ رسولؐ کو کہتے ہیں بشر اور لڑکیوں کو سحر و جیب میں درہ۔ جیکہ ان کے عقیدہ میں پالنے والا ہی نبی نہیں۔ یہ کیسے نور ہو گئیں۔ اور عثمانؓ غنی ذوالنورین ہوئے۔ دوسرے اگر ان کے نکاح سے حضرت ذوالنورین ہیں۔ تو وہ کافر جن کے گھروں میں پہلے بیابانی، مونی، عقیق، ہلاک ذوالنور ہوا۔ تو اس لقب سے حضرت عثمانؓ کی کیا منہایت ہوئی۔ خدا ہا کر سے بنی امیہ کا جنہوں نے دشمنی اہل بیت کا بیج بو کر ہمیشہ کے لئے ظالم صورت اسلام ہی کو بدل دیا۔ اور تاریخ محمدؐ و آل محمدؐ کو مسخ کیا۔ (کثر مہر لوی معنی غفر)

تے خدا سے منامات کی کہ آیا مجھے مزین نہیں فرمایا۔ حالانکہ مجھ میں نیکو کاروں اور پرہیزگاروں کو تو نے ساکن کیا ہے۔ پس خدا نے اسے وحی کی۔ مجھ کو حسینؑ سے ذینت دی ہے۔ کتاب بشارت بیان محبت رسولؐ با امام حسنؑ۔ المصطفیٰ میں بسند مخالفین روایت کی ہے۔ ایک روز حضرت رسولؐ کی کسی لے دعوت کی۔ اور ایک جماعت اصحاب ہمارا آنحضرتؐ روانہ ہوئی۔ اٹھائے راہ میں دیکھا کہ امام حسنؑ مکمل رہے ہیں۔ پس آنحضرتؐ اصحاب سے آگے بڑھ گئے۔ اور ہاتھ بڑھا کر چلا کہ امام حسنؑ کو اٹھا لیں۔ امام حسنؑ اور میر سے اُدھر اور اُدھر سے اُدھر دوڑتے نکلے اور آنحضرتؐ بھی ہنستے ہوئے پیچھے جلتے۔ یہاں تک کہ امام حسنؑ کو کپڑا لپٹا۔ پس ایک ہاتھ اپنا ان کے سر پر اور دوسرا ہاتھ ٹھوڈی پر رکھ کر باہر ان کے گلے میں ڈال دیں۔ اور پیار فرمائے لگے۔ پس ارشاد کیا۔ کہ حسنؑ مجھ سے اور میں حسنؑ سے ہوں۔ خدا اُسے دوست رکھے جو حسنؑ کو دوست رکھے۔ حسینؑ دو فرزند فرزند ابان وغیرہ ہیں۔ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ فرزند صالح ایک پھول خدا کی جانب سے ہے۔ جسے اپنے مندوں کو دیا ہے۔ اور میر سے دو پھول حسینؑ ہیں۔ اور ابان کا نام میں نے بنام دو فرزند بنی اسرائیل رکھا ہے کہ شہر وغیرہ تھے۔ بیان سبب ہمیشہ دو دو سطر عبارت۔ بعض کتب متبرہ میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور جناب امیر و فاطمہ و حسینؑ بھی خدمت آنحضرتؐ میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ جبریلؑ آئے اور ایک سیب برسم محمدؐ آنحضرتؐ کے لئے لائے۔ پس حضرت نے وہ سیب سونگھ کر جناب امیرؑ کو دیا۔ اور جناب امیرؑ نے سونگھ کر پھر آنحضرتؐ کو دے دیا۔ آنحضرتؐ نے وہ سیب امام حسنؑ کو دیا اور امام حسنؑ نے سونگھ کر حضرت رسولؐ کو دے دیا۔ جناب رسول خداؐ نے وہ سیب امام حسینؑ کو دیا اور امام حسینؑ نے وہ سونگھ کر جناب رسول خداؐ کو دے دیا۔ آنحضرتؐ نے وہ سیب جناب فاطمہؑ کو دے دیا۔ اور فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ کو دے دیا۔ حضرت نے سونگھا۔ اور جناب امیرؑ کو دے دیا۔ جناب امیرؑ نے چاہا۔ وہ واپس پھر آنحضرتؐ کو دے دیں۔ کہ وہ سیب ہاتھ سے گر پڑا۔ اور دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور ایک ٹکڑا اس سے صالح ہو کر آسمان اول تک پہنچا۔ اور اس سیب پر دو سطر نور سے لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ محمدؐ محمد مصطفیٰ علی مرتضیٰ۔ فاطمہؑ حسینؑ فرزند زوہد آئے آنحضرتؐ کے لئے خدا کی جانب سے ہے۔ اور بروقیامت امان دوستان حسینؑ کے لئے آتش جہنم سے۔ ابن بابویہؒ وغیرہ بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ ایک روز بیمار تھے۔ پس جناب فاطمہؑ نے اپنے

واپس آئے تھے میں امام حسنؑ کا اور بائیں ہاتھ میں حسینؑ کا ہاتھ لیا۔ اور عیادت آنحضرتؐ کو گئیں۔ اور آنحضرتؐ عائشہ کے گھر میں تھے۔ پس امام حسنؑ داسنی جانب اور امام حسینؑ بائیں طرف حضرت رسولؐ کے بیٹھے۔ اور جسم مبارک آنحضرتؐ کو دہاتے تھے۔ جب حضرت بیدار نہ ہوئے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا: فرزندو تمہارے ماما آرام کر رہے ہیں آؤ گھر بھر چلیں۔ جب جا گئیں گے پھر چلے آنا۔ حسینؑ نے کہا: ہم اس وقت یہاں سے نہ جائیں گے۔ یہ کہہ کر امام حسنؑ بازو سے راست آنحضرتؐ پر اور امام حسینؑ بازو سے چپ پر لیٹ کر سو گئے۔ اور جناب فاطمہؑ گھر میں تشریف لے گئیں۔ یہاں حسینؑ حضرت رسولؐ سے پہلے جاگ اٹھے۔ اور عائشہ سے کہا: تمہاری اماں کہاں ہیں۔ عائشہ نے کہا: جب تم سو گئے تمہاری اماں گھر چلی گئیں۔ یہ سن کر حسینؑ اس اندھیری رات میں باہر گئے۔ اور اس رات کو ابرہہ تھا۔ اور بادشہ با شدت ہو رہی تھی۔ بجلی چمکتی تھی اور آواز عدا رہی تھی۔ پس با عجماد حسینؑ سامنے نور ظاہر ہوا۔ اس کی روشنی میں چلے امام حسنؑ اپنے اپنے ہاتھ میں امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور آپس میں باتیں کرتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حدیقہ بنی النجار تک پہنچے۔ جب اس باغستان میں داخل ہوئے۔ حیران ہو گئے۔ اور معلوم نہ ہوا کہ کہاں جائے ہیں۔ پس امام حسنؑ نے امام حسینؑ سے کہا: ہم کو اس وقت راہ نہیں معلوم ہوتی۔ اور نہیں جانتے کہ کدھر جانا چاہیے۔ بہتر ہے یہاں آرام کریں کہ صبح ہو جائے۔ امام حسینؑ نے کہا: آپ کو اختیار ہے جو آپ فرمائیں گے۔ مشابہت اس کی کہ وہی گلا پس دونوں صاحب بائیں گلے میں ڈال کر وہاں سو گئے۔ جب حضرت رسولؐ بیدار ہوئے حسینؑ کو پوچھا: اور مکان جناب فاطمہؑ میں دریا ت کید جب وہاں بھی نہ ملے حضرتؑ اٹھے۔ کہا: الہی وسیدی و مولائی۔ میرے خداوند بھوک کی وجہ سے باہر چلے گئے۔ خداوند امیری طرف سے تو ان پر وکیل ہے پس آنحضرتؐ کے لئے ایک نور ساطع ہوا۔ اور حضرت اُس کے عقب میں حدیقہ بنی النجار تک پہنچے۔ دیکھا کہ حسینؑ آرام کر رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی گردن میں بائیں ڈالے ہیں۔ اور مینہ شدت سے برس رہا ہے اور جہاں

۱۰ حضرات حسینؑ شریفینؑ علم مکان و مائیکون کے عالم تھے۔ اندر یہ وہ بچے تھے کہ خود رسولؐ فرمایا کرتے تھے۔ میرے دونوں بچے میری گود میں بیٹھ کر کھیلے نہیں بلکہ لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے ہیں۔ (زہدۃ المجالس) لیکن خداوند کیم نے ان کی شان ظاہر کے لئے نظر صحابہ میں ان کے خیال کو راستہ سے دوسری طرف بدل دیا تھا۔ اور فرمان رسولؐ کے ایسے ہی کہ خداوند کیم اپنے دوست کی شان ظاہر کرنے کے لئے مخلوق کے اوپر بعض اوقات ایسے کام ان سے کر دیتا ہے۔ (یعنی شرح بخاری جلد پنجم ص ۲۱)

(کوثر بھر پوری)

حسینؑ کا نام کر رہے ہیں۔ وہاں سے خدا نے ابرہہ کو شکافتہ کر دیا ہے۔ اور ایک قطرہ پانی کا ان پر تین برستا۔ اور ایک بہت بڑا سانپ جس کے دو گٹھے مثل خر کل کے تھے۔ حسینؑ کو گھیرے تھا۔ اور اس سانپ کے دو پہر تھے۔ ایک پر حسنؑ پر اور دوسرے پر حسینؑ پر سایہ کئے تھا۔ جب جنابؑ سولہ سال کی نظر مبارک اس سانپ پر پڑی۔ آپؑ نے کھنگارا اور سانپ آواز سنتے ہی کنارے ہو گیا۔ اور کہا۔ خداوندائیں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ دو فرزند ترے پیغمبر کے ہیں۔ اور میں نے ان کی حفاظت کی ہے۔ اور سلامت سپرد کیا ہے۔ پس حضرتؑ نے فرمایا۔ اے سانپ تو کس طاقت سے ہے۔ اس نے کہا۔ میں قاصد جنؑ آپ کی طرف ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کس طاقتہ جن کا تو قاصد ہے۔ اس نے کہا۔ جن نصیبین کا میں قاصد ہوں۔ اور ایک گروہ فی سبیل اللہ نے ایک آیتہ کتاب الہی سیکھنے مجھے بھیجا ہے کہ وہ بھول گئے ہیں۔ جب میں اس جگہ پہنچا۔ ایک آواز آسمان سے میں نے سنی کہ اے سانپ یہ دو فرزند ان رسول خدا ہیں۔ پس ان کی جمیع آفات و عیوضات لیل و نہاد سے حفاظت کر۔ میں نے یہ سن کر ان کی حفاظت کی۔ اور صبح و سہم آپ کے سپرد کر دیا۔ پھر اس سانپ نے آیتہ قرآنی یاد کیا اور واپس گیا۔ حضرتؑ نے امام حسنؑ کو دوا پہنچانے کا اندھے پر امام حسینؑ کو بائیں کا ندھے پر سوار کیا۔ جب جناب امیرؑ کو خبر ہوئی گھر سے باہر آئے۔ اور راہ میں آنحضرتؑ سے ملاقات کی۔ پس اصحاب آنحضرتؑ میں سے ایک نے کہا۔ ان فرزندوں میں سے ایک کو ہمیں دیکھئے۔ کہ بوجھ آپ کا ہکا ہو جائے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ بھلا جا کہ خدا نے تیرا کام سنا اور تیری نیت پر مطلع ہوا۔ پس جناب امیرؑ سامنے آئے اور کہا۔ یا حضرتؑ اپنے فرزندوں میں سے ایک کو مجھے دیکھئے کہ بوجھ آپ کا ہکا ہو جائے۔ یہ سن کر آنحضرتؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا۔ اپنے باپ کے کندھے پر جاؤ گے۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اسے نانا قسم بخدا ہم آپ کے دوش کو پس کے دوش سے بہرہ جانتے ہیں۔ پھر حضرتؑ نے امام حسینؑ سے فرمایا۔ آیا اپنے باپ کے دوش پر جاؤ گے۔ امام حسینؑ نے بھی مثل اپنے بھائی کے جواب دیا۔ یہاں تک کہ حضرتؑ اپنے دونوں فرزندوں کو خادۂ جنابؑ فاطمہؑ میں لائے۔ اور جناب فاطمہؑ نے حسینؑ کے لئے تھوڑے خرے رکھ رکھ کر تھے۔ لاکر سامنے رکھے۔ جب حسینؑ وہ خرے کھا کر سیر ہوئے حضرت رسولؐ نے کہا۔ اب اللہ و دونوں آپس میں کشتی کرو۔ دونوں صاحبزادے اٹھے اور مشغول کشتی ہوئے اور جناب فاطمہؑ کسی کام کو باہر علی گئیں۔ جیسے جب مکان میں آئیں سنا کہ حضرت رسولؐ امام حسنؑ کو حسینؑ کے گراسخو پر تھوڑے خرے رکھ رکھ رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں حسینؑ کو اٹھا کر زمین پر گرادو۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی اسے پتہ نہ ہو کہ وہ بڑے

فرزند کہ چھوٹے فرزند پر آپ ولیہ فرماتے ہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا میرے اس کچھ سے تم باطنی نہیں ہو۔ باوجودیکہ حبیب بن مسلم سے کہہ رہے ہیں۔ اے حسین تم حسن کو اٹھا کر زمین پر گرادو۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے ایک مرد عبد اللہ بن عباس نے حسنین کی رکاب تمام کر ان کو سوار کیا ایک شخص نے کہا اے عبد اللہ تم ان سے بڑے ہو۔ اور ان کی رکاب تمام کر سوار کراتے ہو ابن عباس نے کہا اے احمق مگر تو نہیں جانتا یہ کون ہیں۔ یہ فرزند زادہ ہمارے رسول خدا ہیں۔ اور یہ مجھ پر نعمت ہمارے خدا ہے کہ ان کی رکاب تمام کرنے کی سعادت مجھے نصیب ہوئی ہے۔

فصل تیسری۔ بیان مکارم اخلاق و محاسن حسن

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ ایک موعظ اعلیٰ عبد اللہ بن زید و عمرو بن عثمان پاس آیا۔ اور ان سے ایک مسئلہ پوچھا۔ وہ دو برجہل ایک دوسرے کا حوالہ دیتے تھے۔ اعرابی نے کہا مجھے مسئلہ کے انفسار کی ضرورت ہے۔ اور تم سے پوچھنے آیا ہوں تم ایک دوسرے کا حوالہ کرتے ہو۔ دون خدا میں یہ باتیں جائز نہیں ہیں۔ ان دونوں نے کہا اگر اس مسئلہ کا استفسار منظور ہے تو امام حسن و امام حسین پاس جاؤ۔ اور ان سے پوچھو۔ کہ وہ مسائل دین خدا خوب جانتے ہیں۔ پس اعرابی حسنین کی خدمت میں آیا۔ اور مسئلہ اپنا بیان کیا۔ جب جواب شافی پایا۔ عبد اللہ بن زید و عمرو بن عثمان کی طرف خطاب کر کے چند شعر پڑھے۔ ایک شعر کا مضمون یہ ہے۔ جس کو کوثر بھر پوری نے یوں نظم کیا ہے ۷

عبد اللہ عمرو سے یہ خدام تہنہ تہنہ رضا ہوں تمہارے قدم ہو حسنین کا
ایضاً۔ روایت کی ہے کہ حسنین کا گدرا ایک مرد میر کی طرف ہٹا۔ وہ وضو کر رہا تھا مگر آداب وضو نہ جانتا تھا۔ پس حسنین نے حائل اسے وضو تعلیم کریں اور اس کا اعہار نہ ہو۔ کہ تو وضو نہیں جانتا مبادا وہ شرمندہ ہو۔ لہذا مصلحتاً آپس میں بحث کی ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا ہم وضو آپ سے اچھا کیتے ہیں۔ اور اس مرد میر سے کہا تم ہمارے درمیان حاکم ہو۔ اور دیکھو ہم میں سے کون اچھا وضو کرتا ہے۔ جب اس مرد میر نے ان کا وضو مشاہدہ کیا۔ کہا آپ دونوں صاحب وضو درست کرتے ہیں۔ سادہ میں میر حائل ہوں۔ وضو درست نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت آپ دونوں کی برکت اور اس شفقت کے سبب سے جو آپ اپنے نانا کی امت پر رکھتے ہیں۔ میں نے وضو یاد کیا۔ اور آپ کی بدولت توبہ کی۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جس مجلس میں امام حسن کثرت لوت رکھتے ہوئے تھے۔ امام حسین تعظیماً بات نہ

کرتے تھے۔ اور جن مجلس میں امام حسینؑ ہوتے تھے وہاں محمد بن جعفرؑ کلام نہ کرتے تھے۔
 بیان اخلاق و آداب امام حسنؑ۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام
 حسنؑ عابد ترین و زاهد ترین و فاضل ترین مومن اپنے زمانہ میں تھے۔ اور جب صبح کو جاتے تھے پیادہ
 جاتے تھے۔ اور جب موت و قبر و قیامت و مصراط کو یاد کرتے تھے۔ روتے تھے۔ اور عرض اعمال
 پر نگاہ حق تعالیٰ کا دل میں خیال آتا تھا۔ ایک نعرہ مار کر یہ ہوش بیدار جاتے تھے۔ اور جب نماز کو
 کھڑے ہوتے تھے۔ بند ہائے بدن خوف خدا سے کانپتے تھے۔ اور جب بہشت و دوزخ کو یاد
 کرتے تھے۔ اس طرح طہان و لہزان ہوتے تھے جس طرح کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹا ہو۔ اور خدا
 سے سوال بہشت کی کرتے تھے۔ اور آتش آہنم سے پناہ مانگتے تھے۔ اور جب قرآن میں دیا اے
 الذین امنوا پڑھتے تھے۔ لبیک اللہم لبیک اور کسی حال میں کسی نے امام حسنؑ کو نہ
 دیکھا مگر یاد خدا میں۔ زبان حضرت کی سب سے زیادہ سچی اور بیان سب سے زیادہ فصیح تھا۔ ایک
 روز معاویہ سے لوگوں نے کہا کہ حسن بن علی سے کہو کہ منبر پر جا کر خطبہ پڑھو کہ لوگوں پر ان کا
 نقص ظاہر ہو جائے۔ پس معاویہ نے امام حسنؑ کو بلایا۔ اور کہا ہم کو موعظہ کیجئے۔ جناب امام حسنؑ منبر
 پر کھڑے ہوئے۔ اور بعد حمد و ثناء الہی فرمایا اے ایہا الناس جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے۔ اور جو مجھے
 نہیں پہچانتا وہ پہچانے میں حسن بن علی بن ابی طالب ہوں۔ اور میں فرزند بہترین زمان عالم فاطمہؑ
 زہراؑ و خیر رسول خداؐ ہوں اور میں فرزند بہترین خلق محمد مصطفیٰ ہوں۔ میں صاحب فضائل و
 عجبات و دلائل ہوں۔ میں فرزند امیر المومنین علی بن ابی طالب ہوں۔ کہ غاصبوں نے میرے
 حق سے مجھے محروم کیا۔ ہم اور برادر حسینؑ بہترین جوانان بہشت ہیں۔ میں صاحب دکن و مقام و مکہ
 و مدینہ و مشعر و عرفات ہوں۔ جب معاویہ نے یہ سنا ڈرا کہ لوگ کہیں حضرت کی جانب مائل نہ ہو جائیں۔
 کہا۔ اے ابو محمد رطب کی تعریف کیجئے۔ اس کلام سے کیا کام۔ امام حسنؑ نے فرمایا ہوا رطب کو
 جڑھاتی ہے۔ اور گرمی پکاتی ہے اور سردی پاکیزہ و لطیف کرتی ہے۔ یہ فرما کر پھر حضرت اپنے مطلب
 کی طرف پھر سے۔ اور کہا میں پیشہ اسے خلق خدا محمد مصطفیٰ ہوں پس معاویہ کو خوف ہوا۔ کہ اس کلام
 کے بعد کہ ایسا موعظہ حضرت دفنائیں۔ کہ کہیں لوگ مجھ سے مخوف نہ ہو جائیں۔ یہ خیال کر کے کہا کہ
 آپ نے فرمایا کافی ہے اب منبر سے نیچے تشریف لائیے۔ ایضاً بسند معتبر امام رضا سے روایت
 کی ہے کہ امام حسنؑ نے وقت وفات گریہ فرمایا۔ کہ لوگوں نے کہا۔ اے فرزند رسول خداؐ آپ کیوں
 روتے ہیں حالانکہ منزلت و قرابت آپ کو رسول خداؐ سے ہے۔ اور آنحضرتؐ نے آپ کے حق میں

کہا۔ جو کچھ کہل علاوہ اس کے پایا وہ بیس حج آپ نے کئے۔ اور اپنا مال فقراء کو بین بابت تقسیم کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک مہینہ بھی آپ نے خرچ کیا۔ اور سب مسائل کو دسے وید امام حسن نے کہا۔ وہ شخصیت سے میں مدد مانوں۔ ایک بول مرگ دوسرے مفادقت دوستانہ ابن ابیہ و حمیرئ نے لب مذکور سے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسن نے بیس حج پایا کئے اور سفر میں اونٹ و کبار سے عقب آنحضرت پہنچتے سخاوت امام حسن تھے۔ ایضاً ابن ابیہ نے لب مذکور سے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز ایک شخص عثمان پاس مسجد میں آیا۔ اور سوال کیا۔ عثمان نے حکم دیا۔ پانچ دینم امداد دے دو۔ اس نے کہا۔ کسی اور کا پتہ دو۔ عثمان نے مسجد کی جانب اشارہ کیا۔ اور کہا۔ ہاں سب امداد سوال کرو۔ اس وقت وہاں حسینؑ و عبداللہ بن جعفرؑ وہاں بیٹھے تھے۔ جب وہ شخص ان حضرات کی خدمت میں گیا۔ سوال کیا۔ امام حسن نے کہا۔ اسے شخص سوال کرنا لایق نہیں چیزوں کے جائزہ نہیں۔ اول۔ کسی کا خون کیا ہو۔ اور خون نہا دینے میں عاجز ہو۔ اور پریشان ہو۔ دوم قرض دہی سے تنگ آ گیا ہو۔ اور سوم۔ پریشانی سے خاک لشین ہو۔ پس ان تینوں چیزوں سے کس چیز کی وجہ سے سوال کرنا ہے۔ اس سائل نے ان تینوں چیزوں میں سے ایک چیز بیان کی۔ امام حسن نے فرمایا۔ دنیا و مافیہا کو دیدیئے۔ اور امام حسینؑ نے انچا لکس دینا اور عبداللہ بن جعفرؑ نے اوطالیش دینا اس سائل کو دیئے۔ وہ سائل عثمان پاس پہنچا۔ عثمان نے پوچھا۔ کیا ہوا۔ سائل نے کہا۔ میں نے تجھ سے سوال کیا۔ اور تو نے مجھے پانچ دینا دیئے اور مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ اور حیب میں وہاں گیا۔ امام حسن نے پوچھا۔ میرا حال جب میں نے جواب دیا۔ پچاس دینا مجھے عطا فرمائے۔ اور دوسرے کو بوائی نے انچا لکس دینا اور عبداللہ بن جعفرؑ نے اوطالیش دینا مجھے عنایت کئے عثمان نے کہا۔ ایسے لوگ تجھے کہاں ملیں گے۔ یہ لوگ علم سے اس طرح سیر ہیں۔ جس طرح کچھ دودھ سے انہوں نے بیس خیرات و حکمتوں کو جمع کیا ہے۔ یعنی طوسی نے خط مبارک امام حسنؑ مشتمل بر مواعظ و بشارات معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے امام حسنؑ کی ایک دختر نے انتقال کیا۔ اصحاب نے تعزیت نامے لکھے۔ امام حسنؑ نے ان کے جواب میں لکھا۔ اما بعد تمہارے خط و تعزیت مرگ دختر میں مجھے پہنچے تم نے مجھے تسلی دی۔ پس اجر مصیبت دختر کو خدا سے تمہارے لئے چاہتا ہوں۔ اور قصائے الہی کو میں نے تسلیم کیا ہے۔ اور میں اسکی بلا پر صابر ہوں۔ تحقیق کہ مجھے نادمی ملنے بہت طول کیا ہے۔ مصیبتہائے نانا اور ان دس سنوں کی منازقت میں میں نے میں لغت و محبت رکھتا تھا۔ اور وہ ہر اور جن کو میں اپنا دوست مانتا تھا۔ اور ان کے دیکھنے سے خوش ہوتا تھا۔ اور میری آنکھیں ان کے دیکھنے سے روشن ہوتی تھیں۔ ان کی جدائی سے طول اور غمگین ہوا ہوں۔

مصائب نے ناگاہان کو گھیر لیا۔ اور لوگ ان کو اٹھا کر شکر ٹائے مروگان میں لے گئے اور یہ آپس میں باہم دگر گرا رہے تھے۔ پھر اس کے کراپس میں کوئی آشنا نہ ملا۔ یا ایک دوسرے کی ملاقات کریں۔ ایک دوسرے سے پہونند ہوں اور ایک دوسرے کی زیارت کو جائیں۔ باوجودیکہ گھران کے ایک دوسرے سے نزدیک ہیں۔ ان کے خاندان نے بدلی اپنے صاحبوں سے خالی اور دوستوں یا دلوں نے ان سے ودی کی ہے۔ مثلاً ان کے گھروں کے کوئی گھر میں نے نہیں دیکھا۔ اور مثلاً ان کے قزارگاہ کے میں نے دوسرا مکان نہیں دیکھا۔ ان کے گھروں میں وحشت انگیز ساکن ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے گھروں سے محبت و الفت بچائے ووری اختیار کی۔ ان کے دوستوں نے بغیر دشمن کے ان سے مفارقت کی ہے۔ ان کو ہوسید اور کہنہ ہونے کے لئے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔ اور وہ دختر میری اس راہ گئی جس راہ گزشتگان گئے۔ اور آندگان جائیں گے والسلام۔ صفارہ وغیرہ نے بسندائے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ نے منبر پر فرمایا۔ خدا کے دو پھر میں سلیم مغرب میں دوسرا مشرق میں۔ اور ان دو غمروں میں سے ایک قلعة آمین بنے اور ہر شہر میں ہزار ہزار ہزار ہیں۔ اور ہر علاقہ سے شہزادہ آمدی داخل ہوتے ہیں۔ اور ہر شہر میں ہزار ہزار بانیں کہ ہر گروہ ایک دوسرے سے علیحدہ زبان میں کلام کرتا ہے۔ اور میں ان کی سب زبانیں جانتا ہوں۔ اور ان دو لوگوں نے شہروں اور دیہاتوں کے ساکنوں پر بغیر میرے اور برادر حسینؑ کے کوئی دوسرا حجت امام نہیں قطب ماوندی نے روایت کی ہے۔ ایک روز عبداللہ بن عباس خدمت امام حسنؑ میں دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک ٹڈی اس دسترخوان میں گری۔ امام حسنؑ سے ابن عباس نے پوچھا۔ اس ٹڈی کے پوچھ کر کیا لکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا اس کے پلوں پر لکھا ہے۔ میں وہ خدا ہوں کہ بغیر میرے دوسرا خدا نہیں کہیں۔ میں ٹڈی کو ہموگوں کے لئے بھجوا ہوں۔ کہ ان کو پکڑ کے کھا جائیں اور کہیں ایک گروہ پر از روئے غضب بھیجتا ہوں۔ کہ وہ ان کی دیانت کھا جائیں۔ پس ابن عباس اللہ کھڑے ہوئے اور سر کا پوس لے کر کہا۔ کہ یہ مکنون علم سے ہے۔ محاسن برقی بیان خضوع و خشوع امام حسنؑ میں بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک شخص جناب امیر کی خدمت میں آیا اور کہلایا امیر المومنین میری ایک دختر ہے اور امام حسنؑ امام حسینؑ و عبداللہ بن جعفر نے اس کی خواستگاری کی ہے۔ میں آپ سے مشورہ کرتا ہوں کہ اپنی دختر کسی سے نہ سحر نے فرمایا جس سے مشورہ کرتے ہیں گویا اس کو امین کہہ دیتے ہیں۔ کہ خیانت و کفر سے صحت عورتوں کو طلاق بہت دیتا ہے پس تو اپنی دختر حسینؑ کو دے کہ وہ تیری دختر کے لئے بہتر ہے۔ شرح مفید نے روایت کی ہے کہ کوئی مثل امام حسنؑ کے رسول خدا سے زیادہ شہید تھا۔ کتاب وصیۃ الواعظین وغیرہ میں روایت کی ہے کہ امام حسنؑ حبیب مقرر کرتے تھے۔ اعضاء بدن مبارک کا پتہ اور رنگ مبارک ذکر و پوچھا تھا۔

لوگوں نے دریافت کیا: حضرت نے جواب دیا: جو شخص نزدیک پروردگار عرض ہندگی کس لئے کھڑا ہوا ہو چاہئے اس کا رنگ زرد ہو جائے۔ اور اعضائے بدن کا پینے لگیں۔ اور جب حضرت دروازہ مسجد پر پہنچتے تھے کھڑے ہو کر کہتے تھے: الہی صلیک ببابک یا محسن قد اتاک المسنی فتجاوز عن متبیم ماعندی یجھیل ماعندی یا کس حیم۔ یعنی خداوند ایزد بلند و مہمان تیرے سامنے تیری درگاہ کے کھڑا ہے۔ اے فیکو کار تیرے پاس بیکو وار آیا ہے۔ پس انھیں میری برائیوں سے درگزر کر۔ اور اپنی نیکیوں پر نظر کر۔ زعمشری نے کتاب فائز میں روایت کی ہے: جب امام حسنؑ نماز صبح سے فارغ ہوتے تھے کسی سے ماطلوع آفتاب کلام دکر تے تھے ہر چیز کوئی بڑی حاجت ضروری ہوتی تھی۔ ابن شہر آشوب نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ نے پچیس حج پیادہ مکے تھے۔ دیگر دو مرتبہ راہ خدا میں سارا مال دے دیا اور تین مرتبہ آپ نے نصف لیا اور نصف فقرا کو یہاں تک کہ ایک موزہ خریدا۔ اور دوسرا موزہ فقرا کو دے دیا۔ حکایت زکریا بدویہ۔ ایضا روایت کی ہے: ایک روز امام حسنؑ اپنے خیمہ میں منزل ابوامیہ جو دویلین مکہ مدینہ بنے نماز پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ زکریا بدویہ کہ نہایت خوبصورت تھی حضرت کو دیکھا۔ اور عاشق ہوئی آنحضرت ہو گئی۔ بتایا کہ خیمہ حضرت میں چلی آئی۔ پس حضرت نے نماز کو مختصر کیا۔ اور جب فارغ ہوئے پوچھا: کیا حاجت ہے۔ اس نے کہا: آپ کے جمال سے بیتاب ہو گئی ہوں۔ اور بظہر وار بھی نہیں ہوں۔ میں چاہتی ہوں۔ مجھے اپنی مواصلت سے شاد کیجئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا: دُور ہو اور مجھے مستوجب عذاب الہی نہ دکر پس وہ عورت مجھ و مبالغہ کرتی اسدنی تھی اور حضرت بھی روتے اور الکار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ طرفین پر گریہ شدید طاری ہوئی۔ ناگاہ امام حسینؑ آئے اور اپنے بھائی کو رو تادیکھ کر خود بھی رونے لگے۔ اور جو اصحاب میں سے آتا تھا بغیر دریافت کئے وہ بھی رونے لگتا تھا۔ یہاں تک کہ ہولنے گریہ خیمہ آنحضرت سے بلند ہوئی۔ اور وہ اعراب و نامید و مایوس ہو کر خیمہ سے باہر چلی گئی۔ اور حضرت نے اس منزل سے کوچ کیا۔ پس امام حسینؑ نے بمینال قنطیم و جلالت آنحضرت حالت گذشتہ کا سوال نہ کیا۔ ایک رات امام حسنؑ خواب سے بیدار ہوئے اور روتے گئے۔ امام حسینؑ نے سبب گریہ پوچھا: حضرت نے فرمایا: حضرت نے فرمایا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں تم کسی سے بیان نہ کرنا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت یوسفؑ ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ اور لوگ ان کے تماشاخانے جمال کو آ رہے ہیں۔ میں بھی گیا۔ اور جب وہ درحال محال حسن ان کا مشاہدہ کیا۔ رونے لگا۔ جب حضرت یوسفؑ نے مجھے روتے دیکھا۔ کہا: اے بلور و مادر۔ پدر میرے آپ پر سے نڈا ہوں آپ کیوں روتے ہیں۔ میں نے کہا: قصہ دلیانا

مجھے یاد آیا۔ اور اس کا آپ کے جمال پر عاشق ہونا۔ اور آپ کو زندان میں جو مصائب اس کی ذات سے پہنچے۔ اور آپ کے پدر کی حالت جو آپ کی مفارقت میں تھی۔ ان امور کو یاد کر کے میں رونے لگا۔ اور حالِ زلیخا سے میں نے تعجب کیا۔ حضرت یوسفؑ نے کہا۔ آپ اس زندانِ بدویہ کے حال پر کیوں گریہ نہیں کرتے کہ وہ منزلِ ابواب پر آپ کے جمال پر عاشق ہوئی تھی۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ ایک بیانِ سخاوتِ امامِ حسنؑ۔ شخصِ امامِ حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کچھ سوال کیا۔ امامِ حسنؑ نے حکم دیا۔ چنانچہ ہزار درہم اور پانچ سو دینار اس شخص کو دے دیئے جائیں۔ وہ شخص مزبور بلا کر لایا کہ وہ روپیہ اٹھا کر لے چلے۔ امامِ حسنؑ نے روائے مبارک اتار کر اس شخص کو دے دی۔ اور فرمایا۔ یہ مزوری میں دے دینا۔ ناگاہ۔ درِ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قبل اس کے وہ سوال کرے۔ حضرت نے حکم دیا۔ جو کچھ میرے خزانہ میں ہے۔ اس کو سب دے دو۔ پس تیس ہزار درہم اس اعلیٰ کو دئے۔ اعلیٰ نے کہا۔ اے مولانا۔ آپ نے مجھے اپنی مدح و ثنا کہنے دی ہوئی۔ اور میری حاجت سنی ہوئی۔ حضرت نے یسٹن کہ چند شعر ارشاد فرمائے جن میں بعض کا مضمون یہ ہے جس کو کہ شہرِ بلوی نے یوں نظم کیا ہے ۵

ہم اہل بیت مصطفیٰ کرتے ہیں یوں عطا
سائل نہ ہم سے رکھتا ہو اُمید و آرزو
بے عزتی سوال کے کرنے میں ہوتی ہے
خشش میں کرتے اس لئے قبل از سوال ہم
جانے اگر کچھ بھی میری بخشش و عطا
ہر آئینہ اپنے عرقِ نجالت میں عرق ہو
ایضاً۔ روایت ہے۔ امامِ حسنؑ و حسینؑ حج کو جاتے تھے۔ عبداللہ بن جعفر بھی ہمراہ تھے۔ ناگاہ کسی منزل پر اونٹ جس پر کھانا لدا ہوا تھا۔ گم ہو گیا۔ اور بھوکے پیاسے رہے۔ ناگاہ ایک خیرہ دیکھا جی دیا جب قریب گئے۔ ایک بڑھیا اس خیرہ میں تھی۔ اس سے پانی مانگا۔ اس ضعیف نے کہا۔ یہ گو سفند حاضر ہے۔ دو دو اور پو۔ بعد اس کے کھانا اس سے طلب کیا۔ اس نے جواب دیا۔ ایک گو سفند ذبح کرو۔ میں طعام تمہارے لئے تیار کروں۔ پس ان گو سفندوں میں سے ایک گو سفند کو ذبح کیا۔ اور اس ضعیف نے کھانا تیار کر دیا۔ جب تناول کر چکے۔ اس کے خیرہ میں آرام کیا۔ اور جب قصداً کوچ ہوا۔ کہا۔ ہم قریبی میں اور حج کو جاتے ہیں۔ جب ہم واپس آئیں ہمارے پاس آنا۔ ہم ان تیرے اسانات کا خوفن دیں گے۔ جب اس ضعیف کا شوہر آیا۔ اور اس حال پر مطلع ہوا۔ ضعیف کو بہت آزاد دئے۔ بعد ایک مدت کے وہ ضعیف محتاج و فقیر ہو گئی۔ اور مدینہ میں کافی۔ جب امامِ حسنؑ نے اسے دیکھا۔ ہزار گو سفند اور ہزار طلا و دینار اسے عطا فرمائے اور کسی کے ہمراہ امامِ حسینؑ پاس بھیجا۔ امامِ حسینؑ نے بھی ایک ہزار گو سفند اور ایک ہزار طلا

دینار اسے دیئے۔ بعد اس کے ضعیفہ کو عبداللہ بن جعفر پاس بھیجا۔ اور انہوں نے بھی اسی قدر کو سفندہ دینا ملا ان کو دینے کو نہ بصر لوی نے کیا خوب کہا ہے۔

یوں بختین کی نظر گرم اسس پہ ہو گئی مثل زلیخا بوڑھیا کی قسمت بدل گئی
دولت نے یوں طواف کیا آ کے فقر کا ذرہ کی قدر تاج سکندر سے بڑھ گئی

ایضاً روایت کی ہے۔ ایک سائل نے امام حسن سے سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس سائل کے لئے چار سو درہم لکھے جائیں۔ لکھنے والے نے شبیہ سے چار سو دینار لکھے جب وہ حضرت پاس پہنچا تو فرمایا۔ یہ لکھنے والے کی بخشش ہے۔ پس چار ہزار درہم اضافہ کر کے ہر فرائی۔ ایضاً روایت کی ہے۔ جب امام حسن نے حرمینت اشعث کو جس نے حضرت کو تنبیہ کیا۔ تزییع کیا۔ فرمایا۔ چار سو درہم موافق سنت مہر مقرر کر کے اس کو ایک ہزار دینار بطور بخشش بھیجے۔ اور روایت کی ہے کہ ایک ذوبہ کے لئے حضرت نے ایک سو کنیزیں اور ہر کنیز کے ہمراہ ایک ہزار درہم بھیجے۔ ایضاً روایت کی ہے۔ کہ دو عورتیں حضرت کے حوالہ نکاح میں تھیں۔ ایک تمیمیہ دوسری جعفریہ اور دونوں کو حضرت نے ایک وقت میں طلاق دیا کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ ان سے بچے کو رو رکھے اور ہر ایک کو دس ہزار درہم اور بہت اجناس عطا فرمائے۔ جب یہ خبر زن جعفریہ کو پہنچی اور اسے حسرت آہ کھینچی اور کہا۔ اس قدر روپیہ اور غلام بعد از مفارقت ایسے بلا اور دوست کے بہت کم ہے۔ اور اس دوسری عورت نے کچھ نہ کہا۔ جب یہ خبر حضرت کو پہنچی۔ حضرت نے ایک ساعت تساہل کیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ اگر طلاق کے بعد بچہ جو عورت سے میں کرنا تحقیق کر میں اس عورت سے رجوع کرنا۔ ایضاً روایت ہے۔ امام حسن ایک دفعہ معاویہ پاس شام میں گئے۔ اتفاقاً اس وقت بہت مال و متاع کسی موضع سے اس کے پاس لائے تھے۔ جب فہرست معاویہ کو دی مولوی نے امام حسن کو دسویں جب حضرت معاویہ سے اٹھ کر باہر آئے۔ وہ فہرست مال و متاع کی خادمان معاویہ میں سے کفن جس نے حضرت کی اٹھائی تھی۔ اسے بخشش فرمائی۔ ایضاً روایت کی ہے جب معاویہ مدینہ میں آکر مجلس عام میں بیٹھا۔ اشرف مدینہ کو بلایا۔ اور ہر شخص کو پانچ ہزار درہم اس کی بیعت کے پانچ ہزار درہم سے سو ہزار درہم تک دیئے۔ امام حسن بالکل آخر میں پہنچے۔ معاویہ نے کہا۔ آپ دیو کر کے اس وجہ سے آئے کہ مجھے کچھ جو سونچیل بتائیے۔ یہ کہہ کر معاویہ نے اپنے خزانچی سے کہا۔ اب تک جس قدر میں نے تقسیم کیا۔ اس سب کے برابر امام حسن کو دیا جائے۔ میں سپر تہذیبوں غلام حسن نے فرمایا۔ میں نے سب نیچے پاس کر دیا۔ کیونکہ میں سپر خاطرہ و خرم محمد ہوں۔ کتب و ادب میں حکایت ابن ابی عقیق۔ لکھا ہے ایک دن مروان نے کہا۔ میں امام حسن کا اختر لینا چاہتا ہوں۔

اور ان سے نہیں لے سکتا۔ ابن ابی عقیق نے کہا اگر میں تجھے لادوں۔ تو میری عین حاجتیں بر لائے گا۔
 مروان نے کہا ہاں۔ ابن ابی عقیق نے کہا جس وقت لوگ جمع ہوں۔ میں اس مجلس میں سخاوت قریش کا حال
 بیان کروں گا۔ اور امام حسنؑ کا کچھ ذکر نہ کروں گا۔ تو مجھ سے پوچھنا۔ سخاوت حسنؑ تو نے کبوں نہ بیان کی جب مجلس ہوئی۔
 ابن ابی عقیق نے سخاوتیں قریش کی بیان کیں۔ مروان نے کہا امام حسنؑ کی سخاوتیں کہوں نہیں بیان کرتا اس لئے کہ ان
 کے مناقب و فضائل و سخاوت سب سے زیادہ ہیں۔ ابن ابی عقیق نے کہا میں نے اسراف قریش کا ذکر کیا۔ اگر
 مناقب و فضائل پیغمبروں کے بیان کرتا۔ امام حسنؑ کا ذکر بھی کرتا۔ اور ان کا نام سب پر قدم رکھتا۔ جب امام حسنؑ
 مجلس سے باہر تشریف لائے۔ اور چاہا سوار ہوں۔ ابن ابی عقیق آیا۔ اور حضرت کو سوار کیا۔ امام حسنؑ نے
 جب طلب اس کا سامنا۔ تبسم ہوئے اور کہا تیری کوئی حاجت ہے۔ ابن ابی عقیق نے کہا یہ حضرت میں چاہتا
 ہوں۔ یہ سن کر امام حسنؑ استر سے اتر آئے اور وہ استر اسے بخش دیا۔ منقول ہے ایک مدونا امام حسنؑ
 قصہ مروشامی سوار تھے۔ ایک مروشامی حضرت کے سامنے آیا۔ اور بہت کچھ آنحضرت کو
 سخت سست کہا۔ حضرت نے جواب اس کا نہ دیا۔ یہاں تک وہ چپ ہوا۔ پس امام حسنؑ نے اس کی ہاتھ
 دیکھ کر سلام کیا۔ اور تبسم فرما کر کہا اسے مروشامی چمکے گا۔ انہی تو مروشامی ہیں۔ اور گویا تجھے چند امور میں
 شک ہے اگر تو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے۔ میں تجھے عطا کروں۔ اگر تجھ سے طلب و ہدایت و ارشاد
 کرے تجھے ہدایت کروں اگر مجھ سے کوئی سوار سی مانگے۔ تجھے عطا کروں۔ اگر تو بھوکا ہے۔ تجھے میر کروں اگر
 دنگا ہے کپڑا پہنا دوں۔ اگر محتاج ہے غنی کروں اگر تجھ کو کسی نے نکال دیا ہے میں پناہ دوں۔ اگر کوئی حاجت
 رکھتا ہے میں بر لادوں۔ اگر اپنا اسباب الٹا لائے اور میرے گھر چلے اور میرا مہمان ہو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ اس
 لئے کہ ہمارا گھر وسیع ہے۔ اور جو کچھ تجھے درکار ہو سب ہمارے پاس موجود ہے۔ جب اس شخص نے کام
 حضرت کا مشاہدہ کرنے لگا۔ اور کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ زمین پر خلیفہ خدا ہیں۔ اور خدا خوب واقف
 ہے کہ خلافت و رسالت کے لئے کون بیکہ لائق ہے۔ قبل اس کے میں آپ کو آپ کے باپ کو
 سب سے زیادہ دشمن رکھتا تھا۔ اور اب سب خلق سے زیادہ آپ مجھے محبوب ہیں۔ پس اپنا اسباب
 حضرت کے گھر میں لایا۔ اور جب تک مدینہ میں رہتا تھا حضرت کا مہمان رہتا تھا۔ اور فقہان مہمان ہل بیت
 حکایت مروشامی یہود سے ہوا۔ ایضاً۔ ہدایت کی ہے جناب امیر نے بروہ جنگ جبل محمد
 بن حنفیہ کو بلایا۔ اہل ہذیل ان کے ہاتھ میں دے کر حکم دیا جانا۔ اور یہ نیز و شتر مال شہر پر لگاؤ۔ جب محمد بن
 حنفیہ نے ایک شتر مال شہر پہنچے۔ قبیلہ بنی امیہ نے نہادہ روٹی اور مانع ہوئے۔ جب جناب امیرؑ اس
 آئے امام حسنؑ نے ان کے ہاتھ سے نیزہ لیا۔ اور جانب شتر مال شہر پر کھینچے اور نیزہ باخون کا اور خدمت جناب امیرؑ

میں کثرت لائے۔ یہ دیکھ کر محمد بن حنفیہ کا چہرہ بخلالت سے متغیر ہو گیا۔ جناب امیر نے فرمایا اس کا شک و کرہ جو کام مجھ سے نہ ہو سکا وہ امام حسن نے فرمایا اس لئے حسنؑ فرزندِ نبیؐ میرے فرزند ہو۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے ایک روز امام حسنؑ طواف کعبہ کر رہے تھے، سنا کہ ایک شخص کہتا ہے۔ یہ پسواظمہ نہرا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس طرح کہہ کر یہ فرزندِ علیؑ ابن ابی طالب کے لئے کہ میرا آپ میری ماں سے بہتر ہے کشت النعمہ میں روایت ہے ایک روز امام حسنؑ خوشبو لگائے جا رہے تھے ناگاہ ایک مرد یہودی پٹھانے کپڑے پہنے پریشانی حال سامنے آیا اور حضرت کو اس حشم و خدم سے دیکھ کر کہنے لگا۔ اے فرزندِ رسول خدا ایک ساعت توقف کیجئے اور میری ایک بات سن لیجئے۔ امام حسنؑ نے بالک روک لی۔ اور کھڑے ہو گئے۔ اس یہودی نے کہا۔ آپ ہی نصرت کیجئے کہ آپ کے ناما نے کہا ہے دنیا مومن کے لئے دوزخ اور کافر کے لئے بہشت ہے۔ آپ اپنے کو مومن اور مجھے کافر جانتے ہیں۔ آپ اس راحت و نعمت میں بسر کرتے ہیں۔ اور میں اس محنت و مشقت میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ امام حسنؑ نے جواب دیا۔ اے مرد میرا یہودی تیری آنکھوں کے آگے سے اٹھا دیا جاوے اور تو وہ مسلمان دیکھے۔ جو خدا سے لے لے اور ہم سے لے لے اور ہمیں مومنین کے لئے حور و قصور عیادت و خلد مہیا کئے ہیں۔ پھر تجھے معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میری ما وجود اس حشم و خدم کے لئے دوزخ ہے اور اگر تو وہ دیکھے جو خدا سے تیرے لئے اور تمام کافروں کے لئے آتش جہنم و الزار عذاب و وبال آخرت مہیا کیا ہے پھر تو جانے گا کہ یہ حالت جس میں تو بسر کرتا ہے۔ اس حالت کے سامنے بہشت ہے۔ ایضا روایت کی ہے ایک روز امام حسنؑ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، سنا کہ ایک شخص یہودی دغا کر رہا ہے۔ خداوند اس جزاء دہم مجھے روزی کرے حضرت جب گھر میں پہونچے دس جزاء دہم اس شخص کے لئے بھیج دیئے کتاب و ہدیہ میں روایت کی ہے۔ ایک روز ایک شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے فرزندِ نبیؐ ہم پر ایک شخص بیرحم سنگار ہے کہ وہ بڑھوں کی حرمت و عزت نہیں کرتا۔ اور بچوں پر رحم نہیں کرتا جب حضرت نے سنا فرمایا۔ بیان کرتے کرتے دشمن کو ن ہے کہ تیرا انتقام اس سے لوں۔ اس نے کہا۔ میرا دشمن تنگ دستی پریشانی ہے حضرت نے ایک ساعت مرہاہک جھکا لیا پھر خادم کو بلا لیا اور فرمایا۔ جو کچھ میرے مال میں سے باقی ہے حاضر کرے خادم لاوے جزاء دہم لایا حضرت نے وہ سب روپیہ اس مرد مفلس کو دے دیا اور اس کو قسم دی کہ میں وقت یہ دشمن تجھ پر رحم کرے۔ مجھ سے اگر اس کی شکایت کرنا میں اس کا تم تجھ سے مدد کروں گا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ کا گدہ گویہ فقرہ

پہنچا۔ وہ کچھ ٹکڑے خشک روٹی کے زمین پر رکھے کھا رہے تھے جب ان تیسروں نے حضرت کو دیکھا۔ صلح
 کی حضرت گھوڑے سے اترے اور فرمایا۔ خدا تکبریں کو دوست نہیں رکھتا۔ پس فقرا کے پاس بیٹھ گئے
 اور ان کے ہمراہ ان کے کھانا میں سے تناول فرمایا اور حضرت کی برکت سے اس کھانے میں طاق کمی نہ
 ہوئی حضرت نے ان فقرا کی دعوت فرمائی۔ اور بہت عرصہ کھانا ان کو کھلایا۔ اور بخلتھاٹے فاعرہ ان کو زمین
 بیان تو انفع و فروغنی امام حسنؑ کے رخصت کیا۔ بعض کتب معتبرہ میں لکھا ہے ایک
 روز امام حسنؑ بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اور ایک کتا سامنے کھڑا تھا۔ ایک فقرہ آپ تناول
 فرماتے اور دوسرا اس کتے کے سامنے ڈالتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا حضرت آپ مجھے
 اجازت دیجئے۔ اس کتے کو ہنگاموں حضرت نے فرمایا۔ ہنسنے دو۔ مجھے خدا سے شرم آتی ہے۔ کہ کوئی
 عامل میرے کھانے کی جانب دیکھے اور میں اس کو کھانا نہ دوں۔ اور ہنگاموں۔ منقول ہے حضرت
 کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خیانت کی۔ کچھ تو مزایا بھرنے کا مستحق ہو گیا۔ حضرت نے چاہا
 اس سے قصاص لیں۔ اس غلام نے پڑھا۔ والکاکظمین العیظ حضرت نے فرمایا۔ میں نے
 اپنے غصہ کو فرو کیا۔ اس غلام نے کہا۔ واللعافین عن الناس حضرت نے فرمایا۔ میں تیرے گناہوں
 سے درگزر کرتا ہوں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت نے فرمایا۔ میں نے تجھے آزاد کیا۔
 اور پہلے سے وہ تافیلہ مقرر کیا۔ کتاب عدد قویہ میں روایت ہے۔ امام حسنؑ بوجہ آداب و احترام اپنے
 والد کے سامنے کم بات کرتے تھے۔ بعض اہل کوفہ نے جناب امیر سے کہا۔ امام حسن کلام کرنے سے اجز ہیں۔
 یسین کہ جناب امیرؑ امام حسنؑ کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ لوگ ایسا کچھ کہتے ہیں۔ منبر پر جاؤ اور اپنا فضل ان پر
 ظاہر کرو۔ امام حسنؑ نے عرض کیا۔ یا امیر المؤمنین آپ کے سامنے مجھے یاد آنے کلام نہیں۔ جناب امیرؑ نے
 فرمایا۔ اے فرزند میں تیرے سامنے سے ہٹ جاتا ہوں پس حکم جناب امیرؑ کو جمع کیا۔ اور امام حسنؑ منبر پر
 تشریف لے گئے۔ اور خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور حاضرین کو موعظہ شافیہ فرماتے خود ش حاضرین
 مسجد سے بلند ہوا۔ پس فرمایا ان اللہ اصطفیٰ اذہ و بنو حواء ال ابراہیم وال محمد علی
 العالمین۔ خود بیتہ بعضھا من بعض واللہ سمیعٌ علیم۔ واضح ہو کہ زیت بگڑیہ
 آدم و سلالہ نوح و یحییٰ و عیسیٰ و فرزند پسندیدہ اسٹیل وال محمد ہیں۔ ہم تم میں بلند مثل آسمان ہیں۔
 کہ ہم سے فیض و رحمت تم پر برسی ہے۔ اور ہم بہتر و خورشید انور ہیں کہ جہاں کو نور ہدایت روشن کیا ہے۔
 اور ہم تجھو زیتونہ ہیں کہ خدا نے قرآن میں اس کی مثال دی ہے۔ اور برکت یاد کیا ہے کہ نہ مشرق میں
 ہے نہ غرب میں۔ پیغمبر اس درخت کی جڑ اور علی شاخ اور ہم بجز اسو گند اس دھت کے عیدہ ہیں۔ پس جو کوئی

اس وقت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو اختیار کرے وہ ناجی بنے اور جو اس دخت سے دور ہے۔ وہ ناری بنے۔ پس جناب امیر شریف لائے اور منبر پر جا کر درمیان دو دیدہ امام حسنؑ بوسہ دید اور کہا۔ یا ابن رسول تم نے اپنی محبت قوم پر تمام کی۔ اور اپنی اطاعت ان پر واجب کی۔ پس وائے اس پر جو تہباری مخالفت کرے۔

فصل چوتھی۔ بیان نصوص امامت و معجزات امام حسنؑ

فریقین نے بسندائے معتبر و متواتر روایت کی ہے جب وقت وفات جناب امیرؑ ہوا۔ امام حسنؑ اور سب فرزندان اور اپنے شیعوں کو حضرت نے طلب کیا۔ اور امام حسنؑ کو اپنا خلیفہ فرمایا۔ اور اسوہ علوم الہی و انسانی لائے حضرت رسالت پناہی سپرد کئے اور قریب بلا کر اسرا حق تعالیٰ ان کے کان میں کہے۔ اور اہل سنت کو بھی خلافت امام حسنؑ میں بھی اختلاف نہیں۔ اور سب قائل ہیں کہ امام حسنؑ بنص امیر المومنین و بیعت مسلمین مستحق خلافت ہیں۔ کلینی وغیرہ نے سلیم بن قیسؑ ہلالی سے روایت کی ہے کہ۔ میں وقت وصیت جناب امیرؑ بحق امام حسنؑ حاضر تھا۔ جناب امیرؑ نے اپنی وصیت پر امام حسینؑ و محمدؑ بن حنفیہ ادا اپنے سب فرزندان اور اہل بیت اور خاص خاص شیعوں کو گواہ کیا۔ پس علوم اور اسوہ حضرت رسولؐ ان کے سپرد فرمائے اور کہا۔ اسے فرزند مجھے رسول خداؐ نے حکم دیا ہے۔ تم کو اپنا وصی کروں۔ اور کتب و سلاح اپنے تم کو سپرد کروں۔ جس طرح حضرت رسولؐ نے مجھے اپنا وصی کیا۔ اور کتب و سلاح اپنے مجھے سپرد کئے۔ اور مجھے حکم دیا۔ کہ میں تمہیں حکم دوں۔ جب تمہارا وقت، وفات آئے۔ ان تبرکات کو اپنے بھائی حسینؑ کے سپرد کرنا۔ اور ان کو اپنا وصی و خلیفہ کرنا۔ پس جناب امیرؑ نے امام حسینؑ سے کہا۔ تم کو رسول خداؐ نے حکم دیا ہے کہ اس تبرکات کو اپنے فرزند علی بن حسینؑ کے سپرد کرنا۔ پس وصی علی بن حسینؑ کیا کہ تم کو رسول خداؐ نے حکم دیا ہے کہ اس کو اپنے فرزند محمدؑ بن علی باقرؑ کے سپرد کرنا۔ اور رسول خداؐ میری جانب سے ان کو سلام کہنا۔ ایضاً بسندائے معتبر امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے۔ جب ہنگام وفات جناب امیرؑ ہوا۔ اور اپنے فرزندان امام حسنؑ سے فرمایا۔ میرے قریب آؤ کہ میں چند باتیں تمہیں کہوں۔ اور ان چند امور پر تم کو امین کروں۔ میں نے تمہیں تعلیم فرمائے تھے تم سے بلیں کروں۔ اور ان چند امور پر تم کو امین کروں۔ جن پر رسول خداؐ نے مجھے امین کیا۔ پس امام حسنؑ قریب گئے۔ اور جناب امیرؑ نے اسرا الہی ان کے کان میں کہے۔ شیخ طبرسیؑ نے روایت کی ہے جب جناب امیرؑ جانب عراق جاتے تھے۔ اپنے کتب و اسلحہ

زوجہ رسول خدا کے سپرد کرتے تھے۔ اور جب امام حسنؑ عراق سے مراجعت کرتے تھے ام سلمہ کتب جناب امیر اہل
 کے سپرد فرماتی تھیں۔ روایت فرماتے ہیں کہ احادیث فص امامت امام حسنؑ بکثرت ہیں ماوراء ان میں سے اکثر
 بیان معجزات امام حسنؑ حیات القلوب جلد سوم میں لکھے ہیں۔ بغداد قطب راوندی وغیرہ نے
 جناب صادق سے روایت کی ہے جب امام حسنؑ سفر حج کو جاتے تھے ایک شخص فرزند ان نہر سے کہتا اعلیٰ
 امامت حضرت تھا۔ حاضر رہتا تھا پس بعض منازل سے کسی منزل پر گئے ہوا کہ وہاں درختان خرما بھی تھے۔ اور
 بغیر ان کے خشک ہو گئے تھے۔ پس امام حسنؑ کے لئے ایک درخت کے نیچے فرش بچھوایا۔ اور فرزند میر کے لئے
 دوسرے درخت کے نیچے بچھو کر لیا۔ فرزند میر نے درخت کی طرف دیکھ کر کہا اگر یہ درخت خشک ہو گیا ہوتا تو ہم
 میرہ آجاتے۔ امام حسنؑ نے فرمایا تجھے خواہش طیب ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ امام حسنؑ نے ہاتھ جناب آسمان
 بلند کئے۔ اور دعا کی کہ یہ شخص نہ سمجھا۔ ناگاہ وہ درخت خشک باعجاز حضرت سبز ہو گیا۔ اندھے نکل آئے اور
 رطب بھی لگے۔ حال جبرائیل کے معین تھا ہے وہ بھی ہرہ تھا اس نے کہا بخدا سو گند انہوں نے حادہ کیا ہے۔
 حضرت نے فرمایا وہاں سے ہر تھوڑے پر یہ حادہ نہیں۔ لیکن خدا نے اپنے پیغمبر کے فیوض کی دعا سے جناب فرمائی
 ہے پس اس قدر رطب اس درخت سے توڑے کہ اہل قافلہ کو کافی ہوئے۔ قطب راوندی نے جناب
 معجزہ ذخیرہ موافق ارشاد امام حسنؑ صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ نظام
 حسین و عبداللہ بن جعفر سے فرمایا۔ خرچ معاویہ کی جانب سے تم کو پہلی تاریخ کو پہنچے گا جب پہلی تاریخ
 ہوئی حضرت نے جس طرح فرمایا تھا۔ اسی طرح خرچ پہنچا اور امام حسنؑ بیت قرظ دار تھے جو کچھ حضرت
 کے لئے اس نے بھیجا۔ اس سے اپنا قرض ادا کیا۔ اور باقی اہل بیت اور اپنے شیعوں پر تقسیم کر دیا۔ اور
 امام حسینؑ نے بھی اپنا قرض ادا کیا۔ اور جو کچھ باقی رہا۔ اس کے تین حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے اہل بیت
 اور شیعوں کو دیا۔ اور دو حصے اپنے عیال کے لئے بھیجے اور عبداللہ بن جعفر نے بھی اپنا قرض ادا
 کیا۔ اور جو کچھ باقی بچا۔ وہ معاویہ کے ملازم کو دیا بطور انعام اور جب یہ غیر معاویہ کو پہنچی اس نے عبداللہ بن
 جعفر کے لئے بہت سناں انعام بھیجا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ
 خیر وادان امام حسنؑ یہ نزول حبشی۔ امام حسنؑ مکہ سے پانچ مدینہ میں آتے تھے اثنائے راہ میں
 ہمارے مہدک پر دم آگیا حضرت سے عرض کیا۔ سوار ہو بیٹھے۔ کہ دم میں کچھ خفیت ہو مارتے حضرت نے انکا
 کیا۔ اور فرمایا جب میں اس منزل پر پہنچوں گا۔ ایک حبشی میرے استقبال کو آئے گا اس کے پاس ایک
 روغن بھی ہو گا کہ وہ اس دم کو نافع ہے۔ پس وہ روغن اس سے مول لے لینا اور وہ قیمت جو وہ مانگے دے
 دینا یہ سن کر وہستان آنحضرت سے ایک شخص نے تعجب کیا۔ اور کہہ جس منزل پر ہم جا رہے ہیں وہاں کوئی

روغن فروش نہیں حضرت نے فرمایا بہت جلد آئے گا۔ جب چند میل ماہ طے ہوئی اس مہیسی کی سیابی دور سے دیکھائی دی حضرت نے غلام سے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا اور ہا اس سے۔ روغن خرید کر لے۔ جب غلام اس مہیسی پاس گیا۔ اور اس سے روغن طلب کیا۔ اس نے کہا۔ روغن کس کے لئے ہا بیٹے۔ اس نے کہا۔ حسن ابن علی کے لئے دکر رہے۔ اس نے کہا۔ مجھے خدمت کی خدمت میں لے جاؤ۔ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں آپ کا محب و شیوہ ہوں۔ اس روغن کی قیمت دلوں گا۔ لیکن دعا کیجئے۔ کہ حق تعالیٰ ایک فرزند مستوی المخلقت مجھے کرامت کرے۔ کہ وہ آپ اہل بیت کا محب و شیوہ ہو۔ اس لئے کہ جو میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں میری ذمہ کو درودہ نقد حضرت نے فرمایا۔ اپنے گھر جا۔ جب تو اپنے گھر پہنچے گا فرزند مستوی المخلقت پائے گا۔ پس وہ آدمی جلد گھر کر واپس گیا۔ پھر خدمت حضرت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت کو دعا شے خریدی۔ اور کہا۔ جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ پس حضرت نے روغن اپنے پائل پر ملا۔ اور قبل اس کے کہ اپنی جگہ سے اٹھیں اس درم کا نشان بھی نہ رہا۔ ایضاً۔ معجزہ امام حسنؑ بابت سوالات باقاصد معاویہ۔ روایت ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ کو نہ میں بھلا رہا بیٹھے تھے۔ ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا۔ میں آپ کی رعایا اور بلائے ہوں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ تو بھولت کہتا ہے۔ میری رعایا اور بلاوے نہیں لیکن تجھے بادشاہ دم نے معاویہ پاس بھیجا ہے۔ چند مسائل دریافت کرنے کے لئے۔ اور وہ جواب نہ جانتا تھا۔ اب معاویہ نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے کہ مجد سے ان مسائل کے جوابات دریافت کرے۔ اس شخص نے کہا۔ یا حضرت آپ سچ فرماتے ہیں۔ معاویہ نے پوشیدہ مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور کوئی اس راہ پر بغیر خدا مطلع نہیں۔ آپ نے باہام حق تعالیٰ حانا۔ پس حضرت نے فرمایا۔ میرے ان دو فرزندوں میں سے حسینؑ سے جس سے تو چاہے سوال کرے۔ اس نے کہا۔ میں امام حسنؑ سے سوال کرتا ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ تو وہ یافت کرنے آیا ہے۔ کہ حق و باطل میں کس قدر فاصلہ ہے۔ اور زمین سے کس قدر آسمان تک مسافت ہے۔ اور مشرق مغرب سے کتنی دور ہے اور قوس قزح کیا چیز ہے اور غنٹ کسے کہتے ہیں۔ اور وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو ایک دوسرے سے زیادہ سخت ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ ہاں میں اسی کے دریافت کرنے کو آیا ہوں پس امام حسنؑ نے فرمایا۔ حق و باطل میں چاند انگشت کا فاصلہ ہے جو آنکھ سے تو دیکھتا ہے وہ حق ہے اور کلن سے باطل بہت سستا ہے اور درمیان آسمان و زمین بقدر فہرین مظلوم فاصلہ ہے اور بقدر اعد نگاہ ہے اور مشرق و مغرب میں فاصلہ بقدر مسافت ایک دروہ آفتاب ہے۔ اور قزح شیطان کا نام ہے اور یہ قوس بنام شیطان نہیں بلکہ قوس خدا

بھار اور علامت فرمائی مددی کی ہے۔ اور اہل زمین کے لئے غرق ہونے سے ان ہنہ اور نشت وہ ہے کہ معلوم نہ ہو۔ کہ مردہ بچہ یا صورت اور دونوں مقام اس کے ہوں۔ تا بلوغ انتظار کریں۔ اگر عتلم ہو مردہ ہے اور اگر خاص ہوا ہستان ہوں اور ابھریں۔ عورت ہے۔ اگر اس سے بھی غما ہو۔ تو دیکھنا چاہیے۔ مگر بول کی دھار سیدی ہو۔ مردہ ہے۔ اور اگر بطلہ لہل خستہ عورت ہے۔ لیکن وہ دس چیزیں جو ایک دوسری سے زیادہ سخت ہیں۔ پس پتھر کو خدا نے پیدا کیا ہے سخت اور ہے کہ پتھر سے زیادہ سخت پیدا کیا ہے۔ کہ پتھر کو توڑتا ہے اور آگ کو زیادہ سخت کیا ہے کہ لوہے کو کھلاتی ہے۔ اور پانی کو زیادہ سخت کیا ہے کہ آگ کو بجھاتا ہے اور پانی سے زیادہ امیر کو سخت پیدا کیا ہے کہ حکم اس کا پانی پر جاری ہے اور ہوا کو پانی پر مسلط کیا ہے کہ اسے حرکت دیتا ہے اور ہوا سے زیادہ سخت وہ فرشتہ ہے کہ ہوا اس کے حکم میں ہے۔ اور اس سے زیادہ سخت ملک الموت ہے جو اس کی روح حقیق کرتا ہے اور ملک الموت سے زیادہ سخت موت ہے کہ خود ملک الموت اس سے روکتا۔ اور موت سے زیادہ سخت حکم خدا ہے کہ اس کے فرمان سے آتی ہے اور وہ بھی پوجائی ہے۔ معجزہ امام حسنؑ در طفولیت ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ جب ابو سفیان مدینہ میں آیا اور چاہا حضرت رسولؐ سے ان طلب کرے جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا اور کہہ آپ شفاعت کیجئے حضرت نے قبول نہ فرمایا جناب سیدہ پرورہؑ میں یقین اور امام حسنؑ ایک مہینہ کے تھے اور گھٹنوں چلتے تھے۔ ابو سفیان نے کہہ اے دختر محمدؐ اس فرزند کو میرا شخص کیجئے۔ کہ اپنے نانا سے شفاعت کریں۔ پس امام حسنؑ نے آگے سے آکر ایک ہاتھ سے اس کی ناک اور دوسرے سے اس کی داڑھی پکڑ کر بقدرت حق تعالیٰ کلام کیا اور کہا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ تو کہہ میں اپنے نانا سے تیری شفاعت کروں۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے آل محمدؐ کو مثیل و نظیر حضرت یحییٰ بن زکریا فرمایا۔ نبی اکرم حق تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے۔ واٰتینا۔ احکمر صبیحہ۔ روایت کی ہے۔ ایک روز معجزہ امام حسنؑ شیعوں نے امام حسنؑ سے زیادہ بن امیہ کی شکایت کی پس حضرت نے ہاتھ دعا کے لیے اٹھا دیے اور کہا۔ خدایا یاد بن امیہ سے ہمارے اور ہمارے شیعوں کا انتقام لے اور اسے بہت جلد معذب کر۔ بدستیکہ تو سب چیزیں قتلہ ہے۔ پس اسی روز اس کے انگوٹھے میں زخم پڑا۔ اور گردن ٹک دم پہنچ کر مکیہ ایضاً روایت کی ہے۔ ایک شخص نے ہزار دینار کا امام حسنؑ پر دعویٰ کیا۔ اور حضرت کو شریک قاضی پاس لے گیا۔ حضرت نے اور شریع نے اس کو قسم دی۔ جب اس شخص نے قسم کھائی اور روہیہ پایا۔ اٹھ کھڑا ہوا۔ اٹھتے ہی زمین پر گر پڑا۔ اور اصل جہنم ہو گیا۔ ایضاً جناب صادق سے روایت ہے۔ ایک روز بعض شیعوں نے امام حسنؑ سے کہہ آپ اس قدر تحمل مشقت و مضرت معاویہ کیوں کرتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا۔ میں اپنے خدا کے حکم کی اطاعت کرتا ہوں مادہ اگر خدا سے کہوں کہ شام کو عراق اور عراق کو شام اور مرد کو عورت اور عورت کو مرد کرے میری دعا خدا قبول کرے گا۔ ایک مرد شامی بھی موجود تھا اس نے کہا۔ کون ایسا ہے امام حسنؑ نے فرمایا تجھے شرم نہیں آتی کہ عورت ہو کہ مردوں میں بیٹھی جیسے جب اس مرد نے خیال کیا دیکھا عورت ہو گئی ہے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ ابڑ اور گھر جا۔ کہ تیری عورت مرد ہو گئی ہے اور تجھ سے محبت کرے گی۔ اور تیرے فرزند محنت پیدا ہو گا۔ پس جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا واقعہ ہوا اور وہ دونوں حضرت کی خدمت میں آئے اور توبہ کی۔ حضرت نے ان کے لئے دعا کی کہ دونوں اپنی پہلی حالت میں آگئے۔ ایضاً سیدہ بن طاووسؑ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک روز میں امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک گائے کوئی حضرت کے سامنے سے لے جاتا تھا حضرت نے فرمایا کہ گائے حاملہ ہے۔ اور اس کے پیٹ میں بچہ یا بچے۔ اور اس کے ماتھے پر سفیدی ہے۔ اور دم کی نوک بھی سفید ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں میں قصاب کے ہمراہ روانہ ہوا یہاں تک کہ اس نے گائے کو قلع کیا۔ اور ایک بچہ یا اس کے پیٹ سے جیسی حضرت نے فرمائی تھی نکلی۔ پس میں حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور کہا۔ خدا فرماتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے ہم اسے جانتے ہیں آپ نے کیونکر جانا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں نے باہام خدا مانا۔ ایضاً امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک گروہ اصحاب امیر المومنین بعد از شہادت آنحضرت امام حسنؑ کی خدمت میں آئے۔ اور کہا۔ ہمیں وہ عذاب دکھاؤ جو تمہارے والد دیکھا کرتے تھے حضرت نے فرمایا اگر تم کو وہ عذاب دکھاؤں تو ایمان لاؤ گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اگر میرے والد کو دیکھو پیچاؤ گے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ پس امام حسنؑ نے پردہ اٹھایا۔ اور کہا۔ اس گھر میں دیکھو جب اس گھر میں نظر کی دیکھا۔ جناب امیر بیٹھے ہیں۔ امام حسنؑ نے کہا۔ تم پہنچاؤ ہو یہ جناب امیر ہیں۔ سب نے کہا۔ ہاں ہم نے پہچانا اور گواہی دیتے ہیں کہ آپ ولی خدا بحق و راستی ہیں اور آپ بعد اپنے والد کے امام ہیں۔ اور تحقیق کہ آپ نے امیر المومنینؑ کو بعد ان کی وفات کے دیکھایا۔ جس طرح آپ کے والد نے رسول خداؐ کو ان کی وفات کے بعد سجدے میں دیکھایا۔ پس امام حسنؑ نے فرمایا کیا تم نے قول خدا نہیں سنا کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ یعنی جو لوگ راہ خدا میں شہید ہوتے ہیں ان کو یہ نہ کہو کہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ولیکن تم نہیں جانتے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں آیا ہے جو راہ خدا میں قتل ہوتے ہیں۔ پس میرے حق میں کیا عجب کہتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا۔ ہم ایمان لائے۔ اور اسے فرزند رسول خداؐ۔ آپ کی ہم نے تصدیق کی۔ ایضاً بسند

معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کی۔ ایک روز نخلستان میں بیٹھے تھے معاویہ نے کہا میں نے سنا ہے۔ رسول خداؐ نے خرموں کا درخت میں تختہ کیا ہے اور وہ تختہ ٹھیک ہوا ہے۔ آیا وہ علم آپ بھی جانتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کے شیعہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ آپ سے آسمان تا زمین کسی چیز کا علم یہاں نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ حضرت رسولؐ تختہ عیادہ سے فرماتے تھے۔ اور میں تجھ سے خرموں کا شمار بیان کرتا ہوں۔ معاویہ نے کہا تمناؤ اس درخت میں کس قدر خرے میں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ چار ہزار اور چار خرے ہیں۔ معاویہ نے حکم دیا۔ اس درخت کے خرے توڑ کر شمار کرو۔ جب سب کو توڑ کر شمار کیا۔ چار ہزار اور تین خرے نکلے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میں نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا۔ اور ضرور غیابی طرف سے نہیں کہنچی۔ بیشک ایک خرما کسی نے چھپا دیا۔ جب تلاش کیا۔ ایک خرما عبداللہ بن عمر کے ہاتھ میں تھا۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے خدا معاویہ اگر ایسا ہی سینگا ہرگز ایسا نہ لائے گا۔ تحقیق میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ تو اس کے بعد کرے گا۔ زیادہ حضرت رسولؐ میں تصدیق کرتے اور تکذیب دہکتے تھے۔ اور تو باوجودیکہ معائنہ ایسا کہتا ہے۔ کہ کب تم نے اپنے نانا سے سنا۔ حالانکہ تم کو دکھتے قسم بخدا کہ زیادہ کو اس کے باپ سے تو نے ملتی کیا۔ اور مجھ پر عداوت تو قتل کر گئے۔ شیعوں کے سترے پاس شہروں سے آئیں گے۔ پس جو کچھ حضرت نے اس روز فرمایا۔ واقع میں آیا۔ صفادہ و قطبہ اور مدنی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ وہ شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر تھے حضرت نے ایک سے کہا۔ تو نے کل کی رات اپنے گھر میں یہ باتیں کہیں۔ اس شخص نے متعجب ہو کر کہا۔ آپ سب جانتے ہیں۔ پس فرمایا۔ خداوند ذوالجلال نے رسول خداؐ کو علم حلال و حرام تعلیم فرمایا۔ اللہ منزّل و تادیل قرآن پر جو کچھ تادم قیامت واقع ہوگا۔ اس پر مطلع کیا۔ اور حضرت رسولؐ نے سب جانا جناب امیرؑ کو اور جناب امیرؑ نے سب مجھ کو تعلیم کیا۔ کتاب عدد و قویہ میں حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ ایک روز کوہ حرنی یا کسی اور پہاڑ پر بیٹھے تھے اور جناب امیرؑ و ابو بکر و عمر و عثمان بھی وہاں بیٹھے تھے۔ اور ایک گروہ ہاجرین و انصار بھی وہاں موجود تھے۔ ناگاہ امام حسنؑ کو دیکھا کہ نہایت بانگین وہ قار آتے ہیں۔ جب حضرت رسولؐ نے دیکھا۔ فرمایا۔ جبریل حسن کو ہدایت کرتے ہیں اور کائیل وہ ست دیکھتے ہیں حسنؑ میرا فرزند اور میری جان اور میری سپلیوں میں سے ایک پسلی ہے اور میرا فرزند اور نوید دیدہ ہے میرے پند و مادہ اس پر خدا ہوں پس حضرت رسولؐ اٹھے اور ہم بھی حضرت کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے اور امام حسنؑ کا استقبال کیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے حسنؑ تم میرے باغ کے صیب اور میرے صیب اور میری جان و دل ہو۔ پس امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑ کے لائے اور اپنے پاس بٹھایا۔

اور ہم لوگ حضرت کے گرد بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اور حضرت بغور امام حسنؑ کو دیکھتے تھے۔ پھر فرمایا یہ فرزند
 البصیر سے ہدایت کتنی اور ہدایت یافتہ ہوگا۔ اور یہ فرزند خدا کی جانب سے میرے مدیر سے بچے میری
 جانب سے لوگوں کو خبر دے گا۔ اور میرے آئندہ پسندیدہ اور نہیں پہنچائے گا۔ میری سنت کو زندہ رکھے گا میرے
 کاموں کا متولی ہوگا۔ اور نظر لطف خدا اس کی طرف ہوگی پس خدا اس پر رحمت کرے۔ جو اس کی قدر جانے اور
 اور اس کے حق میں محمد سے نیکی کرے گا۔ اور اس کے گرامی رکھنے سے مجھے گرامی رکھے۔ ہنود سخن حضرت تمام
 نہ ہوا تھا کہ ایک اعرابی دور سے کھائی دیا۔ کہ اپنے نذرہ کو ملاتا تھا۔ جب حضرت کی نظر اس پر پڑی فرمایا۔
 تمہاری طرف سے شخص آتا ہے جو تم سے ایسی سخت کلامی کرے گا پس وہ اعرابی آیا اور سلام نہ کیا بلکہ چہچہاں میں
 محمدؐ کو انہیں ہم نے کہا کیا مطلب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے کہتے دو۔ اعرابی نے کہا۔ اے محمدؐ میں اس
 سے پہلے تم کو دشمن رکھتا تھا۔ اور اب تم کو دیکھ کر میں دیا وہ دشمن ہوا۔ اور غضب آلود ہوں۔ حضرت رسولؐ
 متبسم ہوئے۔ لوگوں کے حوالہ۔ اس کو آواز دیں۔ حضرت نے من فرمایا۔ اعرابی نے کہا۔ اے محمدؐ تم پھیری
 کا دعویٰ کرتے ہو غیروں پر مدعہ کرتے ہو۔ اور کوئی حجت و دلیل اپنی پیگیری پر تم نہیں رکھتے۔ حضرت
 نے فرمایا تم کو کیا معلوم ہے دلیل نہیں رکھتا۔ اعرابی نے کہا۔ کیا دلیل ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو دلیل
 چاہتا ہے۔ تو میرے اعضا میں سے ایک عضو تجھے خبر دے گا۔ یہاں تک کہ میری دلیل محکم نہ ہو۔ اعرابی نے
 کہا۔ آیا عضو آدمی کا کلام کر سکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں پس امام حسنؑ سے خطاب فرمایا۔ اٹھو اور
 حجت اس اعرابی پر تمام کرو۔ اعرابی متعجب ہوا۔ اور کہا۔ بچے کو مکہ دیا ہے کہ مجھ سے گفتگو کرے۔ حضرت نے
 فرمایا تو اس کو دک کو عالم و دانا پائے گا پس امام حسنؑ نے ابتداء کی۔ اور فرمایا اے اعرابی فاضل و حامل سے
 تو سوال نہیں کرتا بلکہ ایک فقید و دانا سے سوال کرتا ہے۔ اور خود تو حامل و دانا نہ ہے۔ یہاں پر چند شعر
 نہایت فصیح و بلیغ اپنی مغائرت اور علم و فضل و جلالت پر فی البدیہہ الشافریہ لے۔ اور کہا۔ اے اعرابی
 تو نے اپنی زبان کھولی اور اپنے اندازہ سے گزر گیا۔ اور میرے نفس نے تجھے قریب دیا لیکن اس مجلس
 سے تو حرکت نہ کرے گا۔ تا انکہ انشاء اللہ ایمان ملائے پس اعرابی متبسم ہوا۔ اور کہا۔ وہ کہو جو میرا سبب
 اسلام ہوا۔ امام حسنؑ نے کہا تم لوگ مع اپنی قوم کے ایک مجلس میں جمع ہوئے۔ اور ادرودہ نے جہالت و
 سفاقت محمدؐ کو یاد کیا۔ اور کہا۔ سب عرب ان کے دشمن ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی تمام عرب سے دشمنی
 کرتے ہیں ان کا وہیہ لازم ہے۔ اگر وہ مارے جائیں گے۔ اور کوئی ان کا خون طلب نہ کرے گا۔ پس ان
 لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے کچھ کو مقرر کیا۔ کہ تو آنحضرتؐ کو قتل کرے۔ اور تو اپنا نیزہ اٹھا مارا وہ قتل
 آنحضرتؐ آیا۔ اور مخالفت و ترساں تھا کہ کوئی مطلع نہ ہو جائے اور تو یہ نہ جانتا تھا کہ خدا تجھے ایک

امر خیر کے لئے لایا ہے۔ کہ اس نے تیرے لئے ارادہ کیا ہے۔ اب میں تجھے ان امور کی خبر دیتا ہوں جو
 تجھ پر سفر میں گدے سے اعلیٰ عربی تو اپنی قوم میں سے چاندنی رات کو جڈا ہوا۔ ناگاہ آندھی آئی اور اچھا
 آگیا۔ ابدیکھاٹی ہوا اور مینہ سے ہر سا۔ تو حیران ہوا۔ اور راہ مہجول گیا۔ نہ قدرت آگے جانے کی دی۔
 اور نہ پھر جانے کی رہی کسی کے پاؤں کی آہٹ نہ آتی تھی اور نہ روشنی دیکھاٹی دیتی تھی اب مجھ
 آسمان پر تھا۔ اور ستارے چھپ گئے تھے۔ کبھی تجھے ہوا پھیرے مارتی تھی۔ اور کبھی خار و خاشاک
 سے ایذا پہنچتی تھی۔ بجلی کے چمک سے آنکھوں میں چمکا چوند ہوتی تھی۔ اور پھر سے پاؤں مجروح ہوتے
 تھے۔ ناگاہ ان شدتوں سے تو نے راہی پا کر اپنے کو ہمارے پاس دیکھا پس آنکھیں تیری روشن گونج
 اور نالہ و میغزادی ساکن ہوئی۔ عربی نے کہا۔ یہ سب باتیں آپ نے کیونکر جانیں تم نے میرے دل کی
 خبر بیان کی۔ گویا اس سفر میں تم میرے ہمراہ تھے۔ اند میرے اہل میں سے کوئی چیز تم پر مخفی نہ رہی۔ گویا غیب
 کی باتیں کرتے ہو۔ اب کہو اسلام کیا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ کہہ۔ اشہد ان
 لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدؐ عبدہ و رسولہ
 پس عربی نے حکم چڑھا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اور اسلام اس کا نیک ہوا۔ کہ خود رسول کریمؐ نے خود اسے
 مقبول اقرآن تعلیم فرمایا۔ عربی نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اپنی قوم پاس پھر جاؤں۔ اور ان کو ہدایت کروں۔
 اللہ شالہ دین انھیں تعلیم کروں۔ حضرت نے احادیث دی جب وہ عربی اپنی قوم میں پہنچا۔ ایک جماعت
 کو حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور وہ بھی مسلمان ہوئے۔ پس بعد اس واقعہ کے جب لوگ امام حسنؑ کو دیکھتے
 تھے کہتے تھے خدا نے امام حسنؑ کو مرتبہ عطا کیا ہے جو خلق میں کسی دوسرے کو عطا نہیں کیا۔ ایضا قطب
 راوندی نے روایت کی ہے۔ ایک روز عمرو بن عاصؓ نے معاویہ سے کہلا امام حسنؑ کلام کرنے میں عاجز ہیں۔
 جب منبر پر جاتے ہیں۔ اور لوگ ان کی طرٹ دیکھتے ہیں۔ خجالت ان کو کلام کرنے میں منکر کرتی ہے۔
 پس معاویہ نے امام حسنؑ سے کہا۔ منبر پر جا کر مجھے موعظہ کیجئے۔ امام حسنؑ منبر پر کثرت لائے۔ اور بعد موعظہ
 شافیہ اور اظہار حسب و نسب و جلالت و قدر و منزلت پر بہت کچھ فرمایا۔ اور کہا میں ہی فرزند بہترین
 فرزند ابن فاطمہ و خیرہ رسول خدا ہوں۔ میں ہی فرزند رسول خدا و فرزند سراج منیر و فرزند بشیر و نذیر و
 فرزند جنتہ للعالمین و فرزند پیغمبر حسن و حسن ہوں میں ہی فرزند بہترین خلق خدا بعد از رسول خدا ہوں۔
 میں ہی فرزند صاحب فضائل و دلائل ہوں۔ میں ہی فرزند امیر المؤمنین ہوں کہ حق میرا خصم کیا ہے۔
 میں ہی ایک دو بہترین جوانان بہشت سے ہوں میں ہی فرزند شفیع مطاع ہوں میں ہی اس کا فرزند
 ہوں جس کے ہمراہ فرشتوں نے قتال کیا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جس کے سامنے سب قریش حاضر

ہوئے میں ہی فرزند پیشوائے خلق ہوں پس معادیہ ڈرا کہ کہیں لوگ امام حسنؑ کے ساتھ نہ ہو جائیں۔ اور مجھ سے پھر عائشہؓ کہا۔ اے ابو محمد منبر سے اتر آئیے جو کچھ آپ نے بیان کیا۔ بہت ہے۔ امام حسنؑ منبر سے نیچے تشریف لائے معادیہ کے کہا۔ تمہارے گمان میں تم خلیفہ ہو۔ اور حالانکہ تم کو قابلیت خلافت کی نہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا خلیفہ وہی ہے جو کتاب خدا پر عمل کرے۔ اور متابعت سنت رسول کرے۔ وہ خلیفہ نہیں جو درمیان مردم بھروسہ ظلم سلوک کرے۔ اور سنت ہائے رسول خدا کو معطل چھوڑ دے۔ اور دنیا کو پر و مار سمجھے۔ بادشاہی کرے۔ اور بعد چند روز کے بخود وارد ہو۔ اور بعد اس کے وہ لذت اس سے منقطع ہو جائے۔ اور عاقبت اس کے لئے باقی رہے پس ایک جوان قوم بنی امیہ سے جو اس مجلس میں حاضر تھا مختصر مل ہوا۔ اور بہت سخنان نامزد امام حسنؑ کو اور اہل بیتؑ کو اس شقی نے کہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا خداوند اپنی نعمت کو اس سے متغیر فرما۔ اور اسے عورت کر دے۔ تاکہ اور لوگ اس کے حال سے عبرت حاصل کریں جب اس شقی نے اپنے ہیم پر نظر کی دیکھا۔ عورت ہو گیا ہے۔ مقام بول مثل عورتوں کے مبدل ہوا۔ اور ریش نہیں بھی صفا چٹ ہو گئی پس امام حسنؑ نے فرمایا۔ اے عورت دروہ کیوں مردوں کی مجلس میں بیٹھی ہے۔ یہ کہہ کر حضرت نے جابابا کہ مجلس سے تشریف لے جائیں عمرو بن عاص نابکار نے کہا ابھی توقف کیجئے۔ آپ سے چند مسائل دریافت کروں گا امام حسنؑ نے فرمایا۔ جو چاہو پوچھ لو۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ مجھے خبر دیکھئے کہ کرم و بخت و مروت کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا۔ و لیکن کرم پس نیکی کرنا ہے کہ قصد عوم نہ ہو۔ اور قبل سوال عطا کرنا ہے۔ و لیکن بخت یعنی رفعت اپنے دشمنوں کو اپنے عارم سے دفع کرنا۔ اور مقام میں کمزوری میں صبر کرنا ہے۔ و لیکن مروت، مردی پس وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کو نگاہ رکھے۔ اور اپنے نفس کو کثافت و کلوگی سے حفظ کرے۔ اور بادائے حقوق خلق و خدا قیام کرے۔ اور جسے دیکھے۔ سلام کرے یہ ارشاد فرما کہ حضرت تشریف لے گئے پس معادیہ نے عمرو بن عاص کو ملامت و فحش کی۔ اور کہا۔ تو نے اہل شام کو فاسد کر دیا۔ اور فضائل امام حسنؑ پر مطلع کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ ان باتوں کو چھوڑ دو۔ اہل شام تم کو دین و ایمان کے لئے دوست نہیں رکھتے بلکہ دنیا کے لئے دوست رکھتے ہیں۔ تم شیعہ و مال نہار سے ملو کہ میں ہے سخنان امام حسنؑ مفید نہ ہوں گے۔ پس اس جوان بنی امیہ کا قصد لوگوں میں منتشر ہوا۔ اور اس کی زوجا امام حسنؑ کی خدمت میں آئی۔ اور تضرع و زاری استغاثہ فرما دے اپنے شوہر کے عورت ہو جانے پر بہت کی۔ امام حسنؑ بھی اس کے دروہ پر روتے گئے۔ اور دعا کی۔ پس وہ پھر مرد ہو گیا۔

فصل پانچویں بیان احوال امام حسنؑ و سہادۃ امیر و صلح معاویہ

ہاں ہاں چاہیے کہ بعدِ نبوت عصمت و جلالِ آئمہ ہدی لازم ہے جو کچھ ان سے واقع ہوا۔ مومنین اسے تسلیم کریں اور اعتراض و شبہ نہ کریں۔ اور جانیں جو کچھ خدا کا فعل ہے وہ اوجانبِ خدا ہے اور اعتراض ان پر کیا خدا پر اعتراض کرنا ہے جیسا کہ سابقاً معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک صحیفہ خدا نے رسولِ خدا کے لئے بھیجا۔ اور اس صحیفہ پر بارہ مہریں تھیں۔ پس ہر امام اپنی مہریں کھولتے۔ اور جو کچھ اس میں لکھا پاتے اس پر عمل کرتے تھے۔ اور کس طرح جائز ہے کہ اپنے عقول ناقص سے اس گروہ پر اعتراض کریں جو حجتِ انے خدا زمین پر ہیں ادا ان کا کہا خدا کا کہا اور ان کا کیا خدا کا کیا ہے۔

خطبہ حضرت امام حسنؑ۔ ابنِ بابویہ و شیخ مفید و غنی طوسی و ابنِ شہر آشوب و غیرو نے روایت کی ہے۔ کہ بعدِ شہادت جناب امیرِ امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ طبع فرمایا۔ مشتمل بر صلوات ربانی و حقائق سبحانی اور اگر کے فرمایا۔ ہم ہی حزبِ اللہ ہیں۔ کہ غالب ہیں اور ہم ہی عزتِ رسولِ خدا ہیں کہ ہم سب سے با محضرت زیادہ نزدیک ہیں۔ اور ہم ہی اہل بیتِ رسالت ہیں کہ بدی اور گناہوں سے معصوم و مطہر ہیں۔ اور ہم ہی ان دو چیز بزرگ سے ہیں کہ جناب رسولِ خدا اپنی مجدامت میں چمڑ گئے۔ اور فرمایا۔ اخی تاریخ! فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی۔ اور ہم ہی ہیں۔ رسولِ خدا نے ہم کو دینِ کتاب خدا کہا۔ اور علمِ تنزیل و تادیلِ قرآن ہم کو دیا۔ اور ہم قرآن کی تائید میں کہتے اور یحییٰ و گمانِ تعلیلِ قرآن نہیں کرتے۔ پس ہمدی اطاعت کرو ہمدی اطاعت خدا کی ہمانہ سلم پر توجیب ہوئی ہے اور خدا نے ہمدی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ مقرون کیا ہے۔ اور فرمایا ہے یا ایھا الذین آمنوا اذیعوا للہ واطیعوا للرسول واولی الامر منکم بعد اس کے حضرت نے فرمایا اس شب وہ شخص دنیا سے گیا کہ عملِ غیرِ حق کے ساتھ یقین نے سبقت دے دی اور ان کی۔۔۔ ہر گز وہی تک کوئی معید نہ ہو سچ سکے گا۔ تحقیق کہ رسولِ خدا کے ہمراہ انہوں نے جہاد کیا۔ اور اپنی جانوں کو قربان کیا۔ اور رسولِ خدا اپنا علم دے کر ان کو جس طرف بھیجتے تھے۔ ہمیں ان کی وہی طرف اور کیا میل جانبِ بائیں رہتے تھے۔ اور پھر گرد آتے تھے جب تک خدا ان کے ہاتھ سے فتح نہ کرتا تھا۔ اور اس دولت کو انہوں نے بجا لیا ہمارا حلت کی۔ جس رات کو حضرت عیسیٰ آسمان پر گئے اور شیخ بنِ نون و مہی حضرت موسیٰ نے اس رات کو انتقال کیا اور کچھ فلا و فقرہ انہوں نے نہیں پھوٹا۔ مگر سات سو رہم کہ ان کی بخشش

سے زیادہ کہتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ایک خادم اپنے اہل بیت کے لئے خریدیں۔ تا انکہ گریہ حضرت کنگر کر
نہا۔ اور خودش لوگوں سے اٹھ کر پھر فرمایا۔ میں ہی فرزند بشیر و نذیر ہوں۔ میں ہی فرزند دعوت کنندہ
بہمانب خدا ہوں۔ میں ہی فرزند سراج منیر ہوں۔ میں ہی اس خاندان سے ہوں جس کو خدا نے
ترس سے دور کیا۔ اور ان کو معصوم و مطمئن فرمایا ہے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں کہ خدا نے اپنے کتاب
میں جن کی دعوت خدا نے واجب کی۔ اور فرمایا قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودة فی
القرنی ومن یقتون حسنة فزدہ فیہا حسنا اور خدا نے حسنہ جو اس آیت میں فرمایا
ہے۔ مراد اس سے محبت ہمدانی ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عباس اس اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے گروہ
مردان یہ تمہارے پیغمبر کا فرزند ہے اور تمہارے امام کا وصی ہے۔ اس سے بیعت کرو۔ یہ سن کر لوگوں نے
قبول کیا اور کہا کس قدر یہ ہمدانی طرف محبوب ہیں۔ اور کس درجہ ہم پر ان کا حق واجب ہے اور علیہ
لام حسن سے بیعت خلافت کی۔ اور امام حسن نے ان سے شرط کیا میں جس سے صلح کروں تم بھی صلح
کرو۔ اور جس سے جنگ کروں تم بھی جنگ کرو۔ ان لوگوں نے قبول کیا اور یہ واقعہ اکیسویں ماہ مبارک
رمضان کا ہے۔ سال کیم ہجرت سے بروز جمعہ ہوا۔ اور اس وقت عمر شریف نے امام حسن مینیسس سال کی عمر میں بعد
اس کے امام حسن منبر سے نیچے تشریف لائے اور حکام اطراف کو اسی میں رواد کر کے سب جگہ مقرب کے اور عبداللہ بن عباس
بیان خلافت و بیعت کے بھیج دیا۔ یہ شرح مفید ہے۔ ابابو یوسف قطب روندی کو ابن شہر آشوب وغیرہ نے
روایت کی ہے کہ جب بعد شہادت جناب امیر لوگوں نے امام حسن سے بیعت کی اور بیعت کرنے کی خبر معاویہ کو
پہونچی اس نے وہ جاسوس ایک بصر کی جانب اور دو سرا بطرف کوفہ روانہ کیا کہ جو کچھ واقع ہو لکھا کریں اور جب
امام حسن مطلع ہوئے۔ دونوں کو بلایا اور ان کو قتل کیا۔ اور ایک نامہ معاویہ کو لکھا کہ مجھ سے بیعت کہے۔ اور اپنے
فضائل و استحقاق خلافت کو بظہانے شافی دے کیا اور لکھا کہ تو نے جاسوس بھیجے اور حیلہ سازی و مکاری کی۔
میں گمان نہ ہے کہ تیرا ارادہ جنگ ہے۔ اگر واقعی تیرا ارادہ ہے تو میں بھی موجود ہوں جب یہ نامہ معاویہ پاس پہونچا۔
اس کے کلمات سخت و درشت اور جو بقتضائے کفر و فتنہ امتداد اس نامہ میں لکھا۔ اور امام حسن کی خدمت
میں پہونچا۔ اور لکھا کہ گراں لے کر متوجہ عراق ہو۔ اور اپنے چند جاسوس کوفہ میں منافقوں اور خاد جویوں مثل عمرو بن حریث
واخت بن قیس و شیبہ بن ربیعہ و غیرہ پاس بھیجے کہ وہ لوگ اصحاب امام حسن میں تھے۔ اور کثرت تشنیر جبر اطاعت
قبول کی تھی۔ اور ان منافقین و خدوارج کو معاویہ نے لکھا کہ جو امام حسن کو تم میں سے قتل کرے گا۔ میں اسے
وہ لاکھ ہمدانہ ایک اپنی دختر و نکاح اور ایک شکر شکہ ہائے شام سے اس کے تابع کروں گا۔ اس فریب حیلہ سے
اکثر منافقین کو اس نے اپنی طرف مائل اور امام حسن کی جانب سے منحرف کر دیا۔ یہاں تک کہ امام حسن ایک زندہ

دوں گا۔ اور پہنچ سوار ہم بھی اس لئے بھیجے۔ اس شقی نے جب روپیہ دیکھا۔ اور عدہ حکومت سنا۔
 دین کو دنیا پر پہنچ ڈالا۔ اور روپیہ لے کر مع وہ سونفر کے اپنے عزیزوں اور محضدوں میں سے معاویہ پاس چلا
 گیا۔ اور امام حسنؑ سے مخوف ہو گیا۔ جب یہ خبر امام حسنؑ کو پہونچی حضرت نے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ اس مرد
 کندی نے مجھ سے مکر کیا۔ اور معاویہ پاس چلا گیا۔ اند میں نے مکر رتم سے کہا۔ کہ تمہارے عہد کو دفاتہیں امام حسنؑ
 سب بندہ دنیا ہو۔ اب میں دو سرے شخص کو بھیجتا ہوں۔ اور ہانتا ہوں۔ کہ وہ بھی ایسا ہی کرے گا۔ پس ایک
 مرد کو قبیلہ مراد سے مع چار ہزار مرد روانہ کیا۔ اور اس سے عہد یہ بیان لیا کہ غزوہ مکرہ کرے۔ اور اس نے تمہیں
 کھائیں۔ کہ میں فریبہ دفاتہ کروں گا۔ جب وہ رستا ہوا آیا یہ بھی مثل مرد کندی مکر کرے گا۔ جب یہ مرد مرادی
 پہونچا معاویہ نے قاصدا اور نامے اسے بھیجے اور پہنچ ہزارند ہم بھی بھیجے اور وعدہ حکومت و ولایت جہاں
 کی وہ پسند کرے لکھا۔ پس وہ بھی امام حسنؑ سے مخوف ہو کر معاویہ پاس چلا گیا۔ جب یہ خبر امام حسنؑ کو پہونچی
 خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ میں نے تم سے مکر کر لیا۔ کہ تم لوگ با وفا نہیں ہو۔ دیکھو مرادی نے بھی مجھ سے مکر کیا۔
 معاویہ پاس چلا گیا۔ پس عبداللہ بن عباسؓ کے ہمراہ قیس بن سعد بارہ ہزار آدمی پر سردار کر کے دیر عبدالرحمن
 سے جانب معاویہ بھیجا۔ اور فرمایا۔ اگر عبداللہ بن عباسؓ میرا قیس بن سعد میرا ہو۔ اگر وہ بھی میرا ہو۔ جو جیسے سعید
 قیس امیر ہو۔ اور عبداللہ کو وصیت کی کہ قیس بن سعد و سعید بن قیس کی صلاح و مشورہ پر عمل کرے اور
 خود بھی حضرت نے دہاں سے کوچ کیا۔ اور باطراط مدائن کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں پہنچ کر
 چاما۔ اپنے اصحاب کا امتحان کریں اور ان کے کفر و نفاق اور عیوفائی کو لوگوں پر ظاہر کریں۔ پس لوگوں
 کو جی کیا۔ اہ محمدؐ ثنائے الہی بجا لا کر فرمایا۔ امانت تحقیق کہ میں بعد محمدؐ تخت خدا امیر رکھتا ہوں کہ اس کی نفی
 پر غرہ آتریں بہترین موم ہوں۔ اور کسی مسلمان کی طرف سے میرے دل میں کینہ نہیں اور کسی طرف سے میرے
 دل میں بار بار ہی نہیں۔ اور مسلمانوں کی جمعیت کو پر آگے گی سے بہتر جانتا ہوں۔ اور جو صلاح تم حق میں اپنے
 بہتر جانتے ہو۔ اس سے میں بہتر جانتا ہوں۔ پس لازم ہے میرے حکم کی مخالفت نہ کرو۔ اور میری ہدایت کو
 اپنے حق میں رد نہ کرو۔ امید ہے خدا مجھے اور تمہیں بخش دے۔ اور میں تمہیں جس میں اس کی محبت و
 خوشنودی ہے۔ ہدایت کرے۔ جب ان منافقین نے یہ کلام حضرت سے سنا۔ ایک نے دوسرے پر نظر
 کی۔ اور کہا۔ اس کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو معاویہ سے صلح منظور ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ خلافت
 مناد یہ کو دیں۔ پس سب اٹھ کھڑے ہوئے اور علیؑ کو ایسا سب امام حسنؑ کو کوٹ لیا۔ یہاں تک کہ عاتقہ
 حضرت کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لی۔ اور درادوش مبارک سے اتاری۔ پس امام حسنؑ نے اپنا
 گھوڑا طلب کیا۔ اور سوار ہوئے۔ اور اہل بیتؑ آنحضرتؐ نے تقوڑے شیعوں کے ہمراہ حضرت کو پہنچ

میں لے لیا۔ اور جب سامان طلائع میں پہنچے۔ جراح بن سنان اسدی شقی نے گام اسب آنحضرت پکڑ لی۔ اور ایک خنجر ران مہارک پر مارا کہ استخوان تنک شکافہ ہو گیا۔ اور بروایت دیگر پہلو پر خنجر مارا۔ پس ملادمان و موالبان دوستان امام حسنؑ نے اس ملعون کو پکڑ کر قتل کیا۔ اور حضرت کو عمار ہی میں بٹا کر مدائن میں لے گئے۔ اور سعد بن مسعود ثقفی کے گھر میں کہ وہ حضرت کی طرف سے والی مدائن و قاضی نزل اجل فرمایا۔ اور وہ مختار کا چچا تھا۔ پس مختار اپنے چچا پاس آیا۔ اور کہا چلو امام حسنؑ کو ہم معاویہ کو دے دیں۔ شاید معاویہ اس کے عوض میں ہم کو ولایت دے دے۔ سعد نے کہا۔ تیرا بڑا بھو۔ یہ کیا بکباتہ ہے۔ امام حسنؑ اور ان کے پیرو بزرگوار کی طرف سے مانع کا حکم ہوں۔ ان کا حق نعمت فراموش کروں۔ اور فرزند رسول خداؐ کو معاویہ کو دے دوں۔ جب شیطان امام حسنؑ نے یہ کلام سنا چاہا مختار کو قتل کر دیا۔ آخر بشاعت علم مختار اس کی تقبیر سے روگزر کیا۔ پس سعد ایک جراح کو لایا۔ اور وہ غم کا علاج کیا۔ اکثر دوسالے لشکر امام حسنؑ نے معاویہ کو لکھا کہ ہم تمہارے مایوس و منتقاد ہیں۔ تم جلد متوجہ عراق ہو۔ جب نزدیک پہنچو گے ہم امام حسنؑ کو پکڑ کے تم کو دے دیں گے۔ ناگاہ خیرائی جب عبداللہ بن عباسؓ ہر لشکر معاویہ پہنچے معاویہ نے ایک تاصدان کے پاس بھیجا۔ اور دہنزدادہ ہم کا وعدہ کیا کہ نصف اسی وقت دے دیند اور نصف جب کو نہ میں آٹھے دیند پس اسی شب اپنے لشکر سے بھاگا۔ اور معاویہ کے لشکر میں جا ملا جب صبح ہوئی اس کو اس کے خیمہ میں نہ دیکھا۔ پھر براہ قیس بن قیس نماز صبح ادا کی۔ اور قیس نے خطبہ پڑھ کر لوگوں کو کہہ کہ اگر اس خائن یعنی... نے اپنے امام سے خیانت کی لادم بنے کہ تم خیانت نہ کرو۔ اور خدا و رسول کے غضب سے اندیشہ کرو۔ اور دشمنان خدا سے جنگ کرو۔ ان لوگوں نے بظاہر قبول کیا۔ مگر ہر شب لوگ امام حسنؑ کے لشکر سے بھاگ کر معاویہ کے لشکر میں جا ملتے تھے۔ اس کے بعد وہ و مرانا معاویہ نے امام حسنؑ پاس بھیجا اور فہرست اسمائے منافقین (صحابہ کھضرتؓ) لے کر اسے لکھا اور اظہار اطاعت و التماس کیا تھا۔ اپنے نامہ میں ملفوف کر کے بھیج دی اور لکھا تھا۔ تمہارے اصحاب نے تمہارے باپ سے وفاتہ کی۔ اور تم سے بھی وفاتہ کریں گے۔ فہرست ملاحظہ ہو جب امام حسنؑ نے نامہ معاویہ اور فہرست منافقین اصحاب پڑھی۔ اور... کی بیوفائی اور اپنے لشکر کی کسمتی و لفاق پر مطلع ہوئے۔ پھر تمام حجت کے لئے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم لوگ مکادہ ہو۔ لیکن میں حجت خدا تم پر تمام کرتا ہوں۔ لادم بنے کہ کل فلاں موضع میں جمع ہوں۔ اور بعینہ نہ تو رو بخوفت الہی سے ڈرو پس دس روز تک اس موضع میں توقف فرمایا۔ اور چار ہزار سے زیادہ لوگ حضرت کے پاس جمع نہ ہوئے۔ امام حسنؑ منہ پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا مجھے اس گنہ سے تعجب ہے جو نہ جبراء کہتے ہیں۔ اور نہ الیمان تم پر داتے ہو۔ بخدا سو گندہ معاویہ جس بات کا میرے قتل

پر غماص نہ کیا۔ اس پر وفادہ کرے گا۔ اور میں تنہا ہی رہے گا۔ چاہتا تھا کہ دین حق کو برپا کروں مگر تم نے میری مدد نہ کی۔ میں تنہا عبادت خدا کر سکتا ہوں۔ و لیکن قسم بخدا اگر میں امر خلافت معاویہ کے سپرد کرتا ہوں ہرگز تم لوگ دولت بنی امیہ میں خوش و شاد سال نہ رہو گے۔ انواع عذاب تم پر کریں گے اور گویا میں نے فرزندوں کو دیکھ لیا ہوں کہ ان کے گھروں کے دروازوں پر کھڑے کھانا پانی مانگ رہے ہیں اور وہ ان کو نہیں دیتے۔ قسم بخدا اگر میں یقیناً عاقبتاً تو معاویہ کے لئے یہ حکومت چھوڑ دیتا۔ اس لئے کہ بخدا رسول قسم کھاتا ہوں کہ خلافت بنی امیہ پر حرام ہے۔ اے بندگان دنیا تم پر نظر میں ہو۔ اور جلد اپنے اعمال مجال میں لگ کر قمار ہو گے۔ حبيب امام حسن اپنے اصحاب سے یایوس و ناامید ہوئے معاویہ کو جواب دیکر کہ جنگ مقرر تھا۔ حق کو زندہ اور باطل کو مردہ کروں۔ اور کتاب خدا و سنت رسول خدا کو حامی کروں۔ لوگوں نے مجھ سے موافقت نہ کی۔ اب میں تجوہ سے چند شرائط پر صلح کرنا ہوں۔ اور مجھے معلوم ہے کہ ان شرائطوں پر وفادہ کرے گا۔ اس بادشاہی پر جو مجھے میسر ہوئی خوشی نہ ہو۔ کہ بہت عید و شہیمان ہوگا جس طرح اللہ لوگوں نے غصہ خلافت کی۔ اور شہیمان ہوئے۔ ان کی شہیمان ان کو نفس نہ بخشنے کی۔ یہ لکھ کر اپنے پیغمبر عبد اللہ بن حارث کو معاویہ پاس بھیجا کہ عہد و پیمان اس سے لیں اور نامہ صلح لکھیں۔ اس وقت نامہ اس طرح لکھا گیا:

 مصقول صلح نامہ یا معاویہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسن بن علی بن ابی طالب نے معاویہ بن ابوسفیان سے ان شرائط پر صلح کی کہ درمیان مردم بکتاب خدا و سنت رسول خدا پر برحق عمل کرے اور شرائط بے کربدا پئے اس کام پر کسی کو مقرر نہ کرے۔ اور شام و عراق و حجاز و یمن اور ہر جگہ کے لوگ اس کے شرائط و عند سے بیخوف رہیں۔ اور اصحاب علی ابن ابی طالب اور ان کے شہید اپنی جان و مال و زنان و اولاد سے بیخوف رہیں۔ پس معاویہ سے ان شرائط پر اند اس امر پر بھی عہد و پیمان خدایا گیا کہ حسن بن علی امدان کے برادر حسین اور مجس اہل بیت و عزیزان رسول خدا سے معاویہ کوئی ٹکرو عہد نہ کرے۔ اور پنهان مآخذ کوئی ضرر نہ پہنچائے۔ اور ان میں سے کسی کو کسی مقام پر نہ ڈرائے۔ اور ہر حفدہ کا حق اسے پہنچائے۔ اور ہر سال خراج ملک سے پچاس ہزار درہم آنحضرت کو پہنچائے اور جناب امیر کو ہر نہ لکھیں اور تقویت نماذیں نامہ از جناب امیر امدان کے شیعوں کو مہیا کہ ان لوگوں کا قاتل مدہ تھا نہ کہیں اور جب نامہ لکھا گیا خدا اید رسول کو گواہ کیا۔ اور عبد اللہ بن حارث و عمرو بن ابی سلمہ و عبد اللہ بن عامر و عبد الرحمن بن ابی ثر و غیر نے اس نامہ پر گواہی دی۔ اور جب صلح منعقد ہو گئی۔ متوجہ کو نہ تھا۔ یہاں تک کہ مدہ کو بخیر خلیہ میں آئے۔ اور انہاں نماذ پر کہ خطبہ پڑھا۔ اور آخر خطبہ میں کہا میں نے تم سے اس وجہ سے قتال نہیں کیا۔ کہ تم لوگ نرا پڑھو یا ورنہ دکھو یا ذکر آؤ۔ و مجھے اس سے مطلب نہیں۔ لیکن میں نے تم سے اس سبب سے قتال کیا کہ میں تم پر امیر ہو جاؤں۔

اور خزانے مجھے مارت دی۔ ہر چند تم نے بد چاہا۔ اور چند شرط میں نے امام حسن سے کہیں اور سب شرط اب میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ اور ان میں سے میں ایک پر بھی وفادہ کروں گا۔ بعد اس کے کہ وہ میں داخل ہوا۔ اور بعد کئی روز کے مسجد میں آیا۔ اور امام حسن کو منبر پر بٹھایا۔ اند کہا۔ بیان کیجئے کہ خلافت حق معاویہ کا ہے جبکہ امام حسن منبر پر تشریف لائے۔ محمد بن حنفیہ نے الہی بجالائے اور بدو اہل بیت و حضرت رسول پر بھجوا۔ اور فرمایا۔ ایہا الناس اگر جاہل و جاہلہ میں ایسا آدمی تلاش کرو۔ جس کا نام رسول خدا اور باپ علی رضی اللہ عنہما ہے اور میرے برادر حسین کے ناپاؤں کے خزانے تم کو رسول خدا سے ہدایت کی۔ اند تم ان کے اہل بیت سے دستبردار ہوئے تحقیق کہ معاویہ نے اس امر میں جو مجھ سے مخصوص اور جس کا میں سزاوار تھا۔ منازعہ اور غاصہ کیا۔ اور حبیب میں نے کوئی یار و مددگار نہ پایا۔ بحال اصلاح و حفظ خون ہائے امت آپ دستبردار ہو اور تم نے مجھے بیعت کی تھی کہ میں جس سے صلح کروں تم بھی اس سے صلح کرو۔ جس سے میں جنگ کروں تم بھی اس سے جنگ کرو۔ اور میں نے مصلحت امت کی اس میں دیکھی کہ اس سے صلح کروں اور حفظ خون ہائے مردم و خویشی سے بہتر سمجھا۔ اور میری عرض۔ کہہ دی اصلاح تھی اور جو کچھ میں نے کیا۔ ان پر عبت ہے جو ترکبان امور کے ہوں۔ اور فتنہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ اور منافقوں کے لئے فتنے فلیں ہے جب تک کہ خدا حق کو غالب کرے اور اس کے اسباب مہیا کر دے پس معاویہ اٹھا اور نسبت جناب امیر کے کلمات ناسزا کہے۔ امام حسین اٹھ کھڑے ہوئے اور جاہل و معترض جواب دیا ہوں۔ امام حسن نے ان کا ہاتھ پکڑ کے بٹھایا۔ اور خود کھڑے ہو کر فرمایا۔ اس شخص کو معلوم ہو جو علی ابن ابی طالب کا نام لیتا ہے اور مجھے ناسزا کہتا ہے۔ میں حسن ہوں اور پیر بزرگوار میرے علی ابن ابی طالب ہیں اور تو معاویہ ہے اور میرا آپ صخر ہے اور میری ماں فاطمہ زہرا ہیں۔ اور تیری ماں ہندہ ہے میرے جد رسول خدا ہیں اور تیرے جد عرب ہیں۔ میری جدہ خدیجہ ہیں اور تیری جدہ قتیلہ ہے پس خدا اس پر لعن کرے۔ جو مجھ میں اور تجھ میں ہے تر نام نہ نسب میں زیادہ ہو۔ اور جس کا حسب پست حرادہ کفر جس کا قدیم تر اور نفاق جس کا زیادہ تر اور حق میں کا اسلام اور اہل اسلام پر کٹر ہو پس اہل مسجد سے فتنہ خرد و دش بلند ہوا۔ اور کہا میں بعض کتب معتبرہ میں ملتا ہے۔ بعد صلح کے امام حسین روتے ہوئے۔ امام حسن پاس گئے اور ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے لوگوں نے سبب دریافت کیا۔ فرمایا میں اپنے امام پاس گیا۔ اور سوال کیا۔ کہ معاویہ کو خلافت دینے کا کیا باعث ہوا۔ فرمایا جو باعث تھا اسے پدر بزرگوار کو ہوا۔ پس میں راضی و خوشنود ہوا۔ اور باہر آیا۔ ایھنا معاویہ کا امام حسین سے اصرار بیعت کی روایت کی ہے جبکہ امام حسن اور معاویہ میں مصالح ہوئے اس وقت معاویہ نے امام حسین سے بیعت کو کہا۔ امام حسن نے معاویہ سے کہا حسین سے کچھ کام نہ کر کہ وہ بیعت نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ شہید ہو۔ اور وہ شہید نہ ہو گا جب تک سب اہل بیت اس کے شہید نہ ہو

لیں اور اہل بیت اس کے شہید نہ ہوں گے جب تک کہ اہل شام قتل نہ کر لیں۔ پھر اس کے معاویہ نے قیس
 بن سعد کو بیت کے لئے طلب کیا۔ اور قیس تو مند اور مذہبی بلند قامت تھے جب گھوڑے پر سوار ہوئے تھے
 باؤل زمین پر لگتے تھے۔ معاویہ سے قیس نے کہا۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ اس سے ملاقات نہ کروں گا مگر یہ کہ میرے
 اور اس کے درمیان نیزہ و شمشیر ہو۔ معاویہ نے اس کی قسم آگے کر نیزہ و شمشیر منگائی۔ اور قیس کو طلب کیا۔ اور قیس
 مع چار ہزار آدمیوں کے علیحدہ معاویہ سے بمقام جنگ تھے جب دیکھا۔ امام حسنؑ نے صلح کی۔ مضطرب ہو کر
 معاویہ پاس آئے۔ اور متوجہ امام حسینؑ ہوئے۔ اور پھر چھابیت کروں۔ امام حسینؑ نے ارشاد امام معنیؑ کی طرف
 کیا اور فرمایا وہ میرے امام ہیں۔ اور انہیں اختیار ہے۔ ہر چند لوگ کہتے تھے۔ مگر قیس میت کے لئے ہاتھ نہ
 بھیلانے تھے۔ پہل تک معاویہ کرسی سے نیچے آیا۔ اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا۔ اور روایت کی ہے معاویہ
 جب خیلہ سے منو ہو کر نہ ہوا۔ خالد بن عرفطہ آگے آگے معاویہ کے جاتا تھا۔ اور مصیب بن مجاز ابن کفر و ضلالت ہاتھ
 میں لئے آگے آگے جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اب الفیل سے داخل مسجد کوفہ ہوئے۔ پس لوگوں کو حکم جناب امیرؑ
 آیا کہ حضرت نے اس واقعہ کی خبر دی تھی جس طرح کہ فریقین نے عطا بن مسائب سے روایت کی ہے۔ اس نے
 اپنے واسطے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ ایک شخص مدینہ
 سے آنا آیا۔ اور کہا۔ خالد بن عرفطہؑ مر گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ قسم بخدا انہیں مرا۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا۔ اور
 کہا۔ خالد مر گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ نہیں مرا اور نہ مر گیا۔ جب تک کہ اس روز مسجد سے آنا آئے۔ اور مصیب
 بن مجاز روایت کفر و ضلالت اٹھائے اس کے ہمراہ میرے بیٹن کر مصیب منبر کے نیچے سے اٹھا۔ اور کہا۔ میں ہی
 مصیب ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ وہی ہو گا۔ جو میں نے کہا ہے۔ اس وقت صدق جناب امیرؑ حاضرین پر فرمایا۔
 خطبہ معاویہ برائے بیعت امام حسنؑ کا خطبہ بلغیہ بجو اب معاویہ یہ شیخ طوسی نے بند
 معبر امام زین العابدین سے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ عازم صلح معاویہ ہوئے اور ملاقات کی معاویہ منبر پر
 گیا اور خطبہ پڑھا۔ اور کہا۔ ایہا الناس حسنؑ فرزند علی ابن ابی طالب و فاطمہ زہراؑ نے مجھے لائق خلافت جانا اور اپنے
 کو لائق خلافت نہ جانا۔ اور سزاؤں و عتاب آئے ہیں کہ مجھ سے بیعت کریں پس امام حسنؑ سے اٹھے اور خطبہ
 بلغیہ مستعمل بر محمدؑ و معارف و بشیاء و در و سیدانہ و آثار طہاراد کیا۔ اور بعد حمد و صلوة فرمایا۔ اے خلافت
 میں جو کتابوں تم سُنو دل اور کان میری طرف کرو اور لکھو کہ ہم وہ اہل بیت ہیں جن کو خدا نے بسبب اسلام
 گزری رکھا۔ اور تم اہل خلافت سے برگزیدہ کر کے اختیار کیا۔ اہم سے جس کو عزت اور ہم کو پاک کیا جو حق
 پاک کرنے کا ہے۔ اور جس کے معنی رشک کے ہیں۔ پس میں خدا نے برحق اور اس کے دین پر شک نہیں کیا۔
 اور مجھے خدا نے ہر بد و ضلالت سے پاک کیا ہے۔ اور مجھے اور میرے آباء و اجداد کو تا حضرت آدمؑ شرک

اور پائیوں سے پاک کیا۔ گنزدہ گروہ نہ تھے۔ مگر یہ کہ ہم بہترین گروہ ہوتے۔ پس امور مرتب اور اسباب سب ہوئے یہاں تک کہ خدا نے حضرت رسولؐ کو یہ پیغمبری مبعوث کیا۔ اور ان کو برسات اختیار کیا۔ اور ان پر اپنی کتاب بھیجی کہ وہ لوگوں کو جانب خدا دعوت کریں پس سب سے پہلے حسین نے دعوت اسلام خدا کے لئے قبول کی۔ وہ میرے پد بزرگوار تھے۔ وہ سب سے پہلے خدا پر ایمان لائے اور پیغمبر خدا کی تصدیق کی اور خدا قرآن میں فرمایا ہے **ما من مکان علیٰ جبلین من ربہ و قتلوا شامہ و نہ لہم** پس مراد بینہ سے رسول خدا ہیں کہ از جانب پروردگار دلیل دہنا تھے اور میرے پد بزرگوار علیؑ بعد مرتب نبوت ان کی حقیقت پر گواہ تھے۔ اور ان سے تھے اس لئے کہ جب حضرت رسولؐ نے سورۃ برات دے کر ابوبکر کو جانب کر لیا۔ میرے پد بزرگوار کو اس کے عقب میں روانہ کیا کہ سورہ اس سے بیکراہل مکہ پر پڑھیں۔ اور فرمایا مجھے حکم ہوا ہے۔ اس سورہ کو یا تو میں لے جاؤں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ وہ لے جائے اور یا علیؑ تم ہی وہ شخص ہو جو مجھ سے ہو۔ پس علیؑ رسول خدا سے اور رسول خدا علیؑ سے تھے جس وقت رسول خدا نے درمیان جناب امیرؑ و جعفرؑ و زید بن حارثہؑ و بابہؑ و خمرہؑ حکم کیا فرمایا لیکن **اعلیٰ** پس تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ولی اور مولائے ہر مومن ہو۔ میرے پد جناب امیرؑ نے سب سے پہلے رسول خدا کی تصدیق فرمائی اور مثل اپنی جان کے کئی حفاظت کی اور رسول خداؐ ہر حکم ان کو پہلے بھیج دیتے تھے۔ اور بوجہ زیادتی و ثوق و اعتماد ہر شدت میں ان کو آمادہ کرتے تھے سب سے زیادہ رسول خداؐ کے نزدیک جناب امیرؑ مقرب تھے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے **والسابقون السابقون** اولئک المقربون پس میرے پد امیرؑ مومنین جانب خدا و رسولؐ سابق ترین سابقین اور مقرب ترین مقربین تھے اور پھر خدا فرماتا ہے **لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح و قاتل اولئک و اعظم حرجہ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا البعد** یہی نہیں کہہ سکتے اس شخص کی جس نے قبل فتح مکہ راہ خدا میں انفاق کیا۔ اور کفہ سے جہاد کیا۔ ان کا مرتبہ عظیم ہے ان لوگوں سے جنہوں نے بعد فتح مکہ انفاق و مقاتلہ کیا۔ امام حسنؑ نے فرمایا پس میرے پد سب سے پہلے اسلام اور ایمان لائے۔ اور سب سے پہلے خدا اور رسول خداؐ کی طرف ہجرت فرمائی اور سب سے پہلے بقدر وسعت و اطاعت راہ خدا میں انفاق کیا اور حق تعالیٰ فرماتا ہے **والذین حیاء من بعد فہم لیتولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان** پس سب امتوں کے لوگ تار و ز قیامت میرے پد امیرؑ مومنین کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ سب سے پہلے خدا اور رسول خدا پر ایمان لائے۔ پھر خدا فرماتا ہے **اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کونتم باللہ و الیومہ الاخیر و جاہدنی سبیل اللہ** پس امیرؑ مومنین راہ خدا میں حق و راستی جہاد کرنے والے تھے۔ اور یہ کہتے

ان کی شان میں نازل ہوا ہے۔ اور ان سب میں سے جنہوں نے تصدیق رسول خدا کی، ان کے چارٹہ اور ان
 عم جعفر تھے پس دونوں معہ اور شہداء کے شہید ہوئے۔ خدا نے ان دونوں کو اپنی کرامت سے مخصوص کیا۔ حمزہ کو
 سید الشہداء کہیدہ اور جعفر کو دروغ نیت کہے کہ ہمراہ ملائکہ چاہیں پڑا نہ کریں۔ اور یہ کہ امتیں بخیاں قرابت رکھ
 خدا ان سے مخصوص کیں۔ اور حضرت رسول نے وہ میان ساثر شہداء سے احمد حمزہ پر ستر لاند پڑھیں۔ اور اس طرح زنان
 رسول خدا کے لئے سبب زدگی آنحضرت مقرر کیا۔ کہ ان کا حسنا اوروں سے و دنا اور بال ان کا اوروں سے و دبر
 ہوا۔ اور مسجد رسول میں نماز پڑھنا برابر نماز اب ہزار ناموں کے فرمایا۔ بغیر مسجد محرم کے کہ وہ مسجد حضرت ابراہیم
 خلیل اللہ کی ہے پڑھی ہوں اور یہ فضیلت اس وجہ سے تھی۔ کہ وہ مسجد مخصوص آنحضرت سے تھی اور خدا
 نے اور پیغمبر مومنین کے وہ بھیجا حضرت رسول پر واجب کیا اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کس طرح
 آپ پر مدد پڑھیں حضرت نے فرمایا۔ اس طرح بھیجو۔ اللہ ہر صاع علی محمدی والی محمدی پس ہر گمان
 پر واجب ہے کہ رسول خدا کے ہر اہل اسے اور بھی مدد دیکھیں اور خدا نے اپنے رسول کے لئے خمس غنیمت محل فرمایا۔
 اور اپنی کتاب میں ان کے لئے مقرر کیا۔ اور ہمارے لئے بھی خمس میں حصہ مثل اپنے پیغمبر کے اسی قدر مقرر کیا۔ اور
 آنحضرت ہر صدقہ حرام کیا اور ہم پر بھی تصدیق حرام کیا۔ ہم کو اس میں داخل کیا ہے جس میں اپنے پیغمبر کو داخل کیا۔
 اور ہم کو اس سے باہر کیا جس سے باہر اپنے رسول کو کیا اور یہ ایک ایسی کرامت ہے جو خدا نے ہم کو اس کے لئے
 کیا اور ایک ایسی فضیلت ہے جس سے خدا نے سب بندوں پر ہم کو زیادتی دی ہے جس وقت کافران اہل
 کتاب یعنی نصاریٰ نے انکار نہت کیا۔ اور ان سے حجت کی۔ خدا نے یہ آیت بھیجی۔ فقل تعالوا اذنی
 انہم نوا و ابناءکم و انسائکم و انسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبطل فنجعل
 لعنة اللہ علی السکاذبین پس حضرت رسول اپنی جان کے عوض میرے پد امیر المومنین اور مجھے
 میرے برادر حسین کو اور عورتوں سے میری ماہ فاطمہ کو بوند مبارک لے گئے۔ ہم اہل بیت رسول اور گشت و
 خون اور جان ان کی تھی۔ وہ ہم سے اور ہم ان سے میرے پھر خدا نے فرمایا۔ انما یر اللہ لیدل علیکم
 الوحی اھل البیت و یطہرکم تطہیرا جب یہ آیت تمہیں نازل ہوا۔ مجھے اور میرے پد امیر المومنین
 و ہلہم حسین و ہارم فاطمہ کو ام سلمہ کے گھر میں ایک جگہ کیا۔ اور ہم چاروں کو اپنے ہمراہ عبا کے اندر داخل کیا۔
 اور کہا۔ خداوند میرے اہل بیت اور اہل عورت میرے ہیں۔ ان سے جس کو برطرف کر۔ اور ان کو پاک کر۔
 جیسے کہ پاک کرنے کا حق ہے پس ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ میں بھی ان کے ہمراہ داخل عبا ہوں۔ رسول خدا
 نے فرمایا خدا تم پر رحمت نازل کرے تم بچہ ہو اور تمہاری عاقبت بخیر ہے۔ اور میں تم سے بہت رنجی ہوں لیکن
 یہ امر مجھ سے اور میرے اہل بیت سے مخصوص ہے پس بعد نزول آیت تطہیر تا وقت وفات جناب محل خدا

ہو وہ وقت طلوع صبح ہمارے دروازہ پر آتے اور کہتے تھے: الصلوٰۃ یہو حکم اللہ اور آیتہ تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے اور تشریف لے جاتے تھے! اور جناب رسول خدا ﷺ حکم دیا کہ اور لوگوں نے جن کو دروازے مسجد کی جانب کھولے ہیں۔ بغیر ہمارے دروازہ کے سب بند کر دیں جب اس بارہ میں لوگوں نے حضرت رسول ﷺ کے غفلت کی حضرت رسول ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی طرف سے تمہارے دروازے بند کر دے اور علی کا دروازہ بدستور کھلا رہے گا حکم نہیں دیا۔ لیکن میں حکم خدا کی متابعت کرتا ہوں جو خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم سب کے دروازے بند کر دوں۔ اور دروازہ علی کھلا رہنے دوں۔ لہذا اس کے کوئی شخص بغیر رسول خدا ﷺ اور پیر امیر المومنین داخل مسجد نہ ہوتا تھا۔ اور یہ ایسی فضیلت و کرامت تھی کہ خدا نے ہمارے لئے مخصوص کی۔ اور اب دروازہ پیر امیر المومنین کا حضرت رسول ﷺ کے پہلو میں ان کی مسجد میں ہے۔ اور ہمارے منازل ان کے منازل میں ہیں۔ اس لئے کہ جب خدا نے حضرت رسول ﷺ کو مسجد بنانے کا حکم دیا ہمارا الہی دس گھر آنحضرت ﷺ نے اپنی مسجد کے پہلو میں، اپنے اور اپنے اندام کے لئے تعمیر کئے اور رسول مکان سب کیلئے میں ہمارے پیر امیر المومنین کے لئے تعمیر کیا۔ اور مراد بیت سے مسجد آنحضرت ﷺ ہے۔ اور ہم اہل بیت اہل مسجد ہیں۔ اور ہم ہی وہ ہیں۔ جن کے لئے خدا نے پاک و پاکیزہ کیا ہے۔ ایچا لئاس اگر سالہا سال فضائل و مناقب جن سے خدا نے ہم کو مخصوص کیا ہے۔ ہم بیان کریں تحقیق جانو کہ تمام دہنگے اور میں ہی فرد نذیر نبی و سرخ منیر ہوں کہ خدا نے ان کو رحمت عالمیان اور میرے پیر کو ولی مومنان کیا ہے۔ اور میرے پیر مثل و شبیہ ہا دون ہیں معاویہ پیر حضرت دعوی کرتا ہے کہ میں نے اسے مستحق خلافت اندلہ اپنے کو اہل نہیں جانو وہ جھوٹ کہتا ہے قسم بخدا میں اور لوگوں سے خلافت کتاب خدا و سنت رسول خدا میں اولیٰ و افضل ہوں۔ لیکن ہم اہل بیت - جس دن سے رسول خدا ﷺ نے رحلت کی۔ آپ تک ہمیشہ خلافت و مظلوم رہے۔ خدا ہمارے اور ان کے درمیان حکم کرے۔ جنہوں نے ہم پر ظلم کیا۔ اور ہمارا حق غضب کیا۔ اور ہمیں مجبور کیا۔ اور لوگوں کو ہم پر مسلط کیا۔ اور ہم کہ ہمارے حصہ میں سے جو قرآن میں ہمارے لئے خمس و عقیقت سے منفق کیا ہے۔ منع کیا۔ اور ہماری ماورائے کوان کے پیر رسول خدا کی میراث سے منع کیا۔ اور میں کسی کا خاص نام نہیں لیتا۔ لیکن لوگ اگر سخن خدا اور رسول خدا سنتہ تحقیق آسمان اپنی برکت ان پر ہر سا کا۔ اور دوزخیش اس امت میں ایک دوسرے کے منہ میں نہ بھیج سکتی۔ اور تحقیق تمہارے خدا کو تار و زقیامت بشاوی و خوشحالی امت کو منزل اول کیا ہے۔ تشریف نے آپس میں و بابت خلافت متنازعہ کیا۔ اور دست بدست لیا جس طرح مثل گیند کے میدان سے اٹھائیں یہاں تک کہ تھکا ایسے لئے اے معاویہ طمع خلافت کی۔ اور بغیر سے اصحاب تیرے طمع کریں گے۔ اور تحقیق کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہر امت جس کو اپنا حاکم و ولی کریں۔ اور ان میں اس خلیفہ سے زمانہ موجود ہو ہمیشہ ان کا امیر مائل بہ پستی ہے۔ یہاں تک کہ پھر اس کی

طوت منوجہوں جس کو ترک کیا تھا تحقیق کہ بنی اسرائیل نے ہارون پرادوسی موسیٰ کو ترک اور گوسالہ پرستی اٹھت
سامری اختیار کی۔ باوجودیکہ جانتے تھے۔ ہارون خلیفہ موسیٰ ہیں۔ اور اس امت نے حضرت رسولؐ سے سنا کہ میرے
پسے کہتے تھے۔ اسے علیؑ نام مجھ سے منزلہ ہارون موسیٰ سے ہو۔ مگر یہ کہ میرے بعد پیغمبری نہیں ہے کہ تم پیغمبر ہو۔
اور فدیہ تم میں دیکھا۔ کہ رسول خداؐ نے امیر المؤمنینؑ کو اپنا وصی کیا۔ اور سب نے سنا کہ ہدایت امیر المؤمنین کے
لئے ہو گیا۔ کہ علیؑ ابن ابی طالب ولی اور مولائے ہر مومن و مومنہ ہے۔ اور بالفاظ ارشاد کیا۔ کہ حاضرین غائبین
کو حکم پہنچا دیں۔ اور حضرت رسولؐ انھوں سے قوم کے فائدہ میں گئے حب جانب خدا قوم کو دعوت فرماتے
تھے۔ اور امت نے ارادہ قتل کیا۔ اور آنحضرتؐ نے کوئی دوست دیار نہ پایا کہ جہاد کرنے اور اگر دوست
یاد پاتے بیشک جہاد کرتے۔ اسی طرح پدم امیر المؤمنینؑ نے بعد وفات حضرت رسولؐ اپنے اصحاب سے
استغاثہ اور طلب نصرت دیاری کی۔ اور حب کوئی ناصو یا ورنہ پایا۔ خلافت سے دست بردار ہوئے۔ اور اگر
ناصر و یار پاتے بیشک جہاد کرتے اور خدا نے انہیں معذور رکھا۔ اسی طرح امت نے مجھے بھی چھوڑ دیا۔
اور میری نصرت دیار دی نہ کی۔ اور نجد سے اے پسر عرب بیعت کی۔ اگر میں ناصران و یار لان مخلص پایا۔
کہ وہ مجھ سے غریب نہ کر سکتے ہیں تجھ سے صلح نہ کرتا۔ اور جس طرح خدا نے ہارون کو معذور رکھا جبکہ ان کی قوم
نے ان کو صنیع کیا اور ان سے دشمنی کی۔ اسی طرح میں اور میرے بعد بھی حق تعالیٰ کے نزدیک ہیں معذور۔
در حالیکہ امت ہم سے دست کش ہوئی۔ اور غیر شخص سے متابعت کی۔ اور ہم نے کوئی ناصو یا ورنہ پایا۔
اس امت کا حال مثل امتہائے گذشتہ ایک ہے۔ ایما الناس۔ اگر نہ میان مغرب و مشرق
ڈھونڈو گے۔ کوئی شخص جس کا نام رسول خداؐ اور پدر وصی رسول خداؐ ہو۔ بغیر میرے اور میرے بھائی
حسینؑ کے نہ پاؤ گے۔ پس خدا سے ڈو اور بعد اس کے گمراہ نہ ہو۔ اس حالت میں کیونکہ اطاعت حق
کرو گے اور ہرگز نہ کرو گے تحقیق کہ میں نے اس سے صلح کی۔ اور اشارہ معاویہ کی طوت فرما کے کہا۔ یہ تمہارا
واسطے فتنہ اور منفعت قبیل ہے۔ یہاں تک کہ مرے ہو۔ اور اس وقت حق تم پر ظاہر ہو۔ ایما الناس
وہ شخص عجب نہیں کیا جاتا۔ جو اپنا حق اور کو دیدے۔ بلکہ وہ شخص عیب کیا جاتا ہے۔ جو کسی اور کا حق
کرے۔ اور ہر امر حق نفع پہنچانے والا اور ہر امر باطل اسپنے اہل کو ضرر پہنچانے والا ہے۔ پس
بحساب امام حسن عاودہ ان حج بانفہ کے علاوہ اور دلائل بھی بیان فرما کر منبر سے اتر آئے۔ معاویہ نے کہا۔
قسم بخدا حسن منبر سے نیچے نہیں آئے۔ مگر یہ کہ زمین مجھ پر تار یک ہو گئی۔ اور میں نے چاہا کہ انہیں ضرر
پہنچاؤں۔ مگر میں نے خیال کیا غصہ کھانا عاقبت سے نزدیک ہے۔ ابن ابیہ نے بسند معتبر و آیت
مصالح یا معاویہ۔ کی ہے کہ سیدہ عیسیٰ نے امام محمد باقرؑ سے کہا کہ امام حسنؑ کیونکر امام ہیں

حالات انہوں نے خلافت معاویہ کو دے دی۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: چُپ رہ امام حسینؑ نے جو کیا اس سے خوب واقف تھے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو سب شیعہ پسپا اور مصالح ہر جلتے۔ اور اگر عظیم حدیث ہوتا۔ ایضاً۔ روایت ہے۔ ایک شخص جیسے ابو سعید کہتے تھے امام حسینؑ کی خدمت میں آیا کہہ آپؑ کے کمبوں کتنی کر کے معاویہ سے صلح کی جلا کہ معلوم تھا کہ حق آپؑ کا ہے اور وہ ظالم و باغی ہے۔ حضرت نے فرمایا: آیا میں خلق خدا پر حجت اور امام دین بنائے موم بعد اپنے پڑکے نہیں ہوں۔ اُس نے کہا: ہاں آپؑ نے سچ کہا۔ امام حسینؑ نے فرمایا: آیا میں وہ نہیں ہوں۔ کہ جناب رسول خداؐ نے میرے اندر برادرِ حسینؑ کے حق میں فرمایا۔ دونوں امام ہیں۔ خواہ با امر امامت قیام کرے۔ اور خواہ بیٹھے رہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا پس بقول رسول خداؐ میں امام ہوں۔ خواہ با امر امامت قیام کر دوں۔ خواہ بیٹھے رہوں۔ خواہ صلح کروں۔ خواہ جنگ کروں۔ بعد اس کے فرمایا۔ علت صلح معاویہ مثل علت صلح جناب رسول خداؐ یعنی مخر اور بنی امیہ سے ہے۔ اور علت صلح جواہل مکہ سے کی۔ جس وقت مدینہ سے بازگشت کی۔ وہ لوگ متنزیلِ قرآن کافر تھے۔ معاویہ اور اس کے اصحاب بتا دیں قرآن کافر ہیں۔ لے ابو سعید جبکہ میں خدا کی طرف سے امام ہوں۔ کسی کو جائز نہیں کہ میری رائے کو جو میں کام کروں بسطاعت و نادانی نسبت دے خواہ مصالح کروں خواہ معاویہ کروں۔ ہر چند وجہ حکمت جو میں نے کہا ہے۔ اس میں مخفی ہو آیا تجھے نہیں معلوم حبیبِ خضرؑ نے کشتی کو تھوڑا اور اس لڑکے کو مار ڈالا۔ اندر دیوار کھڑی رہنے دی۔ موسیٰؑ نے ان افعالِ خضرؑ پر اعتراض کیا۔ اس لئے کہ وجہ حکمت ان افعال میں مشتبہ تھی۔ اور جب ان امور کی حکمت موسیٰؑ پر ظاہر ہوئی۔ راضی ہو گئے۔ اسی طرح میرے کام بھی ویسے ہی ہیں تو میرے فعل کی عدم واقفیت سے میرے پاس جیسے جیسے شکوکیں آیا ہے۔ مگر میں معاویہ سے صلح نہ کرتا۔ ایک میرا شیعہ زمین پر باقی نہ رہتا مگر یہ کہارا جاتا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ نے معاویہ سے صلح کی۔ لوگ حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور بعضوں نے معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کی۔ حضرت نے فرمایا۔ تم پوچھو۔ تم نہیں جانتے میں نے تمہارے لئے کیا کام کیا ہے۔ قسم بخدا جو کچھ میں نے کیا ہے۔ میرے شیعوں کے لئے اس سے بہتر ہے کہ آفتاب تنس پر طالع ہو تا ہے آیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا امام واجب الطاعت ہوں۔ اور بارشاد حضرت رسولؐ ایک بہترین جوان جوانانِ پشت سے ہوں۔ سب نے کہا ہیں۔ پس کہا آیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ خضرؑ نے کیا۔ وہ موجب غضب موسیٰؑ ہوا۔ اس لئے کہ وجہ حکمت ان پر مخفی تھی۔ اور جو کچھ خضرؑ نے کیا۔ خدا کے نزدیک عین حکمت و صواب تھا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ ہم سے کہنی نہیں۔ مگر یہ کہ اس کی گردن میں بیعتِ خلیفہ جو بر زمان سے مانع ہوئی ہے مگر حملے کا لہجہ ال محمد ہدیٰ کہ عیسیٰؑ ان کے پیچھے ناز پڑھیں گے۔ اس لئے کہ خدا نے ولادت ان کی مخفی کی اور ایک شخص ان لوگوں سے پہاں کرے گا۔ اس لئے کہ کسی کو ان کی گردن میں بیعت نہ ملے۔ اور وہ لوگوں فرزندِ حسینؑ سے

ہے۔ خدا ان کی غیبت کو طویلانی کرے گا۔ بعد اس کے ان کو اپنی قدرت سے بصورت ایک جوان کے چائے
 سے عمر اس کی کم ہو عیان و ظاہر کرے گا۔ تاکہ لوگ جانیں کہ خدا سب چیز پر قادر ہے۔ ایضاً ولایت کی ہے۔
 جب امام حسنؑ پر مائین میں خنجر مارا۔ نبید بن وہب بنی امام حسنؑ کی خدمت میں آیا۔ اس وقت حضرت کو
 درہ الہ تھانہ ندیدے کہا۔ یا بن رسول اللہ کیا مصلحت ہے تحقیق کہ لوگ اس کام میں متحیر ہیں۔ حضرت
 نے فرمایا قسم بخدا اس جماعت سے میرے لئے معاویہ بہتر ہے۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں اور
 میرا مادہ قتل کیا۔ میرا مال لوٹ لیا۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے میں عہد کروں اور اپنا خون حفظ کروں۔ اور اپنے
 اہل و عیال میں سے بے خوف ہو جاؤں۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں۔ اور میرے اہل و
 عیال و عزیز قریب ضائع ہو جائیں۔ قسم بخدا اگر میں معاویہ سے جنگ کروں۔ یہی لوگ مجھے اپنے اہل و
 کپڑے معاویہ کو دے دیں۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے صلح کروں اور عزیز ہوں۔ اس سے بہتر ہے کہ اس کے ہاتھ میں
 آجاؤں اور وہ مجھے بذلت و خوارگی قتل کرے۔ یا محمدؐ پر احسان کرے کہ مجھے چھوڑ دے اور تار و قیامت بنی ہاتھ میں یہ
 علامہ باقی رہے اور ہمیشہ فرزندان معاویہ ہمارے فرزندوں اور ہمراہ سے مردوں و زندوں پر احسان کریں۔ راوی نے کہا۔
 یا بن رسول اللہ اپنے شیعہوں کو مثل ان کو سفندوں کے آپ چھوڑ دیتے ہیں جن کا کوئی محافظ نہ ہو۔ حضرت نے
 فرمایا کیا کروں۔ میں اس سے بہتر جانتا ہوں جو ثقات و سچوں سے مجھے پہچانتے۔ تحقیق کہ ایک روز مجھے امیر المومنینؑ
 نے شاد و غم و کھد کر فرمایا۔ اسے حسنؑ تم خوشی کرتے ہو۔ اس وقت تھا حال کیا ہوگا جب اپنے باپ کو غم کی گھوڑی
 ملے اس وقت تھا حال کیا ہوگا جس وقت خلافت بنی امیہ میں پہنچے گی۔ اور ان کا امیر ایک شخص فراخ کھڑا اور
 کشادہ شکم ہوگا۔ کہ جس قدر کھانا کھائے سیر نہ ہو۔ اور جب وہ جاسے زمین و آسمان میں غلہ کسی کہنے والے کا نہ ہوگا۔
 پس مغزق و مغرب پر حاکم ہو۔ ہر گاہی خدا اس کی اطاعت کرے۔ بادشاہی اس کی طویلانی ہو۔ ہر سنتھائے بدعت
 و فضولت عمل کرے۔ دین حق کو باطل اور مستہائے رسول خداؐ کو ضائع کرے۔ ہاں خدا اپنے عزیزوں اور دوستوں

لے یہاں پر وہی لوگ مراد ہیں جو محبان اہل بیت اور شیعیت کی دلائل بطور جماعت معاویہ اور قتل حسنؑ کی سازش
 کو تیز کر رہے تھے امام ان لوگوں کو علم الامت جانتے تھے۔ لیکن ان کے اپنے لشکر سے اس لئے علیحدہ کرتے تھے۔
 اور قتل کرواتے تھے کہ خود ان کے مانا نے یہ کام نہ کیا تھا بلکہ جب حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن ابی سول کے قتل
 کے لئے کہا تو رسولؐ نے فرمایا۔ عمرؓ شیک بنے ان منافقوں کو لیگ میرے صحابی جاتے ہیں لہذا اس کے قتل کے کیلئے
 اپنے کھمڑے والوں کو بھی قتل کروادیتا ہے۔ بخاری جلد دوم۔ امام حسنؑ غلیظہ رسول تھے۔ مانا کے نقش قدم پر چل کر صحیح مومن
 میں حق غفلت کا کہ ہے اچھے آپ نے نمازی کے لوگ کہیں گے حسنؑ مانا کی امت کو قتل کرتے ہیں۔ دکنہ بھڑی

کوڑے۔ اور بحق لوگوں کو زد سے۔ اپنی بادشاہی میں مومنوں کو ذلیل اور فاسقوں کو قوی کرے۔ بندگان خدا کو اپنا خد متکا نہ وغلام کرے۔ اس کی سلطنت میں حق کہنے اور باطل غالب ہو جائے۔ صالحین پر لعنت کریں۔ جو امر حق میں اس سے دشمنی کرے اسے وہ قتل کرے۔ جو امر باطل میں اس سے دوستی کرے اسے وہ گمراہی و عنایت رکھے۔ روزگار اسی طرح فاسد رہے گا۔ یہاں تک کہ زمانہ آخر میں خدا ایک مرد کو جب روزگار موم پر بہت شدید مٹا ہوگا۔ اور نادانی لوگوں پر غالب ہوگی۔ ظاہر کرے گا۔ پس خدا اس شخص کی اپنے مالک سے نصرت و مدد گاری کرے گا۔ اور اس کے یاروں کو نگاہ رکھے گا۔ اور اس کو اپنی آیات سے نصرت دیگا۔ اور اس کو تمام روئے زمین اور اہل زمین پر غالب کرے گا۔ اگر وہ پناہیں اطاعت کریں۔ اور اگر نہ کریں۔ زمین کو عدالت اور نور و برہان سے بھر دے۔ اور اہل جمع بلاد اس کے فرما بردار ہوں۔ اس کے زمانہ میں کوئی کافر باقی نہ رہے مگر یہ کہ ایمان لائے۔ اور کوئی فاسق نہ رہے مگر یہ کہ صالح ہو جائے۔ اس کے زمانہ میں دوزخ سے آپس میں صلح کریں۔ زمین اپنی گھاس اگلائے۔ آسمان اپنی برکتیں نازل کرے۔ اور خزانہ ہائے زمین اس پر ظاہر ہوں۔ اور چالیس سال تک زمین کا مالک رہے۔ پس خوشحال اس کا جسے اس کا ننانو نصیب ہو۔ اور اس کی اطاعت کرے۔ شیخ کشی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی۔ ایک روز ناما تم سن اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھ تھے۔ ناگاہ ایک سوار آیا کہ اسے ابو سفیان بن لیث کہتے تھے۔ اس نے کہا۔ اے ذلیل کنندہ مومنان اسلام علیکم۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اونٹ سے نیچے آ جلدی کرے پس وہ نیچے اُتر۔ اور اونٹ کا پاؤں باندھ کر حضرت کی خدمت میں پہنچا حضرت نے فرمایا۔ تیرے کوئی نہ کہ جانا کہ میں ذلیل کنندہ مومنان ہوں۔ اس نے کہا۔ اس وجہ سے کہ امرات آپ نے اپنی گردن سے گرا دیا۔ اور خلافت معاویہ طاعنی کو دے دی۔ کہ وہ خلاف خدا حکم کرے امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں تجھے خبر دوں کہ میں نے کس لئے ایسا کیا۔ اپنے پدر بزرگوار سے میں نے سنا کہ کہتے تھے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ شب و روز نہ گریگا۔ تا آنکہ اس امت پر ایک مرد فرخ گلو سبز کشادہ حاکم ہو۔ اور کھانے سے سیر نہ ہو۔ پس وہ معاویہ ہے۔ میں نے اس وجہ سے ایسا کیا کہ عانتا امتدادہ حاکم ہوگا۔ اور میری سہمی کو شش مفید نہ ہوگی۔ پھر فرمایا۔ تو میرے پاس کس لئے آیا۔ اس نے کہا۔ میں آپ کو دوست نہ تھا ہوں حضرت نے کہا قسم بخدا اس لئے کہ نہیں آیا اُس نے کہا۔ قسم بخدا اسی لئے آیا ہوں حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا مجھے کوئی شخص دوست نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص درمیان دہم اسیر ہو۔ مگر یہ کہ ہماری محبت اسے پہنچتی ہے۔ تحقیق کہ ہماری محبت بنی آدم سے گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جس طرح ہوا درخت سے پتوں کو گراتی ہے۔ کلیتی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ کا معاویہ سے صلح کرنا اس امت کے لئے دنیا و مایہما سے بہتر تھا۔ قسم بخدا یہ آیت در باب صلح آنحضرتؐ نازل ہو چکے۔ الحمد للہ الذی یزید فی قیل و دعیم

كفوا ايديكم واقموا الصلوة واتوا زكوة فلما كتب عليهم القتال قالوا لو
 اخبرتنا الى اجل قريب لپس حضرت نے یہ آیت کی تفسیر فرمائی زمانہ نام حسن میں کہا۔ اطاعت
 اپنے لام کی کرو اور لڑائی سے دستبردار ہو۔ نماز کو برباد نہ کرو اور زکوٰۃ دو۔ مگر وہ راضی نہ ہوئے پس جب ثلاثہ امام
 حسین میں ہمارا وجب ہوا۔ کہا کس لئے جہاد میں تازمانہ حضرت قائم تاخیر نہیں فرماتے سیدہ مرتضیٰ نے
 روایت کی ہے جب امام حسن نے معاویہ سے صلح کی تھی تو آپس میں اظہارِ تاسف و حسرت کرتے اور کہہ دیتے
 قتال رکھتے تھے جب صلح کے بعد دو سال گزرے حضرت کی خدمت میں آئے اور سلیمان بن مرثد غسانی
 نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ ہمارا تعجب معاویہ سے صلح کرنے میں ہر طرف نہیں بیتا۔ حالانکہ
 چالیس ہزار مردان کو فوج کہ اہل کانداز آپ کے ہمراہ تھے۔ کہ وہ آپ سے تنخواہ لیتے تھے۔ اور اپنے گھروں
 میں لیتے۔ اور اسی فائدہ ان کے فرزندان دیا ورنہ آپ کے ہمراہ تھے بغیر ان لشکروں کے جو بصرہ اور مجاہدین
 تھے۔ باوجودیکہ اس کے آپ نے معاویہ سے سپاہی حکم صلح نامہ میں نہ لیا۔ اور بہرہ کامل عطا میں نہ لکھوا لیا۔
 اگر وقت مصالحت میں مشرق و مغرب کو آپ گواہ کرتے اور نو مشنہ اس سے لیتے کہ بعد اس کے خلافت
 آپ میں ہوتی۔ ہمارا کام بہت آسان تھا۔ لیکن اس کے اور آپ کے درمیان ایسے جملہ عہد ہوئے۔
 کہ لوگ اس پر مطلع نہ ہوئے۔ اس لئے اپنے ایک عہد پر بھی وفانہ کی۔ اور علانیہ اس لئے کہا۔ میں نے چند
 شرط اور وعدہ اس لئے کئے کہ آتش فتنہ دھیمی ہو۔ اور اب جبکہ بادشاہی محمد پر قائم ہوئی وہ شرائط اور
 وعدے میرے ہاتھوں کے نیچے ہیں۔ اگر چاہوں وفا کروں اگر چاہوں وفانہ کروں۔ اور عرض اس کی اس
 سے وہ وعدے لکھے جو آپ سے کئے جب اس نے عہد شکنی کی۔ اگر آپ چاہیں اپنے وعدوں سے
 درگزر کریں۔ کہ مدد جنگ کرو حیلہ پر ہے۔ اور مجھے حکم دیکھئے کہ کوثر میں جاؤ اور عامل و حاکم معاویہ کو
 خارج کروں۔ اور اظہار کروں ہم نے معاویہ کو خلافت سے غاص کیا اور اس سے مقابلہ کیجئے تحقیق کہ خدا خیر
 کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور معاویہ نے آپ سے خیانت کی۔ پس سب شیعوں نے بھی امام حسن
 سے اسی طرح خیانت کی حضرت نے فرمایا تم میرے دوست اور شیعوں ہو اگر میں بے قتل و اندیشہ امر دنیا میں عمل
 کرتا۔ اور بادشاہی دنیا کے لئے فکر و تدبیر کرتا۔ معاویہ کی عظمت و شہرت مجھ سے زیادہ اور عقل و تدبیر اس کی
 مجھ سے زیادہ اور قصد و عزیمت اس کی مجھ سے حکم زیادہ نہ ہوتی۔ لیکن میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔
 اور میری عرض اطاعت حکم خداوند رحمان و حنیف خونہائے مسلمانان ہے پس بھنائے خدا یعنی ہو اور اس
 کے امر کو قبول کرو۔ اپنے گھروں میں رہو۔ اور جنگ منازعہ و فتنہ سے دست بردار ہو۔ یہاں تک کہ ایک
 بیکو کار اپنی مرگ سے استراحت پائے یا لوگ ایک بیکار کے مرنے سے راحت پائیں۔ ابن ابی الحدید

مدایت کی ہے۔ ایک روز امام محمد باقرؑ نے اپنے بعض اصحاب سے کہا کہ تم قریش اور ان کا اتفاق ہم پر کس قدر ہوا۔ اور ہمارے شیعوں اور مجتہدوں نے کس قدر بیداریاں اٹھائیں۔ جب جناب رسول خداؐ نے انتقال کیا۔ اس وقت لوگوں کو خبر دی گئی کہ ہم جس خلافت سے باہم امت و خلافت سزاوارند زیادہ ہیں۔ پس قریش نے ہمارے حق تعالیٰ کو کہنے اور خلافت و بیعت سے ہمیں لینے پر اتفاق کیا۔ اور قریش دست بردست دیتے رہے کہ یہاں تک کہ پھر ہم تک پہنچیں۔ جب امیر المؤمنین سے بیعت کی۔ پھر ان سے بیعت شکستہ کی۔ اور شیران پر کھینچی اور امیر المؤمنین ہمیشہ ان سے بغلام محارکہ و مجاہدہ کہتے۔ اور ان سے آذامہ و مشقت پائے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو شہید کیا۔ اور ان کے فرزند امام حسنؑ سے بیعت کی۔ اور بعد بیعت کرنے کے ان سے مکہ و مدینہ کیلے اور چلا۔ ان کو مدینہ کو دیں۔ اہل عراق سامنے آئے اور شیران کے پہلو پر لگایا۔ اور شیران کا لوٹ لیلہ یہاں تک کہ ان کی کنیز کے پاؤں سے غلامان تک اتار لی۔ اور ان کو مضطرب و پریشان کیا۔ تا آنکہ انہوں نے معاویہ سے صلح کر لی۔ اپنے اور اہل بیت کے خون کی حفاظت کی۔ اور ان کے اہل بیت بہت کم تھے۔ پس پیر مرد مرقاؑ نے امام حسینؑ سے بیعت کی۔ اور جنہوں نے بیعت کی تھی۔ خود انہوں نے تلواریں امام حسینؑ پر کھینچی۔ اور ہندو بیعت ہانے امام حسینؑ ان کی گردنوں میں تھکی۔ کہ امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اور بعد ان کے ہمیشہ ہم اہل بیت پرستم کئے ہم کو ذلیل کیا۔ اور ہمارے حق سے ہم کو دور و مآمال سے محروم کیا۔ ہمارے مارنے میں کوشش کی۔ اور خالفت و زبساں دکھا ہم اپنے خون اور اپنے دوستوں کے خون پر امین نہ کہتے۔ جھوٹوں اور منکروں نے ہم کو محل و مرغ و انگارہ قرار دیا۔ ہم برد و مرغ و افتراب اندھنے میں اپنے قاصیوں اور والیوں اور حاکموں اور ہر شر و دیار والوں سے قریب حاصل کیا۔ اور ہمارے ہر در مسائی کے لئے حدیثیں وضع کیں۔ اور جھوٹے باتیں ہم پر باندھیں کہ ہم نے نہ کہی تھیں اور چنڈ کام ہم سے ایسے منسوب کئے جو ہم نے نہ کئے تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو ہمارا دشمن کر دیا۔ اور ان افعال شنیعہ میں سے بہت بڑا فعل شنیعہ زمانہ معاویہ میں بعد وفات امام حسنؑ واقع ہوا۔ کہ ان کے شیعوں کو جہاں جس شہر میں تھے۔ تہمت لگائی۔ اور ان کے ماتھے پاؤں کاٹے اور جس نے ہمارے محبت کا اظہار کیا۔ یا میل خواہش ہمارے طرف دیکھی اسے قید کر دیا۔ اور مال اس کا لوٹ لیلہ گھر اس کا بھین لیا۔ اور ہمیشہ ہم پر ہمارے شیعوں پر مصیبت و بلا مستند یا اور عظیم رہی۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن زیاد اور یزید بن معاویہ نے امام حسینؑ کو شہید کیا۔ بعد اس کے حجاج ان پر مسلط ہوا۔ اور ان کو بالذات سیاست قتل کیا۔ ہر حیلہ و بہانہ سے ان کو اذیتیں پہنچائیں۔ یہاں تک جس کسی کو کہتے تھے یہ محمد بن زیندین یا کاثر ہے وہ بہت خوش ہوتا تھا۔ بخلاف اس کے کہ شیعہ علی کہیں اور احادیث و مرغ در میان مردم اس در جوشائے ہمیں کہ جس کسی کو لوگ پہنکی یاد کرتے تھے۔ اور شاید فی الواقع وہ راستگو اور پرہیزگار بھی ہوا۔ اس کے عوض میں والیان ہمدرد اور غاصبان خلافت کے

فضائل باحارین عجیبہ اور ظالمان گذشتہ کے حق میں روایت کرتے تھے۔ اور فی الواقع ان احادیث ضعیفہ میں کوئی صحیح نہ تھی۔ اور ان احادیث موضوعہ کو حضرت رسولؐ پر افتر کرنے لگے۔ اور جس سے بیان کرتے تھے۔ وہ سبب اس کے بہت سے لوگوں سے سنتا تھا۔ سچ جانتا تھا اندر گمان استی لوگوں سے بیان کرتا تھا۔

Presented by: <https://jafrilibrary.com/>

مکالمہ عبداللہ بن عباسؓ با معاویہ یہ کتاب احتجاج طبری و کتاب سلیم بن قیس میں روایت ہے کہ جب معاویہ یام حکومت میں حج کو گیا۔ اور مدینہ میں آیا لوگ استقبال کو آئے۔ اس نے دیکھا۔ کہ کئی قریش نہیں آیا۔ اس وجہ سے ناخوش ہوا کہ لوگ کم اس کے استقبال کو آئے۔ اور کہا انصاء کیا ہو گئے۔ اور کہیں میرے استقبال کو نہ آئے۔ لوگوں نے کہا۔ وہ پریشانی و محتاج ہیں۔ معاویہ ان کے پاس نہیں۔ معاویہ نے کہا۔ ان کے شتر ہانے اب کٹش کیا ہو گئے۔ قیس بن سعد نے جو کہ اس وقت بزرگ انصاء تھا۔ کہا۔ انہوں نے روز جنگ احد و بدر اپنے اونٹوں کو ضائع کر دیا حضرت رسولؐ کی

خدمت میں تجھ سے اندیز سے پسے جنگ کرتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کی غمخیز سے اسلام کو غالب کیا۔ ہر چند تم نہ چاہتے تھے۔ یہ سن کر معاویہ چپ ہو گیا نفیس نے کہا ہم کو رسول خدا نے خبر دی ہے کہ بعد ان کے ستمگار ہم پر غالب ہونگے معاویہ نے کہا پھر تم کو کیا حکم دیا ہے۔ نفیس نے کہا ہم کو حکم صبر دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان سے ملاقات کریں۔ معاویہ نے کہا پس ان کی ملاقات تک صبر کرو۔ یہ کہہ کر معاویہ ایک حلقہ میں پہنچا جہاں قریش جمع تھے سبب بغیر عبد اللہ بن عباس معاویہ کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے معاویہ نے عبد اللہ بن عباس سے کہا تم کو نفیٹھا اٹھنے سے کوئی چیز سوا اسے کہ نہ جنگ خنیں جو تمہارے دل میں ہے۔ مانع نہ ہوتی تم آئندہ نہ ہو کہ میں نے طلب خون عثمان کیا ہے اس لئے کہ عثمان بہ ستم مارا گیا ہے۔ ابن عباس نے کہا عمر بھی مارا گیا۔ اس کا خون کیوں نہ طلب کیا معاویہ نے کہا عمر کو کافر نے نہ مارا تھا۔ ابن عباس نے کہا عثمان کو کس نے مارا معاویہ نے کہا مسلمانوں نے اسے مارا ابن عباس نے کہا یہی بخت نیرے سکوت کو کافی ہے معاویہ نے کہا میں نے اطراف و جوانب میں حکمت سے بھیجے ہیں کہ تمام لوگ فضائل مناقب علی ترک کر دیں۔ اور تم بھی ترک کرو۔ ابن عباس نے کہا۔ تو مجھے قرآن کی تلاوت سے منع کرتا ہے اس نے کہا نہیں۔ ابن عباس نے کہا۔ تو مجھے قرآن کے معنی کہنے سے منع کرے گا معاویہ نے کہا ہاں۔ ابن عباس نے کہا قرآن کا پڑھنا۔ یا اس پر عمل کرنا دونوں میں سے کون سا واجب ہے۔ معاویہ نے کہا۔ زیادہ تر عمل کرنا واجب تر ہے۔ ابن عباس نے کہا جب تک ہم اس کے معنی نہ جانیں کیونکہ اس پر عمل کر سکتے ہیں معاویہ نے کہا قرآن کے معنی اس شخص سے پوچھو جو اس کا تاول کرے بغیر اس تاویل کے جو تم اور تمہارے اہل بیت کرتے ہو۔ ابن عباس نے کہا قرآن ہمارے اہل بیت پر نازل ہوا ہے۔ اور ہم اس کے معنی آئی الہ عثمان سے پوچھیں۔ اسے معاویہ آیا تو مجھے حلال و حرام قرآن پر عمل کرنے سے منع کرتا ہے۔ اگر امت کے لوگ معنی قرآن نہ دریافت کریں۔ ان میں اختلاف ہوگا۔ اور ہلاک ہو جائیں گے۔ معاویہ نے کہا۔ قرآن پڑھو اور تاویل بھی کرو۔ مگر ان آیات کی لوگوں سے روایت نہ کرو۔ جو تمہاری شان میں نازل ہوئیں۔ اور علاوہ ان کے جو کچھ ہے اس کی روایت نہ کرو۔ ابن عباس نے کہا خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ چاہتے ہیں نور خدا کو اپنے دہنوں سے بجھائیں۔ اور خدا حفظ کرتا ہے۔ مگر یہ کہ اپنے نور کو تمام کرے۔ ہر چند کافر نہ چاہیں معاویہ نے کہا۔ اسے سپر عباس ہوش میں آؤ۔ اپنی زبان سنہالو۔ اور اگر کہو مخفی کہو۔ آشکار نہ کہو۔ اس کے بعد معاویہ گھر میں گیا۔ اور سو نہرا درہم بطور خوشنودا ابن عباس کے پاس بھیجے اور مذاہلوں کو حکم دیا۔ نہ کہیں۔ ان اس شخص سے برطرف ہوگی۔ جو کسی سے کوئی حدیث مناقب علی اور ان کے اہل بیت کے حق میں روایت کرے گا۔ اس وقت بلا اور مشائد اہل کو فریاد ہوئے اس لئے کہ وہاں شیور اور جگہ سے زیادہ تھے پس معاویہ نے

زیادہ کو ابھار کر فہ کا دالی کیا۔ چونکہ زیادہ پلیدی شیعوں کو پہناتا تھا۔ اور جہاں پاتا تھا ان کو قتل کرتا تھا شیعوں کو ڈراتا تھا۔ اور ہاتھ پاؤں ان کے کاٹتا تھا۔ اور درختان خرابیں لٹکا کر پھانسی دیتا تھا۔ اور شہر سے نکال دیتا۔ اور آوارہ وطن کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سب شیعوں کی عراق سے نکال دیا۔ اور عراق میں کوئی شیعوں نہ رہا۔ مگر یہ کہ مارا گیا۔ یا سو لی دیا گیا۔ یا قید کیا گیا۔ یا آوارہ وطن کیا گیا۔ معاویہ نے اپنے بیان بدعتہائے معاویہ۔ اعمال اور امراء کو شہروں میں حکمنائے بھیجے کہ گواہی کسی شیعہ علیؑ اور ان کے اہل بیت کی قبول نہ کریں۔ اور شیعہ بن عثمان و محبان عثمان کو اور ان کو جو لوگ مناقب و فضائل عثمان بیان کرتے ہیں۔ جہاں پاؤں ان کو اپنا مقرب کرواؤ اپنے قریب بٹھاؤ۔ اور ان کی عزت و توقیر کرو۔ اگر مناقب عثمان میں کوئی شخص کوئی حدیث وضع کرے یا روایت کرے۔ اس شخص کا اور اس کے پید و قبیلہ کا نام مجھے لکھو۔ تاکہ میں اسے خلعت دوں اور نوازہ بخش کروں۔ پس منافقان عرب نے ایسا ہی کیا۔ اور بکثرت احادیث فضائل عثمان میں وضع کیں اور معاویہ نے خلعت ہائے گراں و جائزہ بخشا۔ و بخشائے عظیم و ان راویان کذاب کے لئے بھیجے۔ پس یہ حدیثیں ہر شہر میں بکثرت مشہر ہوئیں۔ اور مردمان دین فروش مال و اعتبار دنیا کے لئے احادیث وضع کرتے اور لوگ رغبت کرتے تھے۔ اور کوئی کسی شہر سے آتا۔ اور حق عثمان میں کوئی منقبت و فضیلت بیان کرتا تھا۔ اس کا نام لکھ لیتے تھے اور اس کو مقرب بارگاہ کرتے تھے۔ اور اس کو املاک و انعام و جاگیر و زمین دیتے تھے۔ جب ایک مدت تک یہی کیفیت رہی۔ تب اس نے اپنے اعمال و حکام کو لکھا۔ کہ احادیث و بارہ عثمان بکثرت ہوئیں اور سب شہروں میں منتشر ہو گئیں۔ اب لازم ہے کہ لوگوں کو اس پر ترغیب دے۔ کہ احادیث معاویہ کی فضیلت میں وضع کرو۔ کہ مجھے یہ بات بہت مرغوب و پسند ہے۔ اور میں اس امر سے بہت خوش ہوں گا۔ اور اہل بیت رسولؐ پر بہت شاق گذرے گا۔ اور ان کی عمریں کو یہ احادیث وضعی برہم کر دیں گی۔ پس عمال و امرائے ہر شہر میں وہ حکم پڑھا کہ سنالیا اور اشیاء نے وضع احادیث در فضائل معاویہ شروع کیں۔ ہر قصبہ و شہر میں احادیث موضعہ لکھ کر بھیجتے تھے اور کتب خانوں میں دیتے تھے۔ کہ معلم یہ احادیث اطفال کو تعلیم کریں۔ جس طرح قرآن تعلیم کرتے ہیں۔ اور لوگ اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو سکھائیں۔ کہ محبت اس کی سب کے دل میں راسخ و مستحکم ہو جائے۔ جب اس حالت کو مدت گذری۔ زیادہ شفی نے معاویہ کو نام لکھا۔ کہ قبیلہ حضرت مبین دینہ حکم علی پر ہیں معاویہ نے جواب میں لکھا۔ کہ شخص علیؑ اور ان کے حکم پر جو اسے قتل کرو پس زیادہ ظالم نے شیعہ بن علیؑ کو قتل کیا۔ اور ان پر ظلم و ستم کئے اور معاویہ نے سب شہروں میں لکھا کہ تلاش کرو۔ اور

جب بدلیل و بران جانکہ یہ علیؑ اور ان کے اہل بیت کو درست رکھتا ہے اس کا نام دیوان سے ہو کر وہ اس کے دوسرا نام لکھ لکھ کر علیؑ کی محبت پر تہم کریں یہ حید ثابت نہ ہو قتل کر ڈالو اور جس پر شک شبہ اور گمان دوستی علیؑ ہو جہاں اسے باز مار ڈالو۔ پس یہی طریقہ جاری ہوا کہ ہر شخص کو تہمت لگا کر لے ڈالتے تھے۔ اور لوگ جسے نسبت کھرو زندقہ سے دیتے تھے اسے گرامی و بزدل رکھتے تھے اور اس کے معترف نہ ہوتے تھے۔ اور جس کسی کو نسبت بر تشیع دیتے تھے وہ شخص کسی شہر میں اپنی جان سے محفوظ نہ تھا خصوصاً کوفہ و بصرہ میں یہاں تک کہ کوئی شیعہ کوئی بھید کسی دوسرے شیعہ سے کہنا چاہتا تھا۔ ہوتا تھا۔ اس کے گھر میں جا کر اس کے کان میں کہتا تھا۔ مگر بعد اس کے کہ قسم لے کر مغلطہ اسے دیتا تھا اور عہدہ بیان ہٹے و فاس سے لیتا تھا کہ پوشیدہ رکھے اور ملاحظہ کرے پس وہ بد مذہبی حالت ترقی پر تھی۔ یہاں تک کہ معاونان جوہر و ظلم بکثرت ہوئے۔ اور احادیث موضوعہ لوگوں میں بکثرت منتشر ہوئیں۔ اور اطفال کا اس حال پر نشو و نما ہوا۔ اور ان اشقیائیں بدترین موم قاریان قرآن تھے کہ اولاد کم و زیادہ حیدر و ظہار و شوع و دس کر تے اور لوگوں کو بصورت پر ہیز گاران دکھاتے تھے طبع دنیا اور خوشامد و الیان جوہر کی وجہ سے احادیث دروغ وضع کرتے تھے اور اسے اپنا سبب تقرب قاضیان و الیان ظہر جانتے تھے اور اس وسیلہ سے مقرب ہوتے تھے۔ اور اموال و دیہات ان احادیث کے صلہ میں لیتے تھے۔ اور لوگ بسبب حسنین جو ان سے رکھتا تھا۔ یہ احادیث ان سے سن کر روایت کرتے تھے۔ اور حق سمجھتے تھے۔ اور اگر کوئی ان احادیث موضوعہ کی تردید کرتا یا اظہار شک کرتا تھا۔ اس سے یہ اشقیاء دشمنی کرتے تھے۔ اور یہ احادیث جب کسی جماعت ویندار کے ہاتھ آتیں۔ اور یہ نہ چاہتے کہ افسر رسول خداؐ پر بائد ہیں پس ثانی ان احادیث کو قبول کر لیتے اور گمان کرتے تھے۔ یہ حق ہیں۔ اور اگر جانتے یہ احادیث موضوعہ اور باطل ہیں۔ اس وقت روایت نہ کرتے اور ان پر اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ اور جو کوئی ان پر اعتقاد رکھتا تھا۔ اسے دشمن در کہتے تھے پس ان کے نزدیک اس زمانہ میں جو حق ہے وہ باطل ہے۔ اور جو باطل ہے۔ وہ ان کے نزدیک حق ہے۔ سچ ان کے نزدیک جھوٹ اور جھوٹ ان کے نزدیک سچ ہے اور حب لہام حسینؑ ہتھیار ہوئے۔ بلا و فتنہ شدید ہوا۔ اور کوئی دوست و دوستان خدا سے نہ رہا۔ مگر یہ کہ ترسان و خلف تھلا یا قتل کئے جاتے یا نکالے جاتے یا آوارہ وطن کئے جاتے تھے پس در سال قبل مرگ معاویہ حضرت امام حسنؑ نے ہلو عبداللہ بن جعفر راوہ حج کیا۔ اور عبداللہ بن عباس و لہام حسینؑ نے زندان بنی ہاشم کو جمع کیا اپنے شیعوں اور دوستوں کو طلب کیا۔ جنہوں نے حج کیا تھا۔ اور جنہوں نے دیکھا تھا۔ اور جو شہر میں تھے۔ لکھنوت اور اہل بیت کو بھیجانتے تھے اور جمع اصحاب حضرت رسولؐ و فرزندان اصحاب تابعینؑ

انصار کو جو معروف بصلالاح و سلام دتھے سب کو جمع کیا۔ اور سب کو تکلیف عجز دی یہاں تک کہ مئی میں ایک
 ہزار سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور امام حسینؑ اپنے سر پہ بیٹھے تھے اور اکثر اس جماعت میں سے تالیان و فرزند تالیان
 صحابہ تھے جب سب خیمہ کا حضرتؑ میں جمع ہوئے امام حسنؑ اُٹھے اور خطبہ پڑھا حمد و ثنائے الہی اور فرمائی۔
 اور لڑنا دیکھا معاویہ نے جو کچھ ہم سے اور تم سے کیا تم نے جاننا اور دیکھا تم حاضر تھے اور سنتے تھے اور تم کو خبر
 پہنچی میں چاہتا ہوں تم سے چند سوال کروں۔ اگر میں سچ کہوں۔ میری تصدیق کرو۔ اور اگر جھوٹ کہوں میری
 تکذیب کرو۔ میرا کلام سنو اور میری بابت پر غور کرو۔ اور اپنے شہروں اور قبیلوں میں جاؤ۔ جو کوئی ایمان اور
 بے خوف ہو اور تم کو اس پر اعتماد ہو۔ اسے اس پر دعوت کرو جو تم نے جاننا اس لئے کہ مجھے خوف اس کا ہے۔
 کہ یہ دین حق کہیں مندریں کہہ نہ ہو جائے اور نور خدا کا تمام کرنے والا ہے۔ ہر چند کفار نہ چاہیں پس امام حسنؑ
 نے کوئی آیت قرآن جو اہل بیت کی شان میں نازل تھا باقی نہ رکھا جو ان کو نہ سنایا ہو۔ اور اس کی تفسیر نہ
 بیان کی ہو۔ اور جو آیات قرآنی و احادیث نبویؐ جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ اور اہل بیت کے حق میں وارد ہوئی
 تھیں ان سب کو ان لوگوں کے سامنے روایت کیا۔ اور جس آیت و حدیث کو امام حسنؑ بیان فرماتے تھے
 صحابہ اس کی تصدیق کرتے تھے کہ اسی طرح سے ہم نے سنی اور اس وقت حاضر تھے۔ اور تابعین کہتے تھے
 ہاں ہم نے ان سے سنا ہے جنہوں نے ہم سے روایت کی ہے۔ اور ہم ان پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اور مجمع عجمت نے
 بالغہ ان سے بیان کیں۔ پھر آخر میں فرمایا میں تم کو قسم بخدا دیتا ہوں کہ جب تم اپنے اپنے شہروں میں جاؤ۔
 جو کچھ میں نے بیان کیا اس کو جس پر تم اعتماد رکھتے ہو اس سے نقل کرو۔ یہ فراکر امام حسنؑ منبر سے اتر آئے۔
 اور لوگ متفرق ہو گئے۔ شیخ مفیدؒ و طوسیؒ نے روایت کی ہے جب خلافت معاویہ پر قائم ہوئی بشیر
 بن اسحاقؑ کو شیعوں کو بلانے کے لئے مجاہد بھیجا۔ اس وقت والی مکہ عبداللہ بن عباسؑ تھے۔ جب انہیں
 تلاش کیا اور نہ پایا۔ ان کے دو طفل جو نہایت حسین و جمیل تھے۔ مروں پر گیسو تھے پکڑ لیا۔ اور ان دونوں
 طفل بے گناہ کے سر کاٹ ڈالے جب یہ خبر ان بچوں صغیر کی ماں کو پہنچی۔ نزدیک تھا کہ اس کی جان
 مفارقت کر جائے۔ اور ایک مرتبہ دونوں فرزندوں کی مصیبت میں انشا کیا جب عبداللہ معاویہؓ کا
 گئے۔ اس مجلس میں بشیر سے ملاقات کی۔ معاویہ نے کہا۔ اے عبداللہؑ اس مرو پر کوئی پھانسی بوندی اسی نے
 تمہارے دونوں فرزندوں کے سر کاٹے ہیں۔ بشیر نے کہا۔ ہاں میں ہی ان کا قاتل ہوں کیا کر سکیگا عبداللہؑ نے
 کہا۔ کاش میرے پاس تلوار ہوتی بشیر نے کہا۔ تلوار میری موجود ہے۔ اور چاہا اپنی تلوار دیدے معاویہ نے منع
 کیا۔ اور کہا۔ اے مرو پر تجھ پر تعزیت ہو تو کس قدر احمق بنے اپنی تلوار اس کے ہاتھ میں دیتا ہے جس کے دونوں
 فرزندوں کو تو نے قتل کیا گویا تو شجاعت بنی ہاشم سے واقف نہیں بخدا اگر تلوار اسے لگا۔ اول تجھے

اور بعد مجھے قتل کر دیے گا۔ عجب اللہ نے کہا۔ قسم بخدا پہلے تجھے اور بعد اس کے بشیر کو قتل کروں گا۔
 حدیث عمرو بن مکتوم خزاعی۔ شیخ مکشی نے سند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے کسی طرف
 لیک کر بھیجا اور فرمایا۔ فلاں ساعت رات کو راہ بھول جاؤ گے پس بائیں جانب جانا جب اس طرف سے
 جاؤ گے۔ گو سفندوں میں ایک شخص کو دیکھو گے اس سے راستہ دریافت کرنا۔ وہ کہے گا۔ جب تک میرا
 کمانہ دکھاؤ گے۔ راہ نہ بتاؤں گا۔ ایک گو سفند تھا اس لئے وہ ذبح کر لیا اور تھپکے ضیافت کر کے۔ بعد
 اس کے تم کو راہ بتائے گا۔ پس میرا سلام اس شخص کو پہنچانا۔ اور اس سے کہنا میں مدینہ میں ظاہر ہوا ہوں
 جب لشکر مذکور روانہ ہوا جو کچھ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا۔ واقع ہوا۔ اور جب بائیں جانب گئے۔ عمرو بن
 مکتوم خزاعی کو دیکھا ان کی انہوں نے دعوت کی جس طرح آنحضرتؐ نے فرمایا تھا۔ عمرو نے جب لشکر کو
 راہ بتائی۔ سلام حضرت کا پہنچانا بھول گئے۔ عمرو نے پوچھا آیا کوئی پیغمبر مدینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ کہا۔
 ہاں۔ پس حاضر خدمت حضرت ہوئے اور ایمان لائے۔ بعد ایک مدت کے آنحضرتؐ نے عمرو سے فرمایا
 اپنے مقام پر جاؤ۔ اور جب علیؑ ابن ابی طالب دالمی وحاکم ہوں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونا پس عمرو بن مکتوم
 خواعی اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور جب جناب امیرؓ کو فہم میں گئے۔ اس وقت تک موجود تھے۔
 پس کو فہم میں جناب امیرؓ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ ایک روز جناب امیرؓ نے ان سے پوچھا۔ آیا
 کوئی گھر تمہارا ہے انہوں نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا۔ اپنا گھر فروخت کر دو۔ اور درمیان فائدہ ماننے قبلہ
 اند گھر خرید کر دو جب میں تم سے مصافحت کروں۔ بلا میرے بعد والیان جو ظلم تم کو طلب کریں گے۔ اس
 وقت قبلہ اند تمہاری حمایت کریں گے۔ یہاں تک کہ تم کو فہم سے موصول جاؤ گے۔ راہ میں ایک موشول
 پاس پہنچو گے۔ وہاں بیٹھ کر اس سے پانی مانگو گے۔ وہ تم کو پانی دے گا۔ اور تم سے تمہارا حال دریافت
 کرے گا۔ اس سے اپنا حال کہنا اور دعوت اسلام کرنا پس وہ مشلول سلمان ہو گا۔ تم اپنے ہاتھ اس کی
 دالوں پر تھو۔ وہ میرے اعجاز سے شفا پائے گا۔ اور تمہارا رفق ہو گا۔ اور تمہارے ہمراہ آئے گا جب تم تھوڑی
 دھڑلے کرو گے۔ لیک اندھے پاس پہنچو گے۔ اور اس سے پانی مانگو گے۔ وہ اندھا تم کو پانی دے گا اور تمہارا
 حال پوچھے گا۔ اس سے اپنا حال کہنا اور دعوت اسلام کرنا۔ جب وہ اندھا سلمان ہو جائے۔ اپنا ہاتھ
 اس کی آنکھوں پر پھیرنا میرے اعجاز سے اس کی آنکھیں مدھن ہو جائیں گی۔ اور وہ بھی تمہارا رفق ہو گا۔
 اور یہ دونوں رفق تمہیں دفن کریں گے۔ بعد اس کے کچھ سوار تمہارے عقب سے تم کو پکڑنے آئیں گے۔ اور
 نزدیک قلعہ موصول فلاں موضع میں تم تک وہ سوار پہنچ جائیں گے۔ جب ان کو دیکھنا گھوڑے سے نیچے
 آنا۔ اور ایک گڑھے میں جو وہاں سے نزدیک ہے اتر جانا۔ واضح ہو کہ تمہارے خون میں فاسقان جن و

اس شریک ہو گئے حبیب جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے اور عاملان معاویہ نے عمرو بن حق خزاعی کو طلب کیا کہ شہید کریں۔ وہ کوفہ سے موصل گئے۔ اہل جو کچھ جناب امیرؑ نے فرمایا تھا۔ وہ سب واقع ہوا۔ حبیب قریب قلعہ موصل پہنچے۔ اپنے اُن دونوں رفیقوں سے کہا۔ بلند سی پر حماد اہل جانب کوفہ نظر کرو۔ جو بچہ دیکھو مجھ سے بیان کرو۔ ان دونوں نے کہا۔ کچھ سو اس طرف آتے معلوم ہوتے ہیں یہ سن کر عمرو بن حق گھوڑے سے نیچے آئے اور غار میں اتر گئے۔ گھوڑے کو بھڑو دیا۔ حبیب غار میں گئے سیلہ سانپ نے کاٹا۔ سوار بھی موجود ہوئے۔ گھوڑے کو بکھڑ کیا۔ اہل کہا۔ یہ گھوڑا اسی کا ہے یہ کہہ کر عمو کو تلاش کرنے لگے۔ حبیب غار میں پہنچے۔ ان کے جس عضو پر ہاتھ رکھتے تھے وہ جڑا ہوا جاتا تھا۔ پس ان کا سر کاٹ لیا۔ اور معاویہ پاس لائے۔ معاویہ نے حکم دیا۔ سر نیزہ پر چڑھایا جائے۔ اور سب سے پہلے جو سر نیزہ پر چڑھایا گیا۔ وہ عمرو بن حق خزاعی کا سر تھا۔ طعش کشی نے شہادت حجر بن عدیؑ۔ حسن بصری سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ زمانہ معاویہ میں ناسان کی طرف میں لڑائی نہ گئی ہوا تھا۔ اور عیسا و رابیعین میں سے ایک شخص تھا۔ ایک روز نماز ظہر ہم نے اس کے ساتھ ادا کی۔ حرب حماد سے وہ فارغ ہوا۔ وہ منبر پر گیا۔ اور بعد حمد و ثنائے کہا۔ ایھا الناس ایسا حادثہ عظیم حادث ہوا۔ اور ایسی بدعت واقع ہوئی۔ جب سے حضرت رسولؐ جلتے کی ہے۔ اب تک ایسا امر شریع ظہور پذیر نہیں ہوا تھا۔ میں نے سنا ہے کہ حجر بن عدی اور ان کے اصحاب کو کہ ہر گان دین سے تھے بے تقصیر معاویہ نے قتل کروا کر مسلمان اس بدعت کے مٹانے پر نکل کھڑے ہوں۔ بیہان کی نصرت و اعانت کروں گا۔ اور اگر کیلی اس بدعت کا انکار نہ کریں گے میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ میری جلد روح قبض کرے۔ جب منبر سے نیچے وہ شخص آیا۔ اور گھر گیا۔ دعا اس کی مستجاب ہوئی۔ اور قبل اس کے دوسری غزائے کے لئے باہر آئے۔ حدیثے نوحہ و نذاری اس کے گھر سے بلند ہوئی۔ اور حرکت الہی و اصل ہوا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے۔ جب معاویہ حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب کو شہید کیا۔ اس سال حج کو آیا۔ امام حسینؑ سے ملاقات کر کے کہا۔ اے ابو عبد اللہ تم نے سنا میں حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور تمہارے پدر کے شیعوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کیا سلوک کیا ہے۔ معاویہ نے کہا۔ میں نے سب کو قتل کیا ہے۔ اور گفتا کرتا نہ پڑھی اور دفن کروا دیا۔ امام حسینؑ متبسم ہوئے۔ اور فرمایا یہ سب لوگ تیرے دشمن ہو گئے ہر روز قیامت اور تجھ سے اپنا خون طلب کریں گے۔ لیکن حبیب میں قابو پاؤں گا۔ اس وقت تیرے شیعوں کو قتل کروں گا۔ اور ان کو کفن بھی نہ دوں گا۔ اور نماز بھی نہ پڑھوں گا۔ اور دفن بھی نہ کروں گا۔ اور جو جو تودہ بارہ علیؑ ابن

امی طالب اور ہم اہل بیت اور بنی ہاشم کے حق میں عیب لگاتا ہے۔ میں نے سب سنا ہے لازم ہے کہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے۔ اور خود انصاف کرے۔ کہ وہ عیب تجھ میں ہیں یا میں۔ اور اپنی بدکاریوں پر نظر کر۔ اور اپنی مقدار سے نہ گندا اور ہم سے عداوت نہ کر۔ اور تدبیر عمرو عاص شقی پر ہمارے حق میں عمل نہ کر کہ بہت جلد تو اپنے وبال اعمال کو دیکھے گا۔

فصل چھٹی۔ بیان کیفیت شہادت امام حسن علیہ السلام

زیادہ تر مشہور ہے۔ اور روایت اول مشہور علمائے امامیہ میں یہ ہے کہ شہادت آنحضرتؐ آخر ماہ صفر میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ساتویں ماہ صفر کہی ہے۔ اور بعضوں نے اٹھائیسویں تاریخ کو سال قبل و نہم ہجرت میں لکھا ہے اور عمر مزین آنحضرتؐ اس وقت سینتالیس سال کی تھی اور سنہ پچاس ہجری تھا۔ اور بعد حضرت رسولؐ کے چالیس سال زندہ رہے۔ ابن ابی الحدید والقرطبی نے جناب صلوٰۃ سے روایت کی ہے۔ کہ پچاس سال کی تھی۔ کتاب استیعاب میں لکھا ہے کہ زمانہ وفات آنحضرتؐ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں۔ سال قبل و نہم ہجرت میں واقع ہوئی۔ اور بعض سال پچاہم اور بعض سال پچاھم و یکم بھی کہتے ہیں۔ اور عمر شریف کو بعض پچاس سال اور بعض اسی سال چار ہجری میں روایت ہے۔ کتاب کشف الغمہ میں جناب امام محمد باقر و جناب امام صلوٰۃ علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ کہ عمر شریف امام حسن علیہ السلام وقت وفات سینتالیس سال کی تھی۔ اور درمیان امام حسنؑ اور امام حسینؑ بقدر مدت محل فاصلہ تھا۔ اور مدت محل امام حسینؑ چھ ماہ اور امام حسنؑ اپنے نانا کے چھ ماہ سات سال رہے اور بعد ان کے انتقال کے جناب امیر کے ساتھ تین سال رہے۔ اور بعد وفات جناب امیر علیہ السلام دس سال زندہ رہے۔ ابن شہر آشوب نے اخبار شہادت زبانی امام حسنؑ۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ نے اپنے اہل بیت سے فرمایا کہ واضح ہو میں زہر سے شہید ہو گیا۔ جس طرح جناب رسول خداؐ دہر سے شہید ہوئے۔ اہل بیت نے کہہ کون آپ کو دہر دے گا کہہ لیا میری کینیز یا میری زہر دہر دے گا کہہ لیا میری زہر دے گا۔ اس ملعونہ کو اپنے ملک سے باہر کر دیجئے حضرت نے فرمایا کہ کیونکر اسے باہر کر دوں۔ حالانکہ میری موت اسی کے ہاتھ سے ہوگی۔ بعد اس سے چارہ نہیں۔ لہذا اگر اسے باہر کر دوں۔ بجز اس کے مجھے اور کوئی زہر نہ دے گا کہ ایسا ہی مقدمہ تھا ہے۔ پس بعد اتوار کے زمانہ کے معاویہ نے دوحہ آنحضرتؐ باس زہر بھیجا۔ امام حسنؑ نے اپنی زہر سے پوچھا۔ تم کو دوحہ کا شہرت ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں ہے۔ پس وہ زہر دوحہ معاویہ نے بھیجا تھا۔ دوحہ میں طاہر امام حسنؑ کو

دلیہ حب حضرت نے نوش کیا۔ اپنے بدن میں اسی وقت زہر کا اثر دیکھ کر فرمایا اے دشمن خدا تو نے مجھے مارا۔
 قسم بخدا تجھے میرے مارنے کا عوض نہ ملے گا۔ اور معاویہ دشمن خدا سے ہرگز نفع نہ پائے گی۔ کلینی نے جناب
 صادق سے روایت کی ہے کہ اشعث بن قیس جناب امیر کے خون میں شریک تھا۔ اور اس کی دختر ابو جعد نے
 امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اور بیٹا محمدؑ خون امام حسینؑ میں شریک ہوا۔ قطب راوندی نے جناب صادق سے روایت
 کی ہے کہ امام حسنؑ نے اپنے اہل بیت سے کہا۔ میں مثل رسول خداؐ زہر سے شہید ہونگا۔ اہل بیت نے کہا کہ کون
 شہید کرے گا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میری زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس مجھے زہر دیگی۔ اور معاویہ اس کے
 پاس پوشیدہ زہر بھیجے گا۔ ایدہ حکم سے گا۔ وہ مجھے زہر بلا دے۔ اہل بیت نے کہا۔ اس کو اپنے گھر سے نکال دیجئے۔
 اور اپنے پاس سے علیحدہ کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ کیونکہ اسے گھر سے نکال دوں۔ حالانکہ ابھی کوئی فعل
 واقع نہیں ہوا۔ اور اگر اسے نکال بھی دوں۔ تو بغیر اس کے مجھے اور کوئی زہر دے گا۔ پس بعد ایک مدت کے
 معاویہ نے زہر بلا ہل اور بہت سا مال جعدہؓ پاس بھیجا۔ اور کہا کہ اگر تم امام حسنؑ کو بلا دیگی۔ تو میں تجھ کو سو ہزار
 مدیم دوں گا۔ اور اپنے فرزند یزید سے تیرا عقد کر دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ زہر دیا۔ اور امام حسنؑ زہر سے تھے اور گرمی پشت
 تھی۔ اور وقت انتظار آنحضرتؐ بہت پیاسے تھے۔ جعدہؓ نے زہر کے لئے دودھ کا شربت لائی۔ اور وہ
 زہر اس شربت میں ملا دیا تھا۔ حبیب امام حسنؑ نے وہ شربت نوش فرمایا۔ اور فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے مجھے مارا۔
 خدا تجھے مارے۔ قسم بخدا خلق میں کسی کو مجھ سے بہتر نہ پائیں گی۔ معاویہ نے مجھے قریب دیا۔ خدا تجھے اور معاویہ
 کو اپنے عذاب سے معذب کرے۔ پس دو روز امام حسنؑ بد و عالم میں زندہ رہے۔ اور بعد اس کے اپنے جدِ نیکو
 اور پدِ عالی مقام سے ملحق ہوئے۔ اور معاویہ نے اس ملعونہ سے اس عہد پر وفانہ کی۔ بروایت دیگر انعام اس کو زہر
 کو دیا۔ اور یزید سے تزویج نہ کیا۔ اور کہا۔ جس نے امام حسنؑ سے بھی وفانہ کی وہ میرے فرزند سے بھی وفانہ کرے گی۔
 بیان زہر وادن امام حسنؑ کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جعدہ دختر اشعث نے امام حسنؑ کو
 زہر دیا۔ اور کنیزانِ آنحضرتؐ میں سے ایک کنیز کو بھی زہر دیا۔ اس کنیز نے قے کی اور اچھی ہو گئی۔ اور امام حسنؑ
 کے شکم مبدک میں وہ زہر رہ گیا۔ اور جگر کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ کتابِ احتجاج میں روایت کی ہے کہ ایک شخص امام
 حسنؑ کی خدمت میں آیا اور کہا۔ ہماری گردنوں کو آپ نے ذلیل کیا۔ اور ہم شیعوں کو غلام بنی امیہ بنایا۔
 حضرت نے فرمایا کہ یزید نے کہا۔ اس وجہ سے کہ خلافت آپ نے معاویہ کو دے دی۔ حضرت نے
 فرمایا۔ قسم بخدا میں نے کوئی تاہر و یا در نہ پایا۔ اگر تاہر و یا در پایا۔ ات دن معاویہ سے جنگ کرتا۔ یہاں تک کہ خدا
 میرے اور اس کے درمیان حکم کرتا۔ لیکن میں نے اہل کو نہ کہ بھجایا۔ اور امتحان کیا۔ اور جان لیا کہ یہ لوگ میرے
 کام دہائش گے۔ اور ان کے عہد پر بیان پر وفا۔ اور ان کے گفتار و رفتار پر اعتقاد نہیں۔ ان کی زبانیں میرے

ہمراہ اور ان کے دل بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ یہ باتیں حضرت کرہی سہے تھے۔ ناگاہ خون حلق مبارک سے جاری ہوا۔ پس آیا سے طشت منگایا۔ وہ طشت خون سے بھر گیا۔ راوی نے کہا۔ یا بن رسول اللہ یہ خون کیسا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ معاویہ نے زہر پیجا تھا۔ اور وہ مجھے کھلا دیا ہے۔ وہ زہر میرے جگر میں پہنچا۔ اور یہ ٹکڑے میرے جگر کے ہیں۔ جو طشت میں گرے ہیں۔ میں نے کہا۔ یا حضرت کچھ دوا کیجئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اس سے قبل مجھے دو مرتبہ زہر دیا تھا۔ اور یہ تیسری دفعہ زہر دیا ہے۔ اس دفعہ قابلِ دوا نہیں۔ معاویہ نے بادشاہ روم کو لکھا تھا۔ کہ زہر کشندہ بھیج دے۔ بادشاہ روم نے اسے لکھا کہ تمہارے مذہب میں جہاز نہیں۔ کہ جو ہم سے لڑیں ذہم اس کے قتل پر امانت کریں۔ معاویہ نے لکھا۔ میں جس شخص کو اس زہر سے مارنا چاہتا ہوں وہ اس شخص کا فرزند ہے۔ جو مکہ میں ظاہر ہوا۔ اور دعویٰ پیغمبری کیا۔ اب اس نے خرد کیا ہے۔ اور اپنے پردہ کی بادشاہی طلب کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ زہر اسے کھلا دوں۔ اور خلافت کو راحت پہنچا دوں۔ اور بہت بدایا۔ مخالف اس کے لئے بھیجے۔ پس بادشاہ روم نے یہ زہر بھیجا۔ اور اس زہر کے عیض میں عہد و شرائط اس سے لئے۔ کتاب کفایہ میں بسند معتبر عن ابی امامیہ سے روایت ہے کہ جس مرض میں امام حسنؑ نے دنیا سے ولت کی۔ میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ دیکھا کہ سامنے طشت رکھا ہے اور حضرت جگر کے ٹکڑے اس میں اگل رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ اسے میرے مولا آپ اس کا کیوں علاج نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے بندہ خدا موت کا علاج کس چیز سے کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پس آنحضرت میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ مجھے جنابِ رسول خداؐ نے خبر دی کہ بعد ان کے بارہ غلیفے اور امام ہونگے۔ گیا ہوا امام فرزند ان علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔ اور یہ سب تیغ یا زہر سے شہید ہوں گے جب طشت سامنے سے اٹھا لیا۔ حضرت گریاں ہونے لگیں۔ میں نے کہا۔ یا حضرت ہم کو موعظہ کیجئے۔ فرمایا۔ یہاں سے سفر آخرت رہو۔ اور توجہ سفر قبل اہل پہونچنے کے کرو۔ اور واضح ہو کہ تم دنیا کو طلب کرتے ہو۔ اور موت تم کو طلب کرتی ہے۔ اس روز کے اندر وہ کو مار نہ کر دے۔ جس روز تم ہوا اور وہ نہیں آیا۔ واضح ہو کہ جو کچھ مال اپنی قوت سے زیادہ تحصیل کرو گے۔ اس میں تمہارا حصہ نہ ہوگا۔ بلکہ دوسرا خزانہ وار ہوگا۔ واضح ہو کہ حلال دنیا میں حساب اور حرام دنیا میں عذاب ہے اور منکسب شہادت دنیا ہونا موجب عذاب ہے۔ لہذا دنیا کو اپنے نزدیک بمنزلہ مراد جانو اور اس سے نہ لو۔ مگر جس قدر تم کو کافی ہو۔ اگر حلال ہوگا۔ اس میں زہد نصیب ہوگا۔ اور اگر حرام ہوگا گناہ اور وبال ہوگا۔ جو کچھ لینگا۔ تجھ پر ہوگا۔ جس طرح ضرورت میں مراد حلال ہوتا ہے اور اگر عذاب ہوگا۔ دنیا میں ایسا کام نہ کرو۔ کہ گویا ہمیشہ یہاں رہتا ہے۔ بلکہ آخرت کے لئے ایسا کام کرو کہ گویا کل مرنا ہو گے۔ اگر چاہو بے قوم و قبیلہ و عزیز و بہو۔ اور بے سلطنت و حکومت و باہمایت و نصیب و بہو۔

میں بذلت معصیت خدا سے لیسوئے طاعت خدا متوجہ ہو۔ اور جب کبھی کوئی حاجت پیش آئے اور مضطرب ہو کہ لوگوں سے مصاحبت کرو۔ پس اس شخص کے مصاحب ہو کہ اس کی مصاحبت تمہاری ذمیت ہو۔ اگر تم اس کی خدمت کرو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے۔ اگر اس سے نصرت و یاری چاہو۔ وہ نصرت و یاری کرے۔ اگر تم کوئی بات کہو وہ تصدیق کرے۔ اگر دشمن پر حملہ کرو وہ تمہاری تقویت کرے۔ اگر تم مالتی ہو۔ وہ بھی باحسان و امداد کرے۔ اگر تمہارے احوال میں کوئی دشمن ظاہر ہو وہ اس کا اسداد کرے۔ اگر تم سے نیکی دیکھے انہیں مٹا کرے اور ظاہر کرے۔ اگر اس سے سوال کرو۔ وہ عطا کرے۔ اگر سائل ہو اور سوال نہ کرو وہ خود اہتہ کرے۔ اگر اس پر کوئی بلا وارد ہو تم بھی ملوث رہو۔ لازم ہے تم کو اس سے مصیبتیں نہ پہنچیں۔ اور اس کی وجہ سے تم پر بلائیں وارد نہ ہوں۔ اور جب حقوق ضروریہ درپیش ہوں تم کو نہ چھوڑے۔ اگر کسی تقسیم میں باہم نزاع کرو۔ تم کو اپنے اوپر مقدم رکھے جب محتاجان و عیال یہاں اس مقام تک پہنچے۔ سانس حضرت کی پھول گئی اور رنگ زرد ہو گیا۔ پس امام حسینؑ ہمراہ اسود بن ابی الاسود و دواذہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے ہمارے بندہ گواہ کو کہہ دیں کہ سر مبارک آنحضرتؐ اور دونوں آنکھوں کے درمیان پڑ لیا اور نزدیک بیٹھے۔ اور آپس میں بہت راز کہے۔ ابو الاسود نے کہا۔ انا بلطہ وانا الیہ راجعون۔ گویا غرنا لام حسنؑ پہنچے۔ پس امام حسینؑ کو وحی کیا اور امر امت ان سے کہے اور امانت ہائے خلافت ان کے سپرد کئے۔ بعد اس کے روح مقدس نے بروز جمعہ ۱۲ آخر ماہ صفر سال پنجاہ ہجری میں بریاض قدس پڑا۔ کیا اور عمر مبارک اس وقت سن تالیس سال کی تھی۔ یقین میں دفن ہوئے۔ کتاب کشف الغمیں عمرو بن احنی سے روایت ہے کہ میں ایک شخص کے ہمارے عیالات امام حسنؑ کو گیا جنہرمت نے فرمایا۔ جو چاہو مجھ سے سوال کرو۔ میں نے کہا۔ قسم بخدا سوال نہ کروں گلا جب تک کہ خدا آپ کو صحت عطا نہ فرمائے۔ حالت صحت میں آپ سے سوال کروں گا۔ پس اٹھ کر میں کسی کام کو چلا گیا۔ اور پھر حاضر ہوا۔ جنہرمت نے فرمایا۔ مجھ سے سوال کرو۔ قبل اس کے کہ سوال کا موقع نہ پاؤ۔ میں نے عرض کی۔ خدا صحت عطا کرے گا۔ اس وقت میں سوال کرونگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس وقت میرے جگر کا ٹکڑا کٹ کر گر پڑا۔ مجھے کئی مرتبہ زہر دیا تھا۔ اور کسی دفعہ کاہر ایسا تھا جب دوسرے روز میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ دیکھا حضرت کا وقت آخری ہے امام حسینؑ سرانے بیٹھے ہیں۔ امام حسینؑ نے ہر ہوجا۔ اسے برادر بزرگوار آپ کا گمان اس زہر دینے میں کس طرف ہے۔ امام نے فرمایا کیوں پوچھتے ہو۔ آیا منلوہ ہے کہ اسے قتل کرو۔ کہا۔ ہاں یہی عرض ہے۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اگر وہ ہے جس کی طرف میرا گمان ہے پس عذاب خدا اس کے لئے عفویت دنیا سے سخت تر ہے اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری وجہ سے ہلکا ہو۔ ایضا۔ روایت کی ہے جب وقت وفات

امام حسن مجتبیٰؑ کیلئے فرمایا مجھے صحرائیں لے چلو کہ میں اطراف آسمان پر نظر کروں۔ جب آپؑ کو صحرائیں لے گئے۔ فرمایا خداوندائیں اپنی جان کو کہ عیدِ عزیم جانوں کی میرے نزدیک ہے! اسے میں نے تیری رمضانیں دیا۔ اور اپنے قصاص سے تیری رمضان کے لئے دگندہ اگر کسی کو میرے لئے قصاص کریں اس سے پہلی حدیث میں بیفرمانا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی بے گناہ میری وجہ سے مارا جائے۔ اس کا صاف مطلب پچھلی حدیث میں بیان فرمادیا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ قاتل کو مگر رمضان خدا کے لئے قصاص نہیں لیتا۔ اگر وہ چاہے تو مزدِ خود میرے خونِ ناحق کا قصاص لے گا۔ بیان دھمایا اے امام حسنؑ کیلئے نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جب وقت اختصار امام حسنؑ کھانا امام حسینؑ کو بویا۔ اور کہا اسے براہِ گرامی میں تم کو چند وصیتیں کرتا ہوں۔ تم میری وصیتوں کی حفاظت کی حفاظت کرو۔ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ مجھے غسل دینا کفن کرنا۔ اور میرے نانا رسولؐ کے پاس لے جانا۔ کمان کی زیارت کروں۔ اور اپنا عہد ان کے تازہ کروں اس کے بعد مجھ کو میری مادرِ فاطمہؑ کے پاس لے جانا۔ بعد ازاں مجھے قبرستانِ یقین میں سے ہمارے دفن کرنا۔ اور واضح ہو کہ عائشہؓ سے چند امور ایسے ظاہر ہوئے۔ کہ اس کی دشمنی خدا و رسول اور ہم اہل بیت سے لوگوں پر ظاہر ہو جائے گی۔ جب امام حسنؑ نے رحلت فرمائی۔ غسل دیا۔ اور کفن کیا جہاں مردوں پر نماز پڑھتے تھے۔ وہاں لے گئے اور جناب امام حسینؑ نے امام حسنؑ پر نماز پڑھی۔ اور حسبِ نذرانہ سے فارغ ہوئے۔ جنازہ اٹھایا اور مسجد میں لاکر نزدیک قبر رسولؐ رکھا۔ کسی نے ہمارے عائشہؓ کو خبر کی۔ عائشہؓ اس خبر کے سننے سے استر پر سوار ہوئی۔ دپہلے جو عورت زین پر سوار ہوئی وہ عائشہؓ تھیں اور بیتِ جلد نزدیک قبر رسولؐ خدا موجود ہوئی۔ اور کہا۔ حسن بن علیؑ کو میرے گھر سے اٹھا کر لے جاؤ۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے گھر میں دفن ہوں۔ اور پردہ رسولؐ خدا دیدہ ہو! امام حسینؑ نے فرمایا بسا اہا سال ہوئے تو نے اور تیرے باپ نے پردہِ دسی کی۔ اور آنحضرتؐ کے گھر میں ان لوگوں کو داخل کیا جن کا قرب رسولؐ خدا نہ چاہتے تھے۔ اور جو کچھ تو نے کیا۔ خدا قیامت میں اس کا تجھ سے سوال کرے گا۔ اے عائشہؓ میرے برائے نے مجھے حکم دیا ہے کہ بعد وفات ان کو قبر رسولؐ پاس ملاؤں کہ وہ لہنا عہد اپنے رسولؐ خدا سے تازہ کریں۔ واضح ہو کہ میرے بھائی امام حسنؑ کچھ اور رسولؐ دانا ترین مرد تھے۔ اور بائیں کتاب خدا یاد تہذیب تھے۔ اس سے کہ ہنگ حجابِ پردہ رسولؐ خدا کریں۔ اس لئے کہ خدا نے منع کیا ہے۔ بے رخصت داخلِ خدا آنحضرتؐ ہوں۔ اور قرآن میں فرمایا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یدعونکم احدکم ان یرفعوا صواتکم فوق صوت النبی۔ اور میں قسم کھاتا ہوں۔ تو نے اپنے باپ

اور عمر کے لئے نزدیک گوشت حضرت رسولؐ بیچے زمین پر ماسے۔ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو اپنی آواز نزدیک رسول خداؐ پہنچاتے ہیں۔ وہ لوگ وہی ہیں جن کو خدا نے ہر چیز گاری امتحان کی ہے۔ اور تحقیق تیرے باپ اور عمر نے بسبب اپنی نزدیکی کے حضرت رسولؐ کو اذیت دی۔ اور جو خدا نے وہ باب حق رسول خداؐ اور خود آنحضرتؐ نے اپنی زبان مبارک سے ان دونوں کو حکم فرمایا تھا۔ اس کی رعایت نہ کی۔ اس لئے کہ خدا نے مومنوں کے لئے جو عمر نے کے بھی حرام کیا ہے جو ان کی حیات میں حرام تھا۔ اور اسے عائشہ قسم بخدا جس طرح امام حسنؑ کے دفن سے ان کے نانا پاس تو کراہت رکھتی ہے۔ اگر ان کے اور خدا کے درمیان حائل ہوتا۔ اس وقت معلوم ہو جاتا۔ کہ تیرے مندر پر یہاں امام حسنؑ دفن ہوتے ہیں پس محمدؐ نے کہا۔ اسے عائشہ تیرا کچھ ٹھیکہ نہ ہو کہیں استر و خچر پر اور کبھی اونٹ پر سوار ہوتی ہے۔ عداوت بنی ہاشم سے ایک بات پر قائم نہیں۔ عائشہ نے کہا۔ اسے سپرد خفیہ یہ فرزندانِ فاطمہ ہیں۔ جو گفتگو کرتے ہیں۔ تم کسی حسب و نسب پر کلام کرتے ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ محمد بن حنفیہ کو فاطمہ سے دودنہ کرو۔ کہیں فاطمہ ان کی ماں ہیں۔ فاطمہ دختر عمران بن عابد بن عمرو بن مخزوم و فاطمہ بنت اسد و فاطمہ دختر زائدہ بن الاصم پھر امام حسینؑ کو عائشہ نے کہا۔ اٹھ لے جاؤ کہ تم لوگ حضرت میں نہایت جہالت رکھتے ہو۔ اور میں تم سے پہلے ہاں نہیں ہو سکتی۔ پس امام حسینؑ جنازہ امام حسنؑ کو نزدیک قبر جناب فاطمہ لے گئے اور وہاں سے لے چاکر قبرستانِ یثرب میں دفن کیا۔ ابن بابویہ نے بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے چاہا کہ امام حسنؑ کو نزدیک قبر رسول خداؐ دفن کریں۔ اور اکثر لوگوں کو اس کام کے لئے جمع کیا۔ پس ایک شخص نے کہا میں خود امام حسنؑ سے سنا فرماتے تھے میرے برادر حسینؑ سے کہو۔ ایسا نہ کرو تا کہ میرے جنازہ کی وجہ سے خون زمین پر گرے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا امام حسینؑ دست بردار نہ ہوتے اور امام حسنؑ کو مزدان کے نام کے پہلو میں دفن کرتے۔ اور جناب صادق نے فرمایا۔ اول جو عورت استریم بعد وفات حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی۔ وہ عائشہ تھی کہ دفن امام حسنؑ سے اکرا لے ہوئی۔ شیخ مفید و شیخ طوسی و دیگر علمائے اہل عباس و غیرہ سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے جدہ سے دو ہزار دینار امام حسینؑ سے مواضعت حلف و کوفہ کا وعدہ کیا اور اس کے پاس نہ بھیجا کہ امام حسنؑ کے طعام میں ملا دے۔ جب جدہ ملو و طعام امام حسنؑ کے سامنے لائی۔ اور ہر روایت دیگر بعد تناول فرماتے کہ امام حسن علیہ السلام نے کہا۔ انا باللہ وانا الیہ راجعون میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ طاقات محمدؐ سید المرسلین و پیدم سید الوصیین و مادر م فاطمہ زہراؑ چھا جسٹ جو ہیشت میں پیدا کرتے ہیں اور حمزہ سید الشہداء سے فائز ہوا۔ امام حسینؑ ملائے امام حسنؑ کے آئے اور کہا لے جاؤ آپ اپنا حال کیا دیکھتے ہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں اپنے کو اہل روزہ روزائے آخرت اور آخر روزہ

مردمانے دنیا سے پاتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ اپنی اجل پر کسی ہوشی نہیں کر سکتا! اپنے پدر اور جد ہاس جاتا ہوں قبیلہ
اور دو تون اور پڑندوں کی حفاظت کو مکروہ جانتا ہوں۔ اور اس گفتار سے استفادہ کرتا ہوں بلکہ خواہان سطر ہوں۔
اس لئے کہ اپنے جد رسول خداؐ اور اپنے پدر امیر المؤمنینؑ اور اپنی مادر فاطمہ زہراؑ اپنے دو چچا حمزہ و جعفر سے
ملاقات کروں۔ اور خدا عوض ہر گزشتہ اور ثواب خدا ہر مصیبت سے تسلی دینے والا ہے اور جو فوت ہوا
ہے اس کا تدارک کتنا ہے۔ اے برادر میں نے اپنا جگر طشت میں دیکھا اور جانا کہ کس نے یہ کام کیا ہے اور اصل
اس کی کہاں سے ہوئی ہے۔ اگر میں تم سے کہوں تم اس کے ساتھ کیا کر دو گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا: قسم بخدا میں کو
قتل کروں گا۔ یہ سن کر امام حسن علیہ السلام نے فریاد میں تم سے وہ خبر کہوں گا یہاں تک کہ اپنے نانا رسول خداؐ
سے ملاقات کروں گا لیکن میرا وصیت نامہ اکھٹو کر حسن بن علیؑ بن ابی طالب اپنے برادر حسینؑ بن علیؑ بن ابی
طالب سے وصیت کرتا ہے میں یہ احادیث خدا کو اسی دیتا ہوں کہ وہ اپنی خداوندی میں شریک نہیں رکھتا۔
اور وہی لائق پرستش ہے معبودیت میں شریک نہیں رکھتا۔ اور پادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ
محتاج کسی کی اعانت کا نہیں۔ سب چیزوں کو اس نے پیدا کیا ہے۔ اور سب چیزوں کو اس نے مقرر کیا
ہے۔ اور وہی عبادت مزاوار ترین معبودین اور عباد و شامزاد ترین محمودین ہے جو اس کی اطاعت کرے۔
رسدگار ہے اور جو کوئی اس کی معصیت کرے گنہگار ہے اور گمراہ ہے اور جو اس کی طرف توبہ کرے
ہدایت پاتا ہے پس اے برادر حسینؑ میں تم کو ان کے حق میں وصیت و سفارش کرتا ہوں جن کو اپنے بعد
اپنے اہل اور اپنے فرزندوں اور قبائے اہل بیت سے چھوڑے جاتا ہوں کہ ان کے گناہگاروں کے گناہ
سے درگزر کرنا۔ اور ان کے احسان نیکو کار کو قبول کرنا۔ مثل میرے فرزند کے ان سے رہنا۔ اور مثل پدر
مہربان ان پر رہنا۔ اور مجھے حضرت رسولؐ پاس انہیں دھن کرنا۔ اس لئے کہ میں آنحضرتؐ اور خانہ آنحضرتؐ
کا ان لوگوں سے زیادہ ہوں جن کو بے رخصت داخل خانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جلا کہ
خدا نے منع کیا۔ اور قرآن میں فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ**
يُؤْذَنَ لَكُمْ قسم بخدا رسول خداؐ نے ان لوگوں کو اپنی حیات میں بے رخصت اپنے گھر میں جانے کی اجازت
نہیں دی۔ اور اپنی وفات کے بعد بھی ان کو اجازت نہیں دی۔ اور تم کو اجازت دی ہے۔ جب کچھ آنحضرتؐ
سے ہم کو میراث میں ملا ہے اس میں ہم متصرف ہوں لہذا اگر عائشہؓ تم کو منع کرے۔ میں تم کو قسم بقرابت
ورحم دیتا ہوں کہ میرے جنازے کی وجہ سے ذرا سا خون بھی زمین پر نہ پھینے پائے یہاں تک کہ اپنے
نانا سے ملاقات کر کے ان کے سامنے فیصلہ کروں۔ اور جو کچھ ظلم و جور منافقوں سے بعد ان کی وفات
کے ہم کو پہونچے اس کی شکایت کروں۔

بیانِ دفنِ امام حسن علیہ السلام۔ ابن عباس نے کہا: جب امام حسنؑ نے بحالم بھار حیدر حق تعالیٰ رحلت فرمائی۔ اس وقت امام حسینؑ نے مجھے اور عبداللہ بن جعفر اور علی میر سے فرزند کو طالب کیا۔ اور امام حسنؑ کو غسل دے کر چھانک کر دروازہ روضہ رسول خداؐ کھولیں۔ اور جنازہ امام حسنؑ روضہ رسولؐ میں لے جائیں۔ ناگاہ مروان ہمدانی فرزند ان ابوسفیان و عثمان و بنو امیہ جمع آکر مانع ہوا۔ اور کہا: یہ ہرگز نہ کرنے دیں گے۔ کہ عثمان بیدترین حال بقیع میں دفن ہوا۔ اور حسنؑ بن علی رسول خداؐ کے پاس دفن ہوں۔ یہ نہ ہوگا۔ جب تک ملو اور پتلے اور ترکش تیروں سے خالی نہ ہو جائیں۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے فرمایا: حق اس خدا کے جس نے مکہ کو محترم کیا۔ امام حسنؑ فرزند علی علیہ السلام دفن طمرہ ہر اسلام اللہ علیہا و رسول خداؐ صلعم اور ان کے گھر سے بہ نسبت ان لوگوں کے جو بے احازت دفن ہوئے بہت ذبحتی ہیں۔ اور قسم بخدا کہ امام حسنؑ بہ نسبت عثمان خطا کا دے کہ اس نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے بے گناہ نکال دیا۔ اور عمار ابن مسعود کی بے حرمتی کی۔ اور حضرت رسولؐ نے جس کو نکال دیا تھا۔ ان کو پناہ دی۔ نہ بحق زیادہ ہیں۔ بروایت دیگر مروان ستر ممانعت عائشہ از دفنِ امام حسن علیہ السلام۔ یہ سوار جو کہ عائشہ کے پاس گیا اور کہا: حسینؑ بن علی اپنے بھائی کو لائے ہیں کہ پیغمبر خداؐ کے پاس دفن کریں۔ اگر حسنؑ بن علیؑ کو دفن کر دیا تو یقین جانتا قیامت تک تمہارے باپ اور عمر کا فخر بظرت ہو جائے گا۔ عائشہ نے کہا: کیا کروں مروان نے کہا: چل کر منع کرو۔ عائشہ نے کہا: کیونکر مانع ہوں۔ پس رمضان استر سے نیچے اُترا۔ اور عائشہ کو اپنے استر پر سوار کر کے قبر رسول خداؐ کے پاس لایا۔ چھینا چلا تا تھا۔ اور مبنی امیہ کو ترغیب دلاتا تھا۔ کہ حسنؑ بن علیؑ کو ان کے ناما رسول خداؐ کے پہلو میں دفن نہ ہونے دو۔ ابن عباس نے کہا: اس حیض میں میں ناگاہ ہم نے ایک آواز سنی اور ایک شخص کو دیکھا کہ اثر شرفقتہ اس سے ظاہر ہو رہا اور چلا آتا ہے۔ جب ہم نے نظریں دیکھا۔ عائشہ مع چالیس سواروں کے آئی تھیں۔ اور لوگوں کو جنگ و جدال پر تخریص کرتا ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا۔ بلایا۔ اور کہا: اسے پس عمر اس تم سب نے مجھ پر جرات و جسارت ہم پہونچائی ہے اور ہر روز مجھے آزاد دیتے ہو۔ اور چاہتے ہو اسے میرے گھر میں داخل کرو۔ جسے میں دوست و عزیز نہیں رکھتی۔ اور نہیں چاہتی۔ میں نے کہا: واسوا تاہ کبھی اونٹ پر سوار اور کبھی خمر پر سوار ہوتی ہے اور چاہتی ہے کہ خدا کو بگھا دے اور دوستان خدا سے جنگ کرے اور وہ میان رسول خداؐ و دوستان رسول خداؐ شامل ہو۔ پھر عائشہ قریب قبر رسولؐ آئی اور استر سے کود کر چلائے لگی۔ کہ قسم بخدا جب تک میرے سونے ایک بال رہے گا۔ میں حسنؑ بن علیؑ کو یہاں دفن نہ ہونے دوں گی۔ بروایت دیگر جنازہ امام حسنؑ کو تبر بلاں کیا۔ یہاں تک شتر تیر جنازہ امام حسنؑ سے باہر نکل گئے۔ یہ دیکھ بنی امیہ نے چاہا۔ شمشیر کھینچیں اور جنگ کریں! امام حسینؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے برادر کی وصیت

کو مصالح دیکھو۔ اہل ایسا نہ کرو کہ خونریزی ہو۔ بعد اس کے ان اشقیاء سے خطاب کیا۔ کہ اگر میرے برادر کی وصیت ہوتی، مرنواں کو میں یہاں تہہ بادی عند بر دفن کرتا پس جنازہ امام حسنؑ لے گئے اور بقیع میں اپنی جدہ فاطمہ بنت اسد بیان وفات امام حسنؑ زبانی رسولؐ کے پاس دفن کیا۔ ایضاً ابن عباس نے رعایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب میرے فرزند تخت بگھر حسنؑ کو زہر سے شہید کریں گے۔ اس وقت ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس پر روئیں گے۔ اور سب چیزیں روئیں گی۔ یہاں تک کہ عرفان ہوا اور نابینا دیکھا اس پر گریہ کریں گے۔ اور جو اس پر روئے گا۔ اس کی آنکھیں کور نہ ہوں گی۔ جس روز سب کی آنکھیں کور ہوں گی مادی کوئی اس کی مصیبت پر اندوہ ناک ہوگا۔ اس کا دل اندوہ ناک نہ ہوگا۔ جس دن سب دل اندوہ ناک ہوں گے۔ اور جو بقیع میں اس کی زیارت کرے گا۔ اس کا قدم صراط پر ثابت رہے گا۔ جس روز سب قدم صراط پر لڑیں ہوں گے۔ قرب الاسناد میں بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت ہے کہ امام حسینؑ ہر آخری تجو کو قبر امام حسنؑ کی زیارت کو جاتے تھے۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے دو چپاس اور بروایت دیگر تین سو عدد رتوں سے نکاح کیا۔ یہاں تک کہ جناب امیر نے منبر پر فرمایا۔ کہ میرا فرزند حسنؑ مطلق یعنی طلاق دینے والا ہے۔ اپنی دختروں کو اس سے تزویج نہ کرو۔ لوگ کہتے تھے۔ اگر وہ ایک شب کے لئے ہمدی دختر کو تزویج کریں۔ ہمارے غر کے لئے کافی ہے اور جب امام حسنؑ نے

یہ روایت جناب امیرؒ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ شیخانی شنیسی کی تیار کردہ ہے۔ زندگی حضرت علیؑ میں امام حسنؑ نے کسی بوی کو طلاق نہیں دیا۔ کوئی تاریخ یہ ثابت نہیں کرتی۔ اپنے بعد وفات پڑ بزرگوار زیادہ عقیدہ کئے۔ اور طلایق میں لوگ کہتے ہیں۔ مولانا امام حسن عیاش لکھے جو اتنے نکاح پر نکاح کرتے تھے نہیں وجہ یہ بقی طلاق دینے کی حکومت جس کو خلافت کہا جاتا تھا۔ امام حسنؑ میں دہر ملائی کا پالا لگتا ہوں کا مجموعہ غفلت و گندگی کی لپٹ میں گئی کتنی معاویہ سے صلح میں امام حسنؑ کی تیسری شمولی بقی کر بعد معاویہ حکومت کے مالک امام حسینؑ ہو گئے۔ ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰}

انتقال کیا۔ جمیع زنانِ آنحضرت حینِ کو طلاق دیا تھا۔ عقب جنازہ پابریہ نہ آئی تھیں۔ اور گریہ و زاری کرتی تھیں۔ روایت ہے کہ جب امام حسنؑ کا ہنگامِ وفات ہوا۔ امام حسینؑ نے کہا: اے برادر میں چاہتا ہوں آپ کے وقت احتضار سے مطلع ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا: میں نے رسولِ خداؐ سے سنا ہے فرماتے تھے ہم اہل بیت کی عقل مفارقت نہیں کرتی۔ جب تک روح ہمارے بدن میں ہے۔ اپنا ماتمہ میرے ماتمہ میں دو۔ جب میں ملک الموت کو دیکھوں گا۔ تمہارا ماتمہ چھوڑ دوں گا۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے اپنا ماتمہ امام حسنؑ کے ماتمہ میں دے دیا۔ بعد ایک ساعت کے امام حسن علیہ السلام نے امام حسینؑ کے ماتمہ کو چھوڑی سی حرکت دی۔ جب امام حسین علیہ السلام اپنا کان امام حسنؑ کے منہ کے پاس لے گئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا: ملک الموت مجھے کہتے ہیں۔ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ تم سے راضی ہے۔ اور تمہارے نانا شیخِ روزِ جزا ہیں۔

جلد اول ختم شد